حضور ﷺ کی مقدس سیرت پر ایک مستند اور لازوال آئین

آج تک جتنی بھی سیرت نبوی پر کتابیں لکھی گئی ہیں وہ تمام کی تمام اس عظیم کتاب کی محتاج ہیں

سیرت النبی ﷺ کامل مرتبہ ابن ہشام

ترجمہ و تہذیب

مولانا عبدالجلیل صدیقی ——— مولانا غلام رسول مہر

شیخ غلام علی اینڈ سنز پرنٹرز، پبلشرز

کشمیری بازار ——— نذر باغ ——— ہسپتال روڈ ——— بندر روڈ ——— اردو پ

لاہور پشاور حیدرآباد کراچی لاہ

سیرت ابن هشام

حصہ دوم

210/-
P1

گوشہ ڈاکٹر عرش صدیقی

سلسلۂ نصابات علوم اسلامیہ عثمانیہ

نشان (۳۸۱)

سیرت ابن ہشام

حصۂ دوّم

مصنفۂ

محمد عبد الملک ابن ہشام

مترجمۂ

مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی

(کمالِ تفسیر)

سابق لکچرار چادرگھاٹ کالج بلدہ

M.A.H. ZUBAN ★ MAKTABA ★ ... ★ 210

سنہ ۱۳۶۸ھ سنہ ۱۳۵۸ف سنہ ۱۹۴۹ء

مطبوعۂ

دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن

FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No 076241
MAS.O
MAILSI

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

إهداء من المكتبة المركزية

فہرست مضامین

سیرت ابن ہشام

حصۂ دوم

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اسراء یعنی رات کا سفر اور معراج کا بیان	۱	بنی ثقیف سے امداد حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت ۔	۴۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ معراج اور ان نشانیوں کا بیان جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں ملاحظہ فرمایا ۔	۱۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداس نصرانی کا واقعہ ۔	۴۸
ہنسی اڑانے والوں کی سزا اللہ کی طرف سے ۔	۱۴	حالات جن اور اللہ عزوجل کے قول "وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ" کا نزول ۔	۵۰
ابوازبہر الدوسی کا قصہ ۔	۲۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو قبیلے والوں پر پیش کرنا ۔	۵۱
ابوطالب اور خدیجہ کی وفات اور اس کے قبل و بعد کے واقعات ۔	۳۰		
	۳۹		

مضمون	صفحہ
سوید بن الصامت کا حال۔	۵۶
اسلام ایاس بن معاذ اور قصہ ابی الحیسر	۶۰
انصار میں اسلام کی ابتداء۔	۶۱
واقعہ عقبہ الاولیٰ اور مصعب بن عمیر کا تعوذ اور اس سے متعلقہ واقعات	۶۴
مدینے میں جمعہ کی پہلی نماز۔	۶۷
سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر کے اسلام کا حال۔	۶۸
بیان عقبہ ثانیہ۔	۷۴
بارہ سرداروں کے نام اور قصہ عقبہ کا اختتام۔	۸۱
سویرے قریش کا انصار کے پاس پہنچنا اور بیعت کے متعلق گفتگو	۸۸
قریش کا انصار کی تلاش میں نکلنا	۸۹
عمرو بن الجموح کے بت کا قصہ۔	۹۴
عقبہ دوم کی بیعت کی شرطیں۔	۹۷
فصل۔ حاضرین عقبہ کے نام۔	۹۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حکم جنگ کا نزول۔	۱۰۹
مدینے کی جانب ہجرت کرنے والوں کا ذکر	۱۱۱
(حضرت) عمر کی ہجرت اور آپ کے ساتھ مدینے کی طرف عیاش کے جانے کے حالات۔	۱۲۱
عمر رضی اللہ عنہ کا خط ہشام بن العاص کی طرف	۱۲۳
ولید بن الولید کا عیاش و ہشام کے لیے نکلنا۔	۱۲۵
مدینہ میں انصار کے پاس مہاجرین کی فرودگاہیں اللہ ان سب سے راضی رہے۔	۱۲۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت۔	۱۲۹
قریش کے سربرآوردہ لوگوں کا جمع ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپس میں مشورہ کرنا۔	۱۲۹
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے گھر سے نکلنا اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر چھوڑنا۔	۱۳۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے کی جانب ہجرت کے واقعات۔	۱۳۷
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات غار میں ابوبکرؓ کے ساتھ	۱۳۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	

مضمون	صفحہ
کے سفر کی سمت کے متعلق ایک جن کی غیبی آواز کی خبریں۔	۱۴۲
ابو قحافہ کا اسماء کے پاس آنا۔	۱۴۴
سراقہ کی حالت اور اس کا سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جانا۔	۱۴۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت کی منزلیں۔	۱۴۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے میں قیام اور وہاں آپ کے نزول کے مقامات اور مسجد کی تعمیر۔	۱۵۰
مسجد کی تعمیر۔	۱۵۵
مسجد کی تعمیر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کہ عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی	۱۵۶
مہاجرین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینے میں آ ملنا۔	۱۶۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ۔	۱۶۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خطبہ۔	۱۶۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی	

مضمون	صفحہ
وہ تحریر جو آپ نے مہاجرین و انصار کے باہمی تعلقات کی نسبت اور یہود سے مصالحت کے طور پر لکھ دی۔	۱۶۷
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کرنا۔	۱۸۱
ابو امامہ اسعد بن زرارہ کی موت اور بنی النجار کی سرداری کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان۔	۱۸۴
نمازوں کے لیے اذان کی ابتداء	۱۸۶
ابو قیس بن ابی انس کا حال۔	۱۸۹
یہودیوں میں کے دشمنوں کے نام۔	۱۹۶
عبداللہ بن سلام کا اسلام۔	۱۹۹
مخیریق کا اسلام۔	۲۰۱
صفیہ کی گواہی	۲۰۲
یہود کے ساتھ انصار میں کے ملنے جلنے والے منافق۔	۲۰۳
یہود کے عالموں میں سے صرف ظاہر داری سے اسلام اختیار کرنے والے۔	۲۱۷

مضمون	صفحہ
منافقوں کی اہانت و ذلت اور ان کا مسجد سے نکالا جانا۔	۲۱۹
سورۂ بقرہ میں منافقوں اور یہودیوں کے متعلق جو نازل ہوا۔	۲۲۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود اور نصاریٰ کا جھگڑا۔	۲۶۹
کعبے کی جانب تحویل قبلہ کے وقت یہود کی باتیں۔	۲۷۲
یہودیوں کا توریت کی سچی باتوں کو چھپانا۔	۲۷۶
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام پر ان کا جواب۔	۲۷۷
بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کا جمگھٹا۔	۲۷۷
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کی عبادت گاہ میں تشریف لے جانا۔	۲۷۹
انصار کو آپس میں لڑا دینے کی (یہود) کی کوشش۔	۲۸۶
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ فنحاص کا حادثہ۔	۲۹۳
یہود کا لوگوں کو کنجوسی کا حکم دینا۔	۲۹۶
صداقت سے یہود کا انکار۔	۲۹۸
جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر تو یا بنا لی تھیں۔	۳۰۱
نزول (قرآن) سے ان کا انکار۔	۳۰۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بڑے پتھر کے ڈالنے پر ان کا اتفاق۔	۳۰۵
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب حکم رجم کے متعلق یہود کا رجوع۔	۳۰۷
خونہا میں ان لوگوں کے مظالم۔	۳۱۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین سے برگشتہ کرنے کا یہودیوں کا ارادہ۔	۳۱۳
عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے یہودیوں کا انکار!	۲۱۴
منافقوں کے کچھ حالات۔	۳۵۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیمار صحابیوں کا بیان۔	۳۶۲
تاریخ ہجرت۔	۳۶۵
غزوہ ودان آپ کے غزوات میں یہ سب سے پہلا غزوہ ہے۔	۳۶۶

مضمون	صفحہ
عبیدہ بن الحارث کا سریہ اور یہ پہلا پرچم تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا تھا۔	۳۶۶
سیف البحر کی طرف حمزہ رضی اللہ عنہ کا سریہ۔	۳۷۴
غزوۂ بواط۔	۳۸۰
غزوۃ العشیرہ۔	۳۸۱
سریہ سعد بن ابی وقاص۔	۳۸۳
غزوۂ سفوان اور اسی کا نام غزوۂ بدر الاولیٰ بھی ہے۔	۳۸۴
کعبے کی جانب قبلے کی تحویل۔	۳۹۲
غزوۂ بدر کبریٰ۔	۳۹۳
عاتکہ بنت عبد المطلب کا خواب کنانہ اور قریش میں جنگ اور واقعہ بدر کے دن ان کا درمیان میں آنا۔	۳۹۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا قریش کے پیچھے نے کے متعلق جبیر بن المطعم کا خواب۔	۳۹۸
	۴۰۱
	۴۱۱
قریش کی طرف ابوسفیان کا خط۔	۴۱۱
بنی زہرہ کو لیکر اخنس کی واپسی۔	۴۱۲
ان لوگوں کا وادی کے کنارے اترنا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے	۴۱۳

مضمون	صفحہ
سائبان کی تیاری۔	۴۱۵
قریش کی آمد۔	۴۱۶
جنگ سے قریش کی واپسی کا مشورہ	۴۱۸
الاسود المخزومی کا قتل۔	۴۲۱
عتبہ کا مقابلہ اپنے مقابلے کے لیے	۴۲۱
دونوں جماعتوں کا مقابلہ	۴۲۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پروردگار کو امداد کے لیے قسمیں دینا	
یا بتاکید دعا کرنا۔	۴۲۴
آپ کا اپنے صحابہ کو جنگ کی ترغیب دینا۔	۴۲۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکوں پر کنکریاں پھینکنا اور ان کا شکست کھانا۔	۴۲۷
مشرکین کو قتل کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا۔	۴۲۸
امیہ بن خلف کا قتل۔	۴۳۲
جنگ بدر میں فرشتوں کی حاضری	۴۳۵
ابوجہل بن ہشام کا قتل۔	۴۴۰
عکاشہ کی تلوار۔	۴۴۱
مشرکین کا گڑھے میں ڈالا جانا۔	۴۴۳
ان نوجوانوں کا بیان جن کے متعلق الذین تتوفاھم الملائکہ	

مضمون	صفحہ
ظالمی انفسہم نازل ہوا۔ بدر میں اور قیدیوں کے عوض جو مال ملا اس کا بیان۔	۴۵۰
ابن رواحہ اور زید کے ذریعے خوشخبری کی روانگی۔	۴۵۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر سے واپسی۔	۴۵۳
النضر اور عقبہ کا قتل۔	۴۵۴
قریش کے آفت زدوں کا مکہ پہنچنا۔	۴۵۶
ابوجہل بن عمرو کا حال۔	۴۵۹
ابوالعاص بن ربیع کی قید۔	۴۶۲
زینب کا مدینے کی جانب سفر	۴۶۸
ابوالعاص بن الربیع کا اسلام۔	۴۷۱
قریش میں (قاصدوں کو) دوڑانے لگانے والے	۴۸۸
بدر کے روز مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام۔	۴۹۱
	۴۹۲

مضمون	صفحہ
سورۂ انفال کا نزول۔ فہرست ان مسلمانوں کی جو بدر میں حاضر تھے۔	۴۹۳
انصار اور ان کے سائبان۔	۵۲۲
جنگ بدر میں مسلمانوں میں سے جو لوگ شہید ہوئے۔	۵۲۳
بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے۔	۵۳۴
جنگ بدر کے مشرک قیدیوں کے نام	۵۵۵
جنگ بدر کے متعلق اشعار۔	۵۶۴
مقام کدر میں بنی سلیم کا غزوہ۔	۵۶۰
غزوۃ السویق۔	۵۶۵
غزوہ ذی امر۔	۵۶۶
بحران کا غزوۃ الفرع۔	۵۶۸
بنی قینقاع کا واقعہ۔	۵۶۹
نجد کے چشموں میں مقام القردۃ کی طرف	۵۷۵
زید بن حارثہ کا سریہ۔	۵۷۵
کعب بن اشرف کا قتل۔	۵۷۶
محیصہ اور حویصہ کا سال	۵۸۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسراء یعنی رات کا سفر اور معراج کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ راوی نے کہا کہ ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق مطلبی سے (یہ) روایت (بیان) کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مکہ میں قریش اور تمام قبیلوں میں اسلام پھیل گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف جس کا نام بیت المقدس ہے جو ملک ایلیاء میں واقع ہے رات میں سفر کرایا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کا سفر بھی ہے۔ اس میں عبداللہ بن مسعود ابو سعید خدری محمد بن مسلم صلی اللہ علیہ وسلم (سیدتنا) عائشہ، معاویہ بن ابی سفیان۔ حسن بن ابی الحسن بصری۔ ابن شہاب زہری اور قتادہ وغیرہ اہل علم اور ابوطالب کی بیٹی ام ہانی کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے ہر شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کے بعض ان واقعات کی خود آپ سے روایت کرتا ہے جو اس سے ذکر کیے گئے آپ کے اس سفر میں اور ان حالات میں جن کی آپ سے روایتیں آئی ہیں آزمایش اور

۔ (یعنی ہم نے کچھ اضافہ نہیں کیا ہے۔ (احمد محمودی)

(کھوٹے کھرے کی) جانچ تھی اور اللہ عزوجل کی قدرت وسلطنت کے معاملوں میں تا ایک اہم معاملہ تھا۔ اس میں عقلمندوں کے لیے (درس) عبرت ہے۔ ہدایت ورحمت ہے۔ اور ایمانداروں، تصدیق کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین رکھنے والوں کے لیے ثابت قدمی ہے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا اور جس طرح چاہا راتوں رات سفر کرایا کہ اپنی نشانیوں میں سے جس قدر چاہے آپ کو بتلائے یہاں تک کہ آپ نے اس کی سلطنت عظیمہ اور اس کی اس قدرت کو جس کے ذریعے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے خوب معائنہ فرمالیا۔ غرض مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں ان میں یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس براق لایا گیا اور براق ایک چوپایہ ہے جس پر آپ سے پہلے کے انبیاء بھی سوار کرائے گئے تھے جو اپنا سم اپنی نظر کی انتہا پر رکھتا ہے۔ آپ اس پر سوار کرائے گئے اور آپ کو ساتھ لیے کر نکلا اور آپ آسمان اور زمین کے درمیان کی نشانیاں ملاحظہ فرماتے جارہے تھے یہاں تک کہ آپ بیت المقدس پہنچے اور اس میں ابراہیم، موسیٰ، اور عیسیٰ اور چند اور انبیاء (علیہم السلام) کو پایا جو آپ کے لیے جمع کیے گئے تھے۔ آپ نے انھیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ کے پاس تین برتن لائے گئے۔ ایک برتن میں دودھ، ایک میں شراب اور ایک میں پانی تھا راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

فَسَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ حِينَ عُرِضَتْ عَلَيَّ إِنْ أَخَذَ الْمَاءَ غَرِقَ[1] وَغَرِقَتْ أُمَّتُهُ، وَإِنْ أَخَذَ الْخَمْرَ غَوَى[2] وَغَوَتْ أُمَّتُهُ، وَإِنْ أَخَذَ اللَّبَنَ فَشَرِبَ هُدِيَ[3] وَهُدِيَتْ أُمَّتُهُ قَالَ: فَأَخَذْتُ إِنَاءَ اللَّبَنِ فَشَرِبْتُ

[1] (الف) میں فغرق ہے۔ [2] (الف) میں فغوی ہے۔ [3] (ت) میں شھدی ہے۔ (احمد محمودی)

مِنْهُ: فَقَالَ لِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: هُدِيتَ وَهُدِيَتْ أُمَّتُكَ يَا مُحَمَّدُ.

جب وہ (برتن) میرے سامنے پیش ہوئے، تو میں نے کسی گمبے والے کو کہتے سنا: کہ اگر اس نے پانی لیا (تو خود بھی) ڈوبا اور اس کی امت (بھی) ڈوبی۔ اور اگر اس نے شراب لی (تو خود بھی) گمراہ ہو اور اس کی امت (بھی) گمراہ ہوئی۔ اور اگر اس نے دودھ لیا (تو خود بھی) راہ راست پائی اور اس کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی۔ فرمایا کہ پھر تو میں نے دودھ ہی کا برتن لے لیا اور اس میں سے پیا تو جبریل نے مجھ سے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے راہ راست پالی اور آپ کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی۔

ابن اسحٰق نے کہا حسن سے مجھے حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ فِي الْحِجْرِ إِذْ جَاءَنِي جِبْرِيلُ، فَهَمَزَنِي بِقَدَمِهِ فَجَلَسْتُ، فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، فَعُدْتُ إِلَى مَضْجَعِي، فَجَاءَنِي الثَّانِيَةَ فَهَمَزَنِي بِقَدَمِهِ فَجَلَسْتُ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، فَعُدْتُ إِلَى مَضْجَعِي، فَجَاءَنِي الثَّالِثَةَ فَهَمَزَنِي بِقَدَمِهِ فَجَلَسْتُ، فَأَخَذَ بِعَضُدِي. فَقُمْتُ مَعَهُ، فَخَرَجَ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَإِذَا دَابَّةٌ أَبْيَضُ بَيْنَ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ فِي فَخِذَيْهِ

ے ۔ ۔ ۔ (اس نے) جلسہ کر دیا ہے جو بالکل غلط ہے۔ (احمد محمودی)

جَبَنَا حَانَ يَحْفِزُ بِهِمَا رِجْلَيْهِ يَقَعُ يَدَهُ فِي مُنْتَهَى طَرْفِهِ. فَحَمَلَنِي عَلَيْهِ

ثُمَّ خَرَجَ مَعِي لَمْ يَفُتْنِي وَلَا أَفُوتُهُ

اسی اثناء میں کہ میں (مقام) حجر میں سو رہا ہوں کہ میرے پاس جبریل آئے۔ پھر انھوں نے مجھے اپنے پاؤں سے دبایا تو میں (اٹھ) بیٹھ گیا تو میں نے کوئی چیز نہ دیکھی تو پھر میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا (یعنی پھر لیٹ گیا) دوبارہ پھر وہ آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو پھر میں (اٹھ) بیٹھا تو کچھ نہ دیکھا تو پھر میں اپنی آرام گاہ کی طرف لوٹ تو تیسری بار وہ میرے پاس آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو میں (اٹھ) بیٹھا تو انھوں نے میرا بازو پکڑ لیا تو میں ان کے ساتھ کھڑا ہوا تو وہ مجھے لیکر مسجد کے دروازے کی طرف نکلے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید چوپایہ خچر و گدھے کے درمیان (قد والا) موجود ہے جس کی رانوں میں دو بینکھ ہیں جن سے وہ اپنے دونوں پاؤں کو کرید رہا ہے (اس کی صفت یہ ہے) کہ اپنی نظر کی انتہا پر اپنا اگلا پاؤں رکھتا ہے۔ غرض نے مجھے اس پر سوار کرایا۔ اس کے بعد میرے ساتھ نہ چلے۔ نہ وہ مجھ سے دور ہوتے اور نہ میں ان سے۔

ابن اسحٰق نے کہا قتادہ سے مجھے حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے کہا مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

۴ لَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ لِأَرْكَبَهُ شَمَسَ فَوَضَعَ جِبْرِيلُ يَدَهُ عَلَى مَعْرِفَتِهِ

۵۔ (ب) میں یحفزانے مجھ سے ہے جس کے معنی ہیں ڈھکیل رہا ہے چھو رہا ہے۔
(احمد محمود)

ثُمَّ قَالَ: أَلَا تَسْتَحْيِي يَا بُرَاقُ مِمَّا تَصْنَعُ؟ فَوَاللّٰهِ مَا رَكِبَكَ عَبْدٌ لِلّٰهِ

قَبْلَ مُحَمَّدٍ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ. قَالَ: فَاسْتَحْيَى حَتَّى ارْفَضَّ عَرَقًا،

ثُمَّ قَرَّ حَتَّى رَكِبَتْهُ۔

جب میں سوار ہونے کے لیے اس کے پاس گیا
تو شوخی کرنے لگا تو جبریل نے اپنا ہاتھ اس کی ایال پر رکھ کر
کہا اے براق تو جو کچھ کر رہا ہے اس سے کیا تجھے شرم نہیں آتی۔
اللہ کی قسم! محمد سے پہلے تجھ پر کوئی بندہ سوار
نہیں ہوا جو اللہ کے پاس آپ سے زیادہ عزت والا ہو۔ فرمایا
تو وہ اتنا شرمندہ ہوا کہ پسینہ پسینہ ہو گیا اور خاموش کھڑا
ہو گیا یہاں تک کہ میں اس پر سوار ہو گیا۔

حسن نے اپنے بیان میں کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے
اور جبریل بھی آپ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ آپ کو لیکر بیت المقدس پہنچے
اس میں ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو اور دوسرے چند انبیاء علیہم السلام کے
ساتھ پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امامت کی اور نہیں نماز
پڑھائی۔ پھر دو برتن لائے گئے ان میں سے ایک میں شراب تھی اور دوسرے
میں دودھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا برتن لیا اور
اس سے نوش فرمایا اور شراب کے برتن کو چھوا بھی نہیں۔

راوی نے کہا تو جبریل نے کہا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا اور
آپ کی امت بھی سیدھے راستے پر لگ گئی اور شراب آپ لوگوں پر حرام
کر دی گئی۔

راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی جانب
لوٹے اور جب صبح ہوئی۔ سویرے آپ قریش کے پاس پہنچے تو اس وقت

کی انھیں اطلاع دی۔ اکثر لوگوں نے کہا کہ واللہ یہ تو صاف خلاف عقل یا انکار کے قابل ہے۔ خدا کی قسم! مکہ سے شام کی جانب اونٹ ایک ماہ میں جاتے اور ایک ماہ میں لوٹ کر آتے ہیں تو کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مسافت ایک رات میں طے کر لے گا اور واپس مکہ بھی آجائے گا۔

راوی نے کہا کہ اس سبب سے بہت سے لوگ جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا مرتد ہو گئے اور لوگ ابوبکر کے پاس گئے اور ان سے کہا اے ابوبکر! کیا تمھیں تمھارے دوست کے متعلق (اب بھی کوئی حسن ظن) ہے۔ وہ تو دعویٰ کرتا ہے کہ آج کی رات وہ بیت المقدس پہنچا اور اس میں نماز پڑھی اور مکہ واپس آیا۔

راوی نے کہا تو ابوبکر نے کہا۔ تو کیا تم ان کو جھٹلاتے ہو انھوں نے کہا ہاں (ہم تو جھٹلاتے ہیں۔ یہ وہ تو مسجد میں لوگوں سے بیان کر رہا ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ واللہ اگر انھوں نے ایسا کہا تو سچ کہا۔ تمھیں اس میں حیرت [illegible] انھوں نے تو مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ ان کے پاس [illegible] آسمان سے زمین تک [illegible] کی ایک بڑی [illegible] کی تصدیق کرتا ہوں اور یہ بات تو اس سے بھی [illegible] تم تعجب کر رہے ہو۔ پھر آپ آئے اور رسول اللہ [illegible] پاس پہنچے اور عرض کی اے اللہ کے نبی! صلی اللہ [illegible] لوگوں سے بیان فرمایا کہ آج رات آپ بیت المقدس [illegible] فرمایا نعم۔ ہاں عرض کی اے اللہ کے نبی! اس کے [illegible] سے بیان فرمائیے کیونکہ میں وہاں جا چکا ہوں۔

حسن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَرُفِعَ لِيَ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ

وہ میرے سامنے اس طرح پیش کر دیا گیا کہ میں اسے

دیکھنے لگا

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر سے اس کے اوصاف بیان فرمانے لگے اور ابو بکر عرض کرتے جاتے تھے آپ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں جو جو چیز اس میں کی آپ ن سے بیان فرماتے وہ عرض کرتے جاتے۔ آپ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں یہاں تک کہ جب بیان ختم ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا:۔

"أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقُ"

اے ابو بکر تم صدیق ہو۔ غرض اسی دن آپ نے انھیں صدیق کا لقب عطا فرمایا۔

حسن نے کہا کہ اسی وجہ سے ان لوگوں کے متعلق جو اپنے اسلام سے مرتد ہوگئے اللہ نے نازل فرمایا:۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا

جو نظارہ ہم نے تجھ کو دکھایا اور جس درخت پر قرآن میں لعنت کی گئی یہ تو لوگوں کے لیے ہم نے صرف یک آزمایش بنائی تھی اور ہم انھیں ڈراتے ہیں تو یہ ڈرانا ان میں سخت سرکشی ہی کو زیادہ کرتا ہے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راست سے کے سفر کا یہ وہ بیان تھا جس کی روایت حسن سے پہنچی ہے اور قتادہ کی روایت کا ایک حصہ بھی اس میں داخل ہوا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو بکر کے خاندان کے بعض افراد نے مجھ سے بیان کیا کہ (ام المومنین) عائشہ کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا جسم (مبارک کہ سنت) غائب نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ نے آپ کو روحی سفر کرایا تھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حقیقت کیا تھی۔ غرض آپ وہاں (یعنی
بیت مقدس) تشریف لے گئے اور اللہ کے حکم سے وہاں آپ نے
جو جو چیزیں دیکھیں وہ کسی دیکھنے والے نے بیان نہیں کیں
سوائے اس کے جو واقعہ حق الامر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث
میں ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو جب آپ نے دیکھا
تو ان کے متعلق فرمایا۔

"أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَلَمْ أَرَ رَجُلًا أَشْبَهَ بِصَاحِبِكُمْ وَلَا صَاحِبُكُمْ أَشْبَهَ
بِهِ مِنْهُ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ طُوَالٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ أَقْنَى كَأَنَّهُ مِنْ
رِجَالِ شَنُوءَةَ وَأَمَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَرَجُلٌ أَحْمَرُ بَيْنَ الْقَصِيرِ وَالطُّوَيْلِ
سَبْطُ الشَّعْرِ كَثِيرُ خِيلَانِ الْوَجْهِ كَأَنَّهُ خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ يَعْنِي
رَأْسَهُ يَقْطُرُ مَاءً وَلَيْسَ بِهِ مَاءٌ أَشْبَهُ رِجَالِكُمْ بِهِ عُرْوَةُ
ابْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ"

ابراہیم (کا حلیہ تو یہ تھا کہ) میں نے ان کی بہ نسبت
تمہارے دوست (یعنی خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم)
سے زیادہ مشابہ کسی کو نہیں دیکھا اور نہ تمہارے دوست کی

---

(۱) (ف) یہ بجائے یقطر کے ینقض بضاد معجمہ کہیں ہے جو غلط اور بے معنی ہے۔
(احمد محمودی)

بہ نسبت کسی کو ان سے زیادہ مشابہ دیکھا۔ اور موسیٰ تو ایک گندم گوں لمبے۔ دبلے پتلے۔ گھونگر والے بال والے بلند بینی شخص تھے گویا وہ (قبیلہ) شنوءہ کے لوگوں میں کی ایک فرد ہے اور عیسیٰ بن مریم تو ایک سرخ (سپید) میانہ قد سیدھے بال اور چہرے پر بہت سے خال والے شخص تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حمام سے نکلے ہیں تم خیال کرو گے کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے حالانکہ وہاں پانی نہیں۔ تم میں سے ان سے سب سے زیادہ مشابہ عروۃ بن مسعود الثقفی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ

بن ہشام نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ جس کا ذکر غیر سے آیا اور خاص عمر سے ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی طالب کی روایت سے کیا ہے یہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ علی (رضی اللہ عنہ) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان کرتے تھے کہ آپ نہ بہت دراز قامت تھے نہ بہت پست قد۔ میانہ قامت لوگوں میں سے تھے نہ بہت گھونگر والے بال والے تھے نہ بالکل سیدھے بال والے بلکہ کچھ گھونگر والے بال والے تھے۔ اور نہ بہت موٹے اور نہ بہت دبلے پتلے۔ سر بڑا۔ ہتھیلیاں اور پاؤں بھرے ہوئے۔ جوڑ بند۔ شانوں کے درمیان کشادہ۔ سینہ تک بالوں کی باریک لکیر۔ تمام جسم بالوں سے خالی۔ ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت۔ رفتار میں قدم (مبارک) زمین پر جمتے تھے (یعنی تیز رفتار) گویا نشیب کی جانب چل رہے ہیں جب کسی جانب توجہ فرماتے تو فوراً توجہ فرماتے آپ کے دونوں شانوں کے

درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سخاوت میں سب سے زیادہ کشادہ دست اور جرأت میں سب سے زیادہ قوی دل۔ گفتگو میں سب سے زیادہ سچے۔ عہد کے سب سے زیادہ پورا کرنے والے۔ سب سے زیادہ نرم طبیعت والے۔ اور معاشرت میں سب سے زیادہ کریمانہ اخلاق۔ جو بھی پہلی جس نے آپ کو دیکھا وہ مرعوب ہو گیا۔ اور جس نے آپ کے ساتھ میل ملاپ رکھا۔ آپ سے محبت کرنے لگا۔ آپ کی نعت کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ کا سا نہ پہلے کسی کو دیکھا نہ آپ کے بعد (صلی اللہ علیہ وسلم)

ابن اسحٰق نے کہا مجھے ابو طالب کی بیٹی ام ہانی سے، جن کا نام ہند تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسراء کے متعلق جو روایت پہنچی اس میں یہ تھا۔ کہ وہ کہا کرتی تھیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات سفر کرایا گیا آپ اس رات میرے ہی گھر میں تھے اور میرے پاس ہی آرام فرما رہے تھے۔ آپ نے عشاء پڑھی۔ اس کے بعد آرام فرمایا اور ہم بھی سو گئے اور جب صبح کے قریب کا وقت تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جگایا اور جب آپ نے عشاء کی نماز پڑھ لی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھ لی تو آپ نے فرمایا۔

يَا أُمَّ هَانِئٍ قَدْ صَلَّيْتُ مَعَكُمُ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ كَمَا رَأَيْتِ بِهَذَا الْوَادِي ثُمَّ جِئْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَصَلَّيْتُ فِيهِ ثُمَّ قَدْ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْغَدَاةِ مَعَكُمُ الْآنَ كَمَا تَرَيْنَ۔

اے ام ہانی! میں نے رات کی آخری نماز تو تم لوگوں کے ساتھ اسی وادی میں پڑھی جیسا کہ تم نے بھی دیکھ لیا پھر بیت المقدس پہنچا اور وہاں نماز پڑھی۔ پھر صبح کی نماز ابھی تمہارے ساتھ پڑھی جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو۔

پھر آپ کھڑے ہوئے کہ باہر تشریف لے جائیں تو میں نے آپ کی

چادر کا کنارہ پکڑ لیا آپ کے شکم مبارک سے چادر ہٹ گئی تو ایسا معلوم ہوا کہ قبطی کپڑا (جو نہایت سفید اور باریک ہوتا ہے) تہ کیا ہوا ہے میں نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی یہ بات لوگوں سے نہ بیان فرمائیے کہ وہ آپ کو جھٹلا دیں گے اور آپ کو تکلیف دیں گے۔ آپ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَأُحَدِّثَنَّهُمْ

واللہ! میں یہ تو ان سے ضرور بیان کروں گا۔

تو میں نے بنی ایک حبشیہ لونڈی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جاتا کہ تو سن سکے کہ آپ لوگوں سے کیا فرماتے ہیں اور لوگ آپ کو کیا جواب دیتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر لوگوں کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے انہیں بیٹھنے کی ہدایت فرمائی تو وہ حیران ہو گئے اور کہا اے عمر! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی حالت کیا ہے کیونکہ ہم نے تو اس طرح سے کبھی آپ کو نہیں سنا تھا آپ نے فرمایا۔

آيَةُ ذَلِكَ أَنَّهُ مَرَّتْ بِي بَنِي فُلَانٍ بِوَادِي كَذَا وَكَذَا فَصَفَّهُمْ حِسَّ الدَّابَّةِ فَنَادَاهُمْ بِبَعِيرٍ فَأَنَاخُوهُ عَلَيْهِ ثُمَّ نَادَاهُمْ إِلَى اسْتِ مِسْعَدَةَ قَبَّلْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِضَجْنَانَ مَرَّتْ بِي بَنِي فُلَانٍ فَوَجَدْتُ الْبَيْضَاءَ أَكْوَانًا فِي رَحْلِهَا قَدْ غَطَّاهَا عَلَيْهِ شَيْءٌ فَكَشَفْتُ عَنْهَا وَنَظَرْتُ مَا فِيهِ ثُمَّ غَطَّيْتُ عَلَيْهِ كَمَا كَانَ وَهِيَ ذَاتُ أَبَنَيْنِ فِيهِمْ الْآنَ تُرَبَّبُ مِنَ الْبَيْضَاءِ ثَنِيَّةُ التَّنْعِيمِ يَتْبَعُهَا جَمَلٌ أَوْرَقُ

عَمْيَاءُ عَرْجَاءُ كِلْتَا عَيْنَيْهَا سَوْدَاءُ وَالْأُخْرَى بَرْقَاءُ۔

اس کی علامت یہ ہے کہ میں فلاں قبیلے کے قافلے کے پاس گزرا جو فلاں وادی میں تھا تو اس قافلے کے اونٹوں کو (میری سواری کے) اس جانور کے احساس نے بدکا دیا اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تو میں نے اس اونٹ کی جانب ان کی رہنمائی کی جبکہ میں شام کی طرف جا رہا تھا۔ پھر میں واپس آیا یہاں تک کہ جب میں مقام ضجنان میں فلاں قبیلے کے پاس سے گزرا تو میں نے ان لوگوں کو سوتا پایا اور ان کا ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا۔ انھوں نے اس پر کوئی چیز ڈھانک دی تھی۔ میں نے اس کے ڈھکنے کو کھولا اور جو چیز اس میں تھی وہ پی لی۔ پھر جیسا تھا اس پر ویسا ہی اسے ڈھانک دیا۔

اس کی یہ علامت ہے کہ ان کا قافلہ اس وقت مقام ہزمیہ کے کوہ تنعیم سے اتر رہا ہے۔ اس کے آگے ایک بھورا سیاہی مائل اونٹ ہے جس پر دو تھیلے ہیں۔ ان میں کا ایک تو سیاہ ہے اور دوسرا مختلف رنگ کا ہے۔

ام ہانی نے کہا کہ پھر تو لوگ اس پہاڑی کی جانب دوڑے تو انھیں پہلا اونٹ نہ ملا جس طرح کہ آپ نے بیان فرما دیا تھا (یعنی وہ پہاڑی سے اتر کر آگے بڑھ چکا تھا) اور ان لوگوں نے ان (قافلے والوں) سے اس برتن کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے انھیں خبر دی کہ اس میں انھوں نے پانی بھر کر رکھا تھا اور اسے ڈھانک دیا بھی تھا اور جب وہ اٹھے تو اس کو انھوں نے اسی طرح ڈھنکا ہوا پایا جس طرح انھوں نے اسے ڈھانک دیا تھا لیکن اس میں انھوں نے پانی نہ پایا اور دوسرے لوگوں سے بھی دریافت کیا جو مکہ میں آ چکے تھے تو انھوں نے بھی کہا کہ اس نے سچ کہا۔ بے شک ہمارے اونٹ اسی وادی میں جس کا ذکر کیا گیا ہے بدکے تھے اور ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا تو ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو ہمیں اس جانب بلا رہا تھا حتیٰ کہ ہم نے

اس (اونٹ) کو پکڑ لیا۔

معراج اور ان نشانیوں کا بیان جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں ملاحظہ فرمایا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا ابو سعید خدری کی روایت بیان کی کہ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (یہ) فرماتے سنا:۔

لَمَّا فَرَغْتُ مِمَّا كَانَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ أُتِيَ بِالْمِعْرَاجِ وَلَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ وَهُوَ الَّذِي يَمُدُّ إِلَيْهِ مَيِّتُكُمْ عَيْنَيْهِ إِذَا حُضِرَ فَاصْعَدَ فِي صَاحِبِي فِيهِ حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يُقَالُ لَهُ بَابُ الْحَفَظَةِ عَلَيْهِ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُقَالُ لَهُ إِسْمَاعِيلُ تَحْتَ يَدَيْهِ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ مَلَكٍ تَحْتَ يَدَيْ كُلِّ مَلَكٍ مِنْهُمْ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ مَلَكٍ۔

بیت المقدس میں جو کچھ ہوا اس سے جب میں فارغ ہوا

تو سیڑھی لائی گئی اور میں نے اس سے بہتر کبھی کوئی چیز نہیں
دیکھی اور یہی وہ چیز ہے جس کی جانب تمہارے مردے اپنی
آنکھیں کھولے تکتے رہتے ہیں جب موت آتی ہے اس کے
بعد میرے ساتھی نے مجھے اس پر چڑھا دیا یہاں تک کہ
مجھے لیکر آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے تک
پہنچا جس کا نام باب الحفظہ (نگہبانوں کا دروازہ) تھا
اس پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ (نگہبان) ہے جس کا نام
اسماعیل ہے جس کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار ایسے فرشتے
ہیں جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار فرشتے ہیں
راوی نے کہا کہ جب یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان
فرماتے تو فرمایا کرتے تھے:۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ بِي قَالَ مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ أَوَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَالِي بِخَيْرٍ وَقَالَهُ۔

تیرے پروردگار کے لشکر کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
فرمایا۔ پھر جب وہ مجھے لیکر داخل ہوئے اس نے کہا اے
جبریل یہ کون ہے۔ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے
کہا کیا بلوائے گئے ہیں۔ کہا ہاں تو اس نے میرے لیے بھلائی کی
دعا کی اور بھلی بات کہی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے ان سے سن کر
جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی تھی بیان کیا کہ
آپ نے فرمایا:۔

تَلَقَّتْنِي الْمَلَائِكَةُ حِينَ دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَلَمْ يَلْقَنِي مَلَكٌ
إِلَّا ضَاحِكًا مُسْتَبْشِرًا يَقُولُ خَيْرًا وَيَدْعُو بِهِ حَتَّى لَقِيَنِي مَلَكٌ
مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوا وَدَعَا بِمِثْلِ مَا يَدْعُو بِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَضْحَكْ
وَلَمْ أَرَ مِنْهُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ مَا رَأَيْتُ مِنْ غَيْرِهِ فَقُلْتُ لِجِبْرِيلَ
يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَذَا الْمَلَكُ الَّذِي قَالَ لِي كَمَا قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ
وَلَمْ يَضْحَكْ وَلَمْ أَرَ مِنْهُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْهُمْ قَالَ:
فَقَالَ لِي جِبْرِيلُ أَمَا إِنَّكَ لَوْ كَانَ ضَحِكَ إِلَى أَحَدٍ كَانَ قَبْلَكَ
أَوْ كَانَ ضَاحِكًا إِلَى أَحَدٍ بَعْدَكَ لَضَحِكَ إِلَيْكَ وَلَكِنَّهُ لَا
يَضْحَكُ هَذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِجِبْرِيلَ وَهُوَ مِنَ اللَّهِ بِالْمَكَانِ الَّذِي وَصَفَ لَهُ
فَاطَّلَعَ ثُمَّ أَمْهَلَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يَبْرِينَ النَّارَ فَقَالَ وَيْلِي يَا مَالِكُ
أَرَى النَّارَ قَدْ فَتَكَتْ عَنْهَا غِطَاءَهَا فَثَارَتْ وَالْتَفَتْ حَتَّى

---

(۱) ذکر میں کسی بات کا مشتق قول سے کہنا جرح ہے۔ (محمود)

فَلَمَّا أَتَيْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ: قُلْتُ: لِجِبْرِيلَ، وَرَأَى فِيهَا
[illegible]
مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَرَى، فَمَرَّ بِي مَلَكٌ فَقُلْتُ لَهُ كَمَا قَالَ لِي جِبْرِيلُ
فَانْطَلَقَ، حَتَّى إِذَا دَخَلَ السَّمَاءَ الدُّنْيَا مِنْ حَيْثُ خَرَجَ رَدَّ عَلَيْهِ مَا رَدَّ

جب میں دنیوی آسمان میں داخل ہوا تو مجھ سے
فرشتوں نے طاقات کی اور یہ فرشتہ [illegible] جیسے
اور جتنی خوشی منظور الٰہی ہوئی ملاقات کرتا اور اپنی دی دیتا تھا۔ ایک
کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ [illegible] اور اس نے بھی
ویسی ہی باتیں کیں جس طرح دوسروں نے باتیں کی تھیں اور ویسی
ہی داد دی جس طرح دوسروں نے دی تھی۔ اور نہ ہنسا
اور نہ اس کے چہرے پر [illegible] خوشی دیکھی جو دوسروں کے
چہروں پر دیکھی تھی۔ تو میں نے جبریل سے کہا اے جبریل یہ
کونسا فرشتہ ہے جس نے مجھ سے بات تو ویسی ہی کی جیسی تمام
فرشتوں نے کی لیکن نہ اس نے ہنس کر بات کی اور
نہ میں نے اس کے چہرے پر ویسی خوشی دیکھی جیسی دوسروں کے
چہرے پر۔ فرمایا، تو جبریل نے مجھ سے کہا (آپ کا ارشاد تو
بجا ہے) لیکن اگر اس نے آپ سے پہلے کسی اور سے ہنس کر بات
کی ہوتی یا آپ کے بعد کسی اور سے ہنس کر بات کرنے والا
ہوتا تو ضرور آپ سے بھی ہنس کر بات کرتا لیکن حالت یہ ہے
کہ وہ ہنسکر بات کرتا ہی نہیں۔ یہ دوزخ کا داروغہ مالک ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جبریل سے

کہا وہ اللہ کے پاس اس مرتبہ پر ہے جس کے متعلق اس نے تم سے بیان فرمایا ہے کہ وہ وہاں (کا) امانت دار سردار ہے۔ کیا تم اسے حکم نہ دو گے کہ وہ مجھے دوزخ دکھائے کہا کیوں نہیں (ضرور اس کو حکم دوں گا)۔ اے مالک! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دوزخ (کے عجائبات) کی ۔ فرمایا تب تو اس نے دوزخ کا ڈھکنا کھول دیا۔ پس وہ (دوزخ) جوش میں آگیا اور بلند ہو گیا یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ ان تمام چیزوں کو جنہیں میں دیکھ رہا ہوں وہ نہ پکڑ لے گا۔ میں نے جبریل سے کہا اسے حکم دو کہ اس کو اس کی جگہ پر لوٹا دے۔ فرمایا۔ تو انھوں نے حکم دیا تو اس نے اس (دوزخ) سے کہا فوراً لوٹ جا۔ پس وہ اپنی اس جگہ پر چلا گیا جہاں سے وہ نکلا تھا۔ میں نے اس کے لوٹنے کو سایہ پڑنے کے مشابہ پایا حتیٰ کہ جب وہ جہاں سے نکلا وہیں چلا گیا تو اس نے اس پر اس کا ڈھکنا ڈھانک دیا۔

اور ابو سعید نے اپنی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا۔

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا رَأَيْتُ فِيهَا لَيْلَةً مَا لَيْلَةٌ تَعْرِضُ عَلَيْهِ أَرْوَاحَ بَنِي آدَمَ فَيَقُولُ لِبَعْضِهَا إِذْ عُرِضَتْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَيُسَرُّ بِهِ وَيَقُولُ رُوحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ وَيَقُولُ لِبَعْضِهَا إِذَا عُرِضَتْ عَلَيْهِ أُفٍّ وَيَغْبِسُ بِوَجْهِهِ وَيَقُولُ رُوحٌ خَبِيثَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيثٍ ۔ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ

هٰذَا أَبُوكَ آدَمُ تُعْرَضُ عَلَيْهِ أَرْوَاحُ ذُرِّيَّتِهِ فَإِذَا مَرَّتْ بِهِ
رُوحُ الْمُؤْمِنِ مِنْهُمْ سُرَّ بِهَا وَقَالَ رُوحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ
طَيِّبٍ وَإِذَا مَرَّتْ بِهِ رُوحُ الْكَافِرِ مِنْهُمْ أَفَنَّ مِنْهَا وَكَرِهَهَا
وَسَاءَهُ ذٰلِكَ وَقَالَ رُوحٌ خَبِيثَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيثٍ۔

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ مَشَافِرُ كَمَشَافِرِ الْإِبِلِ فِي أَيْدِيهِمْ
قِطَعٌ مِنْ نَارٍ كَالْأَفْهَارِ يُقْذَفُ فُوهَا فِي أَفْوَاهِهِمْ فَتَخْرُجُ مِنْ أَدْبَارِهِمْ
فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ آكِلَةُ مَالِ الْيَتَامٰى ظُلْمًا

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ بُطُونٌ لَمْ أَرَ مِثْلَهَا قَطُّ بِسَبِيلِ آلِ فِرْعَوْنَ
يَمْشُونَ عَلَيْهِمْ كَالْإِبِلِ الْمَهِيمَةِ حِينَ يُعْرَضُونَ عَلَى النَّارِ يَطَؤُنَهُمْ
لَا يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْ مَكَانِهِمْ ذٰلِكَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا
جِبْرِيلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ لَحْمٌ سَمِينٌ طَيِّبٌ إِلٰى
جَنْبِهِ لَحْمٌ خَبِيثٌ مُنْتِنٌ يَأْكُلُونَ مِنَ الْخَبِيثِ الْمُنْتِنِ وَيَتْرُكُونَ
السَّمِينَ الطَّيِّبَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ!

قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَتْرُكُونَ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ مِنَ النِّسَاءِ وَيَأْتُونَ إِلَى مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فَيَنْكِحُونَهُ قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ نِسَاءً مُعَلَّقَاتٍ بِثُدِيِّهِنَّ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي أَدْخَلْنَ عَلَى الرِّجَالِ مَنْ لَيْسَ مِنْ أَوْلَادِهِمْ ۔

میں جب دنیا والے آسمان میں داخل ہوا تو وہاں ایک شخص کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ اس پر بنی آدم کی روحیں پیش کی جاتی ہیں تو جب ان میں کی بعض روحیں اس پر پیش کی جاتی ہیں تو وہ ان کا خیر مقدم کرتا ہے اور اس سے اسے خوشی ہوتی ہے اور وہ کہتا ہے اچھی روح ہے جو اچھے جسم سے نکلی ہے اور جب ان میں کے دوسرے بعض اس پر پیش ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے خبیث اور تیوری چڑھا لیتا ہے اور کہتا ہے۔ خبیث روح ہے جو خبیث جسم سے نکل آئی ہے فرمایا۔ میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ آپ کے والد آدم ہیں۔ ان پر ان کی اولاد کی روحیں پیش کی جاتی ہیں تو جب ان کے پاس سے ان میں کے ایماندار کی روح گزرتی ہے تو اس سے خوش ہوتے اور کہتے ہیں اچھی روح اچھے جسم سے نکلی ہے اور جب ان کے پاس سے ان میں کے کافر کی روح گزرتی ہے تو اس کو دیکھکر تھو تھو کرتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں اور وہ انھیں برا معلوم ہوتا ہے اور کہتے ہیں گندے جسم سے گندی روح نکلی ہے۔

زہاب۔ پھر میں نے چند بڑے بڑے گوریلے دیکھے جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کے سے تھے ان کے ہاتھوں میں آگ کے ٹکڑے گول پتھروں کی طرح تھے وہ انھیں اپنے منہوں میں ڈال لیتے ہیں تو وہ ان کی قعدوں میں سے نکلتے ہیں تو میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا

یہ ظلم سے یتیموں کے مال کھا جانے والے ہیں۔ فرمایا۔
پھر میں نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ ان کے سے پیٹ کبھی
نہیں دیکھے۔ یہ لوگ فرعونیوں کے راستے میں ہیں وہ جب دوزخ
پر لائے جاتے ہیں تو ان پر سے پیاسے اونٹوں کی طرح گزرتے
۱۳ ہیں اور وہ انہیں پامال کرتے چلے جاتے ہیں اور ان میں اس کی
بھی قدرت نہیں کہ اپنی اس جگہ سے ہٹ سکیں۔ میں نے کہا۔
اے جبریل یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ سود خوار ہیں فرمایا۔
پھر میں نے چند لوگوں کو دیکھا جن کے سامنے بہترین پکا گوشت
ہے اور ان کے بازو دبلے جانور کا سڑا ہوا گوشت ہے
جس میں چکنائی نہیں اور وہ لوگ وہی سڑا ہوا دبلے جانور کا
گوشت کھاتے ہیں اور چکنا اور بہترین گوشت چھوڑ دیتے ہیں۔
میں نے کہا۔ اے جبریل یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ وہ لوگ
ہیں جو عورتوں میں سے اپنی عورتوں کو تو چھوڑ دیتے ہیں
جن کو اللہ نے حلال کیا ہے اور ان میں سے جن کو ان پر
حرام کیا ہے وہ انہیں کی جانب جاتے ہیں۔ فرمایا پھر میں نے
ایسی عورتیں دیکھیں جو اپنی چھاتیوں سے لٹکی ہوئی ہیں تو میں نے
کہا۔ اے جبریل یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں
جنھوں نے (اپنے) مردوں کے پاس ایسا بچہ داخل کر دیا جو
ان کی اولاد میں سے نہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن عمرو نے قاسم بن محمد سے حدیث
بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی امْرَأَۃٍ اَدْخَلَتْ عَلٰی قَوْمٍ مَنْ لَیْسَ
مِنْہُمْ فَجَعَلَتْ حَرَائِرَہُمْ وَاطَّلَعَ عَلٰی عَوْرَاتِہِمْ

اللہ کا غضب اس عورت پر سخت ہو گیا جس نے کسی خاندان میں ایسے بچے کو داخل کر دیا جو ان میں کا نہ تھا۔ پھر اس (بچہ) نے ان کا مال معیشت کھا لیا اور ان کی پوشیدہ چیزیں دیکھ لیں۔

پھر حدیث ابی سعید الخدری کے جانب مراجعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —

ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ الثَّانِیَةِ فَاِذَا فِیْهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَیَحْیَی بْنُ زَکَرِیَّا قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاِذَا فِیْهَا رَجُلٌ صُوْرَتُهٗ کَصُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰذَا اَخُوْکَ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاِذَا فِیْهَا رَجُلٌ مَا رَاَیْتُ مَنْ هُوَ قَالَ هٰذَا اِدْرِیْسُ قَالَ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعْنَاهُ مَکَانًا عَلِیًّا قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاِذَا فِیْهَا کَهْلٌ اَبْیَضُ الرَّاْسِ وَاللِّحْیَةِ عَظِیْمُ الْعَدَنِ لَمْ اَرَ کَهْلًا اَجْمَلَ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰذَا الْمُحَبَّبُ فِیْ قَوْمِهٖ هَارُوْنُ بْنُ عِمْرَانَ قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ

السَّادِسَةِ، فَإِذَا فِيهَا رَجُلٌ آدَمُ طَوِيلٌ أَقْنَى كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ
شَنُوءَةَ فَقُلْتُ لَهُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰذَا أَخُوكَ مُوسَى بْنُ
عِمْرَانَ ثُمَّ أَصْعَدَنِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَإِذَا فِيهَا كَهَلٌ جَالِسٌ
عَلَى كُرْسِيٍّ إِلَى بَابِ الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ
مَلَكٍ لَا يَرْجِعُونَ فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَمْ أَرَ رَجُلًا أَشْبَهَ
بِصَاحِبِكُمْ وَلَا صَاحِبَكُمْ أَشْبَهَ بِهِ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا
جِبْرِيلُ قَالَ هٰذَا أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ ثُمَّ دَخَلَ بِي إِلَى الْجَنَّةِ
فَرَأَيْتُ فِيهَا جَارِيَةً فَسَأَلْتُهَا لِمَنْ أَنْتِ وَقَدْ أَعْجَبَتْنِي حِينَ
رَأَيْتُهَا فَقَالَتْ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فَبَشَّرَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ۔

پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گیا تو اس میں دیکھا
کہ دونوں خالہ زاد بھائی عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا موجود
ہیں فرمایا۔ پھر وہ مجھے تیسرے آسمان پر لے گیا تو اس میں دیکھا کہ
یک شخص ہے جس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی سی
ہے۔ فرمایا میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا

یہ آپ کے بھائی یوسف بن یعقوب ہیں۔ فرمایا پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے گیا تو اس میں میں نے ایک شخص کو دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا وہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ ادریس ہیں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے۔ ورفعناہ مکانا علیا (یعنی کلام مجید میں جو یہ الفاظ ہیں وہ اسی مرتبہ کو ظاہر کر رہے ہیں) ہم نے اسے بلند جگہ پر چڑھا دیا۔ فرمایا پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے گیا تو اس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میانہ سال سفید سر سفید بڑی داڑھی والا کسی میانہ سال شخص کو اس سے زیادہ خوبصورت میں نے نہیں دیکھا۔ فرمایا میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ اپنی قوم کے محبوب ہارون ابن عمران ہیں۔ فرمایا پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے گیا تو اس میں دیکھا کہ ایک گندمگوں شخص دراز قامت لمبے نتھنے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءۃ کے لوگوں میں سے ہے میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میانہ عمر شخص بیت المعمور کے دروازے کے پاس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو قیامت کے دن تک پھر اس میں سے واپس نہیں آتے میں نے اس شخص سے مشابہ تمھارے دوست (یعنی خود ذات مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ کسی اور کو نہیں دیکھا اور نہ تمھارے دوست اسے مشابہ کسی اور کو اس سے زیادہ دیکھا فرمایا میں نے کہا اے جبریل یہ تو بہت بلند ہیں انھوں نے کہا یہ آپ کے والد (یعنی) داؤد ابراہیم ہیں فرمایا پھر مجھے لے کر جنت میں داخل ہوا اس میں میں نے

[illegible] میں نے اس کو دیکھا تو مجھے بہت
[illegible] ان سے پوچھا تو کس کی ہے اس نے
کہا یہ ابن حارثہ کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید
ابن حارثہ کو اس کی خوش خبری دی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن سعید نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت پہنچی کہ ہر آسمان پر جب آپ کو لے کر جبریل جاتے اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتے تھے تو وہ پوچھتے تھے اے جبریل یہ (تمہارے ساتھ) کون ہے تو جبریل کہتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ سنتے کہ بھائے گئے ہیں۔ یہ کہتے ہاں تو وہ کہتے۔ اللہ اس بھائی اور دوست کو زندہ رکھے۔ یہاں تک کہ آپ کو لے کر وہ ساتویں آسمان پر پہنچے آپ کو آپ کے پروردگار کے پاس پہنچایا گیا۔ پھر اس نے آپ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَأَقْبَلْتُ رَاجِعًا، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِمُوسَى بْنِ عِمْرَانَ، وَنِعْمَ
[illegible] كَانَ لَكُمْ إِلَيْكُمْ فُرِضَ عَلَيْكَ مِنَ الصَّلَاةِ؟ قُلْتُ خَمْسِينَ
صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ إِنَّ الصَّلَاةَ ثَقِيلَةٌ، وَإِنَّ أُمَّتَكَ ضَعِيفَةٌ
فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكَ وَعَنْ أُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ
فَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ يُخَفِّفَ عَنِّي وَعَنْ أُمَّتِي فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ
ثُمَّ رَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ لِي مِثْلَ ذَلِكَ فَرَجَعْتُ
فَسَأَلْتُهُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُولُ لِي مِثْلَ ذَلِكَ كُلَّمَا

رَجَعْتُ إِلَيْهِ فَارْجِعْ فَسَلْ رَبَّكَ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى أَنْ وَضَعَ فِيَّ
عَنِ الْأَخْمَسِ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثُمَّ رَجَعْتُ فَمَرَرْتُ
عَلَى مُوسَى ـ

پھر میں واپس آیا اور موسیٰ بن عمران کے پاس سے گزرا وہ تھے رہے لیے بڑے اچھے شخص نکلے ۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں تو میں نے کہا دن رات میں پچاس نمازیں انھوں نے کہا ۔ نماز پڑھنی بہت مشکل ہے اور آپ کی امت کمزور ہے اس لیے آپ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جائیے اور اس سے درخواست کیجئے کہ آپ پر اور آپ کی امت پر سے (اس) بوجھ کو کم کر دے ۔ پھر میں واپس گیا اور اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ مجھ پر سے اور میری امت پر سے بوجھ کم کرے تو اس نے دس (نمازیں) کم کر دیں ۔ پھر میں لوٹا اور موسیٰ کے پاس سے گزرا انھوں نے مجھ سے پھر ویسا ہی کہا ۔ تو پھر میں لوٹ گیا اور اس سے درخواست کی تو اس نے اور دس کم کر دیں ۔ پھر جب میں ان کی طرف لوٹا تو اسی طرح مجھ سے کہتے رہے کہ آپ لوٹ جائیے اپنے پروردگار سے درخواست کیجئے یہاں تک کہ یہ کفف ورانہ پانچ نمازیں رہ گئیں ۔ پھر میں لوٹا اور موسیٰ کے پاس سے گزرا ۔

فَقَالَ لِي مِثْلَ ذَلِكَ فَقُلْتُ قَدْ رَاجَعْتُ رَبِّي وَسَأَلْتُهُ
حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ فَأَنَا بِفَاعِلٍ فَمَنْ أَدَامَ مِنْكُمُ الْيَانَ

وَاحْتِسَابًا لِمَنْ كَانَ لَهُ اَجْرُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ

بعد انھوں نے مجھ سے ویسا ہی کہا تو میں نے کہا۔ میں اپنے پروردگار کے پاس بار بار گیا اور اس سے درخواست کی حتیٰ کہ مجھے اس سے شرم آنے لگی ہے۔ پس اب تو میں ایسا نہیں کروں گا پس ان نمازوں کو تم میں سے جو شخص ایمانداری کے ساتھ۔ ثواب سمجھ کر ادا کرے گا اس کو پچاس فرض نمازوں کا اجر ملے گا۔

محمد اور آل محمد پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔

ہنسی اڑانے والوں کی سزا اللہ کی طرف سے

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے جھٹلانے اور تکالیف دینے اور ہنسی اڑانے کے باوجود اللہ کے حکم پر صابر رہے۔ تاب سمجھ کر اس کو نصیحت فرماتے رہے۔ مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن زبیر سے حدیث بیان کی کہ آپ کی قوم میں ہنسی اڑانے والوں میں بڑی بڑی ہستیاں پائی جاتی تھیں اور یہ (لوگ) اپنی قوم میں بلند پایہ اور سن رسیدہ تھے۔

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب میں سے الاسود بن المطلب بن اسد ابو زمعہ۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایذا رسانی اور تمسخر کے سبب سے اس کے لیے بددعا فرمائی تھی اور فرمایا تھا:۔

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اللّٰھُمَّ أَعْمِ بَصَرَہٗ وَاثْكَلْہُ وَلَدَہٗ ؛ ۱۶

یا اللہ اس کو اندھا کر دے اور اس کو اس کے لڑکے کی موت سے بدل

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے الاسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ ۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرۃ میں سے ابو جہل بن ہشام المغیرۃ بن عبد اللہ ابن عمر بن مخزوم ۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن الکعب میں سے العاص بن وائل ابن ہشام ۔

ابن ہشام نے کہا کہ العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم اور بنی نزاعہ میں سے الحارث بن الطلاطلۃ بن عمر بن الحارث بن عبد عمرو بن ہوی ابن لکمان ۔

جب یہ لوگ برائی میں حد سے بڑھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت مذاق اڑانے لگے تو اللہ نے یہ آیت اتاری ۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ

(اے نبی) جو حکم تجھے دیا گیا ہے اسے صاف صاف (ڈنکے کی چوٹ) بیان کر اور مشرکین کی جانب سے اپنی توجہ ہٹا لے ۔ تیری حفاظت کے لیے ان ہنسی اڑانے والوں کو ہم دیکھ لیں گے جو اللہ کے ساتھ اور دوسرے معبودوں کا بھی ادعا رکھتے ہیں ۔ پس وہ قریب میں جان لیں گے (کہ ان کا کیا حشر ہونے والا ہے) ۔

مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر وغیرہ علما سے روایت کی کہ جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آئے جبکہ وہ

لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ وہ آکر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے بازو کھڑے ہو گئے اور آپ کے پاس سے اسود بن مطلب گزرا تو (آپ نے یا جبریل نے) اس کے سر پر ایک سبز رنگ کی چھینکی پھینکی تو وہ اندھا ہو گیا اور الاسود بن عبد یغوث آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تو وہ جلندر کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اور اس کی وجہ سے وہ پیٹ پھول کر مرا اور ولید بن مغیرہ آپ کے پاس سے گذرا تو اس کے ایک زخم کے نشان کی جانب اشارہ کیا جو اس کے پاؤں کے ٹخنے کے نیچے اس سے برسوں پہلے کبھی لگا تھا۔ جس کا سبب یہ تھا کہ وہ بنی خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے جا رہا تھا جو اپنے تیر درست کر رہا تھا۔ ان تیروں میں سے ایک تیر اس کے ٹخنے میں اٹک گیا اور اس کے پاؤں میں وہ خراش لگ گئی اور کچھ زیادہ نہ تھی۔ پس اسی زخم کا نشان پھوڑا بن گیا اور (یہی) اس کی موت کا سبب ہوا اور عاص بن وائل آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور وہ اپنے گدھے پر طائف کو جانے کے ارادے سے نکلا تو وہ بیمار ہو کر ایک خار دار درخت پر گر گیا۔ تو اس کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا چبھ گیا اور اس کی موت کا سبب بن گیا اور حارث بن الطلاطلہ آپ کے پاس سے گذرا تو اس کے سر کی جانب اشارہ کیا تو اس سے درد کے ساتھ پیپ نکلنے لگی اور اس کو موت کا مزا چکھا دیا۔

لے۔ دہی فعل ہے جس کی ضمیر فاعل دونوں کی محتمل ہے لیکن گمان غالب یہ ہے کہ جبریل نے پھینکی ہو گی (احمد محمودی)

لہ۔ (الف) میں جبنا کے بجائے جبذا جیم سے لکھا ہے جو اس مقام سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ (احمد محمودی)

تے۔ (ب ج د) میں (بدل غناہ جمجمہ سے ہے جس کے معنی ہیں بیٹھ گیا (الف) میں (بصر حاء مہملہ ہے جس کے معنی انتظار کرنے اور ٹھیرنے کے ہیں۔ پہلا نسخہ زیادہ موزوں ہے (احمد محمودی)

ابو ازیہر الدوسی کا قصہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ولید کا وقت موت آیا تو اس نے اپنے بچوں کو بلایا جو تین تھے۔ ہشام بن الولید ولید بن الولید اور خالد بن الولید اور ان سے کہا۔ اے میرے بچو! میں تمھیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں ان کو کبھی ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ بنی خزاعہ سے میرے خون کا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا حالانکہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ اس سے بری ہیں لیکن مجھے خوف ہے کہ اس کے سبب سے آج کے بعد تمھیں گالیاں دیجائیں گی۔ اور بنی ثقیف پر جو سود کی میری رقم ہے اس کو بھی بغیر لیے نہ چھوڑنا اور ابو ازیہر دوسی پر شنوءہ کے متعلق جو میرا خونبہا ہے وہ بھی تم سے چھوٹ نہ جائے۔ ابو ازیہر نے اپنی ایک بیٹی اس کے نکاح میں دی تھی۔ پھر اس نے اس کو اس کے پاس جانے سے روک لیا۔ اور اس کے پاس اس کو جانے نہ دیا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ پھر جب ولید بن مغیرہ مر گیا تو بنی مخزوم نے بنی خزاعہ پر ولید کا خونبہا لینے کے لیے حملہ کر دیا اور کہا کہ تمھارے آدمی کے تیر سے اس کو مارڈالا اور بنی کعب عبد المطلب بن ہاشم کے حلیف تھے۔ پس بنی خزاعہ نے ان کی اس بات سے انکار کیا یہاں تک کہ ان کے درمیان شعار میں مقابلہ ہوا۔ اور آپس کے تعلقات نے شدت اختیار کی حالانکہ وہ یہ کوہبش شخص کا تیر تھا وہ خزاعہ کی ایک شاخ بنی کعب بن عمرو میں کا تھا تو عبد اللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن

لے۔ یعنی وہ ملا ملتہ ہے جس کے معنی ہیں خون نہ کرنا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا (الف) میں فلا وتلتہ لکھا ہے معنی کو بالکل اڑا دیا ہے یعنی خون کا بدلہ ان سے طلب نہ کرنا اور یہ معنی آگے آنیوالی عبارت کے بالکل خلاف ہیں۔ دیکھئے اخشی ان تسبوا بہ یعنی مجھے خوف ہے کہ اگر تم بدلہ نہ لوگے تو لوگ تم کو سوتن سنائیں گے وغیرہ (از دل) کہا جاتا ہے کہ اس لیے کہ خلط ہے

(احمد محمودی)

فخر بھرے شعر:-

إِنَّا نُعِيفُ إِذَا الْكَتِيبَةُ أَعْنَقَتْ ۔۔۔ وَإِذَا تَجِيءُ كَتِيبَةٌ نَلْقَاهَا

ہم بہادر ہیں کہ جب لشکر اپنے وطن سے
چلے جاؤ ہم اس لشکر کو ویران کر دیتے ہیں
اس کی بھڑ میں ہم تیزی پیدا کر دیتے ہیں
ساتھ جاؤ گے)۔

فَاسْأَلْ فَهْرًا إِذَا غَزَتْ بَاتِرَةً ۔۔۔ وَاسْأَلْ بَنِي الْأَشْقَرِ

اور عادی امر تم بنی فہر سے بنی اشقر کو پوچھ لو

پیارے درختوں کے مقابلہ میں

فَإِنَّا أُنَاسٌ لَا تُقِلُّ دِمَاؤُنَا ۔۔۔ وَفِينَا لِمَا حَازَتْ أَكُفُّ رِمَاحُنَا

کیونکہ ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہمارے خون مباح نہیں ہوا
کرتا اور جس سے ہم برسرجنگ ہوتے ہیں وہ سربرآوردہ
نہیں ہو سکتا۔

اور فہر ان دارائہ۔ بنی خزانہ کا نشان۔ بنی کعب کے رہنے کے
بعد اس کے بعد اس کے جانب الجون بن ابی ابن بنی کعب بن
عمرو الخزاعی کے ایک شخص نے دیدو کہتا ہے۔

وَإِنَّهُ لَأَنْوَى الْكَتِيبَةِ ظَلَّتْ ۔۔۔ وَلَمَاتَرَ إِنَّهُ تَنْزِلُ نَوَائِبُ

مالیک (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہوئے ہے

لے۔ (الف) میں فان پر شد نہیں ہے۔ اس صورت میں وزن کے لیے واو محذوف
فرض کرنا پڑے گا۔ (ادارہ محمودی)

خوف تو واللہ ہم نہیں دیں گے اور ایک قدم نے ایسا ہمت
مرکہ تو دیکھا ہی نہیں جب سے تلوار سے ہوتے ہیں۔

۲ وَلَيَضِعَنَّ مِنْكُمْ مِثْلَيْ بَعْدَ مِثْلَيْ وَلَتَبْدُوَنَّ لَهُمُ الْمَثَانِيَ ثَنِيَّةً ثَنِيَّةً

اور تم میں کا ایک ایک (آدمی) دوا یکے بعد دیگرے
پیچھے تا چلا جائے۔ اور داس کے مرنے کے بعد اس کا خانہ
زیر دستی کھولا جائے۔ یعنی اس کے مثل پر دوسرے کا بیٹھ
ہو جائے۔

إِذَا مَا كَلَّمْتُمْ خَيْرَكُمْ وَخَيْرَ لَكُمْ ثُمَّ رَجَعْتُمْ إِلَى أَوَّلِ

جب تم اپنی رونی اور حریرہ کھا لو گے تو پھر تم میں کا
ہر ایک ولید پر گریہ وزاری کرے گا۔
پھر ان لوگوں میں میل ملاپ ہو گیا اور ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ
صرف بد نامی سے ڈر کر ایسا کرتے ہیں۔ اس لیے بنی زہرہ نے
خونبہا کا کچھ حصہ دیا اور کچھ سے دست بردار ہو گئے اور ان
لوگوں میں صلح ہو گئی۔ حسان بن ابی ابون نے کہا۔

وَثَائِرَةٍ لَمَّا أَدَبَّتْ بَعْدَ مَا مَضَى لَهَا حِقْبٌ إِذَا حَمَلَتْ إِلَى الَّذِي وَهِيَ

جب ہم نے صلح کر لی تو تعجب سے بعض لوگ
بعض مرد کہنے لگے کہ ولید کے لیے ہم نے کیوں (خونبہا)
بار برداشت کیا۔

أَلَمْ تَقْسِمُوا نَوْءَ الْوَلِيدِ فَلَامَةً وَلَامَتْ أَيُومًا كَثِيرَ السَّفَاهِ لَبِيدُ

(انھوں نے کہا) کیا تم نے قسمیں نہیں کھائی تھیں۔
ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہونے کا عوض دینے کو

ناپسند کرو گے۔ اور ابھی تو تم نے ایسا سخت معرکہ دیکھا ہی نہیں جو غم و اندوہ سے پر ہو۔

فَنَحْنُ مَنَنَّا الْحَرْبَ بِالسِّلْمِ فَاسْتَوَتْ وَقَامَ هَوَادًا آمِنًا كُلَّ رَاحِلِ

ہم نے جنگ میں صلح کی آمیزش کی تو صلح مکمل ہوئی اور ہر یک مسافر بے خوف و خطر اپنی پسندیدہ چیزوں کے حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کے بعد بھی جو ان ابی سفیان باقی رہا وہ اپنے قتل پر فخریہ اشعار کہے اور بیان کیا کہ فلاں فلاں لوگوں نے اس کو قتل کیا تھا کہ یہ بھاگ نکلا۔ غرض وہ جس بات سے ڈرتا تھا اس کو اس نے پالیا اور اپنی قوم کو وہ بات سنائی جو اس نے ابی سفیان سے سنی تھی۔

وَمَا قَالَ الْمُغِيرَةُ ذَاكَ إِلَّا لِيَعْلَمَ مَنْ لَنَا أَوْ يَسْتَشِيرُ

وبنی مغیرہ نے یہ بات صرف اس لیے کہی کہ ہماری اہمیت کو ہر شخص کو علم ہو جائے یا ہمارے خلاف لوگوں کو ابھارے۔

فَإِنَّ دَمَ الْوَلِيدِ بِكُلِّ نَهْجٍ لَنَا تُطِلُّ دِمَاءُ أَنْتَنَ بِالصَّدِيرِ

کیونکہ ولید کا خون مباح ہو رہا ہے ہر راستہ میں ہم نے بہت سے خون مباح کر رکھے ہیں جن سے بدبو اٹھ رہی ہے۔

كَأَنَّ دِمَاءَ آلِكَ الْمُهْدِرِينَا دِمَاءُ الْمُهْدِرِينَ بِكُلِّ نَهْرٍ

مبارک اچانک حملہ کرنے والے نے اس کے زہریلے آلہ تیر (پیوست کر دیئے) اور وہ (خون) بہا دیئے گئے ہر نہر پر۔

فَخَرَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مُسْلِمًا كَأَنَّ عَلَيْهِ وَجْبَةَ بَرْنِ

پس وہ وادی مکہ میں ڈھیر ہو کر گرا اس کے گرتے وقت یسا معلوم ہوا گویا ایک اونٹ گرا۔

سَيَكْفِيهِمْ بَنُو ابْنِ هِشَامٍ وَمَا رَجَفَةُ الْأَبَاطِحِ بِالْهَدِينِ

بنی ابن ہشام ان کے لیے کافی ہیں ابطح کی وادی کا زلزلہ کوئی معمولی نہیں ہوتا۔

وہ سوق ذی المجاز میں تھا۔

ابو ازیہر کی بیٹی ابو سفیان بن حرب کے پاس یعنی ان کے نکاح میں تھی اور ابو ازیہر اپنی قوم میں شریف آدمی تھا۔ ہشام نے اس کو ولید کے ننھیال بنی عبد مناف کے بیٹے نے قتل کر دیا جو شرم گاہ سے متعلق تھا جس کے متعلق اس کے باپ نے اس کو وصیت کی تھی اور یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کے بعد ہوا اور جنگ بدر بھی گزر چکی تھی اور ابو سفیان قریش میں سے بڑے بڑے سرداروں کے قتل اور قیدوں میں مبتلا ہونے کے بعد بنی امیہ اور بنی عبد مناف کو جمع کیا اور ابو سفیان اس وقت ذی المجاز میں تھے اور لوگ کہنے لگے کہ اس نے ابو سفیان کے ساتھ ان کی مدد اور اعانت کی ہے اور وہ اس کا بدلہ چکانے والے ہیں جب ابو سفیان نے اپنے بیٹے کی اس کارگزاری کو سنا اور وہ بہت ہی ناخوش ہوئے اور اپنی قوم سے بہت محبت رکھتے تھے تو کہا مجھے اندیشہ ہے کہ ابو ازیہر کے متعلقین قریش میں کوئی بڑا کام کر بیٹھے جبکہ وہ اپنی قوم سے ناخوش اور مقتولین بدر کا غم کھا رہے ہیں اور اس کے ہاتھ سے ایسا ویسا کام ہو گیا تو پھر بنی عبد مناف کے ہر گھر میں کے ایک شخص کے بیٹے قریش کو دیت ادا کرنی پڑے گی اگر وہ قبول کریں تو ہم انھیں خون بہا دے دیں گے اور اس کے بعد حسان بن ثابت اٹھے اور ابو ازیہر کے ان کے بیٹے کے ہاتھ سے مارے جانے پر لوگوں کو ابھارا اور ابو سفیان پر ترک بدری اور بزدلی کا الزام لگایا اور کہا:

وَعَوْفُ بْنُ ضَمْرَةَ فِي الْمَجَازِ كَلَّفَهُ وَجَارُ ابْنِ حَرْبٍ بِالْمُخَسَّرِ مَأْيُورُ

ذی المجاز کے دونوں نشیب کے لوگ جمع ہوئے

اور کھسیانے ہوئے لیکن ابن حرب کے ہمسایہ مخمس ہی میں رہے

اور نکلتے نہیں ۔

وَلَمْ يَمْنَعِ الْعَيْرَ الْفَرُوطُ ذِمَارَهُ وَمَا مَنَعَتْ مَخْزَاةَ وَالِدِهَا هِنْدُ

اور چدو رڈے گدھے نے اپنی حمایت کے قابل
چیزوں کی بھی حفاظت نہیں کی اور ہند نے اپنے باپ کی
رسوائی کا بھی بچاؤ نہیں کیا ۔

كَذَاكَ هِشَامُ بْنُ الْوَلِيدِ ثِيَابَهُ قَابِلُ وَاخْلِقْ مِثْلَهَا وُجُدًا بَعْدُ

ہشام ابن الولید نے مقتول کے کپڑے تجھے نہ دئے
ہیں خدا کرے کہ یہ کپڑے گھس پس کر اتریں اور اس کے بعد
اس کے سے اور نئے کپڑے بھی اس کے بعد ملتے رہیں (یہ ہنا
نصیب ہو)

قَضَى وَطَرًا مِنْهُ فَأَصْبَحَ مَاجِدًا وَأَصْبَحْتَ رِخْوًا مَا تُعَبُّ وَلَا تُعَدُّ ۲۳

اس نے تو اپنے کام سے فراغت حاصل کر لی اور
عزت و شان والا ہو گیا اور تو بے وقوف بن گیا کہ نہ تیز
چل سکتا ہے اور نہ دوڑ سکتا ہے ۔

فَلَوْ أَنَّ أَشْيَاءَ بِنَدْرِ شَاهِدُوا لَبَلَّ نِعَالَ الْقَوْمِ مُعْتَبِطٌ وَرْدُ

بدر کے جو واقعات ہوئے ہیں کہ دیکھتے تو تمام قوم
کے جوتوں کو تازہ کٹی ہوئی خون تر کر دیتا ۔

جب ابو سفیان کو حسان کے ان شعروں کی اطلاع ملی تو انھوں نے کہا کہ دو میں کے ایک آدمی کے لیے ہم میں کے بعض کو بعض سے لڑا دینا چاہتا ہے ۔ یہ خیال جو اس نے کیا بڑے بدترین خیال ہے ۔

اور جب طائف والوں نے اسلام اختیار کر لیا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے سود کے بارے میں جو تکلیف پر تھی گفتگو فرمائی کیونکہ ان کے باپ نے انھیں وصیت کی تھی ۔ بعض اہل علم نے مجھ سے ان آیتوں کے متعلق بیان کیا کہ یہ آیتیں اس سود کی حرمت کے متعلق نازل ہوئی ہیں جو لوگوں کے ہاتھوں میں رہ گیا تھا اور خالد نے اس سود کا مطالبہ کیا تھا ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو اللہ سے ڈرو اور سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایمان لائے ہو آخر تک (جو اس بارے میں ہے)

اور ابو انیفہ کے خون کے بدلے کے متعلق کوئی جھگڑا نہیں کا ہمیں علم ہو نہیں ہوا حتی کہ اسلام نے لوگوں میں بیچ بچاؤ کرا دیا ۔ بجز ایک واقعہ کے ۔ فضالہ بن الخطاب بن مرداس الفہری قریش کے چند لوگوں کے ساتھ تھا اور یہ لوگ سرزمین قبیلہ دوس میں ایک عورت کے پاس اترے جو [illegible] کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اس کا نام ام غیلان تھا اور عورتوں کی [illegible] کرتی تھی اور انہوں کا بناؤ سنگار کیا کرتی تھی تو قبیلہ دوس نے ان لوگوں کو ابو انیفہ کے بدلے میں مار ڈالنا چاہا تو ام غیلان اور اس کی لڑکے والیاں سینہ سپر ہو کر کھڑی ہو گئیں اور انھیں روک دیا تو فضالہ بن الخطاب نے یہ شعر کہے :-

بِنْتَ عَمَّامٍ تَبَيَّنَّ صَبَاحًا ۔۔۔ وَلَسَوْتُهَا إِذْ هُنَّ شُعْثٌ عَوَاطِلُ ۲۴

اے غیلان اور اس کی ساتھ والیوں کو اللہ تعالیٰ
ہمارا جانب سے جزائے خیر دے کہ وہ پریشان بال اور

بے زیور و آرائش تھیں۔

فَهُنَّ دَفَنَّ الْمَوْتَ بَعْدَ اقْتِرَابِهِ وَقَدْ بَرَزَتْ لِلْمُتَّزِيْنَ الْمُقَاتِلِ

مذکورہ عورتوں نے موت کے نزدیک ہونے کے بعد اس کو ہٹا دیا حالانکہ خون کا بدلہ طلب کرنے والوں کے لیے قتل گاہیں ظاہر ہو گئی تھیں۔

وَحَثَّتْ حُثُوْثًا دُوْسًا فَسَالَتْ شِعَابُهَا وَعَزَّ وَأَدْنَى الشَّرَائِحَ أَنْتَ عَوَابِلِ

(مرغیلان نے اپنی دوستوں کو) صلح کی جانب بلایا تو ان کی شاخیں عزت کی جانب رواں ہو گئیں اور مقابلہ کرنے والوں نے ان شاخوں کو اور زیادہ کر دیا یعنی سب کے سب صلح پر متفق ہو گئے۔

وَمَنْ جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَمَوْلًى وَمَا بَرِحَتْ مِنْهُ لَدَيَّ أَفَاضِلُ

اور اللہ تعالیٰ عمرو کو بھی جزائے خیر دے کہ اس کے فضائل میرے پاس اس کے بعد بھی برابر زیادہ ہوتے رہے یعنی کم نہیں کرتا رہا۔

فَمَا زَالَ مِنْ آلَاتِ فَضْلٍ يَفُضْنَهُ وَمِنْ شَيْمِ أَخْلَاقٍ لَهُ وَشَمَائِلِ

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ جو عورت ضرار کے لیے سینہ پیش کی تھی اس کا نام حمیل تھا اور بعض کہتے ہیں ام غیلان تھا اور [illegible]

[illegible] نے سینہ پیش کیا تھا [illegible]

پھر جب حضرت ابوبکر خلافت پر فائز ہوئے تو آپ کے پاس [illegible] اور وہ بچہ تھا آپ اس (ضرار) کے بھائی ہیں۔ یہ جب اس نے آپ کو نسب بتایا تو آپ کو وہ واقعہ یاد آگیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تجھے اس سے اسلام نے جدا کر دیا ہے سو اور کوئی رشتہ اس کے [illegible] نہیں ہے اور وہ نازی ہے۔ پھر اس سے فاطمہ کو [illegible] پھر اس پر سے یعنی ضرار بن الخطاب پر ہیں اس کو بلایا پھر آپ نے اس کے ساتھ سے کچھ عنایت فرمایا کہ وہ مسافر تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمر بن الخطاب سے جنگ احد کے روز ملے تھے۔ تو وہ آپ کو نیزے کی انی سے مارنے لگے [illegible] اے ابن الخطاب! بیوقوف تمہیں قتل نہیں کروں گا۔ غرض عمر ان کے اسلام کے بعد انہیں پہچانتے تھے۔

ابو طالب اور خدیجہ کی وفات اور اس کے قبل و بعد کے واقعات

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے گھر آزار دیتے تھے وہ ابو لہب۔ الحکم بن ابی العاص بن امیہ۔ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ۔ عدی بن حمراء ثقفی اور [illegible] تھے اور یہ آپ کے پڑوسی تھے۔ ان میں سے عقبہ بن ابی العاص کے سوا کسی نے اسلام [illegible] اور یہ سب کے سب [illegible] آپ پر پتھر ڈالتے تھے اور [illegible] کہ آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو یہ آپ کے سر پر [illegible] کے لیے رکھ دیتے تھے تو [illegible] آپ نماز پڑھتے تھے تو یہ آپ کے سر پر [illegible] کے لیے رکھ دیتے تھے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محفوظ مقام اختیار فرما لیا تھا کہ جب نماز

ادا فرماتے تو اس مقام پر ان لوگوں سے پوشیدہ ہو جاتے اور جب اس قسم کی گندگی وہ لوگ آپ پر ڈالتے تو آپ اس کو ایک لکڑی پر لے کر نکلتے اور اس کو لے کر اپنے دروازے پر کھڑے ہوتے اور فرماتے۔

اَیْ عَبْدَ مَنَافِ اَیَّ جِوَارِ هٰذَا

اے عبد مناف یہ کیسی ہمسائیگی ہے۔

(یعنی کیا پڑوسی کا یہی حق ادا کیا جا رہا ہے) پھر سے رشتہ پر والدیت جیسا کہ مجھ سے عمر بن عبداللہ بن عروۃ نے عروۃ بن الزبیر سے روایت کی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ خدیجہ بنت خویلد اور ابو طالب [illegible] اسی سال انتقال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدیجہ کے [illegible] کے بعد سے باپ کے بعد تک [illegible] انتقال کے سبب سے [illegible] [illegible] [illegible]

تشریف لائے تو سب جنازہ بیوں میں سے ایک سب جنازہ ادی تھیں اور آپ
کے سر پہ کی نہی ہوتے لگیں ور روتی جاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان سے فرماتے جاتے تھے

لَا تَبْكِي يَا بُنَيَّةَ فَإِنَّ اللَّهَ مَانِعُ أَبَاكِ

اے میری پیاری بیٹی نہ رو۔ بیشک تیرے باپ کا محافظ
اور اسی اثنا میں یہ بھی فرماتے جاتے تھے:۔

[illegible]

[illegible]

چھین لیں گے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ

لَكُمْ يَا أَيُّهَا الْعَجَمُ

[illegible]

عرض کیا ہے۔ تو یہ بھی اسی بات میں سے ہے جو تمہارے باپ کی قسم! (ایک نہیں) دس باتیں فرمایا:

[illegible]

راوی نے کہا۔ تو وہ یہ باتیں بنانے لگے پھر اس کے بعد کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ سب معبودوں کو ایک معبود بنا دو۔ تمہاری بات تو عجیب ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر انھوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ واللہ ان باتوں میں سے جن کو تم پیش کرتے ہو کسی بات پر بھی یہ شخص تمہیں قول دینے والا نہیں۔ پس چلو اور اپنے بزرگوں کے دین پر جمے رہو یہاں تک کہ اللہ تم میں اور اس میں کوئی فیصلہ کر دے۔

راوی نے کہا کہ پھر وہ لوگ ادھر ادھر چلے گئے اور پھر ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا بابا! واللہ! تمہارے ان سے کوئی بھید (یا مخفی) بات کا سوال نہیں کیا۔ راوی نے کہا کہ جب ابو طالب نے یہ بات کہی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خود ان کے متعلق امید ہوگئی راوی نے کہا۔ تو آپ ان سے کہنے لگے:۔

أَيْ عَمِّ فَإِنَّمَا أَسْتَطِيعُ لَكَ بِهَذَا الشَّفَاعَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

چچا جان۔ تو آپ اپنی بات کہہ چکے تاکہ اس کے سبب سے قیامت کے روز میری شفاعت آپ کے لیے جائز ہو جائے۔

راوی نے کہا کہ جب انھوں نے اپنے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ

عباس نے کہا۔ اے میرے بھائی کے بیٹے! واللہ بے شبہ میرے بھائی نے وہ کلمہ کہا جس کے کہنے کا آپ نے انھیں حکم دیا تھا۔

راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَمْ أَسْمَعْ

میں نے نہیں سنا۔

راوی نے کہا کہ اللہ عزوجل نے اس جماعت کے بارے میں جو آپ کے پاس جمع ہوئی تھی اور آپ نے انھیں جو کچھ کہا تھا اور انھوں نے آپ کو جو جواب دیا تھا اس کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ

الیٰ قولہٖ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ۔

صٓ۔ نصیحت والے قرآن کی قسم! (کہ اس کی نسبت جو کچھ کفار کہتے ہیں کوئی شک و شبہ نہیں ہے) بلکہ کافر تکبر و مخالفت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ بات تو ہم نے آخری ملت میں نہیں سنی۔

اس سے ان کی مراد نصرانیت ہے کیونکہ وہ تو تین کا کہتے تھے (تین خدا ہیں، اور اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔

إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ

یہ تو صرف اپنی جانب سے گھڑی ہوئی بات ہے (اپنے بندہ ہے)

اس کے بعد ابو طالب کا انتقال ہو گیا۔

بنی ثقیف سے امداد حاصل کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا موقع مل گیا۔ آپ کے چچا ابو طالب کے زمانے میں انہیں حاصل نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی جانب تشریف لے گئے کہ بنی ثقیف سے مدد و حمایت حاصل کریں اور اپنی قوم کے خلاف ان کی حفاظت میں رہیں اور اس امید پر تشریف لے گئے کہ اللہ کے پاس سے جو بات آپ ان کے پاس لائے ہیں شاید وہ اس کو قبول کر لیں اور آپ ان کے پاس تنہا تشریف لے گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف پہنچے تو بنی ثقیف کے ان لوگوں کے پاس آپ تشریف لے گئے جو ان دنوں بنی ثقیف کے سردار اور ان میں سربرآوردہ تھے اور وہ تین بھائی تھے۔ عبد یالیل بن عمرو بن عمیر۔ مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف اور ان میں سے ایک کی زوجیت میں قریش کی شاخ بنی جمح کی ایک عورت تھی ان کے پاس جا کر آپ تشریف فرما ہوئے اور انہیں اللہ کی جانب دعوت دی اور ان سے اس امر میں گفتگو کی جس کے لیے آپ ان کے پاس تشریف لے گئے تھے کہ اسلام کی اشاعت میں آپ کی امداد کریں اور آپ کی قوم کے ان لوگوں کے مقابلے میں آپ کا ساتھ دیں تو ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ وہ کعبۃ اللہ کا غلاف پھاڑے ۲۹
اگر اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور دوسرے نے کہا کہ

منتشر ہوں کے سبب سے متفرق و برگشتہ ہو گئے ہیں اور ان میں جماعت
بندی ہو گئی ہے۔

پس ان تینوں نے اس گفتگو کو راز میں نہیں رکھا بلکہ انھوں نے
اس گفتگو کے بعد سے اپنے ہاں کے شہدوں اور غلاموں کو ایسا ابھارا
کہ وہ آپ کو گالیاں دینے اور آپ کے ساتھ ہو کر شور مچانے لگے حتیٰ کہ لوگ
آپ کے بارے میں بہت زیادہ بیجا باتیں کرنے لگے۔ آپ بیمار ہو گئے جبکہ وہ دونوں اس میں موجود تھے اور بنی نجار کے
شہدے جو آپ کے ساتھ ہو گئے تھے واپس ہو گئے تو آپ نے ایک آدمی کو
ان کے ننھیالی سایہ کی جانب قصد فرمایا اور سایہ میں بیٹھ کر اور بیمار
کے دونوں لڑکے آپ کو دیکھ رہے تھے اور آپ کے ساتھ ان کے شہدوں
سے بات کرنے کو بھی دیکھ رہے تھے۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ لوگ وہاں
بنی نجار میں کی ایک عورت کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے اس سے فرمایا:۔

مَاذَا لَقِينَا مِنْ أَحْمَائِكِ

تو نے دیکھا کہ ہمیں تیری سسرال سے کیا ملا کیسی آفت
انھوں نے ہم پر ڈھائی مجھ سے یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان سے تشریف فرما ہوئے تو
آپ نے فرمایا:۔

[illegible]

أَعُوذُ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَيْهِ
أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ أَنْ تُنْزِلَ بِي غَضَبَكَ أَوْ تُحِلَّ عَلَيَّ سَخَطَكَ
لَكَ الْعُتْبَى حَتَّى تَرْضَى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ

[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے
سے اوس اور خزرج کا

[illegible]

آپ کے ساتھ جو سلوک ہو رہا تھا اس کو دیکھا تو ان میں رحم کا جذبہ حرکت میں آیا اور انھوں نے اپنے ایک نصرانی چھوکرے کو بلایا جس کا نام عداس تھا اور اس سے ان دونوں نے کہا۔ اس انگور کا ایک خوشہ لے اور اس کو اس تھالی میں رکھ، اور اسے لے کر اس شخص کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ اس میں سے کھائے۔ تو عداس نے ویسا ہی کیا اور وہ اسے لے کر آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ پھر آپ سے کہا کہ کھائیے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ہاتھ ڈالا تو فرمایا۔ بسم اللہ۔ پھر تناول فرمایا۔ تو عداس آپ کی صورت دیکھنے لگا اور کہا واللہ یہ بات تو ایسی ہے کہ یہاں کی بستیوں کے لوگ نہیں کہا کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

وَمِنْ أَهْلِ أَيِّ الْبِلَادِ أَنْتَ يَا عَدَّاسُ وَمَا دِينُكَ

اے عداس! تو بستیوں میں سے کس بستی کا ہے اور
تیرا دین کیا ہے۔

اس نے کہا کہ میں نصرانی نینوئی کا باشندہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

مِنْ قَرْيَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

کیا تو ایک شخص کی بستی کا ہے جس کا نام یونس بن متی تھا
تو عداس نے آپ سے کہا تمھیں کیا خبر کہ یونس بن متی کون تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ذَاكَ أَخِي كَانَ نَبِيًّا وَأَنَا نَبِيٌّ

وہ میرے بھائی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔
پس عداس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک پڑا اور آپ کا سر

ہاتھ اور پیر چومنے لگا۔

راوی نے کہا کہ ربیعہ کے دونوں بیٹے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تمہارے چھو کرے کو اس نے بگاڑ دیا۔ پھر جب وہ دونوں اس کے پاس آیا تو ان دونوں نے اس سے کہا ارے کمبخت عداس! تجھے کیا ہو گیا کہ اس شخص کا سر، ہاتھ اور پیر چومنے لگا۔ اس نے کہا اے میرے سردار، زمین پر کوئی چیز ان سے بہتر نہیں ہے۔ انھوں نے مجھے ایسی بات بتلائی ہے جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان دونوں نے کہا ارے کمبخت عداس! تجھے نہ چاہیے تیرے دین سے برگشتہ نہ کر دے تیرا دین تو اس کے دین سے بہتر ہے۔

حالات جن اور اللہ عزوجل کے قول وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ کا نزول

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی ثقیف کی جانب سے ناامید ہو گئے تو واپس ہوئے یہاں تک کہ جب آپ نخلہ میں پہنچے اور رات میں آپ نماز پڑھنے لگے تو آپ کے پاس سے جنوں کی وہ جماعت گزری جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مجھے ان کے متعلق ہوبہو اس کی خبر پہنچی ہے جو مجھ سے وہب بن کیسان نے عبید بن عمیر کے آزاد کردہ غلام ابو سلمہ سے بیان کیا۔ وہب نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میرے پاس جنوں کی جماعت آئی ان کی خبر آپ کو دی اور فرمایا:۔

وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ الٰى ...

وَنُنْذِرَكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ

(اے نبی اس وقت کو یاد کر جبکہ ہم نے تیری جانب
جنوں کی ایک جماعت کو مائل کر دیا کہ وہ قرآن سن رہے تھے۔
سے اس کے قول۔ اور وہ تمہیں دردناک عذاب سے
پناہ دیگا۔ تک۔

پھر فرمایا:۔

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ الٰی آخر القصۃ

خبرهم فی هذه السورة

(اے نبی کہہ کہ میری جانب یہ وحی آئی ہے کہ جنوں کی
ایک جماعت نے قرآن سنا۔ سے آخر تک جو اس سورۃ میں
ان کے متعلق خبر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپکو
قبیلے والوں پر پیش کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جس سے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
[illegible] آپ کا قوم کی مخالفت اپنے کفار اور
آپ سے [illegible] سے بھی زیادہ سخت ہوگئی تو آپ
[illegible] آپ پر ایمان لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] اور پیروی کی ہوتی تو اپنے آپ کو قبیلے والوں سے

پیش فرماتے۔ انھیں اللہ کی جانب آنے کی دعوت دیتے اور انھیں آگہی دیتے کہ آپ (اللہ کی جانب سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں، وہ ان سے اپنی تصدیق اور اپنی حفاظت و مطالبہ فرماتے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے احکام صاف صاف ان سے بیان کریں بس کے لیے اس نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا

۳۲ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہمارے بعض ایسے دوستوں نے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا، زید بن اسلم سے، اور انھوں نے عبید بن عباد سے بیان کیا، اور اس شخص نے بیان کیا جس سے ابوزناد نے، انھوں نے ربیعہ سے روایت کی، [1]

---

[1] ابن ہشام نے کہا کہ ربیعہ عبود کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ربیعہ بن عباد سے جن کا گھر دیل میں تھا، جو بنی بئل کی ایک شاخ ہے، انھوں نے کہا کہ میں نوجوان تھا اور اپنے والد کے ساتھ منیٰ میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے قبیلوں کے مکانوں میں ٹھیرتے ہوئے فرما رہے تھے:۔

يَا بَنِي فُلَانٍ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ، يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَخْلَعُوا مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَنْدَادِ، وَأَنْ تُؤْمِنُوا بِي وَتُصَدِّقُونِي وَتَمْنَعُونِي حَتَّى أُبَيِّنَ عَنِ اللَّهِ مَا بَعَثَنِي بِهِ

---

[1] دستخط میں یہ حصہ واضح نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اے فلاں قبیلے والو! میں تمہاری طرف اللہ کا
بھیجا ہوا آیا ہوں جو تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو
اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور اللہ کے سوا ان کے
مقابل بھیجائی ہوئی ان مخالف ہستیوں کو جن کی تم پرستش
کرتے ہو ان کے لیے ٹھیرائے ہوئے عہدوں سے معزول
کر دو اور مجھ پر ایمان لاؤ اور مجھے سچا جانو اور میری حفاظت
کرو تاکہ اللہ نے جو چیز مجھے بھیجا ہے اس سے صاف صاف
بیان کروں

ابن اسحاق نے کہا اور آپ کے پیچھے بکر بن وائل کے
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم اپنی [illegible] ختم فرما چکے تو وہ کہنے لگے
اے فلاں قبیلے والو! یہ شخص بری عادتیں نہیں دعوت دیتا ہے کہ
اپنی کرتوتوں سے توبہ و عزم کر کے جو
[illegible] سے الگ ہو جاؤ اور جو بدعت
[illegible] یہ شخص لایا ہے اس کی طرف مائل ہو جاؤ پس تم اس کی طرف
نہ کرو اور اس کی (کوئی) بات نہ سنو۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے کہا یا ابا جان! یہ کون ہے
جو ان شخص کے پیچھے چلا جا رہا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے یہ اس کا دوست
[illegible] والد نے کہا یہ شخص ابو لہب عبداللہ بن
عبدالمطلب ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ [illegible] یہ شعر پڑھے ہیں:

[illegible] يَقْتَعُ خَلْفَ رِجْلَيْهِ بِشَتّ

وہ کہ تو ہی اقیتل کے دونوں پاؤں کے پاس ارنٹ ہے
جس کے پاؤں کے پیچھے مشک کھڑکھڑاتی رہتی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہم سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ آپ بنی کندہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے جن میں ان کا سردار ملیح تھا اور انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان پر اپنے آپ کو پیش فرمایا تو انھوں نے بھی انکار کیا۔

۳۳ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن حصین نے بیان کیا کہ بنی کلب کی ایک شاخ کے منازل میں بھی تشریف لے گئے جو بنی عبداللہ کہلاتی تھی اور اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی اور اپنی نعمت کا مسئلہ ان کے سامنے بھی پیش فرمایا یہاں تک کہ آپ ان سے فرماتے تھے:

يَا بَنِي عَبْدَ اللهِ إِنَّ اللهَ قَدْ أَحْسَنَ اسْمَ أَبِيكُمْ

اے بنی عبداللہ! اللہ نے تمہارے باپ کو اچھا نام دیا ہے۔

انھوں نے بھی آپ کی پیش کی ہوئی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہمارے بعض دوستوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے سنی ہوئی بات بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی حنیفہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور اپنے آپ کو پیش فرمایا تو آپ کی دعوت کا جواب انھوں نے دیا وہ عرب میں سے کوئی بھی ان سے زیادہ برا جواب دینے والا نہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ آپ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور اپنے آپ کو پیش فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان میں سے بنی عامر بن صعصعہ کے بحیرا بن فراس بن تشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ نے کہا واللہ اگر میں اس قریشی جوان کو لے لوں تو اس کے ذریعے تمام عرب کو کھا لوں[1] یا فنا کر دوں یا مسخر کر لوں۔ پھر

[1] ... ابن ہشام کی لغت کے بیان کے مطابق اکلت عدکبت تو کہا ہے جو غلط مطبوعہ ہوتا ہے۔ (احمد محمود)

اس نے آپ سے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے پیش کیے ہوئے دعوے پر تم سے ہم نے بیعت کر لی اور پھر اللہ نے تمہیں ان لوگوں پر غلبہ دیدیا جنہوں نے تمہاری مخالفت کی ہے تو کیا تمہارے بعد حکومت ہمیں ملے گی؟ آپ نے فرمایا:۔

لَأَمْرُ إِلَى اللهِ يَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ

حکومت اللہ کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے دے۔

یہ سن کے انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری حفاظت کے لیے اپنے سینوں کو سپر بنائیں اور پھر جب اللہ تمہیں فتح دے تو حکومت ہمارے لیے نہ ہو کہ ہمیں اس کے بجائے اخیار کو ملے۔ ہمیں تمہاری حکومت کی ضرورت نہیں۔ پس انھوں نے بیعت کر لیا اور جب لوگ حج سے واپس ہوئے تو بنی عامر بھی لوٹ گئے اور اپنے ایک بوڑھے شیخ کو بھیج گئے جس نے بڑی عمر پائی تھی کہ حجوں کے اجتماع کے موقعوں پر ان لوگوں کے ساتھ نہ جا سکتا تھا اور یہ لوگ جب لوٹ کر اس کے پاس جاتے تو اجتماع حج کے موقع پر جو کچھ ہوتا اس سے بیان کرتے۔

اس سال جب وہ ان کے پاس گئے تو اس نے ان سے اس کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک قریشی آیا ہے جو عبدالمطلب کے پوتوں میں سے ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور اس کو ہم نے اپنے سینوں سے روکا ہے کہ اس کی کوئی تکلیف ہمیں پہنچے۔ اس کے ساتھ ہم نے اس کے متعلق یہ طے کیا ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں گے۔

میں فلاں[1] شخص کی جان ہے۔ ابتک ایسا دعویٰ بنی اسمعیل میں سے کسی نے نہیں کیا ہے۔ بے شبہہ وہ سچا ہے۔ تمہاری عقل کہاں چلی گئی تھی۔

سوید بن الصامت کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہی رہی کہ موسم حج وغیرہ میں جہاں کہیں کوئی مجمع آپ کو نظر آتا اس کے پاس تشریف لے جاتے اور قبائل کو اللہ اور اسلام کی جانب دعوت دیتے اور اپنی ذات کو اور جو ہدایت و رحمت اللہ کے پاس سے آپ کے پاس آئی تھی (یعنی قرآن) ظاہر فرماتے۔ عرب سے کہ آنے والوں میں سے جس کی خبر آپ کو مل جاتی کہ فلاں نامور ہے یا فلاں سربرآوردہ ہے، آپ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اس کو اللہ کی طرف بلاتے اور اپنے اصول اس کے سامنے بیان فرماتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہم سے عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری انصاری نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ سوید ابن الصامت بنی عمرو بن عوف والا حج وعمرہ کے لیے مکہ آیا اور سوید کو اس کی قوم نے اپنے یہاں کامل کا نام دے رکھا تھا جس کا سبب اس کی قوت جسمانی۔ اس کی شاعری۔ اس کا سربرآوردہ ہونا اور اس کا ذی نسب ہونا تھا۔ اسی نے یہ شعر کہے ہیں۔

أَلَا رُبَّ مَنْ تَدْعُو صَدِيقًا وَلَوْ تَرَى ... مَنَاكَتَهُ بِالْغَيْبِ سَرَّكَ مَا يَفْرِي

---

[1] فلاں سے مراد یہاں خود وہ بوڑھا ہے جس کا نام نہ معلوم ہونے سے فلاں کہا گیا ہے (۱۲ محمودی)

بلکہ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو تو دور سے
(کہ) پکارتا ہے لیکن کاش پیٹھ پیچھے کی اس کی باتوں کی تجھے
خبر ہوتی تو اس کا توڑ جوڑ تجھ کو برا لگتا۔

مَقَالَتُهُ وَالشَّيْبُ مَا كَانَ شَاهِدًا وَبِالْغَيْبِ مَأْثُورٌ كَثِيرَةُ الْخَبَرِ

جب وہ موجود ہوتا ہے تو اس کی بات بیہودگی کی وجہ سے
اور پیٹھ پیچھے دلگی کے گڑنے کے لیے تلوار (باعث ہلاکت) ہے۔

يُسَرُّ بِأَدْبَارِهِ وَغَيْبَتُ أَدِيمِهِ نَمِيمَةُ غِشٍّ تَبْتَرِي عَقِبَ الظَّهْرِ ۳۵

اس کی پیٹھ پیچھے کی برائی کو خوش کر دیتا ہے اور اس کی کمال کے
پیچھے غیر مخلصانہ سرگوشی ہے جو پیٹھ کے پیچھے ہوتی ہے۔

تَبِينُكَ الْعَيْنَانِ مَا لَمْ تَكَاتِمَا مِنَ الْبُغْضِ وَالْبَغْضَاءِ بِالنَّظَرِ الشَّزْرِ

بغض و کینہ جنہیں کن آنکھوں میں چھپائے رکھتا ہے۔
تو اس کی آنکھیں خود تجھ پر ظاہر کر دیں گی۔

فَإِنْ تَنْجُ مِنْهَا تَنْجُ مِنْ ذِي عَظِيمَةٍ وَإِلَّا تُدَارِكْهَا الْمُنَاشَدَةُ أَوْ تَدْرِ

تو اس بڑے زمانہ میری مخالفت میں گزارا کچھ تو بچ گیا ہے
میری امید ہے کہ تو دوستوں میں بہترین وہ شخص ہے جو ادا
واجب کرتا ہے اور ٹال میں نہیں رہتا۔

اور ہذیل کے شعراء بھی کہے ہیں ان کا متعلقہ واقعہ یہ ہے
بنی سلیم کی شاخ بنی زہب بن مالک کے ایک شخص سے ایک سوار نے
سے خریدے کے، تاجروں میں سے ایک تاجر کے پاس اس نے فیصلہ کن
سب کیا تو اس تاجر نے اس کے موافق فیصلہ کیا اور اس کے پاس سے
یہ سوار بنی سلیم کے شخص دونوں اونٹ کر آئے اور ان دونوں کے ساتھ کوئی

تیسرا شخص نہ تھا اور جب اس مقام پر پہنچے جہاں سے دونوں راستے الگ ہوتے تھے تو اس نے کہا اے بنی سلیم والے! میرے اونٹ مجھے واپس دے دو اس نے کہا میں تیرے پاس بھیج دوں گا۔ اس نے کہا جب تم میرے ہاتھ سے نکل جاؤ گے تو اس کو بھیجنے کی ضمانت کون کرتا ہے۔ اس نے کہا میں اس نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک تجھے میرا مال نہ مل جائے تو میرے پاس سے نہیں جا سکتا یہاں تک دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے تو اس نے اس کو زمین پر دے مارا اور رسی سے باندھ لیا اور اس کو لے کر بنی سلیم سے اس کا حق لینے کے لئے گیا یہاں تک کہ بنی سلیم سے اس کا حق لے کر دیا۔ اس کے متعلق اس نے یہ شعر کہے ہیں۔

لَقَدْ كُنْتَ تَزْدِي الْبَيْبَ بِالْبَيْبِ قَبْلَهَا ... لَعَمْرُكَ يَا ابْنَ الْخَيْبِ بْنِ مَالِكِ

اے ابن خیب بن مالک! تجھے ان لوگوں کی سزا بھگتنی ہے جن کو تو نے قتل کر کے ہلاکت میں ڈالا اور دھوکا دیتا رہا۔

تَحَمَّلْتَ بِالْبَيْبِ إِذْ صَرَّحَتْ بِعِزِّهِ ... كَذَلِكَ إِنْ خَاصَمْتَ فَاخْتَرْ لِمَنْ تَخْتَارُ

جب تو نے غلبہ حاصل کر کے بیب سے مقابلہ کیا اور مقابلہ میں ایک بکری سے زیادہ کچھ نہ لیا اور فیصلہ میں ایک بکری سے زیادہ کچھ نہ لیا اور فیصلہ کرنے والے کا انتخاب کرتے ہیں۔

رخسار ہر حالت میں نیچا ہی رہا۔

بہت سے اشعار ہیں وہ اسی واقعے کا ذکر کیا کرتا ہے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کے آنے کی خبر سنی تو اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس کو سلام اور اللہ کی جانب دعوت دی تو سوید نے آپ سے کہا۔ شاید آپ کے پاس کچھ ایسی ہی چیزیں ہیں جو میرے پاس بھی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

وَمَا الَّذِي مَعَكَ۔

وہ کیا چیز ہے جو تیرے پاس ہے۔

تو اس نے کہا مجلہ لقمان یعنی حکمت لقمان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

اَعْرِضْهَا عَلَيَّ

اسے میرے سامنے پیش کر

تو اس نے اسے آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا:۔

إِنَّ هٰذَا الْكَلَامُ حَسَنٌ ... وَالَّذِي مَعِيَ أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَإِنَّ

[illegible]

بے شک یہ کلام [illegible]

وہ (سرتاپا) ہدایت و نور ہے۔

[illegible]

اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے اس سے دوری اختیار نہیں کی اور کہا بے شک یہ کلام خوب ہے۔ پھر آپ کے پاس سے لوٹ کر اپنی قوم کے پاس مدینہ پہنچا اور چند روز نہیں رہا کہ اس کو بنی خزرج نے قتل کر دیا

اور اس کی قوم کے لوگ کہتے تھے کہ ہم تو اس کو اسلام کی حالت میں قتل ہوا سمجھتے ہیں اور اس کا قتل جنگ بعاث سے پہلے ہوا ہے۔

اسلام ابا حسین بن معاذ اور قصہ ایاس بن معاذ

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے فضیل بن ہیثم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب ابوالحیسر انس بن رافع مکہ آیا اور اس کے ساتھ بنی عبدالاشہل کے چند نوجوان تھے۔ ان میں ایاس بن معاذ بھی تھا۔ یہ وفد اپنی قوم کی خزرج سے قریش سے دوستی کرنے کے لیے آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خبر سنی تو ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا:

هَلْ لَكُمْ فِي خَيْرٍ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ

جس بات کے لیے تم آئے ہو کیا اس سے بہتر کوئی چیز کی تمہیں تو ترغیب دوں۔

وہ لوگ کہنے لگے وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا:

أَنَا رَسُولُ اللّٰهِ بَعَثَنِي إِلَى الْعِبَادِ أَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يَعْبُدُوا اللّٰهَ

میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے مجھے بندوں کی طرف بھیجا ہے کہ میں ان کو اللہ کی عبادت کی دعوت کروں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور اس نے مجھ پر

کتاب بھی اتاری ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر آپ نے ان سے اسلام کا ذکر فرمایا اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ راوی نے کہا تو ایاس بن معاذ نے جو کچھ سن سنے کہا اے قوم واللہ! یہ تو اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم آئے ہو۔ راوی نے کہا کہ ابو الحیسر انس بن رافع نے یہ سن کر مٹی کی مٹھی دونوں ہاتھوں بھر کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماری اور کہا۔ ہمارے پاس سے ٹل میں نے عمر ضائع کرنا چاہتے ہو کہ ہم اس کے سوا کسی اور چیز کے لیے آئے ہیں تو ایاس خاموش ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور وہ لوگ مدینہ کی جانب لوٹ گئے۔ اس کے بعد اس وفد میں سے کسی نے جنگ بعاث ہوئی۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد چند روز نہیں ہوئے کہ ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا۔ محمد بن لبید نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے جن کی قوم سے تھے ان کے انتقال کے وقت موجود تھے کہ لوگ مسلسل ان سے لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ اور سبحان اللہ سنتے رہے حتی کہ انتقال ہو گیا اور اس بات میں کچھ شبہ نہ رہ گئے تھے کہ ان کا انتقال اسلام پر ہوا۔ انھیں شعور اسلام اسی وقت سے پیدا ہو گیا تھا جب سے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس میں جو کچھ آپ نے فرمایا سن لیا تھا۔

انصار میں اسلام کی ابتداء

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے دین کو غالب کرنا اور اپنے نبی کو معزز بنانا اور اپنے نبی سے جو کچھ وعدے کیے تھے ان کو پورا کرنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ حج میں نکلے جس میں آپ نے انصار کی ایک جماعت سے ملاقات کی اور عرب کے

قبیلوں پر خود کو پیش فرمایا جس طرح کہ حج کے ہر زمانے میں پیش فرمایا کرتے تھے تو اس اثنار میں کہ آپ عقبہ کے پاس تھے ۔ بنی خزرج کی ایک جماعت سے آپ نے ملاقات کی جس کی بھلائی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی ۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے روایت کی ۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے ملے تو ان سے فرمایا: ۔

مَنْ اَنْتُمْ ۔ تم کون ہو ۔ انھوں نے کہا بنی خزرج میں کے لوگ ہیں فرمایا اَمِنْ مَوَالِیْ یَہُوْدَ ۔ کیا یہودیوں کے دوست ۔ انھوں نے کہا ہاں ۔ فرمایا:۔

اَفَلَا تَجْلِسُوْنَ اُکَلِّمُکُمْ ۔ کیا تم بیٹھو گے نہیں کہ میں تم سے کچھ گفتگو کروں انھوں نے کہا کیوں نہیں ۔ (ہم ضرور بیٹھ کر آپ سے گفتگو کریں گے) پھر وہ آپ کے ساتھ بیٹھ گئے تو آپ نے انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے اسلام پیش فرمایا اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا ۔ راوی نے کہا کہ اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی روش یہ تھی کہ یہود ان مشرکوں کے ساتھ انھیں کی بستیوں میں رہا کرتے تھے اور وہ اہل کتاب اور علم والے تھے اور یہ مشرک اور بت پرست اور اپنی بستیوں میں رہنے کے سبب سے ان پر غلبہ رکھتے تھے ۔ جب ان میں کوئی ناگوار بات ہو جاتی تو وہ ان سے کہتے ابھی چند روز میں ایک نبی بھیجا جانے والا ہے جس کا زمانہ بہت قریب آچکا ہے ۔ ہم اس کی پیروی کریں گے اور اس کے ساتھ رہ کر تمھیں عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے گفتگو فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف آپ نے دعوت دی تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا لوگو سمجھ لو اللہ کی قسم

۱۔ موالی کے کئی معنی آتے ہیں ۔ رشتہ دار دوست ۔ آزاد کردہ ۔ یہاں یہ تینوں معنی ہو سکتے ہیں ۔ رشتہ دار یہود سے دوست کے ہمنوا ہوں ۔ (ابن ہشام)

یہ نبی وہی ہے جس کا ذکر تم سے یہود کیا کرتے تھے دیکھو کہیں وہ اس کی جانب تم سے سبقت نہ کر جائیں۔ اس لیے جس چیز کی آپ نے انھیں دعوت دی۔ انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ انھوں نے آپ کی تصدیق کی اور اسلام جو ان پر پیش کیا گیا اسے قبول کر لیا اور آپ سے عرض کی۔ ہم نے اپنی قوم کو ایسی حالت میں چھوڑا ہے کہ عداوت و فتنہ جس قدر ان میں ہے کسی اور قوم میں نہیں۔ شاید آپ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان میں اتحاد پیدا کر دے۔ ہم ان کے پاس جائیں گے اور آپ کے معاملہ نبوت کی جانب انھیں بھی دعوت دیں گے اور ان کے سامنے بھی اس آپ کے دین کو پیش کریں گے جس کو ہم نے قبول کر لیا ہے پس اگر اللہ تعالیٰ انھیں آپ کے متعلق متفق کر دے تو کوئی آپ سے زیادہ عزیز نہ ہوگا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو اطلاع مجھے ملی ہے اس کے لحاظ سے وہ بنی خزرج میں کے پہلے آدمیوں کی جماعت تھی۔ ان میں بعض بنی النجار میں کے تھے جو تیم اللہ کے نام سے مشہور تھے اور پھر بنی النجار میں کی بھی ایک شاخ بنی النجار بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر پہ تھے اور وہ دو آدمی تھے، سعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار ابو امامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف بن حارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار جو عفراء 39 کہلاتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عفراء عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی

ابن اسحٰق نے کہا اور بعض بنی زریق میں سے کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ اسعد بھی شاخ بن زریق بن حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کے۔

ابن ہشام نے کہا بعض لوگ عامر بن ازرق کہتے ہیں۔

اس شاخ میں کے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھے
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن
جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں کے قطبہ بن عامر
ابن حدیدہ بنا عمرو بن غنم بن سواد تھے
ابن ہشام نے کہا کہ عمرو سواد کا بیٹا تھا اور سواد کو غنم نامی کوئی بیٹا
نہ تھا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے
عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھے
اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ
بن رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید تھے۔ جب یہ لوگ اپنی قوم کے پاس
مدینہ آئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا اور انہیں
اسلام کی دعوت دی یہاں تک کہ ان میں بھی اسلام پھیل گیا اور انصار کے
گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
تذکرہ نہ ہو رہا ہو۔

واقعہ عقبۃ الاولیٰ اور مصعب بن عمیر کا نفوذ اور اس سے متعلقہ واقعات

کہا جاتا ہے کہ جب آئندہ (نیا) سال آیا تو زمانہ حج میں انصار کے بارہ
آدمی پہنچے اور یہ عقبہ میں آپ سے ملاقات کی اور اسی کا نام عقبۃ الاولیٰ ہے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی بیعت کے طریقے پر بیعت کی

۔۔۔ بنی اس بیعت میں مرنے مارنے کا کوئی ذکر نہ تھا جبکہ عورتوں سے جس بیعت لینے کی تصریح ہے

اور یہ واقعہ ان لوگوں پر جنگ فرض ہونے سے پہلے کا تھا۔ ان میں بنی النجار
۴۰ کی شاخ بنی مالک بن النجار میں کے زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم
ابن مالک بن النجار بھی تھے جو ابو امامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف و
معاذ۔ حارث۔ رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار کے دونوں
بیٹے بھی تھے جن کی ماں کا نام عفراء تھا اور بنی عامر بن زریق میں سے
رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق بھی تھے اور ذکوان بن
عبد قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ذکوان مہاجری بھی ہیں اور انصاری
بھی[1] اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی غنم بن عوف بن الخزرج
میں سے، جو قواقل کے نام سے مشہور تھے، عبادہ بن الصامت
بن قیس بن احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم اور ابو عبد الرحمٰن
جن کا نام یزید بن ثعلبہ بن حزمہ بن احرم بن عمرو بن عمارہ تھا
اور بنی غصینہ کی شاخ بلی میں کے اور ان کے (بنی غنم کے) حلیف تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ انھیں قواقل اس لیے کہا جاتا تھا کہ جب ان
کی پناہ میں کوئی شخص آتا تو اس کو ایک تیر دیتے اور کہتے قَوْقِلْ بِہٖ یَثْرِبَ
حَیْثُ شِئْتَ۔ اس تیر کو لے کر یثرب میں جہاں چاہے جا۔

ابن ہشام نے کہا کہ قوقلہ ایک قسم کی رفتار کو کہتے ہیں۔

۴۱ ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج
کی شاخ بنی عجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے عباس بن عبادہ بن

---

[1] یعنی اصل میں یہ مدینہ کے رہنے والوں میں سے تھے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مبارک پر بیعت کی تو مکہ ہی میں رہ گئے۔ وہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے (احمد محمودی)

فضالہ بن مالک بن العجلان سے تھے اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھے۔

اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد تھے۔

اور اس بیعت میں قبیلہ اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے ابوالہیثم بن التیہان موجود تھے جن کا نام مالک تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ تیہان بتخفیف و تشدید (یا) دونوں طرح سے کہا جاتا ہے جس طرح میّت و میّت دونوں طرح کہتے ہیں۔

اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس میں سے عویم بن ساعدہ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے ابومرثد بن عبداللہ الیزنی سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن عسیلۃ الصنابحی سے انھوں نے عبادہ بن الصامت سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ میں ان بارہ میں ہوں جنہوں نے عقبہ اولیٰ میں حاضر تھے۔ ہم بارہ آدمی تھے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی سی بیعت کی اور یہ واقعہ جنگ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ اللہ کے ساتھ نہ کسی چیز کو شریک کریں گے نہ چوری کریں گے نہ زنا کریں گے نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگائیں گے اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف کریں گے۔ پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے اگر وہ چاہے سزا دے اور چاہے تو بخش دے۔

۴۱ ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن شہاب زہری نے ابوادریس عائذ اللہ بن عبداللہ الخولانی سے سن کر ذکر کیا کہ عبداللہ بن الصامت نے ان سے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبۃ الاولیٰ کی رات میں بیعت کی کہ اللہ

کے ساتھ نہ کسی چیز کو شریک کریں گے، نہ چوری کریں گے، نہ زنا کریں گے، نہ کسی اولاد کو قتل کریں گے، نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگائیں گے، اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کی نافرمانی کریں گے۔ پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر ان میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور دنیا ہی میں اس کی سزا میں گرفتار ہو گئے تو وہ تمہارے لیے کفارہ ہوگی اور اگر قیامت کے دن تک وہ تمہارا ارتکاب نہ ظاہر ہوا تو معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے تو

[illegible]

[illegible]

[illegible] محمد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے [illegible] اور انھوں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے [illegible] کعب بن مالک کی بینائی جاتی رہی تو

[illegible] ہیں۔ (محمد محمود)

میں ان کی رہنمائی کیا کرتا تھا اور جب انھیں جمعہ کی نماز کے لیے لے کر نکلتا اور
اور وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابو امامہ اسعد[1] بن زرارۃ کے لیے دعا کرتے۔ کہا کہ
۴۳ یہی حالت کئی دن تک رہی کہ جب وہ اذان سنتے ان کے لیے دعا اور استغفار
کرتے۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو میری کمزوری ہے کہ ان سے
دریافت نہ کروں کہ وہ جب جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو کیوں ابو امامہ اسعد
ابن زرارۃ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ کہا کہ ایک جمعہ کے روز انھیں لے کر
اسی طرح نکلا جس طرح انھیں لے جایا کرتا تھا تو جب انھوں نے جمعہ کی اذان
سنی تو ان کے لیے دعا اور استغفار کی۔ میں نے کہا بابا جان! یہ کیا بات
ہے کہ جب آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابو امامہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔
تو انھوں نے جواب دیا کہ اے میرے پیارے بیٹے! وہ پہلے شخص تھے جنھوں
مدینہ میں بنی بیضاء کے پتھریلے مقام کی نشیبی زمین میں جس کا نام نقیع الخضمات
تھا ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔ کہا میں نے پوچھا اس روز آپ کتنے آدمی
تھے۔ کہا چالیس۔

سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے اسلام کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن المغیرہ بن معیقب اور عبد اللہ
بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ سعد بن زرارہ مصعب بن عمیر
کو ساتھ لے کر بنی عبد الاشہل اور بنی ظفر کے محلے کو جانے کے لیے نکلے اور
سعد بن معاذ بن النعمان بن امرء القیس بن زید بن عبد الاشہل کو لے کر، جو

---

[1] (الف) میں اسعد بن زرارۃ ہے۔ (احمد محمودی)

اسعد بن زرارہ کے خالہ زاد بھائی تھے، بنی ظفر کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ظفر کا نام کعب بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس تھا۔

دونوں رویوں نے کہا کہ اسعد باہلی کے پاس جس کا نام بئر مرق تھا وہ دونوں اس باغ میں بیٹھ گئے اور ان کے پاس چند وہ لوگ بھی جمع ہو گئے جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور سعد بن معاذ و اسید بن حضیر ۴۴
ان دونوں اپنی قوم بنی عبدالاشہل کے سردار تھے اور دونوں اپنی قوم کے دین پر یعنی مشرک تھے۔ جب انھوں نے یہ خبر سنی تو سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا۔ ارے تیرا باپ مر جائے یہ دونوں شخص جو ہمارے محلے میں اس لیے آئے ہیں کہ ہم میں کے کمزوروں کو بے وقوف بنائیں۔ ذرا ان کے پاس چل اور انھیں ڈانٹ اور ہمارے محلے میں آنے سے انھیں منع کر کیونکہ اسعد بن زرارہ سے میرے جیسے کچھ تعلقات ہیں تو بھی جانتا ہے۔ اگر ایسے نہ ہوتے تو تجھ سے یہ کہنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے۔ مجھے اس کے سامنے کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ آخر اسید بن حضیر اپنا بھوٹا برچھا لیا اور ان دونوں کی طرف چلا جب اس کو اسعد بن زرارہ نے دیکھا تو مصعب بن عمیر سے کہا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تمھارے پاس آرہا ہے لہٰذا اللہ کے حقوق کا سختی سے لحاظ رکھنا۔ یعنی سچی کہنے میں لحاظ اور مروت کام میں نہ لانا مصعب نے کہا کہ اگر وہ بیٹھے گا تو میں اس سے بات کروں گا۔ راوی نے کہا کہ وہ آکر گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور کہا تم ہمارے پاس ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنانے کے لیے کیوں آئے ہو۔ گر تم

لا بالی ہات کہتے ہیں۔ بددعا کے لیے استعمال ہوتا ہے اور بعض وقت انتہائی تعریف کے لیے جس کا ترجمہ دوسرے محاورے میں کسی شاعر کا بہترین کلام سنکر کہتے ہیں۔ کمبخت نے کیا خوب کہا ہے۔

(احمد محمودی)

دونوں کو تمہاری جان پیاری ہے تو ہم سے الگ رہا کرو۔ مصعب نے ان سے کہا (اچھا) آپ تشریف تو رکھیں۔ اور کچھ بات بھی تو سنیں۔ اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے موافق ہو تو قبول کیجئے اور اگر آپ اس کو ناپسند کریں تو جو بات آپ کو ناپسند ہو اس سے اپنے آپ کو بچا لیجئے انھوں نے کہا تم نے انصاف کی بات کہی۔ راوی نے کہا اس کے بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور ان کے پاس آکر بیٹھ گئے تو مصعب نے ان سے اسلام کے متعلق گفتگو کی اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں کے متعلق مشہور ہے کہ انھوں نے کہا واللہ ان کے آثار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک اور ان کی سہل انگاری سے ہم نے ان کے چہرے پر آثار اسلام کی شناخت کر لی۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ یہ چیز تو بہت ہی خوب اور بہتر ہے۔ جب تم اس دین میں کسی کو داخل کرنا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو۔ دونوں نے ان سے کہا غسل کر لیجئے اور پاک صاف ہو جائیے اور اپنے کپڑے بھی پاک صاف کر لیجئے اور اس کے بعد حق کی گواہی دیجئے اور پھر نماز ادا کیجئے تو اسید کھڑے ہو گئے اور غسل کیا اور اپنے دونوں کپڑے پاک صاف کر لیے اور حق کی گواہی دی کلمہ توحید پڑھا اور کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھ لیں۔ پھر ان دونوں سے کہا میرے پیچھے ایک شخص ہے اگر اس نے بھی تم دونوں کی پیروی کر لی تو اس کے بعد اس کی قوم سے کوئی نہ بچے گا۔ میں ابھی اسے تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ اور وہ سعد بن معاذ ہے۔ پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور سعد اور ان کی قوم کی جانب چل پڑے وہ لوگ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب سعد بن معاذ نے انھیں آتے دیکھا تو کہا۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اسید تمہارے پاس سے جس حالت سے گیا تھا اس سے بالکل بدلی حالت میں آرہا ہے۔ جب وہ آکر مجلس میں کھڑے ہو گئے تو سعد نے ان سے کہا تم نے کیا کیا۔ انھوں نے کہا ان دونوں سے گفتگو کی واللہ مجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں اور میں نے انھیں منع بھی کر دیا ہے تو ان دونوں نے کہا کہ تم جیسا چاہو

ہم ویسا ہی کریں گے اور مجھے خبر ملی ہے کہ بنی حارثہ ۔ اسعد بن زرارہ کو قتل
۴۵ کرنے کے لیے نکلے ہیں اس لیے کہ انھیں معلوم ہو گیا ہے کہ وہ تمھارا
خالہ زاد بھائی ہے ۔ اس کو قتل کر کے تمھیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ راوی
نے کہا تو سعد غصے میں بھرے ہوئے تیزی سے اٹھے کہ کہیں بنی حارثہ
کی جانب سے ویسا ہی سلوک نہ ہو جیسا کہ کہا گیا ہے ۔ پھر ان کے ہاتھ
سے چھوٹی برچھی لے لی اور کہا واللہ ! میں تو سمجھتا ہوں کہ تم نے کچھ
کام کی بات نہیں کی ۔ پھر وہ نکل کر ان دونوں کے پاس گئے ، اور جب
انھیں سعد نے مطمئن دیکھا تو سمجھ لیا کہ اسید نے ان دونوں کی باتیں صرف
مجھے سنوائی ہیں اور وہاں انھیں گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور اسعد بن زرارہ
سے کہا اے ابو امامہ سنو!! اگر تم میں مجھ میں قرابت نہ ہوتی تو تم میرے
ساتھ اس قسم کا ارادہ نہ کرتے ۔ کیا تم ہمارے محلوں میں ہم پر ایسی باتوں
سے ظلم ڈھاتے ہو جن کو ہم ناپسند کرتے ہیں اور اسعد بن زرارہ نے
(سعد کے یہاں پہنچنے سے پہلے) مصعب بن زبیر سے کہہ دیا تھا کہ
مصعب ! واللہ ! تمھارے پاس ایسا سردار آ رہا ہے جس کے پیچھے اس کی
قوم کے ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ تمھاری پیروی کر لے تو تم سے ان میں کے
دو شخص بھی نہ بچ سکیں گے ۔ راوی نے کہا تو مصعب نے ان سے کہا کیا
آپ تشریف رکھ کر کچھ بات بھی سنیں گے ۔ پھر اگر کوئی بات آپ کو پسند
ہو تو قبول کر لیجیے اور اگر آپ اسے ناپسند کریں تو آپ کے پاس سے آپ کی ناپسندیدگی
کی بات کو ہم دور کر دیں گے ۔ سعد نے کہا ۔ تم نے انصاف کی بات کہی ، اس کے

(بقیہ ۔) میں تفعل ما احببت ہے (لف تفعل ما احببت ہے) جو
غلط معلوم ہوتا ہے ۔ (احمد محمودی)

(بقیہ ۔) میں یحقروک ہے ۔ (الف میں یخفروک جس کے معنی تاکہ تم
سے بدعہدی کریں ۔ پہلا نسخہ بہتر معلوم ہوتا ہے ۔ (احمد محمودی)

بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور بیٹھ گئے۔ پھر انھوں نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں نے کہا کہ واللہ! ہم نے سعد کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک اور ان کی سہل گزینی سے ان کے چہرے پر آثار اسلام کی شناخت کر لی۔ پھر انھوں نے ان دونوں سے کہا جب تم اسلام اختیار کرتے اور اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کس طرح عمل کرتے ہو۔ ان دونوں نے کہا کہ غسل کر لو اور پاک صاف ہو جاؤ اور اپنے کپڑے بھی پاک صاف کر لو اور پھر سچی بات کی گواہی دو اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔ راوی نے کہا پھر تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور غسل کیا اور اپنے کپڑے پاک کر لیے اور سچی بات کی گواہی دی (کلمۂ توحید پڑھا) اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور اپنی قوم کی مجلس کی جانب جانے کا ارادہ کر کے چل نکلے اور اسید بن حضیر بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔

راوی نے کہا کہ جب ان کی قوم نے ان کو آتے دیکھا۔ کہا ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ سعد تمھارے پاس سے جس انداز سے گیا تھا اس سے بالکل مختلف انداز سے وہ تمھاری جانب لوٹ رہا ہے۔ جب وہ آکر کھڑے ہو گئے تو کہا۔ اے بنی عبدالاشہل تم اپنے درمیان مجھے کیا سمجھتے ہو۔ انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار ہم سب میں زیادہ کنبہ پرور اور سب میں بہترین رائے اور بڑی عقل والے ہیں۔ انھوں نے کہا تو تم میں کے مردوں اور عورتوں سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے جب تک کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ۔ راوی نے کہا اللہ کی قسم! پھر تو بنی عبدالاشہل کے احاطے میں شام تک کوئی غیر مسلم باقی رہا نہ غیر مسلمہ اور اسعد و مصعب۔ اسعد بن زرارۃ کے مکان پر واپس گئے اور وہاں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں مسلم مرد اور عورتیں نہ ہوں بجز بنی امیہ بن زید۔ خطمہ۔ وائل اور واقف کے گھروں کے ۴۶

جو اوس اللہ[1] کہلاتے اور اوس بن حارثہ کی اولاد میں تھے اور ان کا سلام سے رکنے کا سبب یہ تھا کہ ان میں ایک شخص ابو قیس بن الاسلت جس کا نام صیفی تھا۔ وہ ان کا شاعر بھی تھا اور قائد بھی۔ وہ لوگ اس کی باتیں سنتے اور اس کی اطاعت کرتے تھے۔ اسی نے انھیں اسلام سے روکا اور خود بھی رکا رہا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور جنگ بدر، احد اور خندق کا زمانہ بھی گزر گیا۔ جب وہ اسلام کو سمجھا تو اس کے متعلق اور لوگوں کے اس میں اختلاف کرنے کے متعلق کہا۔

أَرَبَّ النَّاسِ أَشْيَاءَ اَلَمَّتْ ۔۔۔ يُلَفُّ الصَّعْبُ مِنْهَا بِالذَّلُولِ

اے پروردگار! چند چیزیں گڈمڈ ہو گئی ہیں جن میں
دشواریاں آسانیوں کے ساتھ خلط ملط کر دی جاتی ہیں۔

أَرَبَّ النَّاسِ أَمَّا إِنْ ضَلَلْنَا ۔۔۔ فَيَسِّرْنَا لِمَعْرُوفِ السَّبِيلِ

اے پروردگار عالم! اگر ہم گمراہ ہوں تو تو ہمیں
نیکی کے راستے کی توفیق عطا فرما۔

فَلَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا يَهُودًا ۔۔۔ وَمَا دِينُ الْيَهُودِ بِذِي شُكُولِ

اگر ہمارا پروردگار پرورش کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو ہم
یہودی ہو جاتے اور یہودیوں کا دین بھی کوئی ایسی چیز
نہیں ہے جس کو حقائق سے کوئی مشابہت ہو۔

وَلَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا نَصَارَى ۔۔۔ مَعَ الرُّهْبَانِ فِي جَبَلِ الْجَلِيلِ[2]

[1] ۔ اوس اللہ کے معنی عطاء اللہ کے ہیں۔ (احمد محمودی)
[2] ۔ سرزمین شام کے ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے (احمد محمودی)

اور اگر ہماری پرداخت کرنیوالا نہ ہوتا تو ہم نصرانی ہو جاتے
اور راہبوں کے ساتھ کوہ جلیل میں رہنے لگتے۔

وَلٰكِنَّا خُلِقْنَا إِذْ خُلِقْنَا حَنِيفًا دِينُنَا عَنْ كُلِّ جِبْسِ

لیکن ہمیں جب پیدا کیا گیا تو ایسے دین والا بنا کر پیدا
کیا گیا کہ اقسام کے لوگوں سے ہمارا دین توحید الگ ہے۔

۴۷ نَسُوقُ الْهَدْيَ تَرْسُفُ فِي الْعِنَاتِ مُكَشَّفَةَ الْمَنَاكِبِ فِي الْجُلُولِ

ہم قربانی کے جانوروں کو لیجاتے ہیں تو وہ جھولوں
میں کھلے پاؤں اس طرح فرمانبرداری سے چلتے ہیں گویا تھیبیں
ابن ہشام نے کہا کہ اس کے اشعار میں کی ابتدا فلولا ربنا اور
وہولا ربنا ومکشفۃ المناکب ہے۔ انصار یا خزاعہ کے ایک شخص
نے مجھے سنائے۔

بیان عقبہ ثانیہ

پھر مصعب بن عمیر مکہ چلے گئے اور مسلمان انصار میں سے جو حاجیوں
اپنی مشرک قوم کے حج کو جانے والوں کے ساتھ حج کے لیئے گئے تھے وہ مکہ
پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے
درمیانی دن ملنے کی قرار داد کر لی اور یہ جو کچھ ہوا اس وقت ہوا جب کہ
اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اپنے دین کی مدد کرنی اور آپ کو عزیز بنانا اور
اسلام کو اعزاز عطا فرمانا اور مشرکین اور اہل شرک کو ذلیل کرنا چاہا۔
ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے معبد بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن
افنین بنی سلمہ والے نے بیان کیا کہ ان کا بھائی عبد اللہ بن کعب جو

قبیلہ کا بڑا عالم تھا ان سے بیان کیا کہ ان کے باپ کعب نے ان سے بیان کیا اور کعب ان لوگوں میں سے تھے جو مقام عقبہ میں حاضر تھے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ انھوں نے کہا کہ ہم اپنی مشرک قوم کے حاجیوں کے ساتھ نکلے اور ہم نماز بھی پڑھتے تھے اور دینی مسائل کی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے اور ہمارے ساتھ براء بن معرور ہم میں کے بڑے اور ہمارے سردار بھی موجود تھے جب ہم نے سفر اختیار کیا اور مدینہ سے نکلے تو براء نے ہم سے کہا لوگو میری رائے ہے نہ معلوم تم میرے اس سے اتفاق کرتے ہو یا نہیں۔ وہ یہ کہ ہم نے کہا وہ کیا رائے ہے۔ انھوں نے کہا میری رائے ہے کہ اس گھر یعنی کعبۃ اللہ کی جانب میں اپنی پیٹھ نہ کروں جبکہ اسی کی جانب نماز پڑھوں راوی نے کہا ہم نے کہا بخدا ہمیں تو یہی خبر ملی ہے کہ ہمارے نبی کی جانب نماز ادا فرمایا کرتے ہیں اور ہم ان کے خلاف عمل کرنا نہیں چاہتے۔ راوی نے کہا انھوں نے کہا میں تو اسی کی جانب نماز پڑھتا ہوں یہاں تک کہ ہم نے کہا تو ہم ایسا نہیں کریں گے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نماز نہ پڑھتے ہوں جب نماز کا وقت آتا ہو تو ہم شام کی جانب نماز پڑھتے ہوں اور جب کی جہت نماز ادا کرتے ہیں یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچے۔ کہا کہ ہم نے ان کے اس قول پر انھیں برا بھلا کہا لیکن وہ اس پر جمے رہے اور اس سے رجوع کرنے سے انکار کیا پھر جب ہم مکہ پہنچے تو انھوں نے مجھ سے کہا بھانجے میرے ساتھ چلو کہ اس شخص سے جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق آپ سے دریافت کریں کیونکہ جب سے میں نے آپ کو دیکھا ہے تم لوگوں کی تخالفت دیکھی تو میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ (شبہہ سا) پیدا ہو گیا ہے۔ کہا۔ پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کرنے ہوئے نکلے کیونکہ نہ ہم آپ کو پہچانتے تھے اور نہ ہم نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا تھا۔ آخر ہم مکہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

پوچھا تو اس نے کہا کیا تم انھیں پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں اس نے کہا تو کیا ان کے چچا عباس بن عبد المطلب کو پہچانتے ہو ہم نے کہا ہاں۔ کہا کہ ہم عباس کو اس لیے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تاجرانہ حیثیت سے ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ اس نے کہا تو جب تم مسجد میں داخل ہو تو عباس کے ساتھ جو شخص بیٹھا ہو بس وہی ہے۔ کہا پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ عباس بیٹھے ہوئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس سے فرمایا:۔

هَلْ تَعْرِفُ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ يَا اَبَا الْفَضْلِ۔

اے ابوالفضل! کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو۔

انھوں نے کہا جی ہاں۔ یہ براء بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ کعب بن مالک ہے۔ کہا کہ واللہ! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہیں بھولوں گا کہ فرمایا اَلشَّاعِرُ۔ کیا وہ کعب بن مالک جو) شاعر (ہے؟ انھوں نے کہا۔ جی ہاں۔ کہا کہ پھر براء بن معرور نے آپ سے عرض کی۔ اے اللہ کے نبی! میں اس حالت میں اپنے اس سفر کے لیے نکلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی جانب رہنمائی فرمادی تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس عمارت (کعبۃ اللہ) کی جانب اپنی پیٹھ نہ کروں اور میں نے اسی کی جانب نماز پڑھی حالانکہ میرے ساتھیوں نے اس اس امر میں میری مخالفت کی حتیٰ کہ میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ (شبہ) پیدا ہو گیا پس اے اللہ کے رسول آپ اس کو کیسا خیال فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا

قَدْ كُنْتَ عَلٰى قِبْلَةٍ لَوْ صَبَرْتَ عَلَيْهَا۔

تم ایک قبلہ پر (مامور) تھے کاش تم نے اس پر صبر کیا ہوتا۔

کہا کہ پھر تو براء نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ کی جانب منہ کیا اور ہمارے ساتھ شام کی جانب نماز ادا کی۔ کہا کہ ان کے متعلقین کا دعویٰ ہے کہ وہ مرنے تک کعبہ ہی کی جانب نماز پڑھتے رہے حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور ان کی بہ نسبت ہم اس معاملہ کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ عون بن ایوب انصاری نے کہا ہے۔

وَمِنَّا الْمُصَلِّيْ أَوَّلُ النَّاسِ مُقْبِلًا عَلَى كَعْبَةِ الرَّحْمٰنِ بَيْنَ الْمَشَاعِرِ ۴۹

مقاماتِ حج میں کعبۃ الرحمٰن کی جانب منہ کرکے نماز ادا کرنے والا تمام لوگوں میں سب سے پہلا شخص ہمیں میں کا ہے اور اس سے شاعر کی مراد براء بن المعرور ہے اور یہ شعر ان کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے معبد بن کعب بن مالک نے اور ان سے ان کے بھائی عبداللہ بن کعب نے اور ان سے ان کے والد کعب بن مالک نے بیان کیا۔ کعب نے کہا کہ پھر ہم حج کے لئے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے بیچ میں ملنے کی قرارداد کی۔ کہا کہ پھر جب ہم حج سے فارغ ہو گئے اور وہ رات آئی جس کی قرارداد ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی اور ہمارے ساتھ ابوجابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے اور وہ ہمارے سرداروں میں سے تھے جنہیں ان کو اپنے ساتھ لے لیا اور ہم اپنے اس معاملے کو اپنی قوم کے ان مشرکوں سے چھپاتے رہے جو ہمارے ساتھ تھے اور عبداللہ سے گفتگو کی اور ان سے کہا اے ابوجابر! تم ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار اور ہمارے سربرآوردہ لوگوں میں سے ہو اور تم جس حالت میں ہو ہمیں تمہارے متعلق یہ بات پسند نہیں۔ ایسا نہو کہ کل تم آگ کے ایندھن بنو پھر ہم نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ہم نے مقام عقبہ کی قرارداد کی تھی۔ انھیں اس کی بھی خبر دی۔ کہا

آخر انھوں نے اسلام اختیار کر لیا اور ہمارے ساتھ عقبہ میں موجود رہے کہا کہ ہم
اس رات اپنی قوم کے ساتھ اپنی سواریوں میں سو رہے یہاں تک کہ جب
تہائی رات گزر گئی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرار دہ اپنی سواریوں سے تیز کی چال سے
چھپتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ ہم سب پہاڑ کی چڑھائی کے ایک درے کے پاس
ہو گئے اور ہم ستر مرد تھے اور ہماری عورتوں میں سے ام عمارہ نسیبہ بنت کعب بنی مازن بن
نجار کی عورتوں میں کی ایک عورت اور ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی بنی سلمہ
کی عورتوں میں کی ایک عورت یہ دو عورتیں ہمارے ساتھ تھیں۔ کہا پس ہم اس درے پر
جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ آپ تشریف لائے
اور آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب بھی تھے اور وہ اس وقت
اپنی قوم کے دین پر تھے مگر انھیں اپنے بھتیجے کے معاملے میں رہنے اور ان کے غم کی خبر گیری
کی خواہش تھی پھر جب پہلے پہل ہم سب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو
کی کہا۔ اے گروہ خزرج! (راوی نے کہا کہ اوس و خزرج انصار کے سب قبیلے
اسی نام سے پکارے جاتے تھے خواہ وہ فی الحقیقت خزرج کی نسل سے نہ ہوں) تم نے جو
نے ہم سے متعلق ہونے کا ارادہ کیا ہے اور ہم سے جو کچھ تم چاہتے ہو اس کی حفاظت کی بابت
اور اپنی قوم میں اور اپنے شہر میں محفوظ رہنے کی بابت ہم سے گفتگو کی ہے اس کا
پورا پورا ادراک ہے اور ہم سے ساتھ کر رہنے کے واقعی سوا دوسری
کسی بات کے خواہش مند نہیں۔ پس اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ان کو جس بات کی
دعوت دو گے اور ان کے حق پر ہونے کا اقرار کرو گے اور ان کے دشمنوں سے
ان کی حفاظت کرو گے تو تم نے جو بار اپنی خوشی سے اپنے سر لیا ہے۔ وہ تو
اور اگر ان کو لے جانے کے بعد انھیں ان کے دشمنوں کے حوالے کر دینے
اور ان کی مدد سے دست بردار ہو جانے کا تمہارا خیال ہے تو ابھی وقت
ہے ان سے دست کش ہو جاؤ کہ یہ بھی تمہاری قوم اور اپنے شہر میں محفوظ رہنے
میں (راوی نے کہا تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ نے جو کچھ کہا ہم نے سن لیا
اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم آپ گفتگو فرمائیے اور اپنے اور

متعلق اور اپنے پروردگار کے متعلق جو اقرار رحم سے لینا پسند فرماتے ہیں لیجئے۔ کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کا آغاز فرمایا اور قرآن کی تلاوت فرمائی اور اللہ کی جانب دعوت دی اور اسلام کی ترغیب دی۔ پھر فرمایا:۔

أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ تَمْنَعُونِي مِمَّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ نِسَاءَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ

میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے جن سے تم اپنی عورتوں اور اور اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔

کہا تو براء بن معرور نے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا اور کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے ہم یہ شرط قبول کرتے ہیں اور ضرور ہم آپ کی ان تمام چیزوں سے حفاظت کریں گے جن سے ہم اپنی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس اے اللہ کے رسول ہم سے بیعت لے لیجئے۔ واللہ ہم سپاہی اور جنگجو لوگ ہیں جنگ تو ہمیں ہمارے بزرگوں کی میراث میں ملی ہے کہا کہ براء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے رہے تھے کہ ابو الہیثم بن التیہان نے بیچ میں دخل دیا اور کہا اے اللہ کے رسول ہمارے اور ان یہود کے درمیان کچھ تعلقات ہیں ہم ان تعلقات کو ان سے قطع کر لیں گے اور اگر ہم نے ایسا کیا اور اس کے بعد اللہ نے آپ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا ہم آپ سے اس بات کی امید کر سکتے ہیں کہ آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف لوٹ جائیں گے۔ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور پھر فرمایا:۔

بَلِ الدَّمُ الدَّمُ وَالْهَدْمُ الْهَدْمُ أَنَا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مِنِّي أُحَارِبُ مَنْ

۱؎ میں نے ابو قتیبہ کا قول نقل کیا ہے کہ عرب معاہد کو پناہ دینے کے وقت کہا

حَارَبْتُمْ وَأُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ۔

(ایسا نہیں ہوگا) بلکہ (میرا) خون (کا مطالبہ تمہارا) خون (کا مطالبہ) ہوگا اور (میرا) خون کا معاف کرنا (تمہارا) خون کا معاف کرنا ہوگا یا (میرا) سفر (تمہارا) سفر ہوگا۔ تم مجھ سے (متخذ ہو جاؤ گے) اور میں تم سے۔ جس سے تم جنگ کرو گے میں بھی اس سے برسرپیکار رہوں گا اور تم جس سے صلح کرو گے میں بھی اس سے مصالحت کروں گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے الھدم الھدم (بتحریک دال) کہا ہے جس سے مراد عزت و آبرو ہے یعنی میری عزت آبرو تمہاری عزت آبرو ہے اور میرا ذمہ تمہارا ذمہ ہے۔

کعب ابن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

أَخْرِجُوا إِلَيَّ مِنْكُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا لِيَكُونُوا عَلَى قَوْمِهِمْ بِمَا فِيهِمْ فَأَخْرَجُوا

مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا تِسْعَةً مِنَ الْخَزْرَجِ وَثَلَاثَةً مِنَ الْأَوْسِ

تم لوگ اپنے میں کے بارہ سرداروں کو پیش کرو کہ وہ اپنی قوم میں جو کچھ (اختلاف) ہو اس میں (حکم) ہوں تو انہوں نے اپنے میں کے بارہ سرداروں کا انتخاب کیا۔ نو خزرج میں سے اور تین اوس میں سے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ۔ کرتے تھے کہ دمی دمك وھدمی ھدمك ای ما ھدمت من الدماء ھدمت نا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ چونکہ عرب پانی اور چراگاہ کی تلاش میں اکثر سفر میں رہا کرتے تھے اور جہاں رہنا ہوتا وہاں خیمے کھڑے کر دیتے اور جب سفر کرتا ہوتا تو خیموں کو اکھیڑ کر دوسرے مقام پر چلے جاتے تھے۔ اس لیے ھدم کے معنی سفر کے ہیں یعنی میرا سفر تمہارا سفر ہے۔

(احمد محمودی)

بارہ سرداروں کے نام اور قصہ عقبہ کا اختتام

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق کی حدیث بیان کی کہ خزرج میں سے ابو امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار جس کا نام تیمہ اللہ بن عمرو بن الخزرج تھا اور سہل بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک ابن امرالقیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج اور عبید اللہ بن رواحہ بن امرالقیس بن ثعلبہ بن عمرو بن امرالقیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج امر رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج اور براء بن معرور بن صخر بن غنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج اور عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج اور عبادہ بن الصامت بن قیس بن احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام غنم بن عوف ہے جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کا بھائی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن ابی حزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج اور المنذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج۔

اور اوس میں سے اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرؤ القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس

مالک بن الاوس

اور اسعد بن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن غنم بن السلم بن امرؤ القیس بن مالک بن الاوس بن حارثہ بن عمرو بن عامر عبد المنذر بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن حوف بن سر بن عوف ابن مالک بن الاوس۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہل علم انصار میں ابو الہیثم بن التیہان کا تذکرہ کرتے ہیں اور رفاعہ کو نہیں شمار کراتے اور ابو الہیثم المنذر بن زید بن کعب بن مالک کے (وہ) اشعار سنائے جن میں انھوں نے ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے

فَأَبْلِغْ أَبَيًّا آيَةً فَالَ رَأْيُهُ وَكَانَ سَدَادَ الشِّعْبِ وَالشِّعْبُ ضَائِعُ

ابی کو یہ پیام پہنچا دے کہ اس کی خیال غلط ثابت ہوگئی اور شعب (بنی طالب) کی تباہی گزر گئی اور (اب) وہ آنے والی ہے

أَبَى اللّٰهُ مَا مَنَّتْكَ نَفْسُكَ إِنَّهُ بِمَرْصَدِ أَمْرِ النَّاسِ رَاءٍ وَسَامِعُ

تیرے نفس نے (تجھے خوش کرنے کے لئے) جن چیزوں کی آرزو مند بنا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار فرما دیا۔ وہ تو لوگوں کے معاملوں کا نگران (بھی) ہے دیکھنے والا بھی اور سننے والا بھی۔

لہ۔ (الف) اتی اللہ ہے جس کے معنی ہوں گے برباد کر دیا (احمد محمود)

أَبَا سُفْيَانَ أَنْ قَدْ بَدَا لَنَا بِأَحْمَدَ نُورٌ مِنْ هُدَى اللهِ سَاطِعُ

ابو سفیان کو یہ پیغام بھی پہنچا دے کہ احمد (صلی اللہ علیہ
وسلم) کے سبب سے ہم پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا چمکتا (ہوا)
نور ظاہر ہو گیا ہے۔

فَلَا تَجْعَلَنْ فِي سَفْكِ أَمْرٍ تُرِيدُهُ وَأَلَّبَ وَجَمِّعْ كُلَّ مَا أَنْتَ جَامِعُ

لوگوں کو فساد پر بھڑکانا جن جن چیزوں کو تو جمع کرنا چاہتا
ہے جمع کر لیکن جو بات تو چاہتا ہے اس کے اسباب جمع ہونے
والے نہیں ہیں۔

وَدُونَكَ فَاعْلَمْ أَنْ نَقْضَ عُهُودِنَا أَبَاهُ عَلَيْكَ الرَّمْطُ حِينَ تُبَايِعُ

اس بات کو (گرہ میں باندھ) لے اور اچھی طرح
جان لے کہ ہمارے عہد کے توڑنے سے مسلسل باقوں نے تیرے آگے انکار کر دیا
ہے۔ (ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عہد کیا ہے ہم
اس کے توڑنے والے نہیں ہیں)۔

أَبَا بَرَاءٍ وَابْنَ عَمْرٍو كِلَاهُمَا وَأَسْعَدُ يَأْبَاهُ عَلَيْكَ وَرَافِعُ

براء اور ابن عمرو دونوں نے اس سے انکار کر دیا اور
اسعد و رافع بھی تیرے وبال سے انکار کر رہے ہیں۔

وَمُنْذِرُ السَّاعِدِيُّ وَمُنْذِرٌ لِأَنْفِكَ إِنْ حَاوَلْتَ ذَلِكَ جَادِعُ

(یہ بیت اصل میں یوں ہے اور واضح کل ہے۔ جو موزن شعر میں
پیش کیا گیا کے علاوہ معنی میں بھی کوئی خوبی نہیں پیدا کرتا۔ (احمد محمد شاکر)

اور اُس سعد نے بھی جس کا بیٹا اعلیٰ ساعدی ہے انکار کیا اور منذر نے بھی پیر بھی اس معاملے میں (تو نے) کوشش کی تو (یاد رکھ کہ تیری ناک کٹ جائے گی (اس میں تو بہت رسوا ہوگا)

وَمَا ابْنُ رَبِيعٍ إِنْ تَنَاوَلْتَ عَهْدَهُ ۔۔۔ بِمُسْلِمِهِ لَا يَلْمَمَنْ ثَمَّ طَامِعُ

اور ابن ربیع بھی ایسا شخص نہیں ہے کہ اگر تو اس سے عہد بھی لے لے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے حوالے کردے۔ غرض کسی لالچی کو اس معاملے میں کسی طرح کا لالچ نہیں چاہیئے۔

وَأَيْضًا فَلَا يُعْطِيكَهُ ابْنُ رَوَاحَةٍ ۔۔۔ وَإِخْفَارُهُ مِنْ دُونِهِ السَّمُّ نَاقِعُ

اور ابن رواحہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے حوالے نہیں کرے گا اور آپ کے لیے سینہ سپر ہونے کے عہد کا توڑنا اس کے لئے زہر قاتل ہوگا۔

وَفَاءً بِهِ وَالتَّوْقَلِيُّ ابْنُ صَامِتٍ ۔۔۔ بِمُنْدٍ وَحَتٍّ مِمَّا تُحَاوِلُ دَافِعُ

آپ کے ساتھ وفاداری کرنے کے لیے توقلی بن صامت کو بھی وسعت و قدرت ہے کہ تو ان چالبازیوں سے بچنے کے لیے جو کر رہا ہے (اس سے) وہ بلند و برتر ہے۔

أَبُو هَيْثَمٍ أَيْضًا وَفِي مِثْلِهَا ۔۔۔ وَفَاءً بِمَا أَعْلَى مِنَ الْعَهْدِ خَانِعُ

ابو ہیثم نے جو عہد کیا ہے۔ اس کے پورا کرنے میں وہ بھی ویسا ہی وفادار اور اپنے اقرار کا پابند ہے۔

وَمَا ابْنُ حُضَيْرٍ إِنْ أَرَدْتَ بِمَنْعَجٍ ۔۔۔ فَهَلْ أَنْتَ عَنْ أُمِّ الْوَقِيعَةِ نَازِعُ

اگر تو (کوئی چالبازی کرتا) چاہے تو ابن حضیر کے پاس
بھی کسی امید کی گنجائش نہیں تو کیا تو اپنی احمقی اور گمراہی سے (اب
بھی) الگ ہوگا (یا نہیں)

وَسَعْدُ أَخُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَإِنَّهُ ضَرُوحٌ لِمَا حَاوَلْتَ مِلْأَمٌ مَانِعُ

اور عمرو بن عوف کے بھائی سعد کی بھی یہی حالت ہے کہ
تیرے ارادوں کو ٹھکرانے والا اور اس بات کو تو نہ ہونے دینے والا ہے۔

أُولَاكَ نُجُومٌ لَا يُغِبُّكَ مِنْهُمُ عَلَيْكَ بِنَحْسٍ فِي دُجَى اللَّيْلِ طَالِعُ

یہ ایسے ستارے ہیں کہ تجھ پر نحوست سے کر نکلتے ہیں کوئی
اندھیری رات نافذ نہ ہونے دیں گے۔

کعب نے بھی ان لوگوں میں ابو الہیثم بن التیہان ہی کا ذکر کیا ہے اور رفاعہ کا ذکر نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ۵۵
صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب سرداروں سے فرمایا۔

أَنْتُمْ عَلَى قَوْمِكُمْ بِمَا فِيهِمْ كُفَلَاءُ كَكَفَالَةِ الْحَوَارِيِّينَ لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَأَنَا كَفِيلٌ عَلَى قَوْمِي۔

تمہاری قوم میں جو کچھ (بھی معاملہ) ہے اس کے متعلق تم اپنی
قوم کے ذمہ دار ہوگئے جس طرح عیسیٰ بن مریم کے پاس حواریین
ذمہ دار تھے اور میں اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں گا۔ انھوں نے
کہا بہت خوب۔

اور مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لیے جمع ہوئے تو نبی صلم

ابن عوف والے عباس بن عبادہ بن نضلۃ الانصاری نے کہا۔
اے گروہ خزرج! کیا تم جانتے ہو کہ اس شخص سے تم کس بات پر بیعت کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا ہاں۔ عباس نے کہا کہ تم لوگ اس بات پر بیعت کر رہے ہو کہ لوگوں میں کے سیاہ و سرخ سب سے خلاف جنگ کرو گے۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمھارا مال (کسی) مصیبت سے برباد ہو جائے اور تم میں کے بلند رتبہ لوگ قتل ہو جائیں تو تم ان کو چھوڑ دو گے تو ابھی سے (چھوڑ دو)۔ کیونکہ واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو دنیا و آخرت کی رسوائی ہے اور اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم کو جس بات کی دعوت دیجا رہی ہے اس کو تم اپنے مال کی بربادی اور [illegible] کے قتل ہونے کے باوجود پورا کر سکو گے تو اس معاملے کو لے لو واللہ یہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ انھوں نے کہا ہم اس کو اپنے مال کی بربادی اور سربرآوردہ لوگوں کی جان کی تباہی کے باوجود قبول کرتے ہیں لیکن یا رسول اللہ! اگر ہم نے اس میں وفاداری کی تو ہم کو اس کے بدلے میں کیا ملے گا۔ فرمایا جنت۔ انھوں نے کہا اچھا تو ہاتھ بڑھائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دراز کیا اور انھوں نے آپ سے بیعت کی۔ عاصم بن عمر نے کہا کہ عباس نے یہ جو کچھ کہا صرف اس لئے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں مستحکم ہو اور عبداللہ بن ابی بکر نے کہا کہ عباس نے یہ جو کچھ کہا صرف اس لیے کہا کہ لوگوں کو اس وقت تو (قبول اسلام سے) پسپا کر دے کہ شاید اس کے بعد عبداللہ بن ابی بن سلول بھی موجود ہو تو قوم کے لیے قوت کی کوئی شکل پیدا ہو۔ ان میں سے کون سی بات واقعی تھی خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ سلول بنی خزاعہ میں کی ایک عورت کا نام ہے اور وہ ابی بن مالک بن الحارث بن تمیم بن مالک بن سالم بن غنم بن اوف بن الخزرج کی ماں تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی النجار اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ [illegible]

جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ ابو امامہ اسعد بن زرارہ تھے اور نبی
[illegible] کہتے ہیں: ابوالہیثم بن التیہان تھے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن کعب نے اپنے بھائی عبداللہ بن
کعب سے اور انہوں نے اپنے والد کعب بن مالک سے یہ روایت
بیان کرتے ہوئے کہا کہ پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہاتھ پر بیعت کی وہ براء بن معرور تھے۔ ان کے بعد تمام لوگوں نے
بیعت کی۔ پھر جب ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر کی
چکے تو پھر شیطان نے ایک آواز سنی جو پہلے کی سنی ہوئی آوازوں
میں سب سے زیادہ بلند تھی۔ چیخ کر کہا۔ اے گھروں کے رہنے والو! مذمم
(یعنی قابل مذمت شخص) اور اس کے ساتھ جو بے دین لوگ ہیں ان کے
متعلق تمہیں کوئی دلچسپی ہے۔ یہ لوگ تم سے جنگ کے لیے جمع ہوئے
ہیں۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

هٰذَا أَزَبُّ[1] الْعَقَبَةِ هٰذَا ابْنُ أَزْيَبَ قَالَ ابْنُ هِشَامٍ وَيُقَالُ

أَزَيْبُ اسْتَمِعْ[2] أَيْ عَدُوَّ اللّٰهِ أَمَا وَاللّٰهِ لَأُفْرِغَنَّ لَكَ

یہ اس گھاٹی کا ازب (نامی شیطان) ہے۔ یہ ازیب
کا بیٹا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ازیب کہا ہے۔
اے دشمن خدا سن لے کہ واللہ! میں تیرے لیے (یعنی تیری
سرکوبی کے لیے کسی) وقت فرصت نکالوں گا۔ (راوی) نے
کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنْ فَضَّ اللّٰهُ إِلَى حَالِهِ

---

[1] ازب کے معنی کتاب میں نہیں ملے۔ (ادارہ ہدیٰ زیبائی)
[2] اس میں استمع بمعنی سنو (دشمن خدا کیا کہہ رہا ہے) (محمد حسن)

اپنی اپنی سواریوں کی طرف متفرق ہو کر چلے جاؤ۔

(راوی نے) کہا عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ روانہ فرمایا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو منیٰ میں جو لوگ ہیں ان پر کل ہی ہم لوگ اپنی تلواریں لے کر حملہ کر دیں۔

(راوی نے) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَمْ نُؤْمَرْ بِذٰلِكَ، وَلٰكِنِ ارْجِعُوا إِلَى رِحَالِكُمْ

ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا اور لیکن اپنی سواریوں کی جانب لوٹ جاؤ۔

(راوی نے) کہا آخر ہم اپنی آرام گاہوں کی جانب لوٹ گئے اور صبح تک سوتے رہے۔

سویدؓ سے قریش کا انصار کے پاس پہنچنا اور بعاث کے متعلق گفتگو

(راوی نے) کہا جب حج ہوئی تو قریش کے سرکردہ اصحاب سوید کی جماعت پاس پہنچے اور ان سے بات چیت کی اور کہا۔ [illegible] تم ہمارے اس آدمی کے پاس اس لیے آئے تھے [illegible] اور اس بات پر [illegible] ہم سے جنگ کرنے کے لیے اس کے ہم نشین کر دیں۔ واللہ! عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں ہے جس سے ہمارا جنگ میں الجھا رہنا بہ نسبت تمہارے (ساتھ جنگ میں الجھنے کے) ہمیں زیادہ ناپسند ہو۔ (راوی نے) کہا تو وہاں سے ہماری قوم بنی کے چند مشرک اٹھے اور قسمیں کھانے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہمیں ایسی کسی بات کا علم ہے۔

(راوی نے) کہا کہ انھوں نے سچ کہا کہ انھیں اس کا علم ہی نہ تھا۔
(راوی نے) کہا کہ ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھتے تھے
(راوی نے) کہا کہ پھر وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان میں حارث بن ہشام
بن مغیرہ مخزومی بھی تھا جو نئی نعلیں (جوتی کا جوڑا) پہنے تھا۔
(راوی نے) کہا کہ میں نے اس (ارادے) سے کہ گویا ان لوگوں کی باتوں
میں (میں) خود بھی شریک ہوں اس سے ایک بات کہی۔ میں نے کہا اے ابا!
تم تو ہمارے ہی قوم کے سردار ہو کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ قریش کے اس
جانے والے ہی ایک نعلین بنوا لو۔
(راوی نے) کہا حارث نے یہ بات سن لی اور اپنے پاؤں سے نعلین
اتار کر میری جانب پھینک دی اور کہا بخدا تم اسے پہن لو۔
(راوی نے) کہا کہ بوجابر نے کہا خاموش رہو واللہ! تم سے تو اس جوان کو
خفے کر دیا۔ پس اس کی نعلین اسے پھیر دو۔
(راوی نے) کہا کہ میں نے کہا واللہ اسے واپس نہ دوں گا واللہ
یہ تو ایک نیک شگون ہے۔ واللہ اگر یہ شگون ٹھیک نکلا تو میں اس سے
(سب کچھ) چھین لوں گا۔
ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ یہ لوگ
عبداللہ بن ابی سلول کے پاس گئے اور اس سے ویسا ہی کہا جیسا کہ کعب
نے ذکر کیا ہے تو اس نے ان سے کہا واللہ! یہ تو بڑی اہمیت رکھنے والی
چیز ہے۔ میری قوم تو مجھ سے اس طرح سبقت کرنے والی نہ تھی اور میں
نہیں سمجھتا کہ ایسا ہوا ہو۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ اس کے پاس سے واپس ہو گئے۔

قریش کا انصار کی تلاش میں نکلنا

(راوی نے) کہا کہ لوگ منیٰ سے واپس ہوئے تو یہ لوگ بھی ۵۸

لہ۔ اس جملہ میں قال واللہ صالح ہے اور (الف) بین قال واللہ صالح اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انھوں نے کہا واللہ اچھی بات ہے۔ (احمد محمودی)

[illegible] لوگوں میں لگ گئے تو انہیں معلوم ہوا کہ مذکورہ بات ہوئی ہے اور ان لوگوں کی تلاش میں نکلے تو سعد بن عبادہ اور [illegible] بن عمرو بن عتیک کے اکثر رہنے والوں نے سعد بن عبادہ کو [illegible] میں جا ملایا اور یہ دونوں کے دونوں سردار ان قوم تھے۔ [illegible] نے تو ان لوگوں کو تنگ کر باندھ کر کوڑے لگائے اور ان کی مرمت کی۔ کسی نے ان کے ہاتھ کی رسی کاٹ دی اور ان کے ساتھ ہو لیے۔ سعد نے کہا کہ واللہ میں ان کے ہاتھوں میں کھینچا ہوا تھا کہ یکایک ان کے پاس قریش کی [illegible] آ ملی۔ میں ایک قوی ہیکل آدمی تھا اور حسین لوگوں میں مقبول صورت تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان لوگوں سے کسی میں کوئی بھلائی ہو تو اسی شخص میں ہوگی۔ کہا کہ جب وہ میرے نزدیک ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور مجھے زور سے ایک تھپڑ مارا۔

(راوی نے کہا کہ) میں نے اپنے دل میں کہہ لیا کہ نہیں واللہ اس کے بعد ان میں سے کسی میں بھی کوئی بھلائی نہیں ہے۔ کہا کہ واللہ میں ان کے ہاتھوں میں تھا وہ مجھے کھینچے لیے پھرتے تھے کہ ایکا ایکی انہیں میں کے ایک شخص نے مجھ پر ترس کھایا اور کہا ارے تجھ پر افسوس! کیا تیرے اور قریش کے لوگوں میں سے کسی کے درمیان پناہ یا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے کہا کیوں نہیں واللہ میں جبیر بن معظم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کو اس کی تجارت کے زمانے میں پناہ دیتا رہا ہوں اور میری بستیوں میں جو لوگ ان پر غارت کرنا چاہتے تھے

۔۔۔ (سیرت ابن ہشام) میں اوسی نے جس کے معنی زخم کرنے ترس کھانے کے ہیں۔ اصل میں اوسی تھا جس کے معنی آسمان سے نازل ہونے کے لیے جا سکتے ہیں لیکن یہ غلط ہے۔ (احمد محمودی)

ان سے انھیں بچا تا رہا ہوں اور حارث بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کو بھی بچا تا رہا ہوں تو اس نے کہا۔ اے مبغضہ! تو بھی ان دونوں شخصوں کا نام لیکر انھیں پکارا اور تیرے دوران کے درمیان جو تعلقات ہیں انھیں یاد دلا۔

راوی نے کہا میں نے ویسا ہی کیا اور وہ شخص ان دونوں کی طرف چلا گیا اور انھیں مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس پایا تو اس نے ان سے کہا کہ بنی خزرج کا ایک شخص اس وقت مقام ابطح میں بیٹھا رہا ہے اور تم دونوں کا نام لے کر چلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس کے اور تمہارے درمیان پناہ دہی کا عہد ہے۔ ان دونوں نے کہا۔ وہ ہے کون۔ اس نے کہا کہ سعد بن عبادۃ۔ ان دونوں نے کہا۔ اس نے سچ کہا ہے۔ واللہ! وہ ہماری تجارت کے زمانے میں ہمیں پناہ دیا کرتا تھا اور اپنی بستی میں ان لوگوں کو ظلم کرنے سے روکتا تھا۔

راوی نے کہا تو وہ دونوں آئے اور سعد کو ان کے ہاتھوں سے چھڑایا وہ چھوٹ کر چلے گئے اور سعد کو جس نے تماچہ مارا تھا وہ بنی عامر بن لوئی میں کا ایک شخص سہیل بن عمرو تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ جس شخص نے سعد پر ترس کھایا تھا وہ ابو البختری بن ہشام تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پہلا شعر جو ہجرت کے متعلق کہا گیا ہے وہ دو بیتیا ہیں جو بنی محارب بن فہر میں کے ایک شخص ضرار بن الخطاب بن مرداس نے کہی ہیں:۔

تَدَارَكْتُ سَعْدًا عَنْوَةً فَاَخَذْتُهُ ۔۔۔ وَكَانَ شِفَاءً لَوْ تَدَارَكْتُ مُنْذِرَا

میں نے سعد پر غلبہ حاصل کر لیا اور اسکو پکڑ لیا اور (میرے دل کو) تشفی ہوتی اگر میں منذر کو جا لیتا۔

وَلَوْ نِلْتُهُ طَلَّتْ هُنَالِكَ جِرَاحُهُ ۔۔۔ وَكَانَ جِرَاحًا اَنْ تُهَانَ وَتُهْدَرَا[1]

---

[1] ۔ ب ج د میں وکان جریان یہاں یقیناً جراحا ہے جس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ شخص سب سے بڑی

اور اگر میں اسے پاتا، تو وہاں اسے جس قدر بھی زخم لگائے جاتے، وہ بے بدل ہوتے (اس کا بدلہ کوئی مجھ سے نہ لے سکتا، اور وہ زخم جتنے بھی ہوتے، اس وجہ سے کہ ان کی ذلت کی جائے اور انھیں جائز کیا جائے (اور ان کا بدلہ نہ لیا جائے۔)

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں "وکان حقیقاً ان تھان ویھدرا" ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اس کے بعد حسان بن ثابت نے اس کا جواب دیا اور کہا۔

لَسْتَ إِلَى سَعْدٍ وَلَا تَأْرِ مُنْذِرٍ ۔۔۔ إِذَا مَعْطَيَا الْقَوْمِ أَصْبَحْنَ فُطَّرَا

تو نہ تو سعد کی برابری کر سکتا ہے اور نہ منذر (جیسے) شخص کی، جب کہ ان دونوں کی سواریاں خاص طریقے سے تیار کی ہوئی ہیں۔

فَلَا أَبُو وَهْبٍ لَمَرَّتْ قَصَائِدُ ۔۔۔ عَلَى شَرَفِ الْبَاقِينَ حَيْثُ تَعَذَّرَا

پس اگر ابو وہب نہ ہوتا (جس نے تیرے شعر تمک پہنچائے) تو تیرے قصیدے پتھریلی اور کنکر کی مسافت تک پہنچ کر گر جاتے۔ (یعنی تیرے اشعار اس قابل نہیں کہ وہ شہرت پا کر دور دور تک پہنچ سکیں)۔

تَفَرَّ بِالْكَتَّانِ لَمَّا لَبَسْتَهُ ۔۔۔ وَقَدْ تَلْبَسُ الْأَنْبَاطُ رِيطًا مُقَصَّرَا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ اسی قابل کہ اس کو ذلیل کیا جائے اور اس کا خون ہدر کر دیا جائے، اور یہی ترجمہ مزاج معتدل ہوتا ہے کیونکہ زخموں کو تو ذلیل کرنا کوئی معقول بات نہیں بلکہ زخموں کو قابل ترشیٰ بنانے کی ہوسکتی ہیں کہ زخمی کرنے کو اہمیت نہ دی جائے۔ فلیتدبر (احمد محمودی)

۔ ابن ہشام میں تھان و یھدرا دونوں جگہ پائے تحتانی سے ہے (الف) میں تھان با ثنائی فوقانی اور یھدرا با یائے تحتانی ہے۔ جزما کے ساتھ تھان با ثنائی فوقانی صحیح ہو سکتا تھا لیکن حقیقۃ کے ساتھ یہ کس طرح درست ہو سکیگا۔ میری سمجھ میں تو نہ آسکا۔ (احمد محمودی)

کیا تو کتان کا لباس پہن کر اترا تا ہے حالانکہ نبطی قوم کے لوگ بھی سفید دھوئی ہوئی چادروں کا استعمال کرتے ہیں (کیا وہ ایسے کپڑوں کے پہن لینے سے شرافت کا کوئی رتبہ حاصل کر سکتے ہیں)۔

فَلَا تَتْرُكُ كَالْوَسْنَانِ يَحْلُمُ أَنَّهُ ... بِقَرْيَةِ كِسْرَى أَوْ بِقَرْيَةِ قَيْصَرَا

پس تو اونگھنے والے کی طرح نہ ہو جا جو خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ کسریٰ کی بستی میں یا قیصر کی بستی میں ہے۔

وَلَا تَكُ كَالْمَثْكَلِ وَكَانَتْ بِمَعْزِلٍ ... عَنِ الثَّكْلِ لَوْ كَانَ الْفُؤَادُ تَفَكَّرَا

اور نہ اس عورت کی طرح ہو جا جس کا بچہ مر گیا ہو (اور وہ رات دن اسی کے خیال میں رنج و غم میں مبتلا رہتی ہو) اگر اس کے دل میں عقل و تفکر ہوتا تو وہ بچے کے مرنے پر غم واندوہ کرنے سے الگ ہو جاتی۔

وَلَا تَكُ كَالشَّاةِ الَّتِي كَانَ حَتْفُهَا ... بِكَفِّ ذِرَاعَيْهَا فَلَمْ تَرْضَ مَحْفَرَا

اور تو اس بکری کا سا نہ ہو جا جس کی موت اس کے ہاتھوں سے کھودی ہوئی چیز[2] سے ہوئی اور وہ (اپنے) کھودنے سے خوش نہ ہوئی۔

---

[1] ۔ (الف میں عن کے بجائے علی ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے کیونکہ عزل کا صلہ علی سے نہیں آتا (احمد محمودی)

[2] ۔ اس کا قصہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی بکری کو پکڑ کر اس کے ذبح کرنے کے لیے کوئی چیز تلاش کر رہا تھا۔ اس حالت میں وہ بکری ہاتھ پاؤں مارنے لگی جس سے زمین کھد گئی تو وہاں سے ایک چھری نکل آئی اور وہی چھری اس کے ذبح کرنے میں کام آئی تو یہ قصہ ضرب المثل ہو گیا۔ (احمد محمودی)

وَلَاتَكُ كَالْغَازِي فَأَقْبَلَ سَخْرَةً وَلَمْ يَخْشَ سَهْمًا مِنَ النَّبْلِ مُصْمَرَا

اور اس پیچھے ہونے والے کی مانند نہ ہو جائیں
جس نے تیروں میں سے کسی تیر سے خوف نہیں کیا بلکہ ایک تیر آکر
اس کے حلق میں بیٹھ گیا۔

وَإِنَّا وَمَنْ يُهْدِي الْقَصَائِدَ بَعْدَنَا كَمُسْتَبْضِعٍ تَمْرًا إِلَى أَرْضِ خَيْبَرَا

ہماری اور ہماری جانب قصائد بھیجنے والے کی مثال
ایسی ہے جیسے کوئی شخص سرزمین خیبر میں تجارت کے مال کے
طور پر فروخت کے لیے کھجور لایا ہو (یعنی ہم لوگ تو شعر و شاعری
کا معدن ہیں ہمارے سامنے کوئی شخص شعر کس طرح پیش کر سکتا ہے۔

عمرو بن الجموح کے بت کا قصہ

راوی نے کہا کہ پھر جب یہ لوگ مدینہ آئے تو وہاں اسلام کا اظہار کیا اور حالت یہ تھی کہ ان کی قوم کے بہت سے بڑے بوڑھے اپنے دین شرک پر باقی تھے جن میں سے عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بھی تھا جس کے لڑکے معاذ بن عمرو نے عقبہ کی حاضری کا اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا تھا۔ اور عمرو بن الجموح بنی سلمہ کے سرداروں میں کا ایک سردار تھا اور ان میں کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھا اس نے اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بت دوسرے سربرآوردہ افراد کی طرح بنا رکھا تھا جس کا نام منات تھا۔ اس کو معبودانہ حیثیت میں رکھا تھا اس کی عظمت کرتا اور اس کو پاک صاف رکھتا تھا۔ پھر جب بنی سلمہ میں کے نوجوان افراد معاذ بن جبل اور خود اس کا لڑکا معاذ بن عمرو

ابن خطل نے بھی اسلام قبول کیا اور تمام دنیا میں ہاشم بن عمرو
تو یہ لوگ رات کے وقت اندھیرے میں عمرو کے اس بت کے پاس گئے
اور اسے اٹھا کر بنی سلمہ کی بستی کے کسی گڑھے میں جس میں ان کی
گندگیاں ہوتیں اوندھا گرا دیتے اور جب عمرو صبح اٹھتا تو کہتا
ارے بدبخت! تجھ پر کس نے رات کو حملہ کیا؟ پھر وہ اسے ڈھونڈنے نکلتا
اور پاک صاف کرتا اور خوشبو لگاتا اور کہتا واللہ! اگر مجھے
معلوم ہو جائے کہ کس نے تیرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے تو ضرور اسے
ذلیل کروں اور پھر جب شام ہوتی اور عمرو سو جاتا تو اس پر دست درازی
کرتے اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرتے اور پھر جب وہ سو رہے
نکلتا اور اس کو اسی ہی گندگی میں پڑا پاتا جس طرح پہلے پایا تھا تو
اس کو دھوتا اور پاک و صاف کرتا اور خوشبو لگاتا۔ پھر جب شام ہوتی
تو اسی طرح اس پر دست درازی کرتے اور اس کے ساتھ وہی
معاملہ کیا جاتا۔ پھر جب یہی سلوک انہوں نے اس کے ساتھ کئی بار کیا تو
ایک روز جب اسے وہاں سے نکال لائے یہاں انہوں نے اسے پا لیا تو ۶۲
تھا تو اسے دھو دھا کر خوشبو لگا کر رکھا اور پھر تلوار لا کر اس سے لٹکا دی
لٹکا دی اور اس سے کہا واللہ میں نہیں جانتا کہ یہ معاملہ جو تیرے ساتھ کیا
ہے وہ کون ہے اور جس کو تو بھی دیکھ رہا ہے اور اگر تجھ میں کسی طرح کی
بھلائی (قوت) ہے تو خود اپنی حفاظت کر لے۔ یہ تلوار بھی تیرے ساتھ ہے
پھر جب شام ہوئی اور وہ سو گیا تو ان لوگوں نے اس پر حملہ کیا پھر اور
اس کے گلے میں سے تلوار بھی لے لی اور ایک مرا ہوا کتا لے کر اس کے ساتھ
رسی سے باندھ دیا اور اس کو بنی سلمہ کے گڑھوں میں سے کسی گڑھے میں ڈال دیا
جس میں لوگوں کی گندگیاں تھیں۔ پھر جب عمرو بن الجموح صبح اٹھا اور
اصنم کو اس جگہ نہ پایا جس جگہ وہ رہا کرتا تھا تو اس کو ڈھونڈنے نکلا
یہاں تک کہ اس کو اس گڑھے میں پایا کہ مردہ کتے کے ساتھ اوندھا

پڑا ہے۔ جب اس نے اسے دیکھا اور اس کی حالت پر بھی غور کی نظر ڈالی اور اس کی قوم میں سے بعض ان لوگوں نے اس سے گفتگو بھی کی جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اچھی حالت حاصل کر لی اور جب اسلام اختیار کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے صفات کا بھی عرفان حاصل ہوا تو اپنے اس بت کا اور اس بت کے جو حالات گہری نظر سے دیکھے تھے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا جس نے اس کو اس اندھے پن اور گمراہی سے نکالا۔ شکر کرتے ہوئے کہا۔

وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتَ إِلٰهًا لَمْ تَكُنْ ۔۔۔ أَنْتَ وَكَلْبٌ وَسْطَ بِئْرٍ فِي قَرَنْ

اللہ کی قسم! اگر تو معبود ہوتا تو تو ایک گڑھے میں کتے کے ساتھ نہ پڑا رہتا۔

أُفٍّ لِمَلْقَاكَ إِلٰهًا مُسْتَدَنْ ۔۔۔ اَلْآنَ فَتَّشْنَاكَ عَنْ سُوءِ الْغَبَنْ

باوجود معبود ہونے کے تیرے اس طرح پڑے رہنے پر تف ہے۔ تیرے متعلق اب ہمیں اپنی رائے کی بدترین غلطی کی تحقیق ہو گئی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ ذِي الْمِنَنْ ۔۔۔ اَلْوَاهِبِ الرَّزَّاقِ دَيَّانِ الدِّينَ

تمام تعریف تو اللہ تعالیٰ کی ہے جو احسانات والا اور صاحب عطا۔ روزی دینے والا اور دینداروں کو جزا دینے والا ہے۔

هُوَ الَّذِي أَنْقَذَنِي مِنْ قَبْلِ أَنْ ۔۔۔ أَكُونَ فِي ظُلْمَةِ قَبْرٍ رَمِنْ ۶۳

وہی ذات ہے جس نے قبر کی اندھیری میں پھنسنے سے پہلے ہی مجھے (شرک و کفر سے) بچا لیا۔

عقبہ دوم کی بیعت کی شرطیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت دی تو اس جنگ کی بیعت کی شرطیں ان شرطوں سے علیحدہ تھیں جو عقبہ اولی میں کی گئی تھیں۔ پہلی بیعت عورتوں کی بیعت (کے الفاظ) پر تھی اور اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت عطا نہیں فرمائی تھی اور جب اللہ نے آپ کو جنگ کی اجازت مرحمت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ دوم میں ان لوگوں سے سیاہ و سرخ (تمام) سے جنگ کرنے کی بیعت لی تو آپ نے اپنی ذات کے لیئے بھی (عہد) لیا اور اپنے پروردگار کے متعلق بھی ان پر شرطیں لگائیں اور ان شرطوں کے پورا کرنے کے عوض میں ان کے لیے جنت کی قرارداد کی۔ مجھ سے عبادۃ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت نے اپنے والد ولید اور اپنے دادا عبادۃ بن الصامت سے جو (عقبہ دوم کے منتخبہ) سرداروں میں سے تھے۔ حدیث بیان کی انھوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر بیعت کی اور عبادہ ان بارہ آدمیوں میں سے تھے جنھوں نے آپ سے عقبہ اولی میں عورتوں کی بیعت (کے الفاظ) پر بیعت کی تھی کہ ہم اپنی تنگ حالی اور تونگری و خوشی و مجبوری میں اور ہر ایک قطعی حکم میں جو ہمیں دیا جائے۔ اطاعت و فرمانبرداری کریں گے اور احکام میں حکام سے نہ جھگڑیں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق بات کہیں گے اور اللہ (کے احکام) کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔

فصل ۔ حاضرین عقبہ کے نام

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ نام ہیں ان لوگوں کے جو اوس و خزرج میں سے مقام عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور یہ تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں ۔ اوس بن حارثہ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن عامر بن الاوس میں سے تین شخص اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرؤ القیس بن زید بن عبد الاشہل جو منتخب سردار تھے یہ جنگ بدر میں موجود نہ تھے اور سلمۃ بن سلامہ بن وقش بن زغبۃ بن زعوراء بن عبد الاشہل ۔ یہ بدر میں بھی موجود تھے ۔ اور ابو الہیثم بن التیہان جن کا نام مالک تھا اور بدر میں بھی یہ موجود تھے ۔ ۶۴

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے زعوراء کہا ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی حارثہ بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین آدمی ظہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ ۔

اور ابو بردۃ بن نیار جن کا نام ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن عمرو ابن کلاب بن دعبان بن غنم بن ذہل بن ہمیم بن کاہل بن ذہل ابن بنی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ جو ان کے حلیف اور بدر میں حاضر تھے ۔

اور نہیر بن الہیثم جو بنی نابی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث ابن الخزرج بن عمرو بن مالک ابن اوس کی شاخ آل السواف بن قیس بن عامر بن نابی بن مجدعہ بن حارثہ میں سے تھے ۔

اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس میں سے پانچ شخص سعد ابن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النخاط بن کعب بن حارثہ ابن غنم بن السلم بن امرؤ القیس بن مالک بن الاوس جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر شہادت ۶۵

کا مرتبہ حاصل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے انھیں بنی عمرو بن عوف کی جانب منسوب کیا ہے حالانکہ یہ بنی غنم بن السلم میں سے تھے کیونکہ بعض وقت کوئی شخص کسی قوم میں منتبنیٰ ہوتا تھا تو وہ انھیں میں رہتا تھا اور انھیں کی جانب منسوب ہوتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رفاعۃ بن عبدالمنذر بن زنبر بن زید بن یہ ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے اور احد کے روز شہید ہوئے اور عبداللہ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن البرک اور برک کا نام امراۃ القیس تھا۔ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس بدر میں موجود تھے اور احد میں شہید ہوئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تیر اندازی کرنے والوں پر امیر تھے۔

ابن ہشام کے قول کے موافق بعضوں نے امیہ بن البرک کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معن بن عدی بن الجد بن العجلان بن حارثہ بن ضبیعۃ جو ان کے حلیف بنی بلی میں سے تھے بدر و احد و خندق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہد میں حاضر رہے، اور ابوبکر الصدیق کے عہد خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اور عویم بن ساعدۃ بدر و احد و خندق میں موجود تھے۔ جملہ گیارہ آدمی عقبہ میں قبیلہ اوس کے تھے۔

اور خزرج بن الحارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی النجار میں ۶۶
سے جس کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج تھا چھ شخص ابوایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار جو بدر و احد و خندق تمام مشاہد میں موجود رہے اور زمانہ معاویہ میں سرزمین روم میں غازیانہ حالت میں انتقال کیا

اور معاذ بن الحارث بن رفاعۃ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار بدر و احد و خندق تمام مشاہد میں حاضر رہے اور یہ عفراء کے

بیٹے تھے۔

[illegible] بھائی خونؓ [illegible] بھی بدر میں موجود تھے اور یہی
[illegible] ہوئے اور یہ بھی عفراء کے فرزند تھے۔
اور ان کے [illegible] بھائی معوذ بن الحارث تھے اور
[illegible] موجود تھے اور [illegible] شہید بھی ہوئے اور یہی وہ شخص ہیں جنہوں
[illegible] ابوجہل بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا اور یہ بھی عفراء ہی کے فرزند تھے۔
[illegible] بن ہشام کے قول کے [illegible] بعضوں نے کہا کہ رفاعۃ بن الحارث
[illegible]
اور عمارہ بن غزیہ بن [illegible] بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن
مالک بن النجار بدر [illegible] تمام مشاہد میں موجود رہے اور ابوبکر الصدیق
رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت [illegible] جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔
اور سعد بن زرارہ بن [illegible] بن عبید بن ثعلبۃ بن غنم بن مالک بن
النجار [illegible] بدر میں [illegible] ہی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی [illegible] انتقال کیا اور یہ ابو امامہ سے مشہور تھے۔
اور بنی خدرہ [illegible] بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے۔
سہل بن رفیع بن [illegible] بن عمرو بن عتیک بن عمرو جو بدر میں موجود
تھے ایک ہی شخص۔
اور بنی عمرو بن مالک بن [illegible] میں سے جو جنوبی طرف آباد ہیں
[illegible]
بن ہشام سے کہ [illegible] بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ
بن مالک بن غضب [illegible] بن النجار [illegible]
اوس بن ثابت بن [illegible] بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن ۶۷
عمرو بن مالک بن [illegible] موجود تھے۔
اور ابو طلحہ بن کا نام زید بن [illegible] الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ

ابن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار جو بدر میں بھی تھے۔

اور بنی مازن بن النجار میں سے دو شخص۔

قیس بن ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن جو بدر میں بھی حاضر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز انہیں لشکر کے پچھلے حصے پر مامور فرمایا تھا۔

اور عمرو بن خزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن عصیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن۔ جملہ گیارہ آدمی بنی النجار میں کے نقیب یہ حاضر تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن خزیہ بن عمرو بن ثعلبۃ بن عصیہ بن خنساء جس کا ذکر ابن اسحٰق نے کیا ہے وہ عمرو بن عزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء ہے اس کا ذکر ابن خنساء نے کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بلحارث بن الخزرج میں سے سات شخص۔

سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث جو منتخب سردار اور حاضر بدر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔

اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بدر میں حاضر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔

ف۔ اس جگہ پر (الف) میں ابن عطیہ نہیں ہے۔

ف۲۔ اس مقام پر (الف) میں عمرو بن کا لفظ نہیں ہے۔

ف۳۔ خط کشیدہ الفاظ صرف (الف) میں ہیں دوسرے نسخوں میں نہیں ہیں اور غلط معلوم ہوتے ہیں۔ اصل متصدد بن ہشام کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن اسحٰق نے جو نسب نامہ بیان کیا ہے اس میں بن ثعلبہ کا لفظ زیادہ ہے لیکن نسخہ (الف) میں "ابن عطیہ" اور "عمرو بن" کے الفاظ کے حذف اور "اس کا ذکر ابن خنساء نے کیا ہے" کی زیادتی سے عبارت کچھ بے ربط سی ہو گئی ہے جس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا اور (ب ج) نسخہ بالکل واضح ہے۔ (احمد محمودی)

اور ابو دجانہ سماک بن خرشہ بن لوذان بن عبد ود بن امرء القیس بن مالک ابن ثعلبہ بن سعید بن خزرج بن الحارث منتخب سردار بدر و احد و خندق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہد میں بجز فتح مکہ اور اس کے بعد کی جنگوں کے موجود رہنے والے جنگ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امیر بنے ہوئے شہید ہوئے۔

اور بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن جلاس بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث ابو النعمان بن بشیر بدر میں حاضر تھے

۶۸ اور عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ بن زید مناۃ بن الحارث بن الخزرج بدر میں موجود تھے اور یہی صاحب ہیں جنھیں خواب میں اذان دینے کا طریقہ بتایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب کو بیان کیا تو آپ نے اسی طرح اذان دینے کا حکم فرمایا:۔

اور خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بدر و احد اور خندق میں حاضر تھے اور بنی قریظہ کے روز شہید ہوئے۔ بنی قریظہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر سے ان پر چکی گرائی گئی جس سے ان کا سر پھٹ گیا تو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنَّ لَهُ لَأَجْرَ شَهِيدَيْنِ۔

ان کے لئے دو شہیدوں کا اجر ہے۔

اور عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرۃ بن عمیرۃ بن جدارۃ بن عوف بن الحارث بن الخزرج جن کی کنیت ابو مسعود تھی اور یہ حاضر بن عقبہ میں سب سے کم عمر تھے۔ بدر میں حاضر نہ تھے۔

اور بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ میں سے تین شخص۔

لہ خود کشیدہ ۱۵ صفحہ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمود)

زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ جو بدر میں بھی موجود تھے۔

اور فروہ بن عمرو بن ودفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ جو بدر میں بھی حاضر تھے۔ ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ودفہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر ۲۵
بن بیاضہ جو بدر میں بھی تھے۔

اور بنی زریق کی شاخ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج میں سے چار شخص۔

اور رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ منتخب سردار اور فکہان بن عبد قیس بن خلدۃ بن مخلد بن عامر بن زریق یہ صاحب (مدینہ سے) نکلکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے تھے اور مکہ میں آپ کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے۔ اور مدینہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کرکے آگئے تھے۔ اسی لیے انھیں مہاجر انصاری کہا جاتا تھا۔ بدر میں موجود رہے اور احد میں شہید ہوئے۔

اور عبادۃ بن قیس بن عامر بن خلدۃ بن مخلد بن عامر بن زریق نے بدر میں حاضری دی۔

اور الحارث بن قیس بن خالد بن عامر بن زریق۔ یہ بھی حاضر رہے۔

اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارد بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے گیارہ آدمی۔

البراء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید۔ منتخب سردار جن کے متعلق بنو سلمہ کا دعوی ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور بیعت کے لیے شرط پیش کی اور ان سے بھی شرط منوائی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ

تشریف لانے سے پہلے انتقال کر گئے۔

اور ان کے فرزند بشرؓ بن البراء بدر، احد اور خندق میں حاضر رہے اور خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زہر آلود بکری کے گوشت کا ایک نوالہ کھانے کے سبب سے وہیں انتقال کر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سلمہ سے جب دریافت فرمایا۔ مَنْ سَيِّدُكُمْ۔ تم میں کا سردار کون ہے تو انھوں نے عرض کی کہ ہمارا سردار الجد بن قیس ہے اگرچہ وہ کنجوس ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کے متعلق فرمایا تھا۔

وَأَيُّ دَاءٍ أَكْبَرُ مِنَ الْبُخْلِ، سَيِّدُ بَنِي سَلِمَةَ الْأَبْيَضُ الْجَعْدُ بِشْرُ ابْنُ الْبَرَاءِ

کنجوسی سے بڑھ کر کونسی بیماری ہے (نہیں) بنی سلمہ کا سردار گورا۔ گھونگر والے بال والا بشر بن ابراء ہے۔

اور سنان بن عبیفی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں اور خندق کے روز شہید ہوئے

اور الطفیل بن النعمان بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں موجود تھے اور خندق کے روز شہید ہوئے۔

اور معقل بن المنذر بن سرح بن عبید۔ بدر میں بھی تھے

اور ان کے بھائی یزید بن المنذر۔ بدر میں بھی تھے

اور مسعود بن یزید بن سنیح بن خنساء بن سنان بن عبید۔

اور اوس بن محاب بن عارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید۔ بدر میں بھی رہے۔

اور یزید بن خذام بن سنیح بن خنساء بن سنان بن عبید

اور جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں بھی موجود تھے۔

بن ہشام نے کہا کہ بعض جبار بن صخر بن امیہ بن خناس بھی کہتے ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا اور طفیل بن مالک بن خنساء بن سنان بن عبید بدر میں بھی تھے۔

اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی کعب بن سواد میں سے کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب (صرف) ایک شخص۔
اور بنی غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے پانچ آدمی۔
سلیم بن عمرو بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم بدر میں بھی موجود تھے۔
اور قطبہ بن عامر بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم۔ بدر میں بھی تھے۔
اور ان کے بھائی یزید بن عامر بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم جنکی کنیت ابو عمرو تھی۔ بدر میں بھی موجود تھے۔
اور ابو الیسر کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم تھا۔ بدر میں بھی تھے
اور سلیم بن سواد بن عباد بن عمرو بن غنم۔
بن ہشام نے کہا سلیم بن سواد بن عباد بن عمرو بن سواد کو غنم نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔
بن اسحٰق نے کہا کہ بنی نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے پانچ آدمی۔
ثعلبہ بن غنمۃ بن عدی بن نابی۔ بدر میں موجود تھے اور خندق میں شہید ہوئے۔
اور عمرو بن غنمۃ بن عدی بن نابی۔
اور عبس بن عامر بن عدی بن نابی۔ بدر میں موجود تھے۔
اور ان کے حلیف عبد زید بن انیس جو قضاعہ میں سے تھے۔
اور خالد بن عمرو بن عدی بن نابی۔
اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے سات آدمی
عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام سردار منتخب۔ بدر میں موجود

تھے اور احد کے روز شہید ہوئے۔

اور ان کے فرزند جابرؓ بن عبداللہ۔

اور حرامؓ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بدر میں بھی موجود تھے۔

اور ثابتؓ بن الجذع اور حبذع کا نام ثعلبۃ بن زید بن الحارث بن حرام۔ طائف میں شہید ہوئے۔

اور عمیرؓ بن الحارث بن تعسیۃ بن الحارث بن حرام بدر میں بھی موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا عمیر بن الحارث بن لبیدہ بن ثعلبۃ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف خدیجؓ بن سلامۃ بن العطاف بن ۷۲
بن الغفراء جو قبیلہ بنی بیاضہ سے تھے۔

اور معاذؓ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج جو بنی سلمہ میں رہا کرتے تھے۔ بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جس سال شام میں طاعون ہوا اسی سال عمواس میں ان کا انتقال ہوا۔ بنو سلمہ نے انہیں اپنا نقیب بنایا تھا۔

یہ سہل بن محمد بن الجد بن قیس بن صخر بن خنساء ابن سنان بن عبید بن غنم بن کعب بن سلمہ کے ماموں بھائی تھے۔

ابن ہشام نے کہا اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج میں سے چار آدمی۔

عبادہؓ بن الصامت بن قیس بن احمر بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف سردار منتخب۔ بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ غنم بن عوف سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کے بھائی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عباس بن عبادہ بن نضلۃ بن مالک بن عبید بن

بن زید بن غنم بن سالم بن عوف۔ اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے مکہ کے اپنے کے زمانے میں آپ کی جانب نکل آئے تھے اور مکہ میں آپ
کے ساتھ ہی مقیم ہو گئے تھے اسی لیے انھیں مہاجر لکھا جاتا ہے۔ احد کے روز شہید ہوئے۔ ۷۴

ان کے حلیف ابو عبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم ابن عمرو بن
عدی جو بنی عصیمہ کی شاخ بلی میں سے تھے۔

اور عمرو بن حارث بن لبدہ بن عمرو بن ثعلبہ جو قوقل کہلاتے تھے وہ بنی سلیم
بن غنم بن عوف بن الخزرج میں سے جو بنی الحبلی کہلاتے تھے دو آدمی۔

ابن ہشام نے کہا الحبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا اس کے
پیٹ کے بڑے ہونے کے سبب سے الحبلی نام پڑ گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا رفاعۃ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن
سالم بن غنم۔ بدر میں بھی حاضر تھے اور ان کی کنیت ابو الولید تھی۔

ابن ہشام نے کہا بعض رفاعۃ بن مالک کہتے ہیں اور مالک ابو الولید
بن عبداللہ بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف عقبہ بن وہب بن کلدہ بن
اسعد بن بلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہثہ
بن عبداللہ بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان۔ بدر میں موجود تھے
اور ان لوگوں میں سے تھے جو مدینہ سے ہجرت کر کے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ چلے آئے تھے اسی لیے مہاجر انصاری کہلاتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ (بنی سلیم میں کے یہ دو) شخص تھے۔ ۷۴

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ساعدۃ بن کعب بن الخزرج میں
سے وہ ہی شخص سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن
طریف بن الخزرج بن ساعدۃ جو سردار منتخب تھے۔

اور منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبد ود بن زید بن
ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدۃ۔ سردار منتخب۔ بدر و احد میں حاضر رہے
اور بیر معونہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں امیر

مقرر فرمایا تھا اسی احد کی حالت میں شہید ہوئے اور یہ اَخْنَسُ لِیُمُوْتَ کہلاتے تھے یعنی موت کی جانب تیز چال سے جانے والے

ابن ہشام نے کہا کہ بعض منذر بن عمرو بن خنیس کہتے ہیں۔

غرض جملہ اشخاص بیعۃ العقبہ میں اوس و خزرج میں سے حاضر تھے تہتر مرد تھے اور انھیں میں سے دو عورتیں بھی تھیں جن کے متعلق وثوق کیا جاتا ہے کہ ان دونوں نے بھی بیعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بیعت میں) عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتے تھے۔ صرف ان سے اقرار لے لیتے تھے جب وہ اقرار کر لیتیں تو آپ فرماتے۔

اِذْهَبْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ

جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی۔

(یہ دو عورتیں) بنی مازن بن نجار میں کی (ایک) نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن جن کی کنیت ام عمارہ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں بھی حاضر ہوئی ہیں اور ان کے ساتھ ان کی بہن اور ان کے شوہر زید بن عاصم بن کعب اور ان کے دونوں بیٹے حبیب بن زید اور عبداللہ بن زید بھی حاضر رہے ہیں اور ان کے بیٹے حبیب کو یمامہ والے مسیلمہ الکذاب الحنفی نے گرفتار کر لیا تھا اور وہ ان سے کہتا تھا۔ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہے۔ یہ کہتے ہاں۔ پھر وہ کہتا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو یہ کہتے میں نہیں سنتا۔ وہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا جاتا یہاں تک کہ اسی کے ہاتھوں ان کا انتقال ہو گیا اور وہ ان الفاظ سے کچھ زیادہ نہ کہتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا جاتا تو ایمان کا اظہار کرتے اور آپ پر درود پڑھتے اور جب مسیلمہ کا ذکر آتا تو کہتے میں نہیں سنتا۔ غرض نسیبہ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف نکلیں اور بذات خود جنگ میں شرکت کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے

بیعہ کو قتل کر دیا اور وہ اس حالت سے واپس ہوئے کہ ان کے کپڑوں پر خون کے چھینٹے لگے ہوئے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس حدیث کی روایت مجھے نسیبہ ہی سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے عبداللہ بن [illegible] بن عمرو بن حزم کی وساطت سے سنائی۔

[illegible] سلمہ میں سے ایک عورت، ام منیع (اسماء) بنت عمرو بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ، شریک بیعۃ العقبہ تھیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حکم جنگ کا نزول

محمد بن اسحٰق نے مذکورہ اسناد سے بیان کیا کہ بیعت عقبہ سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت نہ تھی اور خونریزی [illegible] کی گئی تھی۔ آپ کو [illegible] کی جانب بلانے اور تکلیفوں پر صبر کرنے اور جاہلوں سے درگزر کرنے کا حکم تھا تو قریش کے [illegible] آپ کے پیروؤں پر ظلم [illegible] کرتے تھے [illegible] ان کے دین کے [illegible] آزمائشیں [illegible] ہے اور [illegible] ان کی [illegible] سے [illegible] غرض آپ کے [illegible] بعض [illegible] اپنے دین سے متعلق صبر آزما تکلیفیں [illegible] بعض ان سے [illegible] اپنے کے لیے دوسرے شہروں [illegible] بعض تو زمین [illegible] میں پہلے گئے تھے [illegible] ہر طرف منتشر ہو

تھے۔ غرض جب قریش نے اللہ تعالیٰ کے مقابل سرکشی کی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں جو عظمت دینا چاہا تھا انھوں نے اس کو ٹھکرا دیا اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور اس کے پرستاروں اور اس کی توحید کو ماننے والوں اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والوں اور اس کے دین کو تھامنے والوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور انھیں جلا وطن کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ اور ان پر ظلم کرنے والوں اور ان پر ظلم کا ہاتھ بڑھانے والوں سے بدلہ لینے کی اجازت دیدی تو پہلی آیت جو آپ کو جنگ کی اجازت دینے اور آپ کے لئے خونریزی حلال ٹھیرانے اور ان پر ظلم کرنیوالوں سے لڑنے کے متعلق نازل ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کا حسب ذیل قول تھا۔

۲۲ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ

ان لوگوں کو (بھی جنگ کی) اجازت دی گئی جن سے
(زبردستی) جنگ کی جارہی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے
اور بے شبہ اللہ ان کی امداد پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔

تو آپ نے (مذکورہ آیت) پڑھی حتیٰ کہ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ تک پہنچے (یعنی تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے) یعنی میں نے ان کے لئے جنگ صرف اس لیے حلال کر دی ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور لوگوں کے ساتھ ان کے برتاؤ میں ان کی کوئی غلطی نہ تھی بجز اس کے کہ وہ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور جب کبھی انھیں غلبہ حاصل ہوا تو انھوں نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور نیکی کرنے کا حکم دیا اور برائی سے روکا اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہیں۔ اس کے بعد آپ پر یہ آیت نازل فرمائی۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ

ان سے اس وقت تک جنگ کرو کہ فتنہ باقی نہ رہے۔

یعنی ایمانداروں پر ان کے دین کے متعلق کوئی آزمائش نہ رہے

وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ

اور دین صرف اللہ کے لیے ہو جائے یعنی کفر کی قوت ختم ہو جائے

[illegible] کی پرستش بلا روک ٹوک کے ساتھ کسی غیر کی پرستش جائز نہ رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنگ کی اجازت دے دی اور انصار کے مذکورہ بالا قبیلوں نے فراخ برداری اور آپ کی اور آپ کے متبعین کی امداد پر آپ سے بیعت کی، اور مسلمان ان کے پاس جا کر پناہ گزین ہونے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے مہاجروں اور ان مسلمانوں کو جو مکہ میں آپ کے ساتھ تھے مدینہ کی جانب نکل جانے اور ہجرت کرنے اور اپنے انصار بھائیوں سے جا ملنے کا حکم دیا اور فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ لَكُمْ إِخْوَانًا وَدَارًا تَأْمَنُونَ بِهَا۔

اللہ نے تمہارے لیے ایسے بھائی اور ایسا گھر فراہم کر دیا کہ تم وہاں بے خوف رہ سکو گے۔

پھر تو مکہ یوں کی ٹکڑیاں نکلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں اس بات کا انتظار فرماتے رہے کہ آپ کو آپ کا پروردگار مکہ سے نکلنے اور مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائے۔

مدینہ کی جانب ہجرت کرنے والوں کا ذکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین صحابہ میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے قریش کی شاخ بنی مخزوم میں سے ابو سلمہ بن عبدالاسد ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھے۔ جن کا نام عبداللہ تھا۔ اصحاب عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل انھوں نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور

یہ سرزمین حبشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں آئے تھے اور جب قریش نے ان کو تکلیفیں دیں، تو انھیں انصار کے بعض افراد کے اسلام اختیار کرنے کی اطلاع ملی تو وہ مدینہ کی جانب ہجرت کے ارادے سے نکل گئے۔

ابن اسحٰق نے ہشام سے سنا، ہشام نے اپنے والد عروہ بن زبیر سے سنا، عبداللہ بن عمر بن ابی سلمہ سے اور انھوں نے اپنی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان مہاجرین کی روایت بیان کی۔ ام سلمہ نے کہا کہ جب ابوسلمہ نے مدینہ کی جانب نکل جانے کا پکا ارادہ کر لیا تو اپنے اونٹ پر میرے لیے کجاوہ کسا اور مجھے اس پر سوار کرا دیا اور میرے ساتھ میرے لڑکے سلمہ بن ابی سلمہ کو بھی میری گود میں بٹھا دیا اور مجھ کو لے کر اپنا اونٹ کھینچے ہوئے چلے اور جب انھیں بنی مغیرہ میں عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے لوگوں نے دیکھا تو وہ ان کی طرف جھپٹے اور انھوں نے کہا کہ تم نے اپنی ذات کے متعلق تو ہم سے زبردستی کر لیا، ہم پر غلبہ حاصل کر لیا کہ تم کو اپنی ذات کے متعلق اختیار ہے کہ جو چاہو کرو، جہاں چاہو، جو جی میں چاہو اختیار کر لو لیکن) یہ بتاؤ کہ اس تمہاری بی بی کو کہ کیوں چھوڑیں کہ تم اسے لے کر شہر شہر پھرو۔ ام سلمہ نے کہا کہ انھوں نے اونٹ کی مہار ابوسلمہ کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے ان سے لے لیا کہ تب تو ابوسلمہ کی جماعت بنی عبدالاسد غصے میں آگئی اور انھوں نے کہا جب تم نے ہمارے آدمی سے اس (کی عورت) کو چھین لیا ہے تو واللہ ہم بھی اپنے بچے کو اس کی ماں کے پاس نہ چھوڑیں گے۔ کہا کہ پھر تو میرے بچے سلمہ پر (اس) کشمکش ہونے لگی کہ اس کا ہاتھ جوڑ سے ہٹ گیا اور بنی عبدالاسد اس کو لے کر چلے گئے اور بنی مغیرہ نے مجھے اپنے پاس روک لیا اور میرے شوہر ابوسلمہ مدینہ چلے گئے۔ کہا کہ میرے اور میرے شوہر اور میرے بچے کے بیچ میں

(الف) یہاں خطام کے بجائے بخام جیم سے ہے جو زیادہ صحیح ہے۔ (مرتب)

ڈال دی گئی یعنی ہر ایک دوسرے سے الگ ہو گیا کہا کہ پھر تو میری بیٹی ہو گئی کہ ہر روز صبح نکلتی اور ندی کی ریت پر جا بیٹھتی اور شام تک وہیں رہتی۔ ایک سال یا ایک سال کے قریب تک یہی حالت رہی یہاں تک کہ بنی مغیرہ میں کی ایک شخص جو میرے چچا زاد بھائیوں میں سے تھا میرے پاس سے گزرا اور میری حالت دیکھی تو مجھ پر اس کو رحم آ گیا تو اس نے بنی مغیرہ سے کہا کیا تم لوگ اس مسکین عورت (کی اس حالت) سے تمسک نہیں محسوس نہیں کرتے (یا اس کو تم لوگ گناہ یا پاپ نہیں خیال کرتے) کہ تم نے اس کے اور اس کے شوہر اور ماں کے لڑکے کے درمیان جدائی ڈال دی ہے ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو چاہتی ہے تو اپنے شوہر کے پاس چلی جا۔ کہا کہ جب مجھے اپنے شوہر کے پاس جانے کی اجازت مل گئی تو اس وقت بنی عبدالاسد نے بھی میرے بچے کو میرے پاس لوٹا دیا کہا کہ پھر تو میں اپنا اونٹ لے کر چل نکلی اور اپنے بچے کو لے لیا۔ اور اپنی گود میں بٹھا لیا اور اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانے کے لیے نکل کھڑی ہوئی۔ کہا اور میرے ساتھ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی نہ تھا۔ کہا میں (اپنے دل میں) کہنے لگی کہ جو کچھ مل جانے میں اس کو کافی سمجھوں گی کہ (کسی طرح) میں اپنے شوہر کے پاس پہنچ جاؤں یہاں تک کہ جب میں مقام تنعیم میں پہنچی تو بنی عبدالدار والے عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ سے ملی۔ اس نے کہا۔ اے ابو امیہ کی بیٹی کہاں کا قصد ہے۔ میں نے کہا۔ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانا چاہتی ہوں اس نے کہا۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی نہیں۔ میں نے کہا۔ واللہ اللہ اور اس میرے بچے کے سوا کوئی نہیں۔ اس نے کہا واللہ اجتے (تنہا) چھوڑا

---

۷۸ (ب) تخرجون من هذه المسكينة حائے حطی سے ہے جس کا ترجمہ میں نے کیا ہے (ف ج) میں تخرجون خاء معجمہ سے ہے اور (الف) میں تو راے مہملہ کو مشدد بھی کر دیا ہے جس کے معنی مشکل بنانا ہوں گے کہ اس مسکین عورت کے لیے تم کوئی مشکل کیوں نہیں نکالتے لیکن اس کے معنی کا حاصل اس مشکل کو اور بڑھا دیتا ہے۔ فلیتدبر۔ (احمد محمودی)

نہیں جا سکتا۔ پھر اس نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور میرے ساتھ ہو گیا اور مجھے لے کر چلا۔ اللہ کی قسم! ایسے عرب مرد کے ساتھ میں کبھی نہیں رہی جس کو اس سے زیادہ شریف میں نے پایا ہو۔ اس کی عادت یہ تھی کہ جب منزل کو پہنچتا تو میرے اونٹ کو بٹھاتا اور میرے پاس سے ہٹ جاتا یہاں تک کہ جب میں اتر پڑتی تو پھر میرا اونٹ لے کر علیحدہ چلا جاتا اور اس پر سے سامان اتارتا اور اس کو کسی درخت سے باندھ دیتا اور پھر علیحدہ کسی درخت کے نیچے جا لیٹتا اور پھر جب کوچ کا وقت آتا تو میرے اونٹ کے پاس جاتا اور اس کو لا کر اس پر کجاوہ کستا اور پھر میرے پاس سے ہٹ جاتا اور کہتا کہ سوار ہو جاؤ اور جب میں سوار ہو جاتی اور اپنے اونٹ پر اچھی طرح بیٹھ جاتی تو آتا اور اس کی مہار پکڑ لیتا اور اس کو کھینچتے لے جاتا حتیٰ کہ منزل پر اتارتا۔ میرے ساتھ یہی سلوک کرتا رہا حتیٰ کہ مجھے مدینہ ماچھور اور بنی عمرو بن عوف کی بستی قبا میں دیکھی تو کہا تمہارا شوہر اسی بستی میں ہے۔ اس بستی میں اللہ کا بھروسہ کر کے داخل ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا۔ اللہ کی قسم! میں نے کبھی نہیں سنا کہ ابو سلمہ کا ماموں بنی مغیرہ کا کوئی شخص اسلام کے ایسے گھرانوں کو جن پر ایسی آفت پڑی ہو ابو سلمہ کے گھر والوں پر پڑی اور میں نے کسی ایسے ساتھی کو کبھی نہیں دیکھا جو عثمان بن ابی طلحہ سے زیادہ شریف ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو سلمہ کے ہجرت کرنے والے مہاجرین میں سب سے پہلے جو یہاں آیا وہ عامر بن ربیعہ بن کعب کے حلیف عامر بن ربیعہ تھے اور ان کے ساتھ ان کی بی بی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن غانم بن عبداللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

ان کے بعد عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ جو بنی امیہ بن عبد شمس کے حلیف تھے اپنے گھر والوں اور اپنے بھائی عبید بن جحش کو ہمراہ لیے ہوئے ابو احمد قتی اور زینب بنت جحش اور مکہ کے بنی حلیس سے تشریف لائے

بغیر کسی رہنما کے آیا جایا کرتے تھے اور شاعر تھے اور ام القرعہ بنت ابی سفیان بن حرب انھیں کی زوجیت میں تھی۔ ان کی ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔ بنی جحش کے ہجرت کر جانے کے بعد ان کا گھر بند پڑا رہا جس کی گرفتی ہوئی دیواروں کے پاس آج ابان بن عثمان کا گھر ہے وہاں سے عتبہ بن ربیعہ اور العباس بن عبدالمطلب اور ابوجہل بن ہشام بن مغیرہ کے بلند حصے کی جانب جاتے ہوئے گزرے، تو اس کو عتبہ بن ربیعہ نے دیکھا کہ اس میں کوئی باشندہ نہیں اور کھنڈر ہونے کے سبب سے اس کے دروازے دھڑ دھڑ کر رہے ہیں جب اس نے اس کو اس حالت میں دیکھا تو کھنڈر کی سانس لی اور کہا۔

وَكُلُّ دَارٍ وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهَا ۔۔۔ يَوْمًا سَتُدْرِكُهَا النَّكْبَاءُ وَالْحُوبُ

ہر ایک گھر کو ایک نہ ایک دن ہلاکت ہو اور دردناک حالت آکر رہے گی اگرچہ وہ بڑے زمانے تک سلامت رہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ حوب کے معنی توجع (دردناک حالت) کے ہیں اور دوسرے مقامات پر اس کے معنی حاجت کے بھی آئے ہیں اور حوب گناہ کو بھی کہتے ہیں اور یہ شعر ابوداؤد الایادی کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ بنی جحش کا گھر ان کے رہنے والوں سے خالی ہو گیا تو ابوجہل نے کہا ایک اکیلا شخص اور اکیلے پیدا ہونے والے (کمزور اور غیر معروف) شخص پر کیا گریہ و زاری کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ قل کے معنی واحد کے ہیں۔ لبید بن ربیعہ نے کہا ہے۔ ۸۰

كُلُّ بَنِي حُرَّةٍ مَصِيرُهُمُ ۔۔۔ قُلٌّ وَإِنْ أَكْثَرَتْ مِنَ الْعَدَدِ

لہ۔ اصل میں قلّ بن قلّ ہے۔ (احمد محمودی)

ہر ایک شریف کی اولاد کا انجام اکیلا ہونا ہے اگرچہ وہ
شمار میں بہت ہوں۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر اس نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے بھائی کے بیٹے کا کام ہے اسی نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈالی ہمارے اتحاد کو منتشر کر دیا اور ہمارے درمیانی تعلقات کو توڑ دیا۔

غرض ابو سلمہ بن عبد الاسد عامر بن ربیعہ عبد اللہ بن جحش اور ان کے بھائی ابو احمد بن جحش (محلہ) بنی عمرو بن عوف میں بشر بن عبد المنذر بن زنبر کے پاس رہا کرتے تھے اس کے بعد مہاجرین جوق جوق آنے لگے اور بنی غنم بن دودان جو اسلام اختیار کر چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب کے سب ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ عبد اللہ بن جحش اور ان کے بھائی اور احمد بن جحش۔ عکاشہ بن محصن۔ شجاع وعقبہ وہب کے دونوں بیٹے اور ربد بن حُمَیرَۃ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض حُمَیرَۃ کہتے ہیں۔ ۸۱

ابن اسحٰق نے کہا اور منقذ بن نبتہ۔ سعید بن رقیش۔ محرز بن نضلہ۔ یزید بن رقیش۔ قیس بن خابر۔ عمرو بن محصن۔ مالک بن عمرو وثقیف بن عمرو۔ ربیعہ بن اکثم۔ زبیر بن عبیدہ۔ تمام بن عبیدہ۔ نجرہ بن عبید۔ محمد بن عبد اللہ بن جحش اور ان کی عورتوں میں سے زینب بنت جحش۔ ام حبیب بنت جحش۔ حمنہ بنت جحش۔ قمیر بنت حارث۔ ام حبیب بنت تمام۔ آمنہ بنت رقیش۔ سخیرہ بنت تمیم

ابو احمد بن جحش نے بنی اسد بن خزیمہ کی اپنی قوم کی چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے، اور جب انہیں ہجرت کی دعوت دی گئی تو ان سب کے متفقہ طور پر قبول کرنے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:۔

۸۲ وَرُحْنَ تَلَفَّتْ بَيْنَ الصَّفَا أُمُّ أَحْمَدٍ وَمَرْوَتِهَا بِاللّٰهِ بَرَّتْ يَمِينُهَا

اگر ام احمد صفا و مروہ کے درمیان اللہ کی قسم کھائے
تو وہ اپنی قسم میں سچی نکلے گی۔

لَحَنَّ الْأُولَى كُنَّ بِهَا ثُمَّ لَمْ تَزَلْ ۔۔۔ بِهِمَّةٍ حَتَّى تَعَادَ سَمِينُهَا

کہ ہمیں وہ تھے جو کہ ہیں، جا کرتے تھے اور ہم نے
اس کو اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ وہ پال کے ٹوٹے
دبلے نہیں ہو گئے (یا عزت و ذلیل نہیں ہو گئے)۔

بِهَا خَيَّمَتْ غَنْمُ بْنُ دَوْدَانَ وَابْتَنَتْ ۔۔۔ مَنَازِلَ غَنْمٍ وَخَفَّ تَطْنِينُهَا

غنم بن دودان نے وہیں ڈیرے ڈالے اور گھر
بنا لیے اور پھر اپنی غنم نے وہاں سے تین سو بیس کوچ کر دیا اور
وہاں کے رہنے والوں کو سفر کرنا آسان ہو گیا۔

إِلَى اللَّهِ تَغْدُو بَيْنَ مَثْنَى وَوَاحِدٍ ۔۔۔ وَدِينُ رَسُولِ اللَّهِ بِالْحَقِّ دِينُهَا

ایک ایک دو دو اللہ کی طرف (ہجرت کر کے) چلے
جا رہے ہیں اور اللہ کے رسول کا سچا دین ان کا دین بنا جا رہا ہے۔

(ابو احمد بن جحش نے یہ بھی کہا ہے۔)

لَمَّا أَتَتْ أُمَّ أَحْمَدَ غَادِيًا ۔۔۔ بِذِمَّةِ مَنْ أَخْتَى بِيَثْرِبَ وَانْتَهَبْ

جب ام محمد نے مجھے دیکھا کہ میں اس ذات کے

(ابن محمود) کے اس شعر میں کافی مبالغہ ہے۔ اس کے ساتھ کتنے ہی لوگ ہوں گے کہ انہی غنم میں سے ہیں (ان کی بھی تو پوری اولاد کے رہنے والوں کو سفر آسان ہو گیا۔ (احمد محمودی)
اس شعر میں قصیدہ کے بجائے قصیدہ لکھا گیا ہے جو کاتب کی تصحیف معلوم ہوتی ہے۔
(احمد محمودی)

بھر صبح سویرے سفر کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا جس سے
میں بے دیکھے ڈرتا اور کانپتا ہوں۔

تَقُوْلُ فَإِمَّا كُنْتَ لَابُدَّ فَاعِلًا فَيَمِّمْ بِنَا الْبُلْدَانَ وَلْتَا يَثْرِبُ

تو کہتی ہے کہ تمھیں سفر کرنا ہی ہے تو یثرب سے دور
دوسرے ممالک میں ہمیں لے چلو۔

فَقُلْتُ لَهَا بَلْ يَثْرِبُ الْيَوْمَ وَجْهُنَا[1] وَمَنْ يَشَإِ الرَّحْمٰنُ فَالْعَبْدُ يَرْكَبُ

تو میں نے اس سے کہا (نہیں دوسرے ممالک کو ہم
نہ جائیں گے بلکہ یثرب ہی ہماری توجہ قبلہ کا ہے اور (حقیقت تو
یہ ہے کہ) رحمٰن جو چاہتا ہے بندہ وہی کام کرتا ہے۔

إِلَى اللّٰهِ وَجْهِي وَالرَّسُوْلِ وَمَنْ يُقِمْ إِلَى اللّٰهِ يَوْمًا وَجْهَهُ لَا يُخَيَّبُ

میری توجہ اللہ اور رسول کی جانب ہے اللہ کی جانب
جو شخص بھی کبھی توجہ کرے وہ محروم نہیں ہوتا۔

وَكَمْ قَدْ تَرَكْنَا مِنْ حَمِيْمٍ مُنَاصِحٍ وَنَاصِحَةٍ تَبْكِي بِدَمْعٍ وَتَنْدُبُ

اور ہم نے کتنے خیر خواہ گارڑے دوستوں کو اور خیر خواہ
آنسو بہاتی اور چیختی چلاتی ہوئی عورتوں کو چھوڑ دیا۔

تَرَى أَنَّ وِتْرًا نَأْيُنَا عَنْ بِلَادِنَا وَنَحْنُ نَرَى أَنَّ الرَّغَائِبَ نَطْلُبُ

وہ خیال کرتی ہیں کہ ہمارا اپنی بستیوں سے دور ہونا کسی ہوا

---

[1] "بل یثرب الیوم وجھنا" کے بجائے (الف) میں "یثرب منا منصفۃ" ہے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہمارا خیال تو یثرب پہنچنے کا ہے (ہوتا وہی ہے جو خدا چاہے۔ احمد محمود)

ہے اور ہر خیال کرتے ہیں کہ ہم ہی ہدایت پر ہیں [illegible]

دَعَوْتُ بَنِي عَمِّهِمْ حِقْنًا دِمَاءَهُمْ وَدَاعِيَ اللَّهِ لِلنَّاسِ مُسْتَبِبُ

میں نے ہی غنیم کو ان کی جانوں کی حفاظت کی خاطر
حق کی جانب دعوت دی جبکہ لوگوں کے لیے منافق راستہ
ظاہر ہو گیا۔

أَجَابُوا بِالْهِدَى اللَّهَ لَمَّا دَعَاهُمْ إِلَى الْحَقِّ دَاعٍ وَالنَّجَاةِ فَأَوْعَبُوا

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جب انھیں ہدایت دینے والے نے حق
کی طرف اور نجات کی جانب دعوت دی تو سب نے سب نے
اس دعوت کو قبول کیا۔

وَكُنَّ وَأَصْحَابًا لَنَا فَارَقُوا الْهُدَى أَعَانُوا عَلَيْنَا بِالسِّلَاحِ وَأَجْلَبُوا

ہماری اور ہمارے ان ساتھیوں کی جنھوں نے حق سے
علیحدگی اختیار کی اور ہمارے خلاف دوسروں کی اعانت کی
اور ہتھیاروں سے مدد دی ایسی مثال تھی۔

كَفَرْجَتَيْ أَمَةٍ مِنْهُمَا فَمُوَفَّقٌ عَلَى الْحَقِّ مَهْدِيٌّ وَفَوْجٌ مُعَذَّبُ

جیسے دو فوجیں ہیں کہ ان میں سے ایک حق کی توفیق
سے ہدایت یافتہ ہے اور ایک سزاؤں میں گرفتار ہونے والی۔

عَصَوْا وَتَمَادَوْا كِذْبَةً وَأَزَلَّهُمْ عَنِ الْحَقِّ إِبْلِيسٌ فَخَابُوا وَخَيَّبُوا

انھوں نے سرکشی کی اور جھوٹی تمناؤں میں رہ گئے اور
ابلیس نے حق کی راہ سے ان کے قدم پھسلا دیئے تو وہ محروم رہے
اور محروم کر دیئے گئے۔

وَرُدُّوْا إِلَى قَوْلِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ فَطَابَ وَلَاةُ الْحَقِّ مِنَّا وَطَيِّبُوْا

ہم پیغمبر (خدا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کی
طرف لوٹے اور حق کی سرپرستی کرنے والے پاک و صاف ہو گئے
اور پاک وصاف کر دیئے گئے۔

تَمَتُّ بِأَرْحَامٍ إِلَيْهِمْ قَرِيْبَةٍ وَلَا قُرْبَ بِالْأَرْحَامِ إِذْ لَمْ تُقَرَّبِ

ہم ان لوگوں سے قریب کرنے والے رشتوں سے
تقرب حاصل کرتے ہیں اور ان رشتوں سے کوئی قربت حاصل
نہیں ہوتی جو قریب کرنے والے ہی نہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۸۴ [illegible]

[illegible]
إِذَا الظَّالِمُوْنَ مَهْطِعُوْنَ۔

یعنی اس وقت جبکہ ظالموں کو پکڑا کیا جائے گا۔

ابو النجم العجلی نے کہا ہے:—

ثُمَّ جَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا إِذْ جَزَى جَنَّاتِ عَدْنٍ فِي الْعَلَالِيِّ وَالْعُلَا

پھر جب اللہ تعالیٰ جزا دے تو ہماری جانب سے اس کو
باغات عدن میں سدا بہار باغ و محل رہنے عطا فرمائے۔

(حضرت) عمر کی ہجرت اور آپ کے ساتھیوں کی مدینہ کی طرف عیاش کے بھاگنے کا حال

ابن اسحاق نے کہا کہ ہشام بن عروہ نے عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ غلام نافع سے اور عبداللہ بن عمر نے اپنے والد عمر بن الخطاب سے بیان کیا۔ آپ نے کہا کہ جب ہم لوگ عیاش بن ابی ربیعہ کے ساتھ مدینہ کی جانب ہجرت کر گئے تو ہم نے آپس میں یہ طے کیا کہ جو شخص بھی ہم میں سے مکہ سے اپنے گھر والوں کو لینے کے لئے واپس آئے اور وہ ان باتوں کو قبول کریں اور ہم جب مدینہ پہنچ گئے تو ابو جہل بن ہشام اور حارث بن ہشام مکہ گئے وہ عیاش بن ابی ربیعہ کے پاس پہنچے اور یہ ان دونوں کے

[illegible] ہوئے تھے اور ماں تو جانتے ہی ہو۔ وہ دونوں ہمارے
[illegible] پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ ہی میں
[illegible] دونوں نے عیاش سے کہا کہ تمہاری ماں نے قسم کھائی ہے کہ
وہ اپنے سر میں کنگھی نہ کریگی جب تک کہ تمہیں نہ دیکھ لے اور دھوپ میں سے
سایے میں نہ جائے گی جب تک کہ تم سے نہ مل لے تو عیاش کو اپنی والدہ
پر رحم آیا۔ میں نے ان سے کہا اے عیاش! واللہ یہ لوگ صرف تم کو
تمہارے دین سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ خبردار ان سے بچتے رہنا۔
واللہ! اگر تمہاری ماں کو جوئیں تکلیف دیں گی تو وہ ضرور کنگھی کرے گی
اور اگر مکہ کی دھوپ اس پر تیز ہوگی تو وہ ضرور سایے میں جائے گی۔
(حضرت) عمر نے کہا کہ ہشام نے کہا کہ میں اپنی ماں کی قسم پوری کروں گا
اور میرا وہاں کچھ مال بھی ہے۔ اسے بھی لے لوں گا۔ (حضرت) عمر نے
کہا کہ میں نے ان سے کہا تم جانتے ہو کہ میں قریش میں سب سے زیادہ
مالدار ہوں میں تمہیں اپنا آدھا مال دیے دیتا ہوں تم ان دونوں کے ساتھ
نہ جاؤ (حضرت) عمر نے کہا کہ انھوں نے میری بات نہ مانی اور ان کے ساتھ
جانے پر اصرار کیا اور جب انھوں نے جانے کے سوا کوئی دوسری صورت
نہ نکالی تو کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ اگر تم نے وہی کیا جو کرنا چاہتے
[illegible] فتنے اور مرضی کے موافق چلنے والی ہے
[illegible] اگر تمہیں ان لوگوں سے کسی قسم کے دھوکے
[illegible] کے بعد عیاش [illegible]
[illegible] ایک تھپڑ ان سے
[illegible] اونٹ پر بہت بوجھ لدا ہوا
[illegible] کے لیے نہ بیٹھنے دوں گے انھوں
[illegible] کہا کہ انھوں نے اونٹ
[illegible] اونٹ بھگائے تاکہ ایک دوسرے کی
[illegible] جب تینوں کے تینوں زمین پر اتر آئے تو ان

دونوں نے عیاش پر حملہ کر دیا اور دونوں نے مل کر انھیں رسی میں باندھ لیا اور انھیں لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور انھیں بڑی تکلیفیں دیں تو انھوں نے ان کی باتیں مان لیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عیاش بن ابی ربیعہ کے گھر والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ وہ دونوں جب انھیں لیے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے اور دن کے وقت انھیں باندھے ہوئے لائے تو انھوں نے کہا کہ مکہ والو! اپنے بیہودہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرو جس طرح ہم نے اپنے اس بیہودہ شخص کے ساتھ کیا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا خط ہشام بن العاص کی طرف

ابن اسحٰق نے کہا کہ نافع نے عبداللہ بن عمر سے اور انھوں نے عمر سے ایک حدیث کی روایت میں کہا کہ (حضرت) عمر نے فرمایا۔ ہم کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے صبر آزما تکلیفوں میں کافروں کی باتیں قبول کر لیں اللہ اس کے نہ فرض قبول کرتا ہے نہ نوافل اور نہ ایسے لوگوں کی توبہ اللہ قبول فرماتا ہے جو اللہ کو پہچاننے کے بعد کسی آفت میں مبتلا ہونے کے سبب سے کفر کی طرف لوٹ جائے۔ فرمایا کہ لوگ یہ باتیں اپنے متعلق کہا کرتے تھے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ان کے متعلق اور ہماری اور ان کی ان باتوں کے متعلق جو اپنی نسبت کہا کرتے تھے اللہ عزوجل نے ذیل کی آیتیں نازل فرمائیں۔

۸۷ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ

لے۔ خت کشیدہ وحمہ کلام مجید (الف) یہ نہیں ہے بلکہ اس کے بجائے ثم لا تنصرون یا تیکم العذاب بغتۃ وانتم لا تشعرون ہے۔ (احمد محمودی) —

وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔

(اے نبی، ان لوگوں سے کہدے جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو اور معاف کر دیتا ہے۔ بے شبہ وہ بڑا خطا پوش اور بڑا رحم والا ہے۔ اور تم پر عذاب آنے سے پہلے تم لوگ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو (ورنہ عذاب آنے کے بعد) پھر تمھاری مدد نہیں کیجائے گی۔ اور جو بہترین چیز تمھارے پروردگار کی جانب سے تمھاری طرف اتاری گئی ہیں اس کی پیروی اس (وقت) سے پہلے کرو کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمھیں اس کا شعور بھی نہ ہو۔

(حضرت) عمر نے فرمایا کہ مجھ میں نے اپنے ہاتھوں سے ایک خط میں یہ آیتیں لکھیں اور ہشام بن العاص کے پاس بھیج دیں۔ فرمایا ہشام ابن العاص نے کہا کہ جب میرے پاس مذکورہ آیتیں آئیں تو میں ذی طوی میں پڑھنا چاہتا تھا اور نشیب و فراز میں چڑھتا اترتا چلا جاتا تھا اور ان کا کچھ مطلب میری سمجھ میں نہ آتا تھا یہاں تک کہ میں نے (دل میں) کہا یا اللہ! مجھے ان کا مطلب سمجھا دے۔ کہا کہ پھر تو اللہ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ وہ آیتیں ہماری ہی نسبت اتری ہیں ہم جو باتیں اپنے دلوں میں کہا کرتے تھے اور ہمارے نسبت یہ لوگ کہا کرتے تھے ہی اسی کے متعلق اتری ہیں تو میں اپنے اونٹ کے پاس گیا اور اس پر بیٹھ کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

ولید بن الولید کا عیاش و ہشام کے لیے نکلنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں فرمایا :—

مَنْ لِي بِعَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ وَهِشَامِ بْنِ الْعَاصِ.

عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن عاص کو لانے کون میرے (یعنی میری امداد کے) لیے تیار ہے۔

ولید بن ولید نے عرض کی میں آپ کے پاس انھیں لانے (کے لئے تیار ہوں اور وہ اس کے بعد مکہ جانے نکل کھڑے ہوئے اور چھپکر مکہ پہنچے اور ایک عورت سے ملے جو کھانا لیجا رہی تھی تو انھوں نے اس عورت سے کہا اے اللہ کی بندی! تو کہاں جاتی ہے۔ اس نے کہا میں ان دونوں قید میں گرفتار شخصوں کے پاس جا رہی ہوں اور اس نے انھیں دونوں کے پاس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو یہ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور اس طعام کو پہچان لیا اور وہ دونوں ایک ایسے گھر میں قید تھے جس کے اوپر چھت نہ تھی۔ جب شام ہوئی تو دیوار پھاند کر ان کے پاس پہنچے اور ایک سفید سخت پتھر (مروۃ) لے کر ان کی بیڑیوں کے نیچے رکھا اور تلوار سے ان پر مار کر انھیں کاٹ دیا۔ اسی لیے ان کی تلوار کو ذوالمروۃ کہا جاتا تھا۔ ۸۸
پھر ان دونوں کو اپنے اونٹ پر سوار کرا لیا اور انھیں لیے ہوئے اونٹ کو ہانکتے چلے اور ٹھوکر کھائی تو ان کی انگلی خون آلود ہو گئی تو کہا۔

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ ... وَفِي سَبِيلِ اللهِ مَا لَقِيتِ

اے انگلی! تجھ سے تو صرف (ذرا سا) خون بہہ گیا اور یہ جو تجھے تکلیف پہنچی اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچی ہے (اس لیے اس سے کوئی

ناخوش ہونا نہ چاہئے)
پھر ان دونوں کو لئے ہوئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ پہنچ گئے۔

مدینہ میں انصار کے پاس مہاجرین کی فروگاہیں اللہ ان سب سے راضی رہے

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمر بن الخطاب اور آپ کے ساتھ آپ کے گھر والے آئے، اور آپ کے قبیلے کے لوگ، اور آپ کے بھائی زید بن الخطاب، اور سراقہ بن المعتمر کے دونوں بیٹے عمرو و عبداللہ اور خنیس بن حذافہ السہمی جو آپ کے داماد اور حفصہ بنت عمر کے شوہر تھے جن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی زوجیت میں لیا اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، اور ان کے حلیف واقد بن عبداللہ التمیمی اور ان کے دونوں حلیف خولی بن ابی خولی، اور مالک بن ابی خولی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوخولی بنی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف بکیر کے چاروں بیٹے ایاس بن بکیر اور عاقل بن بکیر اور عامر بن بکیر اور خالد بن بکیر، جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے، یہ سب کے سب جب مدینہ آئے تو بنی عمرو بن عوف میں بمقام قباء رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر کے پاس اترے اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی جب مدینہ آئے تو (حضرت) عمر کے ساتھ ہی رفاعہ ہی کے گھر اترے۔ ان کے بعد مہاجرین کا تانتا بندھ گیا تو طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان اور صہیب بن سنان۔ بلحارث بن الخزرج والے حبیب بن اساف

کے پاس مقام سخ میں اترے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ابن اسحٰق کی روایت جو مجھے سنائی اس میں یساف بتایا۔

بعض کہتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ بنو نجار والے اسعد بن زرارہ کے پاس اترے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عثمان النہدی سے مجھے روایت پہنچی انھوں نے کہا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ صہیب نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے ان سے کہا کہ تم ہمارے پاس بھاگ منگوں کی (سی) حالت میں آئے تھے اور ہمارے پاس رہ کر تم مالدار بنے اور اس حالت تک پہنچے جو اس وقت تمھاری حیثیت ہے۔ اب تم اپنے مال کے ساتھ یہاں سے نکل جانا چاہتے ہو۔ واللہ یہ تو نہ ہو سکے گا۔ صہیب نے ان سے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ اگر میں اپنا تمام مال تمھیں دے دوں پھر تو تم میرا راستہ میں حائل نہ ہوگے۔ انھوں نے کہا ہاں، یہ ہو سکتا ہے، تو انھوں نے کہا کہ میں نے اپنا مال سب تمھیں دے دیا۔ راوی نے کہا کہ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:—

رَبِحَ صُهَيْبٌ، رَبِحَ صُهَيْبٌ۔

صہیب فائدے میں رہے صہیب فائدے میں رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حمزۃ بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ اور حمزۃ بن عبد المطلب کے دونوں حلیف ابو مرثد کناز بن حصن غنوی۔

ابن ہشام نے کہا بعض ابن حصین کہتے ہیں۔

۹۰

ف: (ف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ ۱۲ (ب) میں یساف ہے اور (ج د) میں ساف ہے۔ (احمد محمودی)

اور ان کے بیٹے مرثد غنوی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ انسہ اور ابو کبشہ بنی عمرو بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس قبا میں اترے۔ بعض کہتے ہیں کہ (یہ بھی نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔ بعض کہتے ہیں (یہ بھی صحیح نہیں) بلکہ حمزہ بن عبدالمطلب بنی نجار والے اسعد بن زرارہ کے پاس اترے۔ غرض یہ مختلف روایتیں ہیں۔ اور عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب اور ان کے دونوں بھائی طفیل بن الحارث اور حصین بن الحارث اور مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب اور بنی عبدالدار والے سویبط بن سعد بن حریملہ اور بنی عبد بن قصی والے طلیب بن عمیر اور عقبہ بن غزوان کے آزاد کردہ خباب بلحبلان والے عبدہ بن سلمہ کے پاس قبا میں اترے۔ اور عبدالرحمن بن عوف دوسرے مہاجرین کے ساتھ۔ بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع کے پاس بلحارث ہی کے احاطے میں اترے اور زبیر بن العوام اور ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبد غنم[1] منذر بن عقبہ بن عتیبہ بن الجلاح کے پاس مقام عصبہ میں بنی جحجبی کے احاطے میں اترے اور بنی عبدالدار والے مصعب بن عمیر بن ہاشم۔ بنی عبدالاشہل کے سعد بن معاذ بن النعمان کے پاس بنی عبدالاشہل کے احاطے میں اترے۔ اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور ابی[2] حذیفہ کے آزاد کردہ سالم۔ 91

ابن ہشام نے کہا کہ سالم بن ابی حذیفہ ثبیتہ بنت یعار بن زید بن عبید ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کے آزاد کردہ تھے۔ جب ان کے آقا نے انہیں آزاد کیا تو ان سے الگ ہو کر ابو حذیفہ بن عتبہ کے پاس آ گئے اور انہوں نے ان کو اپنا متبنی بنا لیا تھا اسی لیے ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم کہلانے لگے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ ثبیتہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی اس نے سالم کو آزاد کیا اس لیے سالم ابو حذیفہ کے آزاد کردہ کہلانے لگے۔

---

[1] (الف) میں ابو سبرۃ بن ابن رہم لکھا ہے۔ (احمد محمودی) [2] (الف) میں ابن حذیفہ غلط لکھا ہے کیونکہ اس کے بعد پھر ابی حذیفہ آ رہا ہے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا اور عتبہ بن غزوان بن جابر بنی عبدالاشہل والے بیان
ابن بشر بن وبش کے پاس بنی عبدالاشہل کے حلیف بن ترے اور عثمان بن
عفان۔ حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت بن المنذر کے پاس بنی
نجار کے احاطے میں اترے۔ حسان سے محبت رکھتے تھے اور جب آپ
کا شبہ کیا گیا تو حسان نے آپ کا مرثیہ کہا۔ اور کہا جاتا ہے کہ مہاجرین
میں سے بن بیاہے افراد خیثمہ کے پاس اترے اس لیے کہ وہ خود بھی
بن بیاہے تھے۔ اللہ (ہی) کو علم ہے کہ کونسی بات صحیح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہجرت کر جانے کے بعد
مکہ ہی میں اپنی ہجرت کی اجازت ملنے کا انتظار فرماتے رہے اور مہاجروں
میں سے کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ رہا بجز ان لوگوں کے جو گرفتار
کر لیے گئے یا ہجرت آزمائشی تکلیفوں میں مبتلا کیے گئے مگر علی بن ابی طالب
اور ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کرتے رہتے تھے تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا.

جلدی نہ کرو شاید اللہ تمہارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے۔

[illegible]

کی حمایت میں ایک جماعت فراہم ہو گئی اور غیروں اور ان کے شہر کے علاوہ دوسرے شہروں کے بہت سے (لوگ) آپ کے ہمراہ ہو گئے ہیں اور انھوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ آپ کے صحابہ ہجرت کر کے ان لوگوں سے جا ملے تو انھوں نے جان لیا کہ ان لوگوں نے کسی محفوظ مقام کو اپنی قیام گاہ بنایا ہے اور ان (انصار) کے پاس محفوظ جگہ حاصل کرنی ہے تو انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چڑھائی کا خوف ہوا اور وہ سمجھ گئے کہ آپ نے ان سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا ہے تو سب کے سب دار الندوہ میں آپ کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوئے اور یہ دار الندوہ قصی ابن کلاب کا گھر تھا جس میں مشورہ کئے بغیر قریش کسی معاملے کا فیصلہ نہ کرتے تھے جب انھیں آپ سے خوف ہوا تو اسی میں مشورہ کرنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کریں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایسے افراد نے جنھیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا عبد اللہ بن ابی نجیح سے اور انھوں نے ابو الحجاج مجاہد بن جبیر وغیرہ سے جن پر میں جھوٹ کا الزام نہیں لگا سکتا اور انھوں نے عبد اللہ بن عباس سے روایت سن کر مجھ سے بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ کفار قریش نے جب اس بات کا عزم کیا اور دار الندوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشورہ کرنے کی قرارداد کر لی اور وہ دن آیا جس کی آپ کے لیے قرارداد ہو چکی تھی تو اس دن خاص یوم الزحمۃ رکھا گیا تھا اور ان لوگوں سے ابلیس ایک شاندار بوڑھے کی شکل میں آ ملا جو ایک موٹی چادر اوڑھے تھا اور دار الندوہ کے دروازے پر

لہ۔ (الف) میں عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبد اللہ بن عباس وغیرہ ممن لا اتہم عن عبد اللہ بن عباس ہے یعنی عبد اللہ بن عباس کا نام خطی سے مکرر ہو گیا

(احمد محمودی)

اگر کھڑا ہو گیا جب ان لوگوں نے اس کو اس کے دروازے پر کھڑا دیکھا تو اس سے کہا بڑے میاں تم کون ہو۔ اس نے کہا میں نجد والوں میں کا ایک بڑا بوڑھا ہوں جس نے وہ خبر سن لی ہے جس کے لیے تم نے قرار داد کی ہے اس لیے وہ بھی تمھارے ساتھ شریک ہو گیا ہے تاکہ تم کہو (وہ) سنے اور امید ہے کہ وہ بھی تمھارے ساتھ رائے و رائے دہی میں کوتاہی نہ کرے گا۔

انھوں نے کہا اچھی بات ہے اور آخر وہ بھی ان کے ساتھ اندر داخل ہو گیا وہاں قریش کے پورے سرغنے جمع ہو گئے تھے۔ بنی عبد شمس میں عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابو سفیان بن حرب اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی اور جبیر بن مطعم و حارث بن عامر بن نوفل اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے نضر بن الحارث بن کلدہ اور بنی اسد بن عبد العزی میں سے ابو البختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حزام اور بنی مخزوم میں سے ابو جہل بن ہشام اور بنی ہجیم بن سعد میں سے حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور بنی جمح میں سے امیہ بن خلف اور دوسرے وہ لوگ جو انھیں میں کے تھے وہاں کے علاوہ قریش میں کے دوسرے جن کی تعداد کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس شخص کا معاملہ تو تم لوگ دیکھ چکے ہو واللہ! اب ہمارے ۹۴
علاوہ دوسرے لوگ اس کے پیرو ہو چکے ہیں۔ ان کے متفق ہو کر ہم پر اس کے حملہ کرنے سے اب ہمیں بے خوفی نہیں رہی ہے اس لیے سب مل کر کوئی رائے سوچو! راوی نے کہا کہ سب نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اسے لوہے (کی ہتکڑیوں اور بیڑیوں) میں جکڑ کر کہیں بند رکھو اور اس کی موت کا انتظار کرو کہ جس طرح اس کے سے شاعروں پر جو اس سے پہلے زہیر و نابغہ وغیرہ گزر چکے ہیں موت آئی اس پر بھی موت آئے تو شیخ نجدی نے کہا۔ نہیں واللہ! یہ تمھاری کوئی ٹھیک رائے نہیں ہے۔ واللہ اگر تم نے اس کو قید رکھا جس طرح تم کہہ رہے ہو تو

جس کو تم نے بند رکھا ہے اس کا حکم اس بند دروازے کے باہر تم کے ساتھیوں کی طرف جائے گا۔ اور قرین قیاس ہے کہ وہ تم پر حملہ کریں اور اس کو تمہارے ہاتھوں سے چھین لے جائیں اور اس کے ذریعے وہ اپنی تعداد کو تمہارے مقابلے میں بڑھائیں اور تمہاری حکومت پر غلبہ حاصل کرلیں یہ تمہارے لیے کوئی ٹھیک رائے نہیں ہے۔ اس کے سوا دوسری کوئی رائے سوچو۔ پھر انھوں نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ ان کو اپنے پاس سے نکال دیں اور اپنی بستیوں میں سے اس کو جلاوطن کردیں اور جب وہ ہمارے پاس سے نکل جائے گا تو واللہ ہمیں کوئی پروا نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا یا کہاں جا بسا اور جب وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گا اور ہمیں اس سے کوئی کام نہ رہے گا تو ہم اپنے معاملات اور محبت کے تعلقات کی اسی طرح درستی کرلیں گے جیسی پہلے تھی تو شیخ نجدی نے کہا نہیں! واللہ! تمہاری یہ رائے (بھی) کوئی ٹھیک رائے نہیں کیا تم نے اس کی شیریں گفتار اور خوبی کلام اور لوگوں کے دلوں پر اس کی تاثیر کردہ چیز کے غلبے کو نہیں دیکھا۔ واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ وہ عرب کے جس قبیلے میں ٹھہرے گا آن پر اپنے اس کلام و گفتار سے ایسا غلبہ حاصل کرے گا کہ وہ اس کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ تمہیں لیکر تم پر چڑھ آئے گا اور ان کے ذریعہ تمہیں پامال کرے گا اور تمہاری حکومت تمہارے ہاتھوں سے چھین لے گا اور پھر وہ تمہارے ساتھ جو چاہے گا سلوک کرے گا اس کے متعلق اس کے سوا کوئی اور رائے سوچو راوی نے کہا تو ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ واللہ! میری اس کے متعلق ایک رائے ہے میں نہیں سمجھتا کہ ابتک تم میں سے کسی نے اس کا خیال کیا ہو۔ سب نے کہا۔ اے ابوالحکم آخر وہ کیا رائے ہے۔ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک جوان مرد۔ نوعمر قوی۔ شریف النسب ہم سب میں بہترین لے لیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار دے دیں اور یہ سب اس کے پاس

پہنچیں اور اس کو ان تلواروں سے اس طرح (ایک ساتھ) ماریں گویا ایک ہی شخص کا وار ہے اور (اس طرح) اس کو قتل کر دیں۔ تب ہم اس سے بے فکر ہو سکیں گے اور (چین پا سکیں گے۔ کیونکہ جب یہ سب اس طرح 95
کریں گے اس کا خون تمام قبیلوں پر بٹ جائے گا اور بنی عبد مناف اپنی قوم کے تمام افراد سے جنگ نہ کر سکیں گے اور ہم سے خونبہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم انھیں اس کا خونبہا دے دیں گے۔

(راوی نے) کہا تو شیخ نجدی نے کہا بات تو بس یہی ہے جوان شخص نے کہی۔ یہ ایسی رائے ہے جس کے سوا اور کوئی رائے (ٹھیک) نہیں۔ اس کے بعد سب لوگ اسی پر اتفاق کر کے ادھر ادھر چلے گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے گھر سے نکلنا اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر چھوڑ جانا

(راوی نے) کہا کہ مذکورہ مشورے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل آئے اور کہا کہ آج کی رات آپ اس بستر پر آرام نہ فرمائیں جس پر آپ روزانہ آرام فرمایا کرتے تھے۔

(راوی نے) کہا کہ جب رات کا اندھیرا ہوا تو وہ سب کے سب آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ آپ سو جائیں تو آپ پر حملہ کریں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ان کے مقامات پر ملاحظہ فرمایا تو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ سے فرمایا تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری یہ سبز حضرمی چادر اوڑھ لو اور اس چادر میں سو جاؤ ان لوگوں کی طرف سے تم تک کوئی ایسی چیز نہ پہنچ سکے گی جو تمہیں ناپسند ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آرام فرمایا کرتے تو اسی چادر میں آرام فرمایا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ جب وہ سب کے سب آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے جن میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا تو اس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خیال ہے کہ اگر تم اس کے اصول پر اس کی پیروی کرو تو تم عرب و عجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر تم اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لیے اردن کے باغوں کے سے باغ ہوں گے اور اگر تم نے اس کی پیروی نہ کی تو تمھیں قتل اور ذبح کرنا اسے جائز ہو جائے گا اور پھر جب تم اپنے مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمھارے لیے آگ ہوگی جس میں تم جلائے جاؤ گے۔

(راوی نے) کہا کہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے باہر نکلے اور ایک مٹھی بھر خاک لی اور فرمایا:—

نَعَمْ أَنَا أَقُولُ ذَلِكَ أَنْتَ أَحَدُهُمْ

ہاں میں یہ باتیں کہتا ہوں (اور) تو بھی انھیں میں کا ایک ہے۔

(جو آگ میں جلائے جائیں گے)۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دیکھنے سے ان کی بینائیوں کو روک لیا اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکتے تھے اور آپ ان کے سروں پر وہ خاک ڈالتے جاتے تھے۔ اور سورہ یٰسین کی یہ آیتیں پڑھتے جاتے تھے۔

يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

الی قولہ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔

یٰسین، اے انسان کامل حکمت والے قرآن کی قسم تو

(اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوؤں میں سے ہے (اور) سیدھے راستے پر ہے۔ ان آیتوں تک آپ نے تلاوت فرمائی۔ اور ہم نے ان کے آگے اور ان کے پیچھے ایک قسم کی روک بنا دی ہے اور ان (کی آنکھوں) پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ دیکھتے (ہی) نہیں۔

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتوں کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور ان میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا جس کے سر پر آپ نے خاک نہ ڈالی ہو اس کے بعد پلٹ کر آپ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے۔ پھر ان کے پاس ایک شخص آیا جو ان میں کا نہیں تھا اور کہا تم لوگ یہاں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا۔ اس نے کہا اللہ نے تمھیں محروم کر دیا۔ واللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمھارے سامنے نکل گیا اور تم میں سے کسی کو نہ چھوڑا جس کے سر پر خاک نہ ڈالی ہو اور پھر وہ اپنے کام کو چلا گیا۔ کیا تم لوگ اپنی حالتوں کو نہیں دیکھ رہے ہو۔

(راوی نے) کہا تو ان میں کے ہر شخص نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا تو دیکھا کہ اس پر خاک پڑی ہوئی ہے پھر وہ لوگ (دیواروں پر) چڑھ کر جھانکنے لگے اور بستر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے علی کو دیکھا اور کہنے لگے واللہ! بے شبہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سو رہا ہے اور اس پر خود اسی کی چادر ہے غرض صبح تک وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو علی بستر پر سے اٹھے تو انھوں نے کہا واللہ ہم سے بیان کرنے والے نے سچ کہا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ لوگ جو آپ (کے قتل) کے لیے جمع ہو گئے تھے ان کے اور اس روز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو قرآنی آیتیں نازل فرمائیں ان میں سے یہ بھی ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الآیہ

(۱۱ دن باقی تھے) جبکہ یہ بے تعلق کافر چالبازیاں کر رہے تھے۔ آخر آیت تک۔

اور اللہ عزوجل کا یہ قول بھی ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ۚ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ۔

یا یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ شاعر ہے ہم اس کے حق میں زمانے کے حادثے کے منتظر ہیں مار ڈالے گا اسے کوئی تو کہدے کہ تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ (یعنی تم ان کی موت کا وقت آنے کے)

ابن ہشام نے کہا کہ منون کے معنی موت کے ہیں اور ریب المنون کے معنی موت کا نزول اور حادثہ موت کے۔ ابو ذویب ہذلی نے کہا ہے

أَمِنَ الْمَنُونِ وَرَيْبِهَا تَتَوَجَّعُ ۔۔۔ وَالدَّهْرُ لَيْسَ بِمُعْتِبٍ مَّنْ يَجْزَعُ

کیا تو موت اور موت کے نزول سے ڈرتا ہے اور زمانہ کسی جزع کرنے والے سے اپنا عتاب دور نہیں کر دیتا۔

یہ بیت ان کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی اور ابوبکر مالدار شخص تھے اور جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا۔

جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے۔

تو آپ کو امید بندھ گئی کہ اس ساتھی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد خود اپنی ذات مبارک ہی ہوگی۔ جب آپ نے ایسا فرمایا تو ابوبکر نے دو اونٹنیاں خرید لیں اور انھیں اپنے گھر میں چارہ ڈالتے ہوئے اسی ہجرت کے سامان کے طور پر روکے رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی جانب ہجرت کے واقعات

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے ام المومنین عائشہ سے روایت سن کر بیان کی کہ ام المومنین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کے گھر آنے میں کبھی تامل نہ فرماتے تھے دن کے دونوں وقتوں میں سے کسی ایک وقت یا تو صبح تشریف لاتے یا شام یہاں تک کہ جب دن ایسا ہوا جس میں اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت اور مکہ سے اپنی قوم کے درمیان سے نکل جانے کی اجازت مرحمت فرمائی تو دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس دوپہر میں ایسے وقت تشریف لائے جس وقت آپ تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔ ام المومنین نے کہا کہ جب آپ کو ابوبکر نے دیکھا تو کہا کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نئی بات کے بغیر تشریف نہیں لاتے ہیں کہا کہ جب آپ اندر داخل ہوئے تو ابوبکر آپ کے لیے اپنے تخت سے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو ابوبکر سے فرمایا کہ اپنے پاس سے اوروں کو ہٹا دو۔ ابوبکر نے کہا

ابی بکر کے سوا کوئی نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَخْرِجْ عَنِّيْ مَنْ عِنْدَكَ

جو لوگ تمہارے پاس ہوں انھیں میرے پاس سے ہٹا دو۔

تو ابو بکر نے عرض کی صرف یہ میری دونوں لڑکیاں ہیں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ ان کے رہنے میں کیا حرج ہے فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ وَالْهِجْرَةِ۔

اللہ تعالیٰ نے نکل جانے اور ہجرت کر جانے کی مجھے اجازت دے دی ہے۔ کہا کہ ابو بکر نے عرض کی:۔

اَلصُّحْبَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اے اللہ کے رسول (کیا میں بھی آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں۔ فرمایا۔

اَلصُّحْبَةَ

(ہاں تم بھی) ساتھ رہو گے۔

ام المومنین نے کہا کہ مجھے اس سے پہلے کبھی یہ بات معلوم نہیں ہوئی تھی کہ کوئی شخص خوشی سے بھی روتا ہے حتیٰ کہ میں نے اس روز (اپنے والد ابو بکر کو دیکھا کہ وہ رو رہے تھے۔ پھر عرض کی اے اللہ کے نبی! یہ دونوں اونٹنیاں ہیں جن کو میں نے اسی روز کے لیے لے رکھا تھا اس کے بعد آپ دونوں نے عبد اللہ بن ارقط کو جو بنی دئل بن بکر میں کا ایک شخص تھا اور اس کی ماں بنی سہم بن عمرو میں کی ایک عورت تھی اور وہ مشرک تھا راستہ بتلانے کے لیے اجرت پر نوکر لیا اور دونوں نے اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور وہ اسی کے پاس رہنے لگیں کہ وہ انھیں ۹۸

ایک وقت مقررہ تک کے لیے چرائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے اس بات کی خبر ملی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کی خبر آپ کے نکلنے تک بجز علی بن ابی طالب اور ابوبکر الصدیق اور آل ابوبکر کے کسی اور کو نہیں ہوئی۔ علی کو تو۔ جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکلنے کی خبر دی اور انہیں حکم دیا کہ آپ کے (جانے کے) بعد مکہ میں رہیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لوگوں کی وہ امانتیں جو آپ کے پاس رہا کرتی تھیں ادا کر دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت تھی کہ مکہ کا ہر ایک شخص جس کو اپنی کسی چیز کے (تلف ہونے کا) خوف ہوتا اس کو آپ پاس رکھ دیتا اس لیے کہ آپ کی دیانت اور سچائی کو سب جانتے تھے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات غار میں ابوبکر کے ساتھ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلنے کا عزم فرمالیا تو ابوبکر بن ابی قحافہ کے پاس تشریف لائے اور ابوبکر کے گھر کے پیچھے کی ایک کھڑکی سے دونوں نکل گئے اور پھر دونوں نے کوہ ثور کے ایک غار کا قصد فرمایا جو مکہ کے جنوبی جانب ہے اور دونوں اس میں داخل ہو گئے اور ابوبکر نے اپنے فرزند عبداللہ بن ابی بکر کو حکم دے دیا تھا کہ دن میں لوگوں کی وہ باتیں سنتے رہیں۔ جو ان دونوں کے فائدے کی ہوں کہ لوگ ان دونوں کے متعلق کیا کہتے ہیں اور جو کچھ دن بھر میں ہو اس کی خبر شام میں ان کے پاس لاویں اور آپ اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو حکم

دے دیا تھا کہ آپ کی بکریاں وہاں چرتا رہے اور شام میں ان کے پاس غار میں لائے اور جب شام ہوتی تو اسماء بنت ابی بکر کھانے میں سے جو چیز ان دونوں کے قابل ہوتی ان کے پاس لاتیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ حسن بن ابی الحسن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر غار کے پاس تک کے وقت پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابو بکر اندر گئے اور غار کو یہ دیکھنے کے لیے (اِدھر اُدھر) ٹٹولا کہ اس میں کوئی درندہ یا سانپ ہو تو معلوم ہو جائے اور خود خطرے میں پڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچا لیں۔ 99

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی ابو بکر غار میں تین روز رہے اور قریش نے جب آپ کو نہ پایا تو آپ کے متعلق سوا دنٹ اس شخص کے لیے مقرر کئے جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے اور عبد اللہ بن ابی بکر دن میں قریش کے ساتھ انھیں میں رہا کرتے تھے اور جو کچھ مشورے وہ کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کے متعلق جو کچھ وہ کہتے سب سنتے اور جب شام ہوتی تو دونوں کے پاس آتے اور یہ ساری خبریں دونوں کو پہنچا دیتے۔ اور ابو بکر کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ مکہ والوں کے چرواہوں میں بکریاں چراتے اور جب شام ہوتی تو ابو بکر کی بکریاں ان دونوں کے پاس لاتے اور آپ دونوں ان کا دودھ دوہتے اور انھیں ذبح کرتے اور جب عبد اللہ بن ابی بکر صبح ان کے پاس سے گھر جاتے تو عامر بن فہیرہ بھی بکریاں لے کر ان کے پیچھے پیچھے ہو جاتے تاکہ ان کے نشان قدم مٹ جائیں۔ یہاں تک کہ جب تین روز گزر گئے اور لوگوں کی بیچینی آپ دونوں کے متعلق جاتی رہی تو آپ کے پاس آپ کا وہ ساتھی جس کو اجرت پر مقرر کر لیا تھا آپ کے دونوں اونٹ اور اپنا اونٹ لے کر آیا اور اسماء بنت ابی بکر آپ دونوں کا چمڑے کا توشہ دان لے کر آئیں لیکن اس کا بندھن (یعنی رسی جس کو پکڑ کر اٹھایا جاتا ہے اور کسی چیز سے لٹکایا جاتا ہے)

اس کو باندھنا بھول گئیں اور جب دونوں نے قصد سفر کیا تو توشہ دان اٹھانے گئیں تو دیکھا کہ اس کا بندھن نہیں ہے تو اپنا نطاق (یعنی کمر کو باندھنے کا کپڑا یا دوپٹہ) کھولا اور اسے توشہ دان کے بندھن کے بجائے استعمال کیا اور اس سے اسے باندھ دیا اسی لیے اسماء بنت ابی بکر کو ذات النطاق کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے متعدد اہل علم سے سنا ہے کہ وہ ذات النطاقین کہتے ہیں جس کی توجیہ یہ ہے کہ جب انھوں نے چاہا کہ توشہ دان کو لٹکائیں تو انھوں نے اپنے دوپٹے کو پھاڑ کر دو حصے کر ڈالے اور ایک حصے سے توشہ دان لٹکا دیا اور دوسرے حصے کو کمر سے باندھ لیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابو بکر نے دونوں اونٹنیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیں تو ان دونوں میں جو بہتر تھی اس کو آگے رکھا اور عرض کی آپ پر میرے ماں باپ فدا۔ سواری پر تشریف فرما ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:— 100

إِنِّي لَا أَرْكَبُ بَعِيرًا لَيْسَ لِي

میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا جو میرا نہ ہو

تو عرض کی: اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ فدا یہ آپ کی نذر ہے فرمایا۔

لَا وَلَكِنِ ابْتَعْهُ الَّذِي ابْتَعْتَهَا بِهِ

نہیں (ایسا نہیں) لیکن تم نے اسے جتنے میں خریدا ہے اسی عرض کی اتنے میں فرمایا۔

قَدْ أَخَذْتُهَا بِذَلِكَ

میں نے اسے اسی قیمت میں لے لیا۔

عرض کی ۔ اے اللہ کے رسول وہ آپ کی ہوگئی ۔ اس کے بعد دونوں سوار ہوئے اور چلے اور ابو بکر نے اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا کہ راستے میں وہ آپ دونوں کی خدمت کر سکیں ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے اسماء بنت ابی بکر سے (یہ) روایت پہنچی کہ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر نکل گئے ۔ ہمارے پاس قریش کی ایک ٹولی آئی جس میں ابو جہل بھی تھا اور وہ آکر ابو بکر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے تو میں ان کی طرف چلی تو انھوں نے کہا اے ابو بکر کی بیٹی تیرا باپ کہاں ہے ۔ میں نے کہا ۔ واللہ میں نہیں جانتی کہ میرا باپ کہاں ہے ۔ تو ابو جہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور وہ بدمعاش خبیث تھا اور اس نے میرے گال پر ایک ایسا تھپڑ مارا جس سے میرے کان کا بالا گر پڑا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کی سمت کے متعلق ایک جن کی غیبی آواز کی خبر

(اسماء نے) کہا کہ پھر وہ لوگ لوٹ گئے اور ہم تین روز تک ایسی حالت میں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرف تشریف لے گئے ہمیں اس کا علم ہی نہ تھا یہاں تک کہ جنوں میں کا ایک شخص[1] مکہ کی نشیبی جانب سے عربوں کے گانے کی طرح چند اشعار گاتا ہوا آیا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہیں اس کی آواز سن رہے ہیں لیکن

[1] ۔ دوسرے نسخوں میں "رجل من الجن" ہے ۔ الف میں نقطہ غائب ہوگیا ہے ۔ اور "رجل من الجن" لکھا ہے ۔ (احمد محمودی)

وہ دکھائی نہ دیتا تھا یہاں تک کہ وہ مکہ کی بلند جانب سے یہ کہتا ہوا نکل گیا۔

جَزَا اللّٰہُ رَبُّ النَّاسِ خَیْرَ جَزَائِہٖ رَفِیقَیْنِ حَلَّا خَیْمَتَیْ أُمِّ مَعْبَدِ

اللہ، لوگوں کا پروردگار ان دونوں رفیقوں کو اپنے پاس کی بہترین جزا دے جو ام معبد کے دو خوں خیموں میں اترے ہیں۔

ھُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَوَّحَا فَأَفْلَحَ مَنْ أَمْسَی رَفِیقَ مُحَمَّدِ

وہ اترے تو نیکی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے اور پھر شام ہوتے ہوتے چلے گئے۔ ترقی اسی نے پائی (اور) وہی پھلا پھولا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رفیق ہو گیا۔

لِیَبْنِ بَنِی کَعْبٍ مَکَانَ فَتَاتِہِمْ وَمَقْعَدَتَا لِلْمُؤْمِنِینَ بِمَرْصَدِ

بنی کعب کو اپنے زنان خانے اور دیوان خانے سے خوش ہونا چاہیئے کہ وہ ایمانداروں کے انتظار کرنے (یا ٹھہرنے) کے مقام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ام معبد بنت کعب بن کعب کی شاخ خزاعہ میں کی عورت تھی۔ اور شاعر کا قول "خَلَّا خَیْمَتَیْ أُمِّ مَعْبَدٍ" اور "ھُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَوَّحَا" ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسماء بنت ابی بکر نے کہا کہ جب ہم نے اس (جن) کا قول سنا تو ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سمت کا رخ کیا ہے از معلوم ہوا کہ آپ کی توجہ مدینہ کی جانب ہے اور وہ چار شخص یہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابوبکر۔ ابوبکر کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن ارقط آپ دونوں کو راہ بتانے والا

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ عبداللہ بن ارقیط کہتے ہیں)۔۔

ابو قحافہ کا اسماء کے پاس آنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد عباد نے ان کی دادی اسماء بنت ابی بکر کی روایت سنائی کہ اسماء نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ کے ساتھ ابو بکر بھی نکل گئے تو ابو بکر اپنا تمام مال اٹھا لے گئے۔ آپ کے پانچ یا چھ ہزار درہم تھے آپ انھیں اپنے ساتھ لے کر چلے گئے۔ اسماء نے کہا کہ میرا دادا ابو قحافہ جب ہمارے گھر آیا اس وقت اس کی بینائی جاتی رہی تھی اس نے کہا واللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے اپنا مال اپنے ساتھ لے جا کر تمھیں دکھ دیا کہا کہ میں نے کہا ابا جان ایسا نہیں ہے وہ ہمارے لیے بہت سا مال چھوڑ گئے ہیں۔ کہا کہ میں نے بہت سے پتھر اور انھیں گھر کے ایک روشندان میں رکھا جس میں میرے والد اپنا مال رکھا کرتے تھے اور میں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا ابا جان! آپ اپنا ہاتھ اس مال پر رکھئے۔ کہا آخر انھوں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور کہا جب وہ تمھارے لیے یہ چھوڑ گیا ہے تو پھر کچھ ڈر کی بات نہیں اس نے اچھا کیا۔ بس یہ تمھارے لیے کافی ہے حالانکہ انھوں نے ہمارے لیے سچ مچ کچھ بھی نہ چھوڑا تھا لیکن میں نے چاہا کہ اس طریقے سے بوڑھے کو تسکین دے دوں۔

ہجرت کی حالت اور اس کا سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ ان سے عبدالرحمن

لہ۔ (الف) میں شیخ کے بجائے [illegible] منقولہ ذیل فقرہ درج ہے۔ محمود

بن مالک بن جعشم نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے چچا سراقہ بن مالک بن جعشم سے روایت کی۔ سراقہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو قریش نے آپ کے متعلق سو اونٹ (انعام) اس شخص کیلئے مقرر کیے جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے کہا کہ میں اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ہمیں میں کا ایک شخص آیا اور ہمارے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا واللہ میں نے تین مسافروں کو ابھی ابھی گزرتے دیکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی تھے۔ میں نے اس کو اپنے آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہ اور میں نے کہا کہ وہ تو فلاں قبیلے کے لوگ تھے جو اپنے گم شدہ جانور ڈھونڈ رہے تھے۔ اس نے کہا شائد (ایسا ہی ہو پھر وہ خاموش[1] ہو گیا۔ کہا کہ اس وقت تو میں تھوڑی دیر ٹھیرا رہا اور پھر اٹھا اور اپنے گھر گیا۔ اور اپنے گھوڑے کو لانے کا حکم ۱۰۳
دیا اور وہ بطن وادی میں لاکر باندھ دیا گیا اور اپنا ہتھیار نکالنے کا حکم دیا اور وہ حجرے کے پیچھے سے نکال کر لایا گیا۔ پھر میں نے اپنے وہ تیر لئے جن سے میں اپنی قسمت دیکھا کرتا تھا (یا استخارہ کیا کرتا تھا یا فال دیکھا کرتا تھا) پھر میں نے باکر اپنی زرہ پہن لی اور تیر نکالی کر ان سے فال دیکھی تو وہ تیر نکلا جس کو میں ناپسند کرتا تھا اور وہ آپ کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) کوئی ضرر نہ دیتا تھا۔ کہا کہ مجھے امید تھی کہ میں آپ کو قریش کے پاس واپس لاؤں گا اور قریش سے سو اونٹنیاں لوں گا کہا کہ پھر میں سوار ہو کر آپ کے نشان قدم پر چلا اور میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا۔ کہا کہ میں نے (دل میں) کہا آخر یہ کیا بات ہے۔ کہا کہ پھر میں نے اپنے تیر نکالے اور

---

[1] الف میں ثم ساکت ہے لیکن دوسرے نسخوں میں ثم سکت ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے جس کے معنی ہیں وہ خاموش ہو گیا۔ (احمد محمودی)

ان سے فال دیکھی تو پھر وہی تیر نکلا جس کو میں ناپسند کرتا تھا اور وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا۔ کہا کہ پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کسی حالت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آپ کے نشان قدم پر چلا۔ میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ پھر اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا۔ کہا میں نے (دل میں) کہا آخر یہ کیا بات ہے۔ پھر میں نے اپنے تیر نکالے اور فال دیکھی تو پھر بھی وہی تیر نکلا جس کو میں پسند نہ کرتا تھا اور وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا۔ کہا کہ پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کسی حالت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور سوار ہو کر آپ کا پیچھا کیا اور جب وہ لوگ نمایاں ہوئے اور میں نے انھیں دیکھ لیا تو میرے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی اور اس کے اگلے پیر زمین میں دھنس گئے اور میں اس پر سے گر پڑا۔ پھر گھوڑے نے اپنے پیر زمین سے نکالے تو اس کے ساتھ ہی بگولے کی طرح دھواں نکلا۔ کہا کہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو جان گیا کہ آپ مجھ سے محفوظ رکھے گئے ہیں اور یہ بات بالکل صاف ہے۔ کہا کہ پھر تو میں نے ان لوگوں کو پکارا کہ لوگو! میں سراقہ ابن جعشم ہوں مجھے اتنی مہلت دو کہ میں تم سے بات کروں واللہ میں تم سے کوئی دغا نہ کروں گا اور نہ میری جانب سے تمھیں کوئی ایسی بات پہنچے گی جس کو تم پسند نہ کرو کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا:۔

قُلْ لَهُ مَا تَبْتَغِي مِنَّا۔

اس سے کہو کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے

کہا تو ابوبکر نے مجھ سے وہی کہا۔ تو میں نے کہا کہ مجھے آپ ایک تحریر لکھ دیں کہ وہ میرے پاس آپ کی ایک نشانی ہو۔ فرمایا:۔

اُكْتُبْ لَهُ يَا أَبَا بَكْرٍ۔

اے ابوبکر اس کو لکھ دو۔

کہا آخر ابو بکر نے کسی ہڈی یا کسی چھٹی یا کسی ٹھیکری پر ایک تحریر لکھی اور میری طرف پھینک دی۔ میں نے اس کو لے لیا اور اپنے ترکش میں رکھ کر واپس ہو گیا۔ پھر جو کچھ ہوا تھا اس کا میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا اور خاموش رہا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا اور حنین و طائف (کی جنگوں) سے فارغ ہوئے تو اس تحریر کو لے کر نکلا کہ آپ سے ملوں اور مقام جعرانہ میں میں آپ سے ملا اور آپ کے لشکر میں انصار کے رسالے میں داخل ہو (نے) گیا تو وہ لوگ مجھے برچھوں سے مارنے لگے ۱۰۴
و ہبت جاہبت یا کہنا (آخر) تو چاہتا کیا ہے۔ کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا اور آپ اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے۔ واللہ! (مجھے اس وقت ایسا معلوم ہو رہا ہے، گویا میں آپ کی پنڈلی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ رکاب میں کھجور کے درخت کے گابھے کی سی (سفید اور نرم) ہے۔ کہا میں نے اس تحریر کو لیے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ میری نسبت آپ کی تحریر ہے میں سراقہ بن جعشم ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

یَوْمُ وَفَاءٍ وَبِرٍّ

(آج کا دن وعدوں کے پورا کرنے اور نیکی کرنے کا ہے)

اس کو میرے قریب لاؤ۔ کہا تو میں آپ کے قریب گیا اور سلام اختیار کیا۔ پھر میں نے ایک بات یاد کی کہ اس سے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو لیکن وہ بات [illegible] مگر میں نے [illegible] یا رسول اللہ! بھولے بھٹکے اونٹ [illegible] آتے ہیں اور میں نے [illegible] اونٹوں کے لیے بھر رکھا ہے [illegible] فرمایا:—

[illegible]

ہل - ہر پیاسے بگڑوالی چیز کے متعلق اجر ہے -
کہا کہ تم میں اپنی قوم کی جانب واپس ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کے اور نہ سکے -
ابن ہشام نے کہا کہ عبدالرحمن حارث بن ہشام بن مغیرہ کے فرزند تھے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت کی منزلیں

[illegible] کہا کہ جب آپ نے [illegible] عبداللہ بن ارقط [illegible] آپ کو کئی [illegible] کہ آپ کو لے جائے تو آپ کو لے گئے سمندر کے [illegible] سے گزرے پھر [illegible] پہاڑ - پھر [illegible] کے بیچ سے ہوتے ہوئے [illegible] سے گزرتے ہوئے [illegible] سے [illegible] کے بعد وہاں سے [illegible] کے آپ کو لے کر [illegible] پہاڑ [illegible] ہوتے ہوئے [illegible] کو گیا -

ابن ہشام نے کہا [illegible] ابن اسحاق نے کہا ہے

[illegible] بین اللہ والمدلجی

[illegible]

ثبالہ اور خلیص کے درمیان رہنے والے بنی [illegible]

مَجَاح کہتے ہیں۔

پھر نجار کے مقام مرجع سے ہوتے ہوئے مرجع کے مقام ذی غضبین کے وسط میں سے گیا۔

ابن ہشام نے کہا بعض الغضوین کہتے ہیں۔

پھر ذی کشد کے بطن میں پہنچا۔ پھر مقام جداجد پر گیا پھر ہبوب پر

۱۰۸ پھر بطن اعداء کے مقام ذی سلم میں سے گیا جو تھہن کے مشرق جانب دو میل جنگل ہے۔ پھر عبابید پر۔

ابن ہشام نے عبابیب کہا ہے اور بعض المدینہ کہتے ہیں وہ عبابید ہی ہوتا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا پھر انھیں لیے ہوئے الفاجۃ پر سے گزرا اور ابن ہشام نے کہا بعض الفاجۃ کہتے ہیں۔

پھر خلیص پہنچا ہوئے العرج کی طرف اترا اور آپ کے ساتھ کے

۱۰۹ لوگوں میں سے کسی نے دیر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسلم میں کے ایک شخص کو جس کا نام اوس بن حجر تھا اپنے ایک اونٹ پر سوار کیا جس کا نام ابن الرداء تھا اور اسے مدینہ تک لے گئے [illegible] ساتھ میں سے پیچھے ایک چھوکرے کو بھیجا جس کا نام مسعود بن سنینہ [illegible] پھر پیدل چلنے والے آپ کو لیے ہوئے عنان سے نکل کر پہاڑی پر لے گیا۔

[illegible] کے قول کے موافق بعضوں نے کہا ہے کہ یہ نام [illegible] کی جانب ہے حتیٰ کہ آپ کو [illegible]

[illegible] کر جحر بن خوف کے پاس قباء میں [illegible]

[illegible] کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں پیر کے دن [illegible]

[illegible] اور سورج معتدل ہونے کے [illegible]

لہ۔ (ب) میں ذی کشر ہے۔ (احمد محمودی)

قریب ہوگیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں قیام
اور وہاں آپ کے نزول کے مقامات اور
مسجد کی تعمیر

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر
سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن عویم بن ساعدہ سے روایت بیان کی۔ انہوں
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض قبیلے کے لوگ
نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مکہ سے نکلنے کی خبر سنی اور آپ کی آمد کا انتظار

راوی نے کہا پھر تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور آپ ایک کھجور کے درخت کے سایے میں تھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر بھی جو آپ ہی کے ہم عمر تھے اور ہم میں سے اکثر لوگوں نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہ تھا۔ لوگوں کی آپ کے پاس بھیڑ لگ گئی حالانکہ وہ آپ میں اور ابو بکر میں امتیاز نہ کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے سایہ ہٹا۔ تو ابو بکر اٹھے اور آپ پر اپنی چادر سے سایہ کیا تو اس وقت ہم نے آپ کو پہچانا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لوگوں کے بیان کے لحاظ سے۔ بنی عمرو بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس اترے اور اس کے بعد بنی عبید کے ایک شخص کے پاس بعض کہتے ہیں (نہیں) بلکہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔ اور جو لوگ کلثوم بن ہدم کے پاس اترنے کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلثوم بن ہدم کے گھر سے باہر تشریف فرما ہوتے تو سعد بن خیثمہ کے گھر میں لوگوں (سے ملنے) کے لیے تشریف فرما ہوا کرتے تھے اس لیے کہ وہ مجرد تھے اور ان کے بی بی بچے نہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین صحابہ میں کے بن بیاہوں کی قیام گاہ انھیں کا گھر تھا اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ آپ سعد بن خیثمہ کے گھر اترے تھے اور سعد بن خیثمہ کے گھر کو لوگ "بیت العزاب" یعنی کنواروں کا گھر کہا کرتے تھے۔ واللہ عالم کہ ان میں سے کون سی بات واقعی ہے۔ ہم نے تو یہ بھی سنا ہے اور وہ بھی۔

ابو بکر الصدیق۔ بنی الحارث بن الخزرج میں کے ایک شخص خبیب بن اساف کے پاس مقام سنح میں اترے اور ایک کہنے والا یہ بھی کہتا ہے کہ (نہیں) بلکہ آپ کی فرودگاہ بنی الحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس تھی۔

۱۱۱ اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ مکہ میں تین دن اور تین رات رہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لوگوں کی ان امانتوں

کو جو آپ کے پاس تھیں واپس نہ دے دیں۔ یہاں تک کہ جب آپ ان کی واپسی سے فارغ ہو گئے تو آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے اور آپ کے ساتھ ہی کاشانۂ نبوت میں ہمارے پاس آ گئے۔

ابو علی بن ابی طالب فرمایا کرتے تھے کہ آپ کی اقامت قبا میں بنی عمرو بن عوف کے گھر جس کا شوہر نہ تھا ایک رات یا دو راتیں رہی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ قبا میں ایک مسلمہ عورت تھی جس کا شوہر نہ تھا۔ فرمایا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آدھی رات کے وقت میں اس کے پاس آتا ہے اور دروازہ کھٹکھٹاتا اور وہ نکل کر اس کے پاس جاتی اور وہ شخص اس کے ساتھ کچھ دیر رہتا پھر چلا جاتا۔ میں نے کہا اے اللہ کے بندے! یہ کون شخص ہے جو ہر رات تیرے پاس آتا ہے۔ تیرا کوئی شوہر نہیں۔ [illegible] یہ ایک مسلمہ عورت ہے۔ تیرا کوئی شوہر نہیں۔ [illegible] معلوم ہے کہ [illegible] جب شاعر ہوتا ہے تو اپنی قوم سے [illegible] اور [illegible] تو کرتا ہے [illegible] ابن حنیف نے [illegible] بیان فرماتے تھے [illegible] ابن حنیف نے ذکر کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں بنی عمرو بن

سلمہ خاکسار: طبری کی روایت کے بیان جو انھوں نے ابن اسحٰق سے کی ہے۔ اس کی تشریح [illegible] پر کی گئی ہے اور اس کے متن میں یہ اضافہ قوسین میں لکھے گئے ہیں۔

(احمد محمودی)

قبا کی بستی میں دو شنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ اور پنجشنبہ آکر قیام فرمایا
اور ان کی مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان
سے جمعہ کے روز آپ کو نکالا اور بنی عمرو بن عوف کا اداعا تویہ ہے کہ آپ ان
میں سے زیادہ تشریف فرما رہے۔ واللہ اعلم۔ اس کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی جمعہ بنی سالم بن عوف میں ہوا اور جمعہ کی نماز آپ نے
سو آدمیوں کی جماعت میں ادا فرمائی جو وہاں رہنے والوں کے درمیان تھے اور جمعہ کی یہ پہلی
نماز تھی جو مدینہ میں آپ نے ادا فرمائی۔ اس کے بعد آپ کے پاس عتبان
بن مالک اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بنی سالم بن عوف کے چند لوگوں کے
ساتھ حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول۔ آپ ہمارے پاس زیادہ
تعداد و اموال۔ سامان و ساز و سامان اور عزت والوں میں تشریف لائیے۔ آپ نے فرمایا:—

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔

ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ
بنی ساعدہ کے احاطے سے گزری تو سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو بنی ساعدہ
کے چند لوگوں کو لیے ہوئے آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں ساز وسامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لایئے آپ نے فرمایا:—

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کی راہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔

انھوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ بنی عدی بن نجار کے احاطے سے گزری جو آپ کے قریب کے رشتے کے ماموں ہوتے تھے کہ عبدالمطلب کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو انھیں کے خاندان کی تھیں تو سلیط بن قیس اور ابو سلیط اسیرہ بن ابی خارجہ بنی عدی ابن نجار کے چند لوگوں کے ساتھ آکر آپ کے راستے میں حائل ہوئے ۱۱۳
اور عرض کی اے اللہ کے رسول! اپنے ماموؤں کے پاس تشریف لائیے جو زیادہ تعداد والے سامان والے اور عزت والے ہیں تو آپ نے فرمایا:—

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کی راہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔

تو ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب بنی نجار کے احاطے میں آئی تو آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھ گئی جہاں ان دنوں بنی نجار کی شاخ بنی مالک بن نجار کے دو یتیم لڑکوں سہل و سہیل کی کھجوریں سکھانے کی جگہ تھی جو معاذ بن عفراء کے زیر پرورش تھے اور جب وہ اونٹنی اسی حالت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہیں بیٹھ گئی تو آپ (اس پر سے) اترے نہیں پھر اس نے چھلانگ ماری اور کچھ دور نہیں گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نکیل سی پر رکھدی اس کو اس کی نکیل کے ذریعہ کسی جانب موڑا بھی نہیں آخر وہ اپنے پیچھے کی جانب پلٹی اور لوٹ کر وہیں آئی جہاں وہ پہلی بار بیٹھی تھی۔ اس کے بعد پھر اس نے حرکت کی اور جھک کر بیٹھ گئی اور اپنی گردن نیچے رکھ دی کہ رسول اللہ

ف۔ چار ان نسخوں میں اس مقام پر "تخلعت" کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں حرکت کی لیکن سہیلی نے

صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اترتیں۔ ور ابو ایوب خالد بن زید نے آپ کا
۱۱۴ پالان اٹھا لیا اور اس کو اپنے گھر میں رکھ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے انھیں کے پاس نزول فرمایا اور یہ کوٹھا بھی کھجور سکھانے کی جگہ کے
متعلق آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کس کی ہے تو معاذ بن عفراء نے آپ
سے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہمارے غلاموں
دونوں بیٹوں سہل و سہیل کا ہے جو میرے زیر پرورش ہیں میں
ان کے متعلق ان دونوں کو راضی کر لوں گا۔ آپ اس مقام کو مسجد بنا لیجئے۔

مسجد کی تعمیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم فرمایا کہ
بنی نجار آئیں اور آپ کے پاس آ کر کہنے لگے جبکہ اللہ تعالیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو [illegible] پاس [illegible] اقامت پذیر رہے اور [illegible]
بنانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فرمائی [illegible]
[illegible] کو [illegible] ترغیب دلائی۔ چنانچہ [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
سے ایک کہنے والے نے کہا۔

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

اور مسلمان اس کی تعمیر کا کام کرتے وتمتہ یہ رجز پڑھتے جاتے
تھے وہ یہ تھے:۔

لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

زندگی تو صرف آخرت ہی کی زندگی ہے۔ یا اللہ انصار
ومہاجرین پر رحم فرما۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ کلام ابن شہاب زہری کا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے۔

لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ

سچی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی یہ بات سن کر کسی نے کہا کہ عمار کو باغی جماعت

قتل کرے گی

وہ کہتے ہیں کہ اپنی مسجد کے اتنا [illegible] رسول اللہ
[illegible] کے پاس [illegible] سے آنے کے لوگوں نے ان کو
[illegible] اور [illegible] کی [illegible]

بن سلمی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ام سلمہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کے سر کے بالوں کو اپنے دست مبارک سے جھٹک رہے تھے اور وہ بھونگر والے بال والے تھے۔ اور آپ فرماتے جاتے تھے۔

وَيْحَ ابْنِ أُمِّ سُمَيَّةَ لَيْسَ بِالَّذِينَ يَقْتُلُونَكَ إِنَّمَا تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

ابن سمیہ کی بھی پر افسوس ہے یہ لوگ وہ نہیں ہیں جو تجھے قتل کریں گے۔ تجھے تو صرف باغی جماعت ہی قتل کرے گی۔

اور علی بن ابی طالب اس روز یہ رجز پڑھ رہے تھے:۔

لَا يَسْتَوِي مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَا ۔۔۔ يَدْأَبُ فِيهَا قَائِمًا وَقَاعِدًا ۱۱۵

وَمَنْ يَرَى عَنِ الْغُبَارِ حَائِدًا

جو مسجدوں کو تعمیر کرتا ہے ان میں قیام و قعود میں [illegible] دونوں برابر نہیں ہوں گے۔

[illegible]

بطور رجز انہیں پڑھنے لگے۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب کو خیال ہوا کہ وہ طعن سے وہ (رجز) پڑھ رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ نے ابن اسحٰق کی روایت بیان کی ۔ اور ابن اسحٰق نے ان صاحب کا نام بھی بتایا۔

ابن اسحٰق نے کہا تو ان صاحب نے کہا کہ اے ابن سمیہ تم آج صبح سے جو کچھ کہہ رہے ہو میں نے (وہ) سن لیا ہے واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اس لاٹھی سے تمہاری ناک کی خبر لوں گا اور ان صاحب کے ہاتھ میں لاٹھی بھی تھی۔ راوی نے کہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا اور فرمایا:—

مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ

إِنَّ عَمَّارًا جِلْدَةٌ مَا بَيْنَ عَيْنَيَّ وَأَنْفِي

لوگوں کو عمار سے کیوں (پرخاش) ہے وہ تو انہیں
جنت کی طرف بلاتا ہے اور یہ لوگ اسے آگ کی طرف بلاتے ہیں۔
سن لو کہ عمار میری آنکھوں اور ناک کے درمیان کا چمڑا ہے۔
(یعنی وہ مجھے اس قدر عزیز ہے)۔

اور جب انھیں (عمار کو) ان صاحب کے متعلق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) فرمان کی خبر پہنچی پھر تو انھوں نے (اپنا رجز) ترک نہیں کیا اور لوگوں سے ان کے بارے کنارہ کشی کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ سفیان بن عیینہ سے ذکریا سے اور انھوں نے شعبی سے روایت کی کہ پہلے پہل جس نے مسجد کی تعمیر کی ابتدا کی وہ عمار ابن یاسر تھے۔

[illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ [illegible] باپ سے [illegible]

رہنے کے مقامات بن گئے اس کے بعد ابو ایوب رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر سے آپ اپنے مقامات کی طرف منتقل ہو گئے۔

۱۱۶ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے انھوں نے ابو رہم السماعی سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابو ایوب نے بیان کیا۔ اور کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں میرے پاس نزول فرمایا تو آپ نیچے کی منزل میں تشریف فرما ہوئے اور میں اور ام ایوب اوپر کی منزل میں رہنے لگے تو میں نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں اور بڑی (بے ادبی) خیال کرتا ہوں کہ میں آپ سے اوپر رہوں اور آپ نیچے اس لیے آپ اوپر تشریف فرما ہوں اور ہم اتر آئیں گے اور نیچے رہیں گے تو آپ نے فرمایا:—

إِنَّ أَرْفَقَ بِنَا وَبِمَنْ يَغْشَانَا أَنْ نَكُونَ فِي سُفْلِ الْبَيْتِ .

ہمارے اور ان لوگوں کے لیے جو ہمارے پاس آتے جاتے ہیں یہی بات آرام دہ ہے کہ ہم گھر کے نیچے کے حصے میں رہیں۔

کہا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے نیچے کے حصے میں اور ہم اس کے اوپر کے حصے میں رہا کرتے تھے۔ ایک وقت ہمارا ایک بڑا گھڑا جس میں پانی تھا ٹوٹ گیا تو میں اور ام ایوب نے اپنی ایک چادر لی اور اس کے سوا ہمارے پاس اوڑھنے کے لیے کوئی لحاف بھی نہ تھا۔ ہم اسی سے پانی خشک کرنے لگے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس میں سے کچھ پانی نہ ٹپک جائے جس سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ انھوں نے کہا ہم آپ کے لیے رات کا کھانا تیار کر کے آپ پاس بھیجا کرتے تھے اور جب آپ اپنا بچا ہوا کھانا واپس فرماتے تو (برتن میں) جس مقام پر آپ کا دست مبارک پڑتا میں اور ام ایوب اس مقام کو تلاش کرتے اور برکت حاصل کرنے کے لیے اسی مقام سے کھاتے۔ ایک رات آپ کا رات کا کھانا ہم نے آپ کے پاس بھیجا

او، ہم نے آپ کے لیے اس میں پیاز یا لہسن ڈالا تھا۔ انھوں نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔ انھوں نے کہا میں نے بیٹی کو مارے آپ کے پاس پہنچا اور عرض کی اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ نے شب کا خاصہ واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی اثر نہیں دیکھا اور میں اور میرے ساتھی برکت حاصل کرنے کے لیے اس مقام کو تلاش کیا کرتے تھے جہاں آپ کا دست مبارک پڑا کرتا تھا۔ فرمایا:—

إِنِّي وَجَدْتُ فِيهِ رِيحَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ وَأَنَا رَجُلٌ أُنَاجِي

میں نے اس میں اس درخت کی بو پائی اور میں ایسا شخص ہوں جس سے سرگوشی کیجاتی ہے۔ (یعنی مجھ سے رب العزت یا فرشتے سرگوشی کیا کرتے ہیں)۔

فَأَمَّا أَنْتُمْ فَكُلُوهُ

لیکن تم لوگوں کی یہ حالت نہیں ہے اس لیے تم اس کو کھاؤ۔

انھوں نے کہا تو ہم نے اس کو کھا لیا اور اس کے بعد ہم نے آپ کے لیے اس درخت کا کوئی خاصہ تیار نہیں کیا۔

مہاجرین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں آملنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

آملنے اور بجز فتنے میں مبتلا یا مقید افراد کے ان میں سے کوئی شخص مکہ میں باقی نہ رہا لیکن اپنے اہل وعیال اور اپنے مال کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کرنے والے مکہ سے سب کے سب نہیں نکل گئے بجز ان گھر والوں کے جو بنی مخطعون کہلاتے تھے اور بنی جمح میں ۱۱۷
سے تھے اور بنو جحش بن رئاب کے جو بنی امیہ کے حلیف تھے اور بنی بکیر کے جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے اور بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے کہ ان کی ہجرت کے سبب سے ان لوگوں کے مکے کے گھر بنہ پڑے تھے جن میں کوئی نہ رہتا تھا اور جب بنی جحش بن رئاب اپنے گھر سے نکل گئے تو ابوسفیان بن حرب نے ان پر دست درازی کی اور انھیں بنی عامر بن لوی والے عمرو بن علقمہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور جب بنی جحش کو ان کے گھروں کے متعلق ابوسفیان کی اس کارگزاری کی خبر پہنچی تو عبداللہ بن جحش نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

أَلَا تَرْضَى يَا عَبْدَ اللهِ أَنْ يُعْطِيَكَ اللهُ بِهَا دَارًا خَيْرًا مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ

قَالَ بَلَى قَالَ فَذٰلِكَ لَكَ

اے عبداللہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوگے کہ اللہ تمہیں اس کے عوض میں اس سے بہتر گھر جنت میں دے۔ عرض کی کیوں نہیں (ضرور مجھے خوشی ہوگی) فرمایا بس وہ تمہارے لیے ہے۔

اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمالیا تو ابواحمد نے ان کے گھر کے متعلق آپ سے عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں تاخیر فرمائی تو لوگوں نے ابواحمد سے کہا اے ابواحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند فرماتے ہیں کہ

اللہ کی راہ میں تمہارا جو مال تمہارے ہاتھ سے نکل گیا اس میں (سے)
کچھ حصہ بھی تم واپس لو اس لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
(اس کے متعلق) عرض کرنے سے باز رہے اور ابوسفیان سے کہا:۔

أَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ عَنِّيْ ... أَمْرَ حَوَاتِ نَدَامَةْ

كَانَ ابْنِ عَمِّكَ بِئْسَمَا ... تَقْضِي بِهِ أَعْنَاقُ أَلْأَمَةْ

وَحَلِيفُكُمْ بِاللَّاتِ وَ ... بِالنَّاسِ مُجْتَهِدُ الْقَسَامَةْ

إِذْهَبْ بِهَا إِذْهَبْ بِهَا ... طُوقَتْهَا طَوْقَ الْحَمَامَةْ

ابوسفیان کو اس عذر کے متعلق پیام پہنچا دو جس پر آپ کو
ندامت ہے کہ تو نے اپنے چچا زاد بھائی کا گھر اس لیے بیچ دیا کہ
اس سے اپنے قرضے ادا کرے حالانکہ قسم بخدائے پروردگار عالم
کہ تمہارا حلیف (یعنی خود شامل) مصالحت میں کوشش کرنے والا ہے
اس گھر کی قیمت جب یہ لینے تو اس کو کبوتر کی طرح اپنے گلے کا
طوق بنا لیا ہے۔

۱۱۸ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ماہ ربیع الاول میں مدینہ
تشریف لائے، تو آتے ہی سنہ کے ماہ صفر تک (وہاں) تشریف فرما رہے
یہاں تک کہ آپ کے لیے وہاں مسجد اور آپ کے رہنے کے مقامات بن گئے
اور قبیلہ انصار پوری طرح آپ کا فرمانبردار بن گیا اور انصار کے گھروں میں
سے کوئی گھر باقی نہ رہا جس کے رہنے والوں نے اسلام اختیار نہ کر لیا ہو
بجز (بنی) خطمہ اور (بنی) واقف اور (بنی) وائل اور (بنی) امیہ اور
اوس اللہ کے جو قبیلہ اوس کی شاخیں تھیں یہ اپنے شرک پر
قایم رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ

راوی نے کہا کہ پہلا خطبہ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا اور جو مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے پہنچا ہے ... وہ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی بات کہیں جو آپ نے نہ کہی ہو ۔ یہ ہے کہ آپ ان دونوں ... کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا ایسے الفاظ سے فرمائی جن کا وہ مستحق ہے اس کے بعد فرمایا :۔

أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ تَعْلَمُنَّ وَاللَّهِ لَيَصْعَقَنَّ أَحَدُكُمْ ۔

حمد و ثنا کے بعد لوگو ! اپنی ذات کے لئے (مرنے سے) پہلے (کچھ اچھے کام) کر لو ۔ تمہیں اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ بخدا ! تم میں سے ایک ایک شخص ... ہو جائے گا ۔

ثُمَّ لَيَدَعَنَّ غَنَمَهُ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ ثُمَّ لَيَقُولَنَّ لَهُ رَبُّهُ وَلَيْسَ لَهُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ يَحْجُبُهُ دُونَهُ أَلَمْ يَأْتِكَ رَسُولِي فَبَلَّغَكَ وَآتَيْتُكَ مَالًا وَأَفْضَلْتُ عَلَيْكَ فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَلَيَنْظُرَنَّ يَمِينًا وَشِمَالًا فَلَا يَرَى شَيْئًا ثُمَّ لَيَنْظُرَنَّ قُدَّامَهُ فَلَا يَرَى ... فَمَنِ اسْتَطَاعَ

أَنْ يَتَّقِيَ وَجْهَهُ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ[1] تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَإِنَّ بِهَا تُجْزَى الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ[2]

(اور) پھر وہ اپنی بکریوں کو اس حالت میں چھوڑ جائیگا کہ ان کا کوئی چرواہا نہیں۔ پھر اس سے اس کا پروردگار اس طرح گفتگو فرمائے گا کہ نہ کوئی ترجمان (درمیان میں) ہوگا اور نہ اس کے سامنے کوئی پردہ ہوگا کہ اس کو اس سے چھپائے (وہ فرمائے گا کے بندے) کیا تیرے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا اور اس نے تجھے تبلیغ نہیں کی تھی اور میں نے تجھ کو مال دیا اور تجھ کو (تیری ضرورت سے) زیادہ دیا تھا تو تو نے اپنی ذات کے لیے (موت سے) پہلے کیا کیا تو وہ دہنے بائیں دیکھنے لگے گا اور کچھ نہ پائیگا۔ پھر وہ سامنے دیکھے گا تو دوزخ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا لہٰذا جس سے ہو سکے کہ اپنا چہرہ آگ سے بچائے اگرچہ کہ ایک کھجور کے ٹکڑے کے ذریعہ سے ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ ایسا کرے اور جو شخص (کھجور کا ایک ٹکڑا بھی) نہ پائے تو ایک نیک بات ہی کے ذریعہ (سہی) کیونکہ اس کا بھی بدلہ اس کو دیا جائیگا اور ایک نیکی کا عوض دس گنے سے سات سو گنے تک دیا جائیگا) اور تم پر اور اللہ کے رسول پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

---

[1] ۔ (الف) میں بشقۃ لکھا ہے۔ (احمد محمودی)
[2] ۔ خط کشیدہ الفاظ الف میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خطبہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ خطبہ دیا تو فرمایا:۔

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ أَحْمَدُهُ وَأَسْتَعِينُهُ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰهُ فِي قَلْبِهِ وَأَدْخَلَهُ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ وَاخْتَارَهُ عَلَى مَا سِوَاهُ مِنْ أَحَادِيثِ النَّاسِ إِنَّهُ أَحْسَنُ الْحَدِيثِ وَأَبْلَغُهُ أَحِبُّوا مَا أَحَبَّ اللّٰهُ أَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوبِكُمْ وَلَا تَمَلُّوا كَلَامَ اللّٰهِ وَذِكْرَهُ وَلَا تَقْسُ عَنْهُ قُلُوبُكُمْ فَإِنَّهُ مِنْ كُلِّ مَا يَخْلُقُ اللّٰهُ يَخْتَارُ وَيَصْطَفِي فَقَدْ سَمَّاهُ خِيَرَتَهُ مِنَ الْأَعْمَالِ وَمُصْطَفَاهُ مِنَ الْعِبَادِ وَالصَّالِحَ مِنَ الْحَدِيثِ وَمِنْ كُلِّ مَا

وَفِي النَّاسُ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا
اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَاصْدُقُوا اللّٰهَ صَالِحَ مَا تَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ وَ
تَحَابُّوا بِرُوحِ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ أَنْ يُنْكَثَ عَهْدُهُ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

کوئی شبہہ نہیں کہ تعریف تو ساری اللہ ہی کی ہے۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے امداد کا طالب ہوں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اسکی پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ نے ہدایت کی اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جس کو اس نے گمراہ کر دیا تو اس کے لیے کوئی رہنما نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سن لو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے۔ اللہ نے اس (کتاب) کی خوبی جس کے دل نشین کر دی اور اس کو کفر کے بعد اسلام میں داخل کر دیا اور اس شخص نے اس کتاب کے سوا دوسرے تمام لوگوں کی باتوں پر اس کتاب کو ترجیح دی بے شبہہ وہ پہلا پھل اور اس نے ترقی حاصل کر لی۔ بے شبہہ وہ بہترین اور نہایت بلیغ کلام ہے جس چیز سے اللہ کو محبت ہے۔ تم بھی اس سے محبت رکھو اپنے پورے دل سے اللہ کو چاہو اور اللہ کے کلام اور اس کی یاد سے بیزار نہ ہو جاؤ تمہارے دل اس سے منحرف نہ ہو جائیں۔ کیونکہ وہ جن جن چیزوں کو پیدا فرماتا ہے ان میں سے (بعض کو) برگزیدہ اور منتخب بنا لیتا ہے اس نے

ن کو نام" اعمال میں سے اپنا برگزیدہ" اور" منہ دل میں سے اپنا منتخب" اور" کلام میں سے" اچھا" رکھا ہے ان چیزوں میں سے جو لوگوں کو دی گئی ہیں حلال و حرام بھی ہے اس لیے اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور اس سے جیسا ڈرنا چاہئے ویسا ڈرو اور اللہ کے متعلق سچ کہو کہ یہ جو کچھ تم اپنے منہ سے کہتے ہو اس میں بہتر ہے۔ اللہ کی رحمت کے سبب تم آپس میں محبت رکھو۔ اللہ کے عہد کو توڑنے سے اللہ غضب ناک ہوتا ہے۔ اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تحریر جو آپ نے مہاجرین و انصار کے (باہمی تعلقات کی نسبت) اور یہود سے مصالحت (کے طور پر) لکھ دی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان ایک تحریر لکھ دی جس میں یہود سے مصالحت و عہد تھا اور انھیں ان کے دین اور مال پر برقرار رکھا اور ان پر بعض شرطیں عاید فرمائیں اور بعض شرطیں ان کے مفید تھیں:—

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ الْمُهَاجِرُوْنَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ

يَتَعَاقَلُونَ بَيْنَهُمْ وَهُمْ يَفْدُونَ عَانِيَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو عَوْفٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى
وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۲۰
وَبَنُو الْحَارِثِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ
تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو سَاعِدَةَ عَلَى
رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا
بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو جُشَمٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ
مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو النَّجَّارِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى
وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَبَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ
طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ
بَنُو النَّبِيتِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ

تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو الْأَوْسِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَفْعَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَتْرُكُونَ مُفْرَحًا بَيْنَهُمْ أَنْ يُعْطُوهُ بِالْمَعْرُوفِ فِي فِدَاءٍ أَوْ عَقْلٍ۔

ابتداء رحمٰن و رحیم اللہ کے نام سے یہ تحریر نبی محمد کی جانب سے ہے۔ ایمانداروں اور قریش اور یثرب کے اطاعت گزاروں کے درمیان اور ان کے پیروؤں کے درمیان جو ان سے مل گئے اور جنہوں نے ان کے ساتھ رہ کر جہاد کیا۔ غرض دوسروں کو چھوڑ کر یہ لوگ ایک (الگ) گروہ ہیں۔ قریش کے مہاجر اپنی اگلی حالت پر اپنے آپس کے خونبہا کا لین دین کیا کریں گے اور ایمانداروں (کے معاملات) میں اپنے اسیروں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کریں گے اور بنو عوف اپنی اگلی حالت پر اپنے آپس کے خونبہا کا لین دین حسب سابق کیا کریں گے اور (عام) مومنین کے درمیان ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کرے گا اور بنو الحارث اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کرے گا۔ اور بنو ساعدہ اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات)

ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو جشم اپنی اگلی حالت پر دیتوں کا حسب سابق لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایماندارں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے لحاظ سے ادا کیا کرے گا اور بنو النجار اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا حسب سابق لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایماندارں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو عمرو بن عوف اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایماندارں کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو النبیت اپنی گزشتہ حالت کے لحاظ سے اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایماندارں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو الاوس اپنی گزشتہ حالت کے لحاظ سے اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایماندارں (کے معاملات) میں ہر ایک جتھا اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور مومنین اپنے درمیان کسی مفلس اور زیر بار شخص کو اس کا فدیہ یا خونبہا رواج کے موافق دینے (کی) نہ چھوڑیں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مفرح اس شخص کو کہتے ہیں جو قرض و عیال میں زیر بار ہو۔ شاعر نے کہا ہے:۔

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَبْرَحْ تُؤَدِّي أَمَانَةً ... وَتَحْمِلُ أُخْرَى أَفْرَحَتْكَ الْوَدَائِعُ

جب تو ہمیشہ امانتیں ادا کرتا اور پھر دوسرے کی امانت کا
بوجھ اٹھاتا رہے گا تو امانتیں تجھے بوجھل کر دیں گی۔

وَأَنَّ لَا يُحَالِفَ مُؤْمِنٌ مَوْلَى مُؤْمِنٍ دُونَهُ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ
عَلَى مَنْ بَغَى مِنْهُمْ أَوِ ابْتَغَى دَسِيعَةَ ظُلْمٍ أَوْ إِثْمٍ أَوْ عُدْوَانٍ أَوْ فَسَادٍ بَيْنَ
الْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّ أَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جَمِيعًا وَلَوْ كَانَ وَلَدَ أَحَدِهِمْ وَأَنْ لَا يَقْتُلَ
مُؤْمِنٌ مُؤْمِنًا فِي كَافِرٍ وَلَا يَنْصُرَ كَافِرًا عَلَى مُؤْمِنٍ وَإِنَّ ذِمَّةَ اللَّهِ وَاحِدَةٌ
يُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَدْنَاهُمْ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ مَوَالِي بَعْضٍ دُونَ النَّاسِ
وَإِنَّهُ مَنْ تَبِعَنَا مِنْ يَهُودَ فَإِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالْأُسْوَةَ غَيْرَ مَظْلُومِينَ وَلَا
مُتَنَاصِرِينَ عَلَيْهِمْ وَإِنَّهُ سِلْمُ الْمُؤْمِنِينَ وَاحِدَةٌ لَا يُسَالَمُ مُؤْمِنٌ دُونَ
مُؤْمِنٍ فِي قِتَالٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا عَلَى سَوَاءٍ وَعَدْلٍ وَإِنَّ كُلَّ غَازِيَةٍ
غَزَتْ مَعَنَا يُعَقِّبُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ يُبَيِّءُ بَعْضُهُمْ

۱؎ (الف) میں یہ مخالف زائد ہے معجمہ سے لکھا ہے جو اس مقام پر مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ (احمد محمودی)
۲؎ سہیلی نے یُبَیِّءُ کے معنی یساوی کے لیے ہیں اور (ب) کے حاشیہ پر یمنع و یکف کے۔ پہلے معنی سے وہ معنی ہوں گے جو میں نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں اور دوسرے لحاظ سے معنی یوں ہونگے کہ اللہ کی خدا (یعنی جنگ) میں ان کو قتل کرنے کی قدرت حاصل ہونے کے وقت بھی ایثار

عَنْ بَعْضٍ بِمَا نَالَ دِمَاءَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَى
أَحْسَنِ هُدًى وَأَقْوَمِهِ وَإِنَّهُ لَا يُجِيرُ مُشْرِكٌ مَالًا لِقُرَيْشٍ وَلَا
نَفْسًا وَلَا يَحُولُ دُونَهُ عَلَى مُؤْمِنٍ وَإِنَّهُ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا
عَنْ بَيِّنَةٍ فَإِنَّهُ قَوَدٌ بِهِ إِلَّا أَنْ يَرْضَى وَلِيُّ الْمَقْتُولِ .
وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ كَافَّةً وَلَا يَحِلُّ لَهُمْ إِلَّا قِيَامٌ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ
لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَقَرَّ بِمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ وَآمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
أَنْ يَنْصُرَ مُحْدِثًا وَلَا يُؤْوِيَهُ وَإِنَّهُ مَنْ نَصَرَهُ أَوْ آوَاهُ فَإِنَّ عَلَيْهِ
لَعْنَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا
عَدْلٌ وَإِنَّكُمْ مَهْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى
مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّ الْيَهُودَ يُنْفِقُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَامُوا
مُحَارِبِينَ وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ ایک دوسرے کی حفاظت کرے گا اور ایماندار کے قتل سے خود کو باز رکھے گا۔ (احمد محمودی) ۱؎ ۔ (ب ج د) میں عن کے بجائے علی ہے (احمد محمودی)

وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ مَوَالِيهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ أَوْ أَثِمَ فَإِنَّهُ لَا يُوتَغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ -

اور کوئی ایماندار کسی اور ایماندار کے غلام کا حلیف بنیز اس (کی اجازت) کے نہ بنے اور متقی ایماندار اپنے میں کے اس شخص کی مخالفت پر (مستعد اور کمربستہ رہیں گے) جو بغاوت کرے یا ظلم۔ زیادتی۔ گناہ یا ایمانداروں میں فساد پیدا کرکے کوئی چیز حاصل کرنا چاہے۔ ان سب کے ہاتھ ایک ساتھ ایسے شخص کی مخالفت پر (اٹھیں گے) چاہے وہ کسی کا بیٹا (ہی کیوں نہ) ہو اور کوئی ایماندار کسی ایماندار کو کافر کے عوض میں قتل نہیں کرے گا اور نہ ایماندار کے خلاف کسی کافر کی مدد کرے گا اور اللہ کی ذمہ داری (پناہ دہی) ایک ہے ایمانداروں میں کے ادنیٰ شخص کی پناہ دہی بھی تمام ایمانداروں پر عائد ہوگی دوسرے لوگوں کے برعکس ایماندار وں میں کے ایک کو دوسرے پر ولیت حاصل رہے گی اور یہودیوں میں سے جو شخص ہمارا تابع ہو (ہماری جانب سے اس کی) مدد و معاونت اس کا حق ہوگا کہ وہ مظلوم نہ رہے اور نہ ان کے خلاف کوئی شخص مدد حاصل کرے اور ایمانداروں کی صلح ایک ہی ہوگی بجز اس کے برابری اور مساوات کے ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے بغیر جنگِ راہِ خدا میں صلح نہ کرے گا اور ہر ایک جنگ کرنے والی جماعت جو ہمارے ساتھ ہو کر جنگ کرے وہ ایک دوسرے کے پیچھے ہوگی اور ایماندار راہ خدا میں خون کے معاملات میں ایک کو دوسرے کے برابر سمجھیں گے اور پرہیزگار ایماندار ہدایت کی بہترین حالت اور زیادہ سیدھی راہ پر رہیں گے اور کسی ایماندار کے

121

خلاف کوئی مشرک قریش کو مال یا جان کی پناہ نہ دے گا اور نہ اس کے متعلق کوئی رکاوٹ ڈالے گا اور جو شخص کسی ایماندار کو بے سبب (ناحق) قتل کرے (اور) گواہوں سے (اس کا) ثبوت (بھی بہم) ہو تو اس کو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا بجز اس صورت کے کہ مقتول کا ولی راضی ہو جائے۔ اور ایماندار سب کے سب اس (کی مخالفت) پر (کمربستہ رہیں گے) اور انہیں بجز اس کی مخالفت) پر (رہنے) کے کوئی اور شکل جائز نہ ہوگی۔ اور جس ایماندار نے اس مکتوب میں جو کچھ (لکھا) ہے اس کا اقرار کیا اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اسے جائز نہیں کہ وہ کسی نئی (رسم و راہ مذہب) ایجاد کرنے والے کی مدد کرے اور نہ اس کو جائز ہے کہ) اس کو پناہ دے اور حقیقت یہ ہے کہ جس نے اس کو مدد دی یا اس کو پناہ دی تو اس پر قیامت کے روز اللہ کی لعنت و غضب ہوگا اور نہ اس کا کوئی فریضہ قبول ہوگا اور نہ کوئی نفل۔ اور تم میں جس کسی چیز کے متعلق آپس میں اختلاف ہو تو اس کا مرجع اللہ اور محمد علیہ السلام کی جانب ہونا چاہئے) اور یہود بھی جب تک جنگ میں شریک رہیں تو ایمانداروں کے ساتھ اخراجات (جنگ میں) شریک رہیں گے اور بنی عوف کے یہود بھی ایمانداروں کا ہمراہی گروہ ہوگا۔ یہودیوں کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین۔ ان کی ذاتوں اور ان کے آزاد کردہ غلاموں (دونوں کا ایک ہی حکم ہوگا) بجز ان لوگوں کے جنہوں نے ظلم و زیادتی کی کسی جرم کا ارتکاب کیا تو (اس کے خمیازے میں) وہ صرف اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو برباد کریں گے۔

۱۲۲ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي النَّجَّارِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي الْحَارِثِ

مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي سَاعِدَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ
وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي جُشَمَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي أَوْسٍ مِثْلَ
مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ
إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ وَإِنَّ جَفْنَةَ
بَطْنٍ مِنْ ثَعْلَبَةَ كَأَنْفُسِهِمْ

اور بنی نجار کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی ساعدہ کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی جشم کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی اوس کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کیلیے ہیں اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں بجز ان لوگوں کے جنھوں نے ظلم و زیادتی کی یا کسی جرم کا ارتکاب کیا تو (اس کے عوض میں) وہ صرف اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو برباد کریں گے اور بنی ثعلبہ کی کسی شاخ کا سردار بنی ثعلبہ کے افراد کے مثل (ذمہ دار) ہوگا۔

وَإِنَّ لِبَنِي الشُّطَيْبَةِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ الْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ وَإِنَّ مَوَالِيَ ثَعْلَبَةَ كَأَنْفُسِهِمْ۔ وَإِنَّ بِطَانَةَ يَهُودَ كَأَنْفُسِهِمْ إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّهُ لَا يُنْجَرُ عَلَى نَارِ جَرْحٍ وَإِنَّهُ مَنْ فَتَكَ فَبِنَفْسِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى أَبَرِّ هٰذَا

اور بنی شطیبہ کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور وفائے عہد ارتکاب جرم کے لیے مانع ہوگا۔ اور بنی ثعلبہ کے آزاد کردہ (لونڈی غلام خود انھیں کے مثل (سمجھے جائیں گے اور یہودیوں کے احباب اور مددگار انھیں کی طرح (سمجھے جائیں گے) اور محمد (رسول اللہ) علیہ السلام کی اجازت کے بغیر ان میں کا کوئی شخص باہر نہ جائے اور کوئی شخص کسی جرم کا خمیازہ بھگتنے سے پہلوتہی نہ کرے۔ اور جو شخص (کسی سے بدلہ لینے کے لیے اس کی) غفلت کی حالت میں اچانک حملہ کردے یا جائز بیجا کام مرتکب ہو تو (اس کی ذمہ داری) اس کی ذات اور اس کے گھر والوں پر (ہوگی) بجز اس شخص کے جس پر ظلم کیا گیا ہو (کہ مظلوم کی مدد کی جائے گی) اور اللہ (اپنے عہود و ذمہ داریوں میں) اس سے بھی زیادہ باوفا ہے۔

۱؎ یعنی وہ باوفا لوگ جنھیں اپنے عہد و اقرار کا لحاظ ہو وہ بدعہدی نہ کریں۔ (احمد محمودی)

وَإِنَّ عَلَى الْيَهُودِ نَفَقَتَهُمْ وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ نَفَقَتَهُمْ وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَى مَنْ حَارَبَ أَهْلَ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النُّصْحَ وَالنَّصِيحَةَ وَالْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ

اور یہود کے اخراجات ان کی جنگ کا بار یہود پر اور مسلمانوں کا مسلمانوں پر۔ یہود و مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے معین اور مددگار رہ کر ان لوگوں کا مقابلہ کریں گے جو اس نوشتے کے موافق رہنے والوں کے مخالف ہوں گے۔ اور ان میں آپس میں خلوص اور خیر خواہی رہے گی۔ بدعہدی سے روکے گی۔

وَإِنَّهُ لَمْ يَأْثَمِ امْرُؤٌ بِحَلِيفِهِ وَإِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُومِ

اور کسی شخص نے اپنے حلیف کے ساتھ بدعہدی نہیں کی ہے اور امداد مظلوم کا حق ہے۔

وَإِنَّ لِيَهُودَ يَنْفِقُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَامُوا مُحَارِبِينَ وَإِنَّ يَثْرِبَ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِأَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَإِنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرَ مُضَارٍّ وَلَا آثِمٍ

اور یہودی جب تک مومنین کے ساتھ رہ کر جنگ کرتے رہیں اخراجات جنگ بھی مومنین کے ساتھ ادا کریں گے اور یثرب کے اندر جنگ ان نوشتہ والوں کے لئے

حرام ہے۔ اور پڑوسی (کی حفاظت) اپنی ذات کی طرح ہوگی۔
نہ اس کو (کوئی) نقصان پہنچایا جا سکے گا اور نہ (اس کے خلاف)
(کوئی) جرم کیا جا سکے گا۔

وَإِنَّهُ لَا تُجَارُ حُرْمَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ أَهْلِهَا وَإِنَّهُ مَا كَانَ بَيْنَ أَهْلِ
هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ مِنْ حَدَثٍ أَوِ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهُ فَإِنَّ
مَرَدَّهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ
اللّٰهَ عَلَى أَتْقَى مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَبَرِّهِ۔

اور کسی عورت کو اس کے لوگوں کی اجازت کے بغیر
پناہ نہ دی جائے گی اور اس نوشتے سے تعلق رکھنے والے
لوگوں کے درمیان کوئی حادثہ یا (ایسا) اختلاف ہو جس سے
فساد کا خوف ہو تو اس کا فیصلہ اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ ۱۲۳
علیہ وسلم (ہی) کی جانب (سے) ہوگا۔ اور اس نوشتے میں
جو کچھ ہے اللہ اس (عہد کو توڑنے) سے زیادہ پرہیز کرنے والا
اور (اس کو پورا کرنے میں) زیادہ سچا ہے۔ یا اللہ اس کی
امداد پر رہے گا جو اس کو توڑنے سے بہت بچنے والا اور (اس
کو پورا کرنے میں) بڑا سچا ہو

وَإِنَّهُ لَا تُجَارُ قُرَيْشٌ وَلَا مَنْ نَصَرَهَا وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَى
مَنْ دَهَمَ يَثْرِبَ وَإِذَا دُعُوا إِلَى صُلْحٍ يُصَالِحُونَهُ وَيَلْبَسُونَهُ فَإِنَّهُمْ
يُصَالِحُونَهُ وَيَلْبَسُونَهُ وَإِنَّهُمْ إِذَا دُعُوا إِلَى مِثْلِ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ

لَهُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا مَنْ حَارَبَ فِي الدِّينِ - عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ
حِصَّتُهُمْ مِنْ جَانِبِ الَّذِي قِبَلَهُمْ - وَإِنَّ يَهُودَ الْأَوْسِ مَوَالِيهِمْ وَ
أَنْفُسُهُمْ عَلَى مِثْلِ مَا لِأَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ مَعَ الْبِرِّ الْحَسَنِ مِنْ
أَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ

اور نہ قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ (قریش) کے
معاونوں کو۔ اور یثرب پر جو (دشمن) چھا جائے اس کے
مقابلے میں ان (سب) میں امداد (باہمی) ہوگی اور جب
کسی صلح کے لیے انھیں بلایا جائے کہ (یہ) صلح کریں اور اس
میں شریک ہوں تو یہ لوگ اس سے صلح کریں گے اور صلح میں
شرکت کریں گے اور جب یہ لوگ اسی طرح کسی کو صلح کی دعوت
دیں تو یہ بھی ان کو حق ہوگا ایمانداروں پر بھی (یہ صلح لازمی
ہوگی) بجز ان لوگوں (کی موافقت) کے جنھوں نے دین کے
متعلق کوئی جنگ کی ہو۔ (اور) ہر شخص پر اس (آفت) کی
ذمہ داری ہوگی جو خود اس کی جانب سے اس پر نازل ہوئی
ہو۔ اور اس نوشتے کے شریکوں کے ساتھ مخلصانہ اچھا برتاؤ
ہوگا (یعنی) اوس والوں اور ان کے آزاد کردہ غلاموں اور
خادموں کے ساتھ (بھی وہی (رعایتیں) ہوں گی جو اس
نوشتے والوں کے ساتھ ہوں گی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے مَعَ الْبِرِّ الْحَسَنِ مِنْ أَهْلِ هٰذِهِ
الصَّحِيفَةِ بھی کہا ہے۔ یعنی اس نوشتے کے شریکوں کے ساتھ اچھا برتاؤ
اور احسان ہوگا۔

ابن اسحٰق نے کہا:۔ (یعنی بعض روایتوں کے الفاظ حسب ذیل ہیں)

وَإِنَّ الْبِرَّ دُوْنَ الْإِثْمِ لَا يَكْسِبُ كَاسِبٌ إِلَّا عَلٰى نَفْسِهٖ وَإِنَّ اللّٰهَ عَلٰى أَصْدَقِ مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَأَبَرِّهٖ۔

اور وفاداری عہد شکنی سے مانع ہوگی۔ ہر شخص کے کئے دھرے کا نقصان اسی پر ہوگا۔ اور اللہ اس شخص کی حمایت) پر ہوگا جو اس نوشتے کے مشمولات پر زیادہ سچائی اور زیادہ وفاداری سے (قائم) ہو۔

وَإِنَّهٗ لَا يَحُوْلُ هٰذَا الْكِتَابُ دُوْنَ ظَالِمٍ أَوْ آثِمٍ۔ وَإِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ آمَنَ وَمَنْ قَعَدَ آمَنَ بِالْمَدِيْنَةِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ۔

اور یہ نوشتہ کسی ظالم یا مجرم (کے بچانے) کے لیے رکاوٹ نہ ہوگا اور جو شخص مدینے سے نکل جائے اور جو مدینے میں رہنے لگے سب کے لیے امن ہے۔ اس شخص کے سوا جس نے (کوئی) ظلم یا جرم کیا۔

وَإِنَّ اللّٰهَ جَارٌ لِّمَنْ بَرَّ وَاتَّقٰى وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور اللہ حامی ہے اس شخص کا جو (عہد و اقرار میں) باوفا اور پرہیزگار رہا اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی (اس کے حامی ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ یوتغ کے معنی یُہْلِكُ یا یُفْسِدُ کے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کرنا

۱۲۴ ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قایم فرمایا۔ اور جیسے جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے آپ نے فرمایا:۔

اور آپ کی جانب ایسی بات کی نسبت کرنے سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جس کو آپ نے نہ فرمایا ہو — (آپ نے فرمایا) —

تَآخَوْا[1] فِی اللّٰہِ أَخَوَیْنِ أَخَوَیْنِ

اللہ کی راہ میں دو دو شخص بھائی بھائی بن جاؤ۔

پھر آپ نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا۔ ھٰذَا اَخِیْ۔ یہ میرا بھائی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین، امام المتقین، رسول رب العالمین جن کا اللہ کے بندوں میں کوئی مثل و نظیر نہیں تھا اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ بھائی بھائی بن گئے۔

اور حمزہ بن عبد المطلب شیر خدا اور شیر رسول خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ تبھائی بھائی قرار پائے اور جنگ احد کے روز جب لڑائی ہونے لگی تو حمزہ نے انھیں کو وصیت کی کہ اگر ان کو

---

[1] ۔ (ب ج د) میں تآخوا ہے۔ [2] ۔ (ب ج د) میں نہیں ہے۔ [3] ۔ (الف) میں خطیر والا نظیر ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے نسخوں میں خطیر ولا نظیر ہے۔ (احمد محمودی)

مومنین کا حادثہ پیش آئے (تو ان کی وصیت کے مطابق عمل کریں)
اور جعفر بن ابی طالب ذو الجناحین الطیار فی الجنۃ (جنت میں اڑنے پھرنے والے) کا بنی سلمہ والے معاذ بن جبل سے بھائی چارہ ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ جعفر بن ابی طالب اس وقت (مدینہ منورہ میں) موجود نہ تھے (بلکہ) سرزمین حبشہ میں تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ اور بلحارث بن خزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر بھائی بھائی بنائے گئے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج والے عتبان بن مالک بھائی بھائی بنے۔

اور ابو عبیدہ بن الجراح جن کا نام عامر بن عبد اللہ تھا اور بنی عبد الاشہل والے سعد بن معاذ بن النعمان بھائی بھائی ٹھہرے۔

۱۲۵ اور عبد الرحمٰن بن عوف اور بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع بھائی بھائی ہوئے۔

اور زبیر بن العوام اور بنی عبد الاشہل والے سلمہ بن سلامۃ بن وقش بھائی بھائی بنے۔ بعض کہتے ہیں کہ زبیر کا بنی زہرہ کے حلیف عبد اللہ بن مسعود سے بھائی چارہ ہوا تھا۔

اور عثمان بن عفان اور بنی نجار والے ثابت بن المنذر بھائی بھائی قرار پائے۔

اور طلحہ بن عبید اللہ اور بنی سلمہ والے کعب بن مالک میں برادری قایم ہوئی۔

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور بنی النجار والے ابی بن کعب میں بھائی چارہ ہوا۔

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اور مصعب بن عمیر بن ہاشم اور بنی النجار والے ابو ایوب خالد ابن زبیر بھائی بھائی ٹھہرے۔

اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور بنی عبدالاشہل والے عباد ابن بشر بن وقش میں برادری قرار دی گئی۔

اور بنی مخزوم کے حلیف عمار بن یاسر اور بنی عبدالاشہل کے حلیف بنی عبس والے حذیفہ بن الیمان میں بھائی چارہ ٹھہرا۔ بعض کہتے ہیں عمار بن یاسر کا بھائی چارہ بلحارث بن الخزرج والے ثابت بن قیس سے ہوا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے۔

اور ابو ذر بریر بن جنادۃ الغفاری کا بھائی چارہ بنی ساعدہ بن کعب ابن الخزرج والے منذر بن عمرو المعنق لیموت (موت کی جانب تیزی سے جانے والے) سے ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے متعدد علماء کو ابو ذر جندب بن جنادہ کہتے سنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف حاطب بن ابی بلتعہ کا بنی عمرو بن عوف والے عویم بن ساعدہ سے بھائی چارہ ہوا ۱۲۶
اور سلمان فارسی کا بلحارث بن الخزرج والے ابو الدرداء عویمر بن ثعلبہ سے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عویمر بن عامر اور بعض عویمر بن زید کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو بکر کے آزاد کردہ بلال رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن کا ابو رویحہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخثعمی ثم الفرعی سے۔

ت ۱ ف میں نہیں ہے۔ ت۔ (الف) میں والے قرشت سے اور (ب ج د) میں زیئے ہوز سے لکھا ہے اور (ب) کے حاشیہ پر فا اور زائے کی تقدیم کی روایت ہوز سے بھی ہے اور بعض روایت میں بجائے فاقاف کی بھی روایت آئی ہے۔ (احمد محمودی)

خرچ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے
ہر دو دو انصاری بھائی چارے کی قرار داد فرمائی اور ان کے نام میں معلوم ہوئے
یہ ہیں۔

محمد بن الحنفیہ نے جب شام کے مخالف کی ترتیب دی تو ۱۲۰
بلال سے بنی شام کی جانب سفر کر کے جہاد کے لیے وہیں اقامت اختیار کر
لی ۔۔۔ تو بلال سے دریافت فرمایا کہ اے بلال تمہارا وظیفہ کس کے ساتھ
کہیں تو بلال نے کہا ابو رویحہ کے ساتھ کیونکہ اس برادری کے سبب سے
جس کی قرارداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور میرے
درمیان فرمادی ہے میں ان سے کبھی الگ نہ ہونگا۔

راوی نے کہا تو ان کا وظیفہ ابو رویحہ ہی کے ساتھ ملا دیا گیا۔
ختعم کے تمام وظیفے ختعم ہی کے ساتھ ملا دیے گئے۔ کیونکہ بلال ختعم ہی
میں سے تھے اور اب تک بھی شام میں اس قبیلہ ختعم ہی کے ساتھ ہے۔

ابو امامہ اسعد بن زرارہ کی موت اور بنی النجار کی سرداری کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

ابن اسحٰق نے کہا کہ انہیں دنوں میں ابو امامہ اسعد بن زرارہ کا انتقال
ہو گیا جس کی تکلیف دہ بیماری تھی۔ وہ ذبحۃ یا شقیقہ میں مبتلا تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے
یحییٰ بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن اسعد بن زرارہ کی روایت سے بیان کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بِئْسَ الْبَيْتُ أَبُو أُمَامَةَ لِيَهُودَ وَمُنَافِقِي الْعَرَبِ يَقُولُ لَوْ كَانَ نَبِيًّا لَمْ يَمُتْ صَاحِبُهُ وَلَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي وَلَا لِصَاحِبِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔

ابو امامہ یہود یوں اور عرب کے منافقوں کے لیے برا گھر ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو اس کا دوست مرنہ جاتا حالانکہ اللہ کی مشیت کے خلاف میں نہ اپنی ذات کے لیے کچھ قدرت رکھتا ہوں اور نہ اپنے دوست کے لیے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ الانصاری نے بیان کیا کہ جب ابو امامہ اسعد بن زرارہ کا انتقال ہوا تو بنی النجار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔ اور ابو امامہ ان کے نقیب یا سردار تھے۔ اور آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول یہ امتوش نقیب ہمارے جو حیثیت رکھتا تھا اس سے تو آپ واقف ہیں اس لیے ہم میں سے کسی کو آپ نقیب مقرر فرمائیے کہ جن امور کی اصلاح وہ کیا کرتے تھے وہ کیا کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

أَنْتُمْ أَخْوَالِي وَأَنَا بَيْنَكُمْ وَأَنَا نَقِيبُكُمْ۔

تم لوگ میرے ماموں ہو اور میں تم میں سے ہوں میں تمہارا نقیب ہوں۔ جو تمہیں ناپسند ہوں اور میں تمہارا نقیب (سردار) مقرر (نشان دہی) ہوں۔

اور سوال: اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بات کی۔ پسند فرمایا۔ ان میں سے بعض کے بعض سے کہنے پر کوئی خصوصیت دی جائے۔

اور یہ بنی نجار کے لیے ایک ایسی فضیلت تھی جس کو وہ اپنی قوم کے مقابلے میں (خصوصی فضائل میں) شمار کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم ان کے نسب سے تھے۔

نمازوں کے لیے اذان کی ابتدا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں جب اطمینان حاصل ہوا اور آپ کے مہاجرین بھائی بند جمع ہو گئے اور انصار کے معاملات میں بھی جمعیت حاصل ہو گئی اور اسلام کا معاملہ مستحکم ہو گیا اور نماز بھی طرح ہونے لگی اور زکوٰۃ اور روزے فرض ہو گئے اور سزائیں مقرر ہو گئیں اور حلال و حرام چیزیں مقرر کر دی گئیں اور ان میں اسلام نے گھر کر لیا اور اس قبیلہ انصار نے اَلَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ کی صفت حاصل کر لی یعنی دار ہجرۃ اور ایمان میں استحکام حاصل کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کے پاس ہر نماز کے اوقات پر (اس کے ادا کرنے کے لیے بے بلائے جمع ہو جایا کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ یہود کے نرسنگھے کی طرح کوئی سنکھ بنایا جائے جس سے انھیں ان کی نمازوں کے لیے بلایا جائے۔ پھر آپ نے اس کو ناپسند فرمایا۔ (اور) آپ نے گھنٹہ بنانے کا حکم فرمایا اور ایک گھنٹہ بنایا بھی گیا تاکہ نماز کے واسطے مسلمانوں کو (جمع کرنے کے لیے) بجایا جائے۔ غرض یہ لوگ اسی (سوچ) میں تھے کہ بلحارث ابن الخزرج والے عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ نے (خواب میں کسی کو) اذان دیتے دیکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کی یا رسول اللہ آج رات میرے پاس ایک چکر لگانے والے نے چکر لگایا۔ میرے پاس سے ایک (ایسا شخص) گزرا جس (کے جسم) پر دو سبز چادریں تھیں اور اپنے ہاتھ میں (وہ) ایک

گھنٹہ لیے ہوئے تھا میں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا تو یہ گھنٹہ فروخت کرے گا؟ اس نے کہا تم اس کو لے کر کیا کرو گے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا ہم اس سے (لوگوں کو) نماز کے لیے بلائیں گے۔ اس نے کہا تو کیا میں تمھیں اس سے اچھی چیز نہ بتا دوں۔ میں نے کہا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا تم یہ کہو

(۲۹) اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ أَللّٰهُ اَکْبَرُ أَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو فرمایا:۔

إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٍّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَأَلْقِهَا عَلَيْهِ فَلْيُؤَذِّنْ بِهَا فَإِنَّهُ أَنْدَى صَوْتًا مِنْكَ۔

اللہ نے چاہا تو یہ خواب حق ہے۔ بلال کے ساتھ تم کھڑے ہو جاؤ۔ اور یہ الفاظ انھیں بتلاتے جاؤ۔ اور انھیں چاہیے کہ ان الفاظ کے ذریعہ اعلان کریں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔

اور جب بلال نے ان الفاظ سے اذان دی عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس کو اس حالت میں سنا کہ وہ اپنے گھر میں تھے تو (گھر سے) نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے نبی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی دے کر مبعوث فرمایا ہے میں نے بھی ایسا ہی (خواب میں) دیکھا ہے جیسا کہ انھوں نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔ پھر تو اللہ کا شکر ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے اس حدیث کی روایت محمد بن ابراہیم ابن الحارث نے محمد بن عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ سے اور انھوں نے اپنے والد سے کی ۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن جریج نے بیان کیا کہ ان سے عطاء نے (۱) میں نے عبید بن عمیر اللیثی سے سنا ۔ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے نماز کے لیے جمع ہونے کے واسطے گھنٹے کے متعلق مشورہ فرمایا اور عمر بن الخطاب گھنٹے کے لیے لکڑیاں خریدنا چاہتے تھے کہ یکایک عمر (رضی اللہ عنہ) نے خواب میں دیکھا کہ (کوئی کہتا ہے) گھنٹہ نہ بناؤ بلکہ نماز کے لیے اذان کہو تو عمر (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس لیے حاضر ہوئے کہ جو کچھ دیکھا تھا اس سے آپ کو آگاہ کریں کہ وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے متعلق وحی آئی اور عمر (رضی اللہ عنہ) کو اس بات کی اطلاع بلال کی اذان ہی سے ہو گئی اور جب آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات اطلاعاً عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :—

قَدْ سَبَقَكَ بِذٰلِكَ وَحْيٌ

اس بات کے متعلق وحی نے تم سے سبقت کی ۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے بنی النجار کی ایک عورت سے روایت کی اس عورت نے کہا کہ میرا گھر مسجد کے آس پاس کے گھروں میں سب سے زیادہ لمبا تھا ۱۳۰
اور بلال اسی پر ہر صبح فجر کی اذان دیا کرتے تھے وہ سحر کے وقت آتے اور فجر کا انتظار کرتے ہوئے گھر پر بیٹھ جاتے اور جب اس (طلوع فجر کی روشنی) کو دیکھتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے اور کہتے یا اللہ میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش کے مقابلے میں تیری مدد کا خواہاں ہوں کہ

وہ تیرے دین پر سیدھے قائم ہو جائیں اس عورت نے کہا۔ اس کے بعد اذان دیتے۔ اس عورت نے کہا کہ اللہ کی قسم ایک رات بھی اس عمل کو چھوڑتے ہوئے میں نے انھیں نہیں پایا۔

ابو قیس بن ابی انس کا حال

ابن اسحٰق نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے دار (الہجرت) میں اطمینان نصیب ہوا اور اللہ نے وہاں اپنا دین غالب کر دیا اور مہاجرین و انصار کو آپ کی سرپرستی میں اللہ نے آپ کے لیے جمع فرما دیا تو عدی بن نجار والے ابو قیس صرمہ بن ابی انس نے کہا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس (کا سلسلہ نسب یوں ہے) صرمہ بن ابی انس بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ انھوں نے جاہلیت کے زمانے میں رہبانیت اختیار کر لی تھی اور موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے اور بتوں (کی پوجا) چھوڑ دی تھی اور جنابت کے موقع پر غسل کیا کرتے تھے اور حیض والی عورتوں سے دامن بچائے رکھتے تھے اور نصرانی ہو جانے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن پھر اس سے رک گئے اور اپنے ایک گھر میں جا بیٹھے اور اس کو مسجد بنا لیا تھا کہ ان کے پاس نہ کوئی ناپاک عورت جائے اور نہ ناپاک مرد۔

انھوں نے جب بتوں سے علیحدگی اختیار کر لی اور انھیں ناپسند کرنے لگے تو وہ کہا کرتے تھے کہ میں رب ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو انھوں نے اسلام اختیار کیا اور ان کا اسلام بھی خوب رہا۔ وہ ایک بڑے بوڑھے آدمی تھے۔ سچی بات کہنے میں ماہر تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں بھی عظمت الٰہی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اس (حقانیت اور

عظمہ (انہی) میں اچھے اچھے شعر کہا کرتے تھے۔ ان اشعار کے کہنے والے یہی حضرت ہیں۔

يَقُولُ أَبُو قَيْسٍ وَأَصْبَحَ غَادِيًا ... أَلَا انْتَطِعْتُمْ مِنْ وَصَايَايَ فَانْفَعُوا

صبح سویرے ابو قیس کہہ رہا ہے سنو اور میری نصیحتوں
تمہارے جس قدر قدرت ہو سکے اس پر عمل کرو۔

أُوصِيكُمْ بِاللَّهِ وَالْبِرِّ وَالتُّقَى ... وَأَعْرَاضِكُمْ وَالْبِرُّ بِاللَّهِ أَوَّلُ

اللہ کے ساتھ (جو عہد وہوں ان میں) سچے رہنے اور
پرہیزگاری اور اپنی عزت کا خیال رکھنے کی میں تمہیں نصیحت
کرتا ہوں اور اللہ کے ساتھ سچائی سب سے مقدم چیز ہے۔

فَإِنْ قَوْمُكُمْ سَادُوا فَلَا تَحْسُدُنَّهُمْ ... وَإِنْ كُنْتُمُ أَهْلَ الرِّيَاسَةِ فَاعْدِلُوا

اور اگر تمہاری قوم (کے بعض افراد) سردار بن جائیں
تو ان پر تم حسد نہ کرو اور اگر سرداری تمہیں نصیب ہو تو تم انصاف
سے کام لیا کرو۔

وَإِنْ نَزَلَتْ إِحْدَى الدَّوَاهِي بِقَوْمِكُمْ ... فَأَنْفُسَكُمْ دُونَ الْعَشِيرَةِ فَاجْعَلُوا

اور اگر تمہاری قوم پر کوئی آفت نازل ہو تو اپنے
کو اپنے خاندان پر (قربان) کر دو۔

وَإِنْ نَابَ غُرْمٌ فَادِحٌ فَارْفُقُوا بِهِمْ ... وَمَا جَشَّمُوكُمْ فِي الْمُلِمَّاتِ فَاحْمِلُوا

اور اگر کسی دنڈ کا بھاری بوجھ آپڑے تو ان کے ساتھ
نرمی کرو اور آفتوں میں وہ تم پر بار ڈالیں تو تم اس کو برداشت کرو۔

وَإِنْ أَنْتُمُ أَمْعَرْتُمُ فَتَعَفَّفُوا ... وَإِنْ كَانَ فَضْلُ الْخَيْرِ فِيكُمْ فَفُضْلُوا

اور گر تنگدست ہو تو ان سے کسی چیز کی طلب کرنے سے بچو
اور اگر ضرورت سے زیادہ مال ہو تو۔ زیادہ مال کو ان پر خرچ کرو۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں وَاِنْ نَابَتْ عَظِیْمَۃٌ فَنَادِحٌ فَاَرْدِفْ فُوْهُمْ ہے۔ یعنی اگر کسی دُنڈ کا بار ان پر آپڑے تو تم بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو قیس نے یہ بھی کہا ہے:۔

بِحَمْدِ اللّٰهِ شَرْقَ كُلِّ صَبَاحٍ طَلَعَتْ شَمْسُهُ وَكُلَّ هِلَالِ

اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ہر ایک صبح کے اجالے کے
وقت کرو جب اس کا سورج نکلے اور جب چاند نکلے۔

عَالِمِ السِّرِّ وَالْبَيَانِ لَدَيْنَا لَيْسَ مَا قَالَ رَبُّنَا بِضَلَالِ

ہمارے عقیدے میں وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا
ہے (اس لیے) ہمارے پروردگار نے جو کچھ فرمایا۔ وہ (کبھی)
گمراہی نہیں ہو سکتی۔

وَلَهُ الطَّيْرُ تَسْتَرِيْدُ وَتَأْوِي فِيْ وُكُوْرٍ مِنْ آمِنَاتِ الْجِبَالِ

وہ پرند جو امن والے پہاڑوں کے گھونسلوں میں
رہتے اور آتے جاتے ہیں وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

وَلَهُ الْوَحْشُ بِالْفَلَاةِ تَرَاهَا وَحِقَافٍ وَفِيْ ظِلَالِ الرِّمَالِ ۱۳۲

جنگلوں اور ٹیلوں کے دامنوں اور ٹیلوں کے سایے
میں جن جنگلی جانوروں کو تو دیکھتا ہے وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

وَلَهُ شَوْذَبَتْ يَهُوْدُ وَدَانَتْ كُلُّ دِيْنٍ إِذَا ذَكَرْتَ عُضَالِ

یہود نے اسی کی جانب رجوع کیا ہے اور زنا کی حرمت
کی ہے اس کے مقابلے میں جس دین کا بھی تو ذکر کرے وہ ایسے
ایسی بیماری ہے جو لاد وا ہے۔

وَلَهُ شَمَّسَ النَّصَارَى مَرْقَدًا كُلَّ عِيدٍ لِرَبِّهِمْ وَاحْتِفَالِ

اسی کے لیے نصاریٰ کڑی دھوپ میں تپتے رہے
اور اپنے پروردگار کے لیے عیدوں اور مجلسوں میں (عبادت
کرتے ہوئے) کھڑے رہے۔

وَلَهُ الرَّاهِبُ الْمُبَتِّلُ تَرَاهُ رَهْنَ بُؤْسٍ وَكَانَ نَاعِمَ بَالِ

اسی کے لیے تارک الدنیا راہب تکلیف میں مبتلا ہے
حالانکہ وہ بے فکر سکھ چین میں تھا۔

يَا بَنِي الْأَرْحَامَ لَا تَقْطَعُوهَا وَصِلُوهَا قَصِيرَةً مِنْ طِوَالِ

بچو رشتے داروں سے قطع تعلق نہ کرو ان سے
میل ملاپ رکھو۔ ان میں کے کوتاہ (دستوں) پر تم اپنا دست
کرم دراز کرو۔ یا۔ وہ بڑے خاندان کے شریف ترین ہیں۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ فِي مَسَاءَةِ الْيَتَامَى رُبَّمَا يُسْتَحَلُّ غَيْرُ الْحَلَالِ

اور کمزور یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے
رہو کیونکہ بعض ناجائز بات بآسانی جائز سمجھ لیجاتی ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ لِلْيَتِيمِ وَلِيًّا عَالِمًا بِمُقْتَدِي بِغَيْرِ الشُّوَارِ

اور یہ بات جان لو کہ یتیم کا بھی ایک سرپرست ہے
جو خوب جاننے والا ہے اور بے پوچھے ہر بات سے واقف

ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ مَالَ الْيَتِيمِ لَا تَأْكُلُوهَا إِنَّ مَالَ الْيَتِيمِ نَارٌ وَالِ

اور یتیم کا مال نہ کھاؤ کیونکہ یتیم کے مال کی ایک
حاکم نگرانی کرتا ہے۔

يَا بَنِي آدَمَ لَا تَتْرُكُوا لَهُمْ إِنَّ الْخَزَّانَ لَتَخْرُجُ دُونَهُ

بچو زمین کی سمتوں میں بد دیانتی نہ کرو کیونکہ زمین
میں بد دیانتی ترقیوں سے روکنے والی ہے۔

يَا بَنِي الْأَيَّامَ لَا تَأْتِ مِنْهَا وَاحْذَرُوا مَكْرَهَا وَمَرَّ اللَّيَالِي

بچو زمانے اور دن رات کے گزرنے سے بے فکر
نہ رہو۔ اس کی پامالیوں سے ڈرتے رہو۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ مَرَّ هَا لِنَفَادِ الْخَلْقِ مَا كَانَ مِنْ جَدِيدٍ وَبَالِي

اور یاد رکھو کہ اس کا گزرنا مخلوق کو ختم کرنے کے لیے
ہے خواہ وہ نئی پود ہو یا پرانی۔

وَاجْمَعُوا أَمْرَكُمْ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَتَرْكِ الْخَنَا وَأَخْذِ الْحَلَالِ

اور اپنے نیک ارادے، پرہیزگاری اختیار کرنے
فحش کو چھوڑنے اور کسب حلال پر مضبوط رہو۔

اور اہل تفسیر نے اس اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے جو
ہجرت کے بعد سے حاصل ہوا اور اس خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد سے
حاصل ہوئی تھی کہا ہے:۔

ثَوَى فِي قُرَيْشٍ بِضْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً يُذَكِّرُ لَوْ يَلْقَى صَدِيقًا مُوَاتِيَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس سال سے کچھ زائد قریش میں اس امید پر نصیحت فرماتے رہے کہ کوئی موافق دوست ملجائے۔

وَيَعْرِضُ فِي أَهْلِ الْمَوَاسِمِ نَفْسَهُ فَلَمْ يَرَ مَنْ يُؤْوِي وَلَمْ يَرَ دَاعِيَا

اور حجوں کے موقعوں پر اپنی ذات کو پیش کرتے رہے تو کسی ایسے کو نہ دیکھا جو آپ کو پناہ دیتا نہ کوئی ایسا نظر آیا جو (دین الٰہی کی طرف لوگوں کو) بلانے والا ہوتا۔

فَلَمَّا أَتَانَا أَظْهَرَ اللهُ دِينَهُ فَأَصْبَحَ مَسْرُورًا بِطَيْبَةَ رَاضِيَا

جب آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو اللہ نے اپنے دین کو غلبہ عنایت فرمایا اور آپ طیبہ سے خوش اور راضی ہو گئے۔

وَأَلْفَى صَدِيقًا وَاطْمَأَنَّتْ بِهِ النَّوَى، وَكَانَ لَنَا عَوْنًا مِنَ اللهِ بَادِيَا

اور آپ نے ایسا دوست پالیا جس میں آپ کی غریب الوطنی کو اطمینان حاصل ہوا اور آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے معاون تھے کہ آپ کی مدد بالکل ظاہر تھی۔

يَنُصُّ لَنَا مَا قَالَ نُوحٌ لِقَوْمِهِ وَمَا قَالَ مُوسَى إِذْ أَجَابَ الْمُنَادِيَا

نوح نے اپنی قوم سے جو کچھ کہا وہ آپ ہم سے بیان فرماتے ہیں اور موسیٰ نے ایک غیب سے پکارنے والے کو

جو جواب دیا اس کی تفصیل فرماتے ہیں۔

وَأَصْبَحَ لَا يَخْشَى مِنَ النَّاسِ وَاحِدًا قَرِيبًا وَلَا يَخْشَى مِنَ النَّاسِ نَائِيَا

اور آپ نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگوں میں سے
کسی سے آپ نہیں ڈرتے چاہے وہ نزدیک والا ہو یا دور والا۔

بَذَلْنَا لَكَ الْأَمْوَالَ مِنْ حِلِّ مَالِنَا وَأَنْفُسَنَا عِنْدَ الْوَغَا وَالتَّآسِيَا ۱۳۴

ہم نے آپ کے لیے اپنی جانیں اور اپنے مال حلال طور پر
جنگوں اور ہمدردیوں میں صرف کیا۔

وَنَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ لَا شَيْءَ غَيْرُهُ وَنَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ أَفْضَلُ هَادِيَا

اور ہم جاننے لگے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز
ہے ہی نہیں اور جان رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہترین رہنما ہے۔

نُعَادِي الَّذِي عَادَى مِنَ النَّاسِ كُلِّهِمْ جَمِيعًا وَإِنْ كَانَ الْحَبِيبَ الْمُصَافِيَا

سب لوگوں میں سے جس سے آپ دشمنی کا اظہار
فرماتے ہیں ہم بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ مخلص
دوست ہو۔

أَقُولُ إِذَا أَدْعُوكَ فِي كُلِّ بِيعَةٍ تَبَارَكْتَ قَدْ أَكْثَرْتُ لِاسْمِكَ دَاعِيَا

اے بابرکت ہر وقت جب میں بارگاہ میں جا کر
تجھ سے دعا کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ میں نے دعا کرتے ہوئے
تیرا نام بہت لیا ہے۔

أَقُولُ إِذَا جَاوَزْتُ أَرْضًا مَخُوفَةً حَنَانَيْكَ لَا تَظْعَنْ عَنِ الْأَعَادِيَا

جب میں کسی خطرناک سرزمین سے گزرتا ہوں تو کہتا
ہوں کہ تو اپنی مہربانیوں سے مجھ پر میرے دشمنوں کو غلبہ نہ دے۔

فَقَالَ مُعَرِّضًا بِأَنَّ الْحُتُوفَ كَثِيرَةٌ وَإِنَّكَ لَا تَبْقِي بِنَفْسِكَ بَاقِيَا

منہ پھیرتے ہوئے (اس سرزمین پر سے) چلا جا کیونکہ
موتیں بہت سی ہیں (یعنی موت کے اسباب بہت ہیں اور
تو اپنے نفس کے متعلق باقی رہنے کی امید بھی نہیں کر سکتا۔

فَوَاللَّهِ مَا يَدْرِي الْفَتَى كَيْفَ يَتَّقِي إِذَا هُوَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ اللَّهُ وَاقِيَا

خدا کی قسم کوئی جوان مرد اس بات کو نہیں جانتا کہ وہ
(آفتوں سے) کیسے بچے جبکہ اللہ تعالیٰ کوئی بچانے والا سبب
اس کے لیے نہ فراہم کرے۔

وَلَا يَنْفَعُ الْمَرْءَ الْمُقِيمَ بِأَرْضِهِ إِذَا أَصْبَحَتْ رِيًّا وَأَصْبَحَ ثَاوِيَا

کھجور کا کٹا ہوا سیراب درخت اپنے مالک کو کوئی
فائدہ نہیں دیتا جبکہ وہ ہلاک ہو رہا ہو۔

ابن ہشام کہتا ہے کہ جس بیت کی ابتدا "فَقَالَ مُعَرِّضًا" سے ہے اور
اس کے بعد کی بیت جس کی ابتدا "فَوَاللَّهِ مَا يَدْرِي الْفَتَى" سے ہے یہ دونوں
شعر افنون التغلبی کے ہیں جس کا نام عمرو بن معشر تھا اور یہ اس کے شعر
میں موجود ہیں۔

یہودیوں میں سے دشمنوں کے نام

ابن اسحاق نے کہا چونکہ اللہ نے عرب میں مستقل طور پر نقب فرمائی

نبی خصوصیت عطا فرمائی اس لیے یہودیوں کے علماء نے مخالفت حسد
و بغض کے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کو اپنے نصب العین
بنا لیا اور اس دشمنی کے پیدا ہونے کے لیے لوگ ہر وقت تیار تھے اور اپنی جاہلیت
اور اپنے باپ دادا کے دین شرک پر اور موت کے بعد کی زندگی کو
جھٹلانے پر سختی سے جمے ہوئے تھے لیکن اسلام نے اپنے غلبے اور
قوت کی وجہ سے افراد کے اسلام کی جانب جھکنے کے سبب سے
ان کو مجبور کر دیا تھا۔ اس لیے انہوں نے ظاہر اسلام اختیار کر لیا اور
قتل سے بچنے کے لیے اس کو ایک پیرہن بنا لیا تھا لیکن دشمنی میں
سخت رہتے تھے اور ان کی خواہشیں ہو بہو ایک سی تھیں کیونکہ وہ اسلام
کے مٹانے اور اس کی جڑ کاٹنے پر متفق تھے۔ یہ ہو بہو کی مماثلت کی یہ
بات ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف قسم کے
ایسے سوالات کرتے کہ آپ پر گزرے ہوئے اور آخری امر کے شبہات
پیش کریں جن کو باطل سے متعلق آدمیوں کے سوا کوئی نہیں جانتا ان کے
بارے میں اللہ کے سوا جن کے متعلق مسلمان اچھا گمان رکھتے تھے۔

حالت یہ تھی کہ حجاز میں توریت کا جاننے والا اس کے زمانے میں اس سے بڑھ کر کوئی نہ تھا۔

اور ابن سلوبا اور مخیرق۔ اور ان میں کے ایک عالم نے اسلام اختیار کیا ہے۔ (یعنی عبداللہ بن صوریٰ الاعور)۔

اور بنی قینقاع میں سے زید بن اللصیت۔ اور بعض بن ملصیب کہتے ہیں اور ابن ہشام نے بھی کہا ہے۔

اور سعد بن حنیف۔ محمود بن سیحان۔ عزیز بن ابی عزیز اور عبداللہ ابن ضعیف۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن ضعیف کہتے ہیں۔ ۱۳۷

ابن اسحٰق نے کہا سوید بن الحارث۔ رفاعۃ بن قیس۔ قیس۔ انس۔ نعمان بن اضاء (بجری) بن عمرو۔ شاس بن عدی۔ شماس بن قیس۔ زید بن الحارث۔ نعمان بن عمرو۔ سکین بن ابی سکین۔ عدی بن زید۔ نعمان بن بی زوفی ابو انس۔ محمود بن دحیہ۔ اور مالک بن ضعینہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن ضعینہ بھی کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور کعب بن راشد اور عازر اور رافع بن ابی رافع اور خارجہ اور زید بن ابی زید

ابن ہشام نے کہا کہ بعض آزر بن ابی آزر کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رافع بن حارثہ اور رافع بن حریملہ اور رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف اور رفاعۃ بن زید بن ابی ثابوت اور عبداللہ بن سلام بن الحارث جو ان میں کا عالم اور ان سب میں زیادہ جاننے والا تھا اور اس کا نام الحصین تھا۔ انھوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور بنی قینقاع میں سے یہی لوگ تھے۔

بنی قریظہ میں سے اسد بن سعد بن ماطا بن ہبیب اور عزر بن شموئیل و کعب بن اسد اور زبیر بن باطا بن وہب (بنی قریظہ کی جاہلیت سے معاہدہ کیا تھا اور

ف۔ اب کعب کا قصہ پڑھیے کہ کیسے یہ نام بدلے گئے۔ محمود

جنگ احزاب کے روز اس نے معاہدہ توڑ دیا اور شموئیل بن زید اور جبل ابن عمرو بن سکینہ اور نحام بن زید اور فردم بن کعب اور وہب بن زید اور نافع بن ابی نافع اور ابو نافع اور عدی بن زید اور الحارث بن عوف اور کردم بن زید اور اسامہ بن حبیب اور رافع بن رمیلہ اور جبل بن ابی قشیر اور وہب بن یہوذا۔ یہ لوگ بنی قریظہ میں سے تھے۔

اور بنی زریق کے یہود میں سے لبید بن اعصم اور اسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بی بیوں کے پاس جانے سے روکنے کے لیے جادو کیا تھا۔ ۱۳۸

اور بنی عمرو بن عوف کے یہود میں سے فردم بن عمرو۔

اور بنی النجار کے یہود میں سے سلسلہ بن برہام۔

غرض یہ لوگ یہود کے علماء اور فتنہ انگیز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے دشمنی رکھنے والے اور سوالات کرنے والے[1] اور اسلام کی مخالفت میں سخت تھے کہ اس کی روشنی کو بجھا دیں بجز عبداللہ بن سلام اور مخیریق کے (جن کا ذکر آگے آرہا ہے)۔

عبداللہ بن سلام کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے اسلام اختیار کرنے کے واقعات جن کی انھیں سے ان کے بعض گھر والوں نے روایت کی ہے یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم تھے۔ انھوں نے کہا کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا اور آپ کی صفت اور آپ

---

[1] (یہ جو دو تین اصحاب المسئلہ اور اصحاب المسائل ہے جس کے معنی میں نے کہے۔ اور الذین اصحاب المسئلہ بغیر ہمزہ کے ہے جس کے مناسب مقام کوئی معنی میرے خیال میں نہیں آئے۔ محمود)

مجھ پر افترا پردازی کریں گے اور مجھے عیب دار بتائیں گے۔ انھوں نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے حجروں میں سے ایک حجرے میں چلے جانے کا حکم فرمایا اور وہ لوگ آپ کے پاس آتے اور آپ سے گفتگو کرتے رہے۔ [illegible]

پھر آپ نے ان سے فرمایا:—

أَيُّ رَجُلٍ الْحُصَيْنُ بْنُ سَلَامٍ فِيكُمْ

"حصین بن سلام تم میں کیسا شخص ہے۔"

انھوں نے کہا: تو ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے اور ہم میں کا عالم ہے اور ہم میں کا عالم ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب وہ اپنی باتیں ختم کر چکے تو میں ان کے سامنے نکل آیا اور میں نے ان سے کہا: اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو اور جو چیز لے کر آپ تشریف لائے ہیں اس کو قبول کرو۔ واللہ تم لوگ میں یہ بات کہ خوب جانتے ہو کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں کہ تمہاری کتاب میں آپ کا ذکر آپ کا نام احمد مبارک اور آپ کی صفت لکھی ہوئی پاتے ہو۔ میں تم کو گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ کو جانتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ انھوں نے کہا تو تم سے [illegible] میں نے کہا تو میں [illegible]

مالدار اور نخلستان کی بڑی آمدنی والے تھے اور اپنے علم کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اور) آپ کی صفات کو جانتے تھے۔ ان پر ان کے دین کی محبت غالب تھی اور وہ اسی پر ایسے جمے رہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا اور جنگ احد شنبہ کے دن ہوئی۔ انھوں نے کہا اے گروہ یہود! واللہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ تمھارے خلاف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امداد بالکل حقیقی ہے۔ انھوں نے کہا کہ آج شنبہ کا روز ہے۔ انھوں نے کہا تمھارے لیے شنبہ کا روز کچھ نہیں۔ پھر اپنے ہتھیار لیے اور نکل پڑے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے پاس مقام احد میں آپہنچے اور اپنے پیچھے رہنے والوں کو وصیت کر دی کہ اگر آج میں مارا لا جاؤں تو میری (ہر طرح کی) ملکیت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے ہے۔ وہ ان میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے موافق تصرف کریں۔ پھر جب لوگوں میں جنگ ہوئی تو انھوں نے بھی جنگ کی اور مارے گئے مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:۔

مُخَيْرِيْقُ خَيْرُ يَهُوْدِ یہود میں کی بہترین فرد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی (ہر طرح کی) ملکیت پر قبضہ فرمایا اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عام صدقات اسی مال میں سے ہوا کرتے تھے۔

صفیہ کی گواہی

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ مجھے صفیہ بنت حیی بن اخطب سے روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں اپنے باپ اور اپنے چچا ابو یاسر کے بچوں میں سب سے زیادہ لاڈلی تھی۔ جب کبھی ان کے اور بچوں کے ساتھ ان سے ملتی تو وہ دونوں بھی اپنے دوسرے بچوں کو چھوڑ کر مجھے لے لیتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور قبا میں بنی

عمرو بن عوف (کے محلہ) میں نزول فرمایا تو دوسرے روز سویر اندھیرے سے میرے والد حُیَیّ بن اخطب اور میرے چچا ابو یاسر بن اخطب آپ کے پاس پہنچے۔ اور وہ سورج ڈوبنے تک واپس نہ آئے۔ کہا کہ جب وہ آئے تو دونوں تھکے ماندے ایسی سست رفتار سے چل رہے تھے کہ گویا وہ گرے پڑتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں ہشاش بشاش ان کی طرف سی طرح گئی جس طرح ہمیشہ جایا کرتی تھی۔ اللہ کی قسم ان دونوں میں سے کسی نے بھی میری جانب توجہ نہیں کی اور وہ دونوں غم میں مبتلا تھے۔ انھوں نے کہا۔ میں نے اپنے چچا ابو یاسر کو اپنے باپ حُیَیّ بن اخطب سے کہتے سنا کہ کیا یہ وہی ہے۔ میرے باپ نے کہا بخدا! ہاں۔ کہا کیا تم اس کو جانتے ہو اور تحقیق کر لی ہے۔ کہا ہاں۔ کہا پھر تمہارے دل میں اس کے متعلق کیا ہے۔ کہا واللہ جب تک زندہ رہوں گا اس سے دشمنی رہے گی۔

یہود کے ساتھ انصار میں کے ملنے جلنے والے منافق

ابن اسحٰق نے کہا کہ اوس و خزرج میں کے وہ منافقین جو یہود کی جانب منسوب تھے ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں۔ اور اللہ (ہی) بہتر جاننے والا ہے۔ (یہ ہیں) اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی شاخ بنی لوذان بن عمرو بن عوف میں سے زوی بن الحارث اور شاخ بنی حبیب بن عمرو بن عوف میں سے جلاس بن سوید بن صامت اور اس کا بھائی الحارث بن سوید۔ اور جلاس ہی وہ شخص ہے جو غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا کر رہ گیا تھا اور کہا تھا کہ اگر یہ شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سچا ہوتا تو ہم گدھوں سے بھی بدتر نہ ہوتے تو عاصم بن عدی نے جو انھیں کے خاندان کے ایک شخص تھے اور جن سے عمیر کے والد کے ہاں کی

وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي

إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ

وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا

وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ

إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى

الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ

سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ

وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ

فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ

يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ

وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ

فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ

وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ

وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ

وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى

لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا

وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ

فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ

فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ

وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ

وَاللَّهُ مَعَكُمْ

وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ

إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ

وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ

وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ

إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا

وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ

هٰأَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ

وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ

وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ

وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ

فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ

وہ اس قسم کی تین آیات ہیں جو اس کے بارے میں نازل ہوئیں جو کچھ اس نے کہا تھا۔

ابن اسحاق کہتا ہے کہ مجھ سے یہ بات بیان کی گئی ہے کہ عبداللہ بن ابی سلول کے بیٹے عبداللہ جو اپنے باپ سے زیادہ نیک اور بہتر تھے، جب انہوں نے اپنے باپ کی یہ بات سنی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کی اس بات کی وجہ سے جو انہوں نے کہی ہے، انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کو ایسا کرنا ہے تو مجھے حکم دیجیے، میں ان کا سر آپ کے پاس لے آؤں گا۔ خدا کی قسم خزرج کو معلوم ہے کہ میرے باپ پر مجھ سے زیادہ فرمانبردار بیٹا کوئی نہیں ہے۔ اور میری ماں کو بھی معلوم ہے کہ میرے باپ پر مجھ سے زیادہ نیک بیٹا کوئی نہیں ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ آپ کسی اور کو حکم دیں گے اور میرے باپ کو قتل کر دیں گے تو میرا دل یہ گوارا نہیں کرے گا کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھوں اور اس کے بدلے میں ایک کافر کو قتل کر دوں، پھر میں جہنم میں جاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، ہم ایسا نہیں کریں گے۔ ہم اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے جب تک وہ ہمارے ساتھ رہے گا۔ اس پر عبداللہ نے کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ نے ایسا کرنا ہے تو آپ کو ایسی بات کہنی ہوگی کہ اگر تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ بھی ہو تو میرے باپ کی ناک کٹ جائے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم ایسا کریں گے

کافر (بھی) ہو گیا۔ اور (خود) سے پہلے (بیٹے) باپ کا قصد کیا جس کو انھوں نے حاصل نہیں کیا۔ اور اس سے دشمنی نہیں کی مگر (اس بات کے) اس لیے کہ اللہ اور ان کے رسول نے اپنے فضل سے انھیں غنی بنا دیا۔ پھر اگر انھوں نے توبہ کرنی تو ان کے لیے بھلائی ہوتی اور اگر انھوں نے روگردانی کی تو اللہ انھیں دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور زمین میں ان کا کوئی سرپرست اور حمایت کرنے والا نہ ہوگا۔

ابن ہشام نے کہا کہ الیم کے معنی موجع یعنی دردناک کے ہیں وہ الرمۃ نے اونٹوں کی صفت میں (اس لفظ کا استعمال کیا اور) کہا ہے۔ ۱۴۲

وَتَرْفَعُ مِنْ صُدُورِ شَمَرْدَلَاتٍ يَصُكُّ وُجُوهَهَا وَهَجٌ أَلِيمُ

ہم لانبی (بڑی) گردنوں والے اونٹوں کے سینوں پر سے چڑھ جاتے ہیں جو سخت گرمی زدہ دردناک حالت میں اپنے منہ مارتے رہتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے بعد اس نے توبہ کر لی اور اس کی توبہ (ایسی) اچھی رہی کہ اسلام اور بھلائی میں وہ مشہور ہو گیا۔ اور اس کا بھائی الحارث بن سوید وہ شخص ہے جس نے مجذر بن زیاد البلوی اور قیس بن زید بنی سہمی کو جنگ احد کے روز قتل کیا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ جنگ احد کے دن نکلا اور وہ منافق جب لوگ (ایک) دوسرے سے بھڑ گئے تو اس نے ان دونوں پر حملہ کر دیا اور ان دونوں کو قتل کر ڈالا اور پھر قریش سے (جا کر) مل گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ المجذر بن زیاد نے سوید بن صامت کو کسی جنگ میں جو اوس و خزرج کے درمیان ہوئی تھی مار ڈالا تھا۔ پھر جب

جنگ کا دن آیا تو الحارث بن سوید ۔۔۔ المجذر بن زیاد کی غفلت کا طالب تھا کہ اس کو اپنے باپ کے خون میں قتل کر دے۔ اور اس نے اس کو قتل کیا اور خود بھی یک کو قتل کیا۔ یہ بات میں نے متعدد اہل علم سے سنی ہے۔ اور اس کے قیس بن زید کے قتل نہ کرنے پر دلیل یہ ہے کہ ابن اسحٰق نے جنگ احد میں ماریے جانے والوں میں قیس کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سوید بن الصامت کو معاذ بن عفرا نے یوم بعاث سے پہلے بغیر کسی جنگ کے تیر مار کر دھوکے سے مار ڈالا۔

ابن اسحٰق نے کہا لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ اس پر قابو پائیں تو اس کو قتل کر دیں۔ لیکن وہ آپ سے بچ کر نکل گیا اور مکہ ہی میں رہا کرتا تھا۔ اور پھر اس نے اپنے بھائی جلاس کے پاس توبہ کی استدعا کے لیے کہلا بھیجا تھا کہ وہ اپنی قوم کی جانب لوٹ آئے تو ابن عباس سے مجھے روایت پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔

"بھلا ان لوگوں کو اللہ کیسے ہدایت دے جنہوں نے اپنے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا حالانکہ وہ گواہی دے چکے تھے کہ رسول برحق ہے اور ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں آ چکی تھیں۔ اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ آخر آیت تک"

ان آیات میں زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے مجذر بن زیاد بن عمرو بن عتبان بن عامر۔

اور نعمان بن عمرو بن عوف میں سے نبتل بن الحارث اور یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الشَّيْطَانِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى نَبْتَلِ بْنِ الْحَرِثِ

جس کو اس بات کی خواہش ہو کہ شیطان کو دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ نبتل بن الحارث کو دیکھ لے۔

اور یہ شخص جسیم۔ لانبا سیاہ ہونٹ لٹکا ہوا اور سر کے بال پریشان بال آنکھوں اور پچکے ہوئے گالوں والا تھا۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور آپ سے بات چیت کرتا اور آپ کی گفتگو سنتا اور اس کے بعد آپ کی گفتگو منافقوں کے پاس پہنچاتا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے کہا تھا کہ محمد تو (سرتاپا) کان ہے جس نے اس سے کچھ بیان کر دیا وہ اس کو سچا سمجھ لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

ان (لوگوں) میں بعض ایسے بھی ہیں جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ (تو سرتاپا) کان ہے (اے نبی) تو کہہ دے کہ (وہ تو) بھلائی کا کان ہے (کہ) اللہ کو (بھی) مانتا ہے اور ایمانداروں کو (بھی سچا) مانتا ہے۔ اور تم میں سے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے۔ ان کے لیے تو (سرتاپا) رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک سزا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض جاننے والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ کسی نے اس سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو آپ سے کہا کہ آپ کے پاس ایک شخص بیٹھا کرتا ہے جو بہت سیاہ ہونٹ لٹکا ہوا۔ پریشان بال پیچھے ہوئے کالوں والا ہے اور دونوں آنکھیں جیسی سرخ گویا پیتل کی دو بانڈیاں ہیں۔ اس کا گزر گھر سے کبھی بھی زیادہ نہیں ہوتا ہے وہ آپ کی باتیں منافقوں کے پاس پہنچاتا ہے۔ اس سے آپ محتاط فرمائیں اور لوگوں کے بیان کے حافظ سے یہ لیتے جبریل بنا کر رخصت ہی کی تھی۔

۱۴۲ اور بنی قینقاع میں سے ابو عبیدۃ بن ازعر اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن قشیر اور یہ دونوں وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے کچھ دے تو ہم ضرور صدقہ دیں گے اور ضرور نیکوکاروں میں سے ہوں گے (وغیرہ) آخر بیان تک۔

اور معتب جس نے جنگ بدر کے روز کہا تھا کہ حکومت میں ہمارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کیے جاتے تو اللہ عزوجل نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا:۔

وَلَئِنْ قُلْتَ لَهُمْ أَنَّكُمْ يَقُولُونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ فَمَا

(وغیرہ) آخر بیان تک۔

اور اسی نے جنگ احزاب کے روز کہا تھا کہ محمد تو ہم سے وعدے کیا کرتا تھا کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانے کھائیں گے اور (اب تو) حالت یہ ہے کہ ہم میں کوئی شخص بے فکری کے ساتھ جھاڑی تک جا نہیں سکتا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں (یہ آیت) نازل فرمائی :۔

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا

اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں ایک قسم کی بیماری ہے۔ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو کچھ ہم سے وعدہ کیا وہ صرف ایک دھوکا تھا۔

اور الحارث بن حاطب۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہل علم میں سے جن پر مجھے بھروسا ہے انھوں نے بیان کیا کہ معتب بن قشیر اور حاطب کے دونوں بیٹے ثعلبہ اور الحارث بنی امیہ بن زید کی اولاد میں سے اور اصحاب بدر میں سے ہیں منافقوں میں سے نہیں اور خود ابن اسحٰق نے بھی ثعلبہ اور الحارث کو بدریوں کے ناموں میں امیہ بن زید کی اولاد میں شمار کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سہیل بن حنیف کا بھائی عباد بن حنیف اور بحزج اور یہ ان لوگوں میں تھا جنھوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور عمرو بن خذام اور عبداللہ بن نبتل۔ اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے جاریہ بن عامر بن العطاف اور اس کے دونوں بیٹے زید بن جاریہ اور مجمع بن جاریہ اور یہ سب مسجد بنانے والوں ہی میں سے تھے۔ اور مجمع کم سن نوجوان تھا قرآن کا بہت کچھ حصہ یاد کر لیا تھا اور اس مسجد میں ان کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔

اور جب وہ مسجد برباد کر دی گئی اور عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں بنی عمرو بن عوف اپنی مسجد میں جو بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں تھی نماز پڑھنے گئے تو جمع سے کہا گیا کہ وہ انہیں نماز پڑھا دیا کریں تو (عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا) کیا یہ بھی منافقوں کا اڈا ہوگا۔ تو مجمع نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) سے کہا اے امیر المؤمنین اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ان لوگوں کے معاملات سے ہمیں بالکل بے خبر رکھا گیا کہ ان کا کیا حال ہے ۱۴۵
کسی کو قرآن یاد نہ تھا تو انہوں نے مجھے (آگے) بڑھا دیا میں انہیں نماز پڑھا دیا کروں اور جو اپنی باتیں انہوں نے بیان کیں ہمیں سمجھ آتا تھا۔ تو لوگوں کا بیان ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے اور وہ اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔

اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے وہ بیعہ بن ثابت یہ بھی مسجد ضرار بنانے والوں میں سے تھا اور اسی نے کہا تھا کہ وہ دل لگی کر رہے اور دل بہلا رہے تھے تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ إِلَىٰ آخِرِ الْقِصَّةِ

اور بے شبہ اگر تو ان سے سوال کرے گا تو کہیں گے کہ ہم تو صرف دل لگی کر رہے اور دل بہلا رہے تھے۔ (اے نبی) کہہ دے کہ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے تم مذاق کرتے ہو۔ وغیرہ آخر بیان تک۔

اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے خذام بن خالد ہی وہ شخص ہے جس کے گھر سے مسجد ضرار برآمد ہوئی اور لیشر اور رافع بن زید

اور بنی النبیت میں سے۔

ابن ہشام نے کہا النبیت (کا نام) عمرو بن مالک بن الاوس ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کی شاخ بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج ابن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے مربع بن قیظی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوٹ جانے کے ارادے کے وقت اس کے باغ میں (سے) جانے کی اجازت چاہی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اے محمد اگر تم نبی ہو تو میں تو تمہیں اپنے باغ میں سے گزرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ (پھر) اپنے ہاتھ میں مٹھی بھر مٹی لی۔ کہا واللہ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ یہ بھی تمہارے سوا (کسی) دوسرے پر نہ پڑ جائے گی تو اسے تم پر پھینک مارتا تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے کہ اس کو مار ڈالیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

دَعُوهُ فَهٰذَا الْأَعْمَى أَعْمَى الْقَلْبِ أَعْمَى الْبَصَرِ

اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ دل کا (بھی) اندھا ہے (اور) بینائی کا بھی اندھا ہے۔

پھر بنی عبد الاشہل والے سعد بن زید نے اسے کمان سے مار کر زخمی کر ڈالا۔ اور اس کا بھائی اوس بن قیظی بھی وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خندق کے روز کہا تھا کہ ہمارے گھر غریباں (یعنی بے سہارا غیر محفوظ) ہیں اس لیے ہمیں (جنگ میں شریک نہ ہونے کی) اجازت دیجئے کہ ہم گھروں کو چلے جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا۔

(یہ لوگ) کہتے ہیں کہ ہمارے گھر عریاں (غیر محفوظ) ہیں
حالانکہ وہ عریاں (غیر محفوظ) نہیں ہیں (یہ لوگ) صرف (جنگ میں
سے) بھاگ جانا چاہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ عورۃ کے معنی معورۃ للعدو وضائعۃ۔ ۱۴۶
دشمن کو موقع دینے والے اور برسر بربادی ہیں اور اس کی جمع عورات ہے۔
نابغہ الذبیانی نے کہا ہے:۔

مَتَى تَلْقَهُمْ لَا تَلْقَ لِلْبَيْتِ عَوْرَةً وَلَا الْجَارَ مَحْرُومًا وَلَا الْأَمْرَ ضَائِعَا

جب تو ان سے مقابلہ کرے تو ایسی حالت میں مقابلہ
نہ کر کہ گھر عریاں (غیر محفوظ) پڑوسی محروم اور معاملہ برسر بربادی
یہ بیت اس کی بیتوں میں کی ہے اور عورۃ کے معنی مرد کی شرمگاہ کے
بھی ہیں اور عورۃ کے معنی شرمگاہ کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی ظفر میں سے جس کا نام کعب بن الحارث بن
الخزرج تھا خاطب بن امیہ بن رافع یہ بوڑھا موٹا تازہ تھا اور اپنی جاہلیت ہی
میں عمر بسر کر دی اور اس کا ایک لڑکا تھا جو بہترین مسلمانوں میں سے تھا اور
اس کو یزید بن خاطب کہتے تھے۔ جنگ بدر کے روز وہ (ایسا) زخمی ہو گیا
کہ زخموں کی وجہ سے وہ (اپنی) جگہ سے نہ ہل سکا تو اسے اٹھا کر بنی خضر کے
گھر لایا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ
اس کے پاس اس گھر کے مسلمان مرد اور عورتیں جمع ہوئیں جبکہ وہ موت کے
قریب تھا وہ لوگ اس سے کہنے لگے اے ابن خاطب! تمہیں جنت کی خوشخبری
ہو۔ راوی نے کہا کہ اس وقت اس کے باپ کا نفاق ظاہر ہو گیا اور وہ
کہنے لگا ہاں باغ کالے دانے کا!!! واللہ تم ہی لوگوں نے ورغلا کر اس
مسکین کی جان لے لی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو طلحہ بشیر بن ابیرق زرہوں کا چور جس کے متعلق

اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی :۔

۱۴۶ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا۔

(اے نبی) ان لوگوں کی جانب داری کر کے جھگڑا نہ کر جو (خود) اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہیں۔ بے شبہہ اللہ ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جو بڑا بد دیانت اور بہت گنہگار ہو۔

اور انھیں (بنی ظفر) کا حلیف قزمان۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ وہ بے شبہہ آگ والوں میں سے ہے۔ اور جب احد کا دن ہوا تو اس نے خوب جنگ کی یہاں تک کہ مشرکوں میں کے نو آدمیوں کو اس نے قتل کیا اور زخمی ہو کر پڑ گیا اور بنی ظفر کے گھر اٹھا لایا گیا تو مسلمانوں میں سے ایک نے اس سے کہا کہ اے قزمان تیرے لیے خوش خبری ہے کہ تو نے آج (خوب) داد شجاعت دی اور راہ خدا میں بچھے ایسی مصیبتیں پہنچیں جو تو دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا میرے لیے کس بات کی خوش خبری ہے واللہ میں نے تو صرف اپنی قوم کی حمایت میں جنگ کی ہے اور جب اس کے زخم اس کو تکلیف دینے لگے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر لیا اور اس سے اپنے ہاتھ کی رگیں کاٹ لیں اور خودکشی کر لی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی عبد الاشہل میں کوئی ایسا منافق مرد یا منافقہ عورت نہ تھی جو شہرت رکھتا ہو ضحاک بن ثابت کے سوا جو سعد بن زید کی جماعت بنی معبد میں کا ایک شخص تھا جس پر کبھی کبھی نفاق اور یہود کی محبت کا الزام لگایا جاتا تھا۔ حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

۱۴۸ مَنْ مُبْلِغُ الضَّحَّاكِ أَنَّ عَرُوقَهُ أَعْيَتْ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنْ تَتَجَدَّدَا

ضحاک کو (یہ پیام) پہنچانے والا کون ہے کہ اسلام کی
مخالفت کر کے عزت حاصل کرنے میں اس کی کمریں تھک کر گئیں۔

أَتَجْعَلُ مِهْدَانَ الْحِجَازِ وَدِينَهُمْ كَبَدَ الْحِمَارِ وَكَتْبَةَ مُحْصَدَ

کیا تو گدھے کے کلیجے والے (کمبخت) حجاز کے ہو
اور ان کے دین سے محبت رکھتا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
سے محبت نہیں رکھتا۔

دِينًا لَعَمْرِي لَا يُوَافِقُ دِينَنَا مَا آسْتَنَّ آلٌ فِي الْفَضَاءِ وَخَرَّدَ

اپنی جان کی قسم وہ ایسے دین سے محبت رکھتا ہے جو
ہمارے دین سے (کبھی) موافقت نہیں کرے گا جبتک کہ فضا
میں سراب تیزی سے حرکت کرتا رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت بنی
توبہ سے پہلے اور معتب بن قشیر اور رافع بن زید اور بشیر جو مسلمان تھے
جاتے تھے۔ انھیں انھیں کی قوم کے چند مسلمانوں نے ان کے آپس کے ایک
جھگڑے کے فیصلے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلنے کی
دعوت دی تو ان لوگوں نے انھیں جاہلیت کے لوگوں کے حاکم کے پاس
کی جانب چلنے کی دعوت دی تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ
آیت) نازل فرمائی:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا
أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا
أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۔ الخ

(اسے نبی) کیا تو نے انھیں نہیں دیکھا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں
کہ وہ ایمان لائے ہیں اس چیز پر جو تجھ پر اتاری گئی ہے اور اس چیز پر
جو تجھ سے پہلے اتاری گئی وہ چاہتے ہیں سرکشوں (یا گمراہ سرداروں)
کے پاس اپنا مقدمہ پیش کریں حالانکہ انھیں حکم دیا جا چکا ہے کہ وہ
سرکشوں کو نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے انھیں خوب بھٹکا کر
(مطلب تقریباً یہی ہے) دور ڈال دے۔ واقعات کے آخر تک۔

یہ خزرج کی شاخ بنی النجار میں سے رافع بن ودیعہ اور زید بن عمرو
بن عمرو بن قیس اور قیس بن عمرو بن اہل۔

اور بنی عوف بن خزرج کی شاخ بنی سلمہ میں سے احمد بن قیس اور یہی وہ
شخص ہے جو کہتا ہے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے (جنگ تبوک میں
نہ بھیجئے اور گھر میں بیٹھ رہنے کی) اجازت دیدیجئے اور مجھے فتنے میں نہ پھنسائیے
(اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے) یہ آیت نازل فرمائی:—

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا الخ

ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے اجازت
دیجئے اور مجھے فتنے میں نہ ڈالیے وہ (واقعی) فتنے میں نہیں گر پڑے؟
ہیں (یعنی جہاد سے دور گھر بیٹھے رہنا حقیقت میں ایک فتنے
میں گر پڑنا ہے)۔

اور بنی عوف بن خزرج میں سے عبداللہ بن ابی بن سلول۔ اور
یہ شخص تمام منافقوں کا سردار تھا۔ اور اسی کے پاس سب جمع ہوا کرتے تھے۔
اور اسی نے غزوۂ بنی المصطلق میں کہا تھا:—

[illegible]

اور اسی کے اس قول کے متعلق سورہ منافقین پوری کی پوری نازل ہوئی۔ اس کے متعلق اور ودیعہ کے متعلق جو بنی سلیم میں کا ایک شخص تھا اور مالک بن ابی قوقل اور سوید اور داعس کے متعلق جو عبداللہ بن ابی بن سلول کی جماعت کے لوگ تھے۔ ۱۴۹

اور جب بنی النضیر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ فرمایا تو عبداللہ بن ابی اور اس کی قوم کے یہی وہ لوگ تھے جو ان کو خیر خواہانہ مشورے (یا خفیہ خبریں) دیا کرتے تھے کہ تم لوگ ڈٹے رہو۔ واللہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے کوئی جنگ کرے گا تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق وہیں اسی سورۃ میں پورے واقعات نازل فرمائے:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

(اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کی (حالت کی) طرف (غور کی) نظر نہیں ڈالی جنہوں نے ظاہرداری سے اسلام اختیار کیا ہے کہ وہ اہل کتاب میں کے اپنے ان بھائیوں سے جنہوں نے کفر

۱۔ اصل میں ضمیر واحد ہے اور (ب ج د) میں جمع کا صیغہ ہے۔ موخر الذکر نسخے صحیح معلوم ہوتے ہیں اور میں نے اسی کے موافق ترجمہ کیا ہے۔ اس فقرہ پر فی ... نسخہ حاشیہ میں تحریر ہے (احمد محمود)

۲۔ (الف) میں یہ مضمون ہے جس کے معنی ہیں "نے خیر خواہانہ مشورہ دینے کے ہو سکتے ہیں (ب ج د) میں یہ مضمون ہے جس کے معنی خفیہ خبریں دینے اور جاسوسی کرنے کے ہیں (احمد محمود)

اختیار کر رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ بے شبہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ (تعالیٰ) گواہی دیتا ہے کہ بے شبہ وہ جھوٹے ہیں۔

حتیٰ کہ (اللہ تعالیٰ) اپنے اس قول تک پہنچا:۔

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ

شیطان کی اس حالت کی طرح جبکہ اس نے انسان سے کہا کہ تو کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو گیا تو کہا کہ میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں تمام جہان کی پرورش کرنے والے اللہ سے ڈرتا ہوں

یہود کے عالموں میں سے صرف ظاہر داری سے اسلام اختیار کرنے والے

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہود کے علماء میں سے وہ لوگ جنہوں نے اسلام کی پناہ لی اور اس میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ داخل ہو گئے اور صرف نفاق سے اظہار اسلام کیا۔ بنی قینقاع میں سے سعد بن حنیف اور زید بن حارثہ اور نعمان بن اوفی بن عمرو اور عثمان بن اوفی تھے۔ زید بن لصیبت وہ شخص ہے جس نے عمر بن الخطاب سے (رضی اللہ عنہ) سوق بنی قینقاع میں جنگ کی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کھو گئی تو

بہی وہ شخص ہے جس نے آپ سے متعلق کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آیا کرتی ہے اور وہ (خود) اپنا بھی نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اللہ کی طرف سے) اس بات کی خبر پہنچ گئی جو اللہ کے سوا کسی میں نہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اونٹنی کی جگہ بتائی گئی اور آپ نے فرمایا :—

إِنَّ قَائِلًا قَالَ بَيْنَ لَهَا أَنَّكَ يَأْتِيكَ خَبَرُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْرِي

أَيْنَ نَاقَتُهُ

بے شک یہ کہنے والے نے کہا ہے کہ محمد دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے اور وہ (یہ بھی) نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے۔

وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَعْلَمُ إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللّٰهُ، وَقَدْ دَلَّنِي اللّٰهُ عَلَيْهَا ۱۵۰

فَهِيَ فِي هٰذَا الشِّعْبِ قَدْ حَبَسَتْهَا شَجَرَةٌ بِزِمَامِهَا

خدا کی قسم بے شک میں نہیں جانتا مگر وہی چیز جس کا اللہ نے مجھے علم دیا ہے اور اللہ نے اس کی جانب میری رہنمائی کی ہے اور وہ اس گھاٹی میں ہے۔ ایک درخت نے اس کی نکیل کو روک رکھا ہے۔

آج مرگیا۔

اور رفاعہ بن زید بن التابوت وہ شخص ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بنی المصطلق سے واپس ہوتے ہوئے جب آپ کے پاس اس کی شکایت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ مسلمان اس سے خوف زدہ ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے اس شخص کے متعلق فرمایا:۔

لَا تَخَافُوا فَإِنَّمَا هِيَ هَبَّتْ لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنْ عُظَمَاءِ الْكُفَّارِ

تم لوگ نہ ڈرو یہ (ہوا) تو کافروں کے سرغنوں میں سے ایک بڑے شخص کی موت کے لیے چلی ہے۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو رفاعہ بن التابوت کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اسی روز مرا جس روز وہ ہوا چلی تھی۔

اور سلطہ بن برہام اور کنانہ بن صوریاء یہ منافقین مسجد میں آتے تھے اور مسلمانوں کی باتیں سنتے اور ان کا مذاق اڑاتے اور ان کے دین کا ہنسی مسخرہ پن کرتے تھے۔

منافقوں کی اہانت و ذلت اور ان کا مسجد سے نکالا جانا

ایک روز ان لوگوں میں کے چند لوگ مسجد میں جمع ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے آپس میں کانا پھوسی کر رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو وہ لوگ مسجد سے سختی کے ساتھ نکال دیئے گئے اور ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب اٹھے اور بنی خطمہ بن مالک بن نجار والے عمرو بن قیس کہ جو جاہلیت میں

ان کے بتوں کا پجاری تھا پاؤں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے یہاں تک لے گئے کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دیا اور وہ کہتا رہا کہ اے بنی النجار تو مجھے بنی عطیہ کے اونٹ اور بکریاں باندھنے کی جگہ سے نکالتا ہے۔ پھر ابو ایوب بنی النجار کے ایک شخص رافع بن ودیعہ کی طرف بھی بڑھے اور اس کی چوٹی پکڑی اور اس کو زور سے جھنجھوڑ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور عمارہ نے اس کے سینے پر ایسا ڈھیر مارا (لدم) کہ وہ گر پڑا۔ رافع نے کہا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ اے عمارہ تم نے مجھے (خوب) گھسیٹ دیئے۔ عمارہ نے کہا اے منافق اللہ تجھے دور کرے اور اللہ نے جو عذاب تیرے لیے متعین کر رکھا ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ خبردار پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے پاس نہ پھٹکنا۔

ابن ہشام نے کہا کہ لدم کے معنی ہتیلیوں سے مارنے کے ہیں۔ تمیم بن ابی بن مقبل نے کہا:—

وَلِلْفُؤَادِ وَجِيبٌ تَحْتَ أَبْهَرِهِ ۔۔۔ لَدْمَ الْوَلِيدِ وَرَاءَ الْغَيْبِ بِالْجَرِ

اپنی ابھر نامی رگ کے نیچے دل دھڑک رہا ہے اور نشیبی زمین کے پیچھے سے ولید کے پتھر مارنے کی طرح دھڑا دھڑ مار رہا ہے

ابن ہشام نے کہا کہ غیب کے معنی نشیبی زمین کے ہیں اور ابہر دل کی رگ کا نام ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی النجار میں کے ایک صاحب ابو محمد نامی بدری تھے اور ابو محمد کا نام مسعود بن اوس بن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم

۱۵۲ ابن مالک بن النجار۔ قیس بن عمرو بن سہل کی طرف بڑھے اور قیس کم سن جوان تھا اور جوانوں میں اس کے سوا کسی منافق کی خبر نہیں ملی اور اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر گھسیٹتے ہوئے (اسے) مسجد سے باہر کر دیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے منافقوں کے نکالنے کا حکم فرمایا تو ابو سعید الخدری کی جماعت کا ایک شخص جو لمذرۃ بن النجزرج میں سے تھا اور اس کا نام عبداللہ بن الحارث تھا۔ الحارث بن عمرو کی طرف بڑھا اور یہ شخص پہلوان وار تھا۔ اس نے اس کے پٹے پکڑ لئے اور اس کو سختی سے گھسیٹتے ہوئے جس طرح اوپر ذکر ہو چکا ہے مسجد سے باہر کر دیا۔ یہ منافق اس شخص سے کہتا چلا جا رہا تھا کہ اے ابن الحارث تم نے بہت سختی کی تو اس شخص نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن بے شک تو اسی قابل ہے کیونکہ اللہ نے تیرے متعلق (احکام) نازل فرمائے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب نہ آنا کیونکہ تو پلید ہے۔

اور بنی عمرو بن عوف میں کا ایک شخص اپنے بھائی زوی بن اشیم کی طرف بڑھا اور اس کو سختی سے مسجد کے باہر کر دیا اور اس سے بیزاری ظاہر کی اور کہا کہ تجھ پر شیطان اور شیطانی باتوں کا غلبہ ہے۔ غرض یہ وہ منافقین تھے جو اس روز مسجد میں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکالنے کا حکم فرمایا۔

سورہ بقرہ میں منافقوں اور یہودیوں کے متعلق جو نازل ہوا

غرض مجھے جو خبر ملی ہے وہ یہ ہے کہ انہیں یہود کے علماء اور اوس و خزرج میں کے منافقوں کے بارے میں ابتدائے سورۂ بقرہ کی سو آیتیں

نازل ہوئی۔ واللہ اعلم اللہ ہی بہتر فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

الٓمّٓ (اس کتاب میں) کسی قسم کا شک نہیں ہے۔

ابن ہشام نے کہا سعدہ بن جبیۃ الہذلی نے کہا ہے:۔

فَقَالُوْا بِهٖ نَا الْقَوْمَ قَدْ حَصِرُوْا بِهٖ وَلَا رَيْبَ أَنْ قَدْ كَانَ ثَمَّ لَرِيْبُ

ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے ان لوگوں کو اس حالت میں پایا ہے کہ انھوں نے ان کو گھیر لیا تھا اور اس میں شک نہیں کہ وہاں ایک مقتول شخص بھی تھا۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ 153

ریب کے معنی بدگمانی کے بھی ہیں۔ خالد بن زہیر ہذلی کہا ہے:۔

بَنِيْ أُدَيْبُهُ بِرَيْبِ.

گویا میں اسے کسی بدگمانی میں ڈال رہا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اریبۃ بھی کہا جاتا ہے۔

اور یہ بیت ان کے ابیات میں کی ہے اور وہ ابو ذویب الہذلی ہے۔

ہُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔ یعنی ان لوگوں کے لیے جو

ف۔ زبن دیا ہے ومنہم من یرویہ کانی اریبۃ بریب یعنی گویا میں اسے بدگمانی میں ڈالدیا تھا۔ (احمد محمودی)

ہدایت کی ان باتوں کو جو سنتے ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہیں تاکہ میرا
اُن سے کیا جو باتیں مذکور ہیں ان کا تعلق ان
کی سمجھ میں

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

بالغیب

جو لوگ نہ دیکھی ہوئی چیزوں پر ایمان لاتے
ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اس طرح ہمارا دیا ہوا کچھ
دیتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور فرض نماز کی
پابندی اور طریقہ سے ادا کرتے ہیں

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

"جو مانتے ہیں اس چیز کو جو تیری طرف اتاری گئی ہے
جو تجھ سے پہلے اتاری گئی۔

یعنی جو چیزیں اللہ عزوجل کی طرف سے آپ لائے ہیں اور
جو آپ سے پہلے کے رسولوں پر اتاری گئی ہیں ان کے
جانتے ہیں۔ ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور وہ اپنے پروردگار
کے پاس سے جو کچھ لائے ہیں اس کا انکار نہیں کرتے۔

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ

اور آخرت پر یہی لوگ یقین رکھتے ہیں۔

یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور قیامت، جنت، دوزخ، حساب

(۔۔۔ کشیدہ الفاظ الف ثبت میں نہیں ہیں۔ زاحمد محمودی)

اور میزان پر۔

یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو اس بات کے دعویدار ہیں کہ وہ ان چیزوں پر جو آپ سے پہلے ہوئی ہیں اور ان چیزوں پر جو آپ کے رب کے پاس سے آپ کے پاس آئی ہیں ایمان لا چکے ہیں ذہبی لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ

یہی لوگ اپنے پروردگار کی جانب سے ہدایت پر ہیں۔

یعنی انہیں ان کے پروردگار کی جانب سے ایک روشنی حاصل ہے وہ جو کچھ ان کے پاس آیا ہے اس پر انہیں استقامت ہے۔

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

یہی لوگ فلاح پانے والے کامیاب ہونے والے ہیں۔

یعنی ان لوگوں نے جو چیز طلب کی اس کو انہوں نے حاصل کر لیا اور جس برائی سے وہ بھاگے اس سے انہیں نجات مل گئی۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

بے شک جن لوگوں نے انکار کیا۔

یعنی اس چیز کا جو آپ کی جانب اتاری گئی ہے اگرچہ وہ کہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان لا چکے جو آپ سے پہلے ہمارے پاس آئی ہے۔

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

ان کے لیے برابر ہے چاہے تو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے

وہ ایمان نہیں لائیں گے

یعنی انہوں نے اس یاد داشت کا انکار کیا جو آپ کے متعلق ان کے

۱۵۳

پاس موجود ہے۔ اور انھوں نے اس عہد کا انکار کر دیا جو آپ کے متعلق ان سے لیا گیا تھا۔ اس لیے انھوں نے اس چیز کا بھی انکار کر دیا جو آپ کے پاس آئی ہے۔ اور اس کا بھی انکار کر دیا جو ان کے پاس ہے اور اسے ان کے پاس آپ کے سوا دوسرے لائے ہیں۔ اس لیے وہ آپ کے ڈرانے اور دھمکانے کو کسی طرح نہیں سنیں گے حالانکہ اس علم کا انکار کر دیا ہے جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعت پر مہر کر دی ہے
اور ان کی بصارتوں پر ایک قسم کا پردہ (ڈالدیا گیا) ہے

یعنی ہدایت کے حاصل کرنے سے (انھیں روک دیا گیا ہے) کہ وہ اس کو کبھی نہیں پا سکتے یعنی آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی جانب سے جو حق بات آئی اس کے جھٹلانے کے سبب سے حتیٰ کہ وہ اس کو مانیں (اس کو نہ مان کر) اگرچہ وہ ان تمام چیزوں کو مان لیں جو آپ سے پہلے تھیں (انھیں ہدایت حاصل نہ ہوگی)

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

اور ان کے لیے اس سبب سے کہ وہ آپ کی مخالفت پر
اڑے ہوئے ہیں) بڑا عذاب ہے۔

نیز یہ کہ یہ تمام بیان یہود کے علماء کے متعلق ہے کہ انھوں نے حق بات کو جان لینے اور پہچان لینے کے بعد جھٹلایا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ

اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور
آخرت کے دن پر ایمان لا چکے ہیں حالانکہ وہ ایمان والے نہیں ہیں۔
یعنی اوس و خزرج میں کے منافقین اور وہ لوگ جو انہیں کے قبیلہ
تھے۔

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا
يَشْعُرُونَ - فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

وہ اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے دھوکا بازی
کرتے ہیں حالانکہ وہ خود اپنے نفسوں کے سوا کسی اور کو دھوکا نہیں
دے رہے ہیں کیونکہ وہ اس کا احساس نہیں رکھتے ان کے دلوں
میں (نفاق کی) بیماری ہے۔

فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ وَإِذَا
قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ -

تو اللہ نے ان کی بیماری کو اور بڑھا دیا اور ان
کے لیے دردناک عذاب ہے اس لیے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے
اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں کہ ہم
تو اصلاح کرنے والے ہیں۔

اپنے فسادی ہونے کا) شعور (بھی) نہیں۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ۝ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

جب یہ لوگ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف ان سے مذاق کرتے ہیں اللہ ان سے مذاق کرتا ہے اور ان کو ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے پس نہ تو ان کی تجارت نے کچھ نفع دیا اور نہ وہ راہ پر آئے۔

یہ آیتیں منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن اس کے خلاف حلف اٹھا دیتے ہیں۔

قَالُوا آمَنَّا مَعَكُمْ۔

یہ ہم ان یہودیوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور آپ کے ساتھ مل کر

إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ

یہ ہم ان کے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔

اللہ ان کے ساتھ مذاق کرتا ہے

اللہ ان کو ڈھیل دیتا ہے۔

فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

یہ لوگ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی

فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ

پس نہ تو ان کی تجارت نے کچھ نفع دیا

وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ

اور نہ وہ راہ پر آئے۔

یہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل گئے

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اللہ بھی ان کا مذاق اڑاتا ہے اور انہیں ان کی سرکشی
میں ڈھیل دیتا ہے کہ حیران پھرتے رہیں۔

یہ آیت منافقوں کے متعلق ہے۔ وہ ان کے ساتھ مذاق کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے

اور ان کو ڈھیل دیتا ہے

اندھا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کی روشنی

ان کی آنکھوں کی روشنی

آنے والے ہی نہ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک مثال دی

اَوْ يَأْتِيَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِيْنَ

یا آسمان سے اترنے والی بارش کی مثال ہے جس میں
اندھیریاں (بھی) ہیں اور گرج (بھی) اور چمک (بھی) بجلیوں
کے کڑاکوں کے سبب موت سے ڈر کر وہ اپنی انگلیاں کانوں میں
دے لیتے ہیں حالانکہ اللہ کافروں کو ہر طرف سے گھیرے
ہوئے ہے (وہ اس سے بچ کر نہیں جا سکتے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ الصیب کے معنی [illegible] بارش کے ہیں اور یہ باب یصوب سے ہے [illegible] جس طرح کہ [illegible] اور [illegible] کے ہیں۔ [illegible] اور [illegible] کے ہیں۔ [illegible] اور [illegible] کے ہیں۔

[illegible]

[illegible] پڑتا)۔ اور اسی میں ہے :۔۔۔

اس لیے (اے محمد ﷺ) مجھ میں اور نادان ناتجربہ کاروں
میں برابری کا خیال نہ کر جب پانی سے بھرے ہوئے ابر اتریں (تو خدا
کرے کہ) وہ تجھے سیراب کریں۔
اور یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدہ سے کی ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا یعنی وہ ظلمت کفر کی جس ضلالت اور تمہاری مخالفت
اور تجھ سے ڈرنے کے سبب سے قتل کے جس خطرے میں ہیں وہ اس حالت
کے مثل ہے جو بارش کی تاریکی سے بیان کی گئی ہے کہ وہ کڑک گرج کے
سبب موت سے ڈر کر اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے ہیں۔ وہ
فرماتا ہے کہ اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ یعنی ان پر وہ عذاب نازل
کرنے والا ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ

چمک ان کی بینائیوں کو ایک لینے کے قریب ہو جاتی
ہے (ان کی بینائیوں کو پھاڑ دیتی ہے) یعنی حق کی روشنی کی تیزی۔

كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا

جب کبھی اس چمک نے انھیں روشنی دی وہ اس میں
چلنے لگے اور جب ان پر اندھیرا چھا گیا (تو ٹھٹک کر) کھڑے ہو گئے۔
یعنی جب تک کوئی سنتے ہیں اور سچی بات کہتے ہیں اور ہدایت پا کر
ہدایت پر چلتے ہیں اور جب حق سے پلٹ کر ضلالت میں چلے جاتے
ہیں (وہ) حیران کھڑے رہ جاتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ ذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور ان کی بینائیاں لیتا یعنی ہدایت
پر چلنے کے بعد اس کو چھوڑ دیا بے شبہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے
والا ہے۔

پھر فرمایا:—

۱۵۷ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ کافروں اور منافقوں دونوں کی جانب خطاب ہے۔ یعنی اپنے پروردگار کو یکتا مانو۔

الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

جس نے تم کو اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی (اور محتاط) بن جاؤ۔ (اس کی عبادت کرو اس کو یکتا مانو) جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنا دیا اور آسمان سے تمہارے لیے رزق اتارا۔ پس (کسی کو) اللہ کا ہمسر نہ بناؤ حالانکہ تم (اس بات کو) جانتے ہو (کہ اس کا کوئی ہمسر نہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ انداد کے معنی امثال کے ہیں اور اس کا واحد "ند" ہے لبید بن ربیعہ نے کہا ہے:—

أَحْمَدُ اللَّهَ فَلَا نِدَّ لَهُ بِيَدَيْهِ الْخَيْرُ مَا شَاءَ فَعَلْ

میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اسی کے ہاتھوں میں بھلائی ہے اس نے جو چاہا کر دیا۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا یعنی اللہ کے ساتھ اس کے غیروں کو جن کو تم اس کا

ہمسر خیال کرتے ہو اس کا شریک نہ بناؤ جو نہ فائدہ دیتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور تم جانتے ہو کہ اس کے سوا تمہارے لیے کوئی پروردگار نہیں ہے جو تمہیں رزق دیتا ہو اور تم اس بات کو بھی جانتے ہو کہ ربوبیت کی جس توحید کی جانب رسول تمہیں بلا رہا ہے وہ حق ہے اور اس میں کچھ شبہہ نہیں ہے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا

اگر تم اس چیز کے متعلق جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے شک میں ہو۔

یعنی اس چیز کے متعلق جسے لیکر وہ تمہارے پاس آیا ہے شک میں ہو۔

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ

تو اس کی سی ایک سورۃ (بنا) لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر تمہارے پاس جو لوگ حاضر ہوں ان (سب) کو بلا لو۔

یعنی تم جس حالت پر ہو اس میں تمہاری حمایت کرنے والے اللہ کے سوا جو ہوں جس جس کو تم بلا سکو (ان سب کو) بلا لو۔

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا

اگر تم سچے ہو پھر اگر تم نے (ایسا) نہیں کیا اور ہرگز نہیں کر سکو گے۔ تو تم پر سچائی صاف طور پر ظاہر ہو چکی۔

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ

تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

یعنی ان لوگوں کے لیے جو تمہاری طرح کفر پر ہیں۔ پھر انہیں ترغیب دی

اور اس عہد کے توڑنے سے ڈرایا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان سے لیا گیا تھا کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں تو انہیں کیا معاملہ کرنا ہوگا) پھر ان سے ان کی پیدائش کی ابتداء کا ذکر فرمایا کہ جب انہیں پیدا کیا تھا تو ان کی کیا حالت تھی) اور ان کے باپ آدم کی پیدائش کی بات قسم کی اور ان کیے افعال بیان فرمائے اور جب انہوں نے اس کی نافرمانی کی تو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا۔ پھر فرمایا:۔

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

اے اسرائیل کی اولاد۔ یہود کے علماء سے خطاب ہے

اُذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

یاد کرو میرے اس نعمت کو جو میں نے تمہیں دی تھی

یعنی میرے اس احسان کو یاد کرو جو میں نے تمہارے باپ دادا پر کیا تھا جب میں نے ان میں نبی بھیجے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہارے بزرگوں کے پاس بھی نہیں بھیجا جس کے سبب سے میں نے فرعون اور اس کی قوم سے چھڑایا تھا۔

وَأَوْفُوا بِعَهْدِي

اور پورا کرو میرے عہد کو جو میں نے تم سے لیا تھا

کہ جب میرا رسول تمہارے پاس آئے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا (جیسا کہ تورات میں لازمی) کر دیا تھا۔

أُوفِ بِعَهْدِكُمْ

میں پورا کروں گا تمہارے ساتھ جو میں نے کہا تھا کہ آپ کی تصدیق اور پیروی کرنے پر جو وعدہ تم سے کیا گیا تھا اس کو پورا کروں گا

وہ بوجھ اور نشانیں جو تم رسے ان گناہوں کی وجہ سے تمہاری گردنوں میں پڑی تھیں جو تمہاری بدعقلوں کی وجہ سے تمہیں ان کو ہلاک کر دیں۔

وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ

اور مجھی سے ڈرو۔ کہ کہیں تم پر وہ آفتیں نہ نازل کیا جائیں جو تم سے پہلے نافرمان رسے بزرگوں پر مسخ وغیرہ کی سزائیں نازل ہوئی تھیں جن کو تم جانتے ہو۔

وَآمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ

اور اس چیز پر ایمان لاؤ جو میں نے اتاری ہے اور تصدیق کرتی ہے اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے اور اس کے انکار کرنے میں سب سے پہلے تم نہ ہو جو تم میں ہیں جو کچھ رسے سوا دوسروں کے کفر کی باتیں ہیں جو تمہارے سوا دوسروں کے

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ۔

اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ۔

انکار کرتے ہو۔

ہوتی ہے کہ یہ بیماری ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ ان کی نافرمانی کے سبب سے اس وقت ان پر بیماری مسلط کر دی گئی تھی۔ ان سے مرجانے کے بعد پھر انہیں زندہ کیا گیا۔ اس کے بعد افضون یاسر بن عمرو سلوی زنار نے ذکر فرمایا ہے۔ ان سے اپنے اس ارشاد فرمانے کا بیان فرمایا:۔

أو كالذي مر على قرية وهي خاوية على عروشها قال أنى يحيي هذه الله بعد موتها

(یا اس شخص کی طرح جو ایک بستی پر گزرا جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی اور کہنے لگا کہ اللہ اس کو مرنے کے بعد کیونکر زندہ کرے گا)

حطہ کہو (یعنی بوجھ اتار دے)

ہمارے نبی نے حکم دیا تھا کہ وہ حطہ کہیں اس کے سبب سے میں تم سے تمہارے گناہ بخش دوں گا۔

اور ان کے قول کے بدلے انہوں نے اپنے لئے دوسری بات کہنے لے لینے کا تذکرہ فرمایا۔

[illegible]

بنی اسرائیل کے قصہ کی ہے۔

سلوی بٹیر قسم کے پرند ہیں۔ اس کا واحد سلواۃ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بٹیر ہی ہوتا ہے۔ خالد بن زہیر الہذلی نے کہا:۔

وَنَاسَمَهَا بِاللّٰتِ لَأَنْتُمْ أَلَذُّ مِنَ السَّلْوَى إِذَا مَا نَشُورُهَا

اور اس نے ان لوگوں کے آگے قسم کھائی کہ حقیقت میں تم
تو شہد سے بھی زیادہ لذیذ (یا پیارے) ہو جب کہ ہم اسے
[illegible]
[illegible]

انہوں نے کہا کہ ان کے اس شعر پڑھنے کا مقصد یہ ہے
[illegible]
[illegible]

فَأَصْبَحَ أَبُو رَافِعٍ مَيِّتًا بِمَا عَتَّرَ الْحَارِثِيُّونَ مِنْ شَيْخِهِمْ

[illegible]
[illegible]

ابن ہشام کہتا ہے کہ ابو رافع کا ذکر کرتے ہوئے
[illegible]
[illegible]

ابن اسحاق نے کہا کہ ابو رافع کا ذکر فرمایا کہ وہ بھی
پتھر کو ماریں۔

[illegible]

تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ ہر قبیلے کے لیے ایک چشمہ جس سے وہ پانی پیئیں۔ ہر قبیلے نے اپنا وہ چشمہ جس سے وہ پانی پیا کرے معلوم کر لیا۔ اور اس نے ان کے اس قول کا بھی ذکر فرمایا جو انھوں نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا تھا کہ

لَنْ نَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا

ہم ایک ہی غذا پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے اس لیے ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کہ وہ ان چیزوں میں سے جنھیں زمین اگاتی ہے اس کی ترکاری اور اس کی ککڑی اور اس کے گیہوں اور اس کی مسور اور اس کی پیاز میں سے ہمارے لیے کچھ پیدا کر دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ فوم کے معنی حنطۃ یعنی گیہوں کے ہیں۔ ابن الصعلت نے کہا ہے:۔

فَرَقَ شَيْبَتَهُ وَمِشْيِ حَوَانِي مَلَيْهَا ۔۔۔ قَصَعٌ كَالْوَذِيلِ فِي فَنِّ فُومِ

موضوع کے بڑے بڑے کٹوروں میں گیہوں کے گوندے ہوئے پانی کے ٹکڑے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ وذیل کے معنی پانی کے ٹکڑے کے ہیں اور فنن کا واحد فنۃ ہے۔ یہ شعر ایک قصیدہ میں سے ہے کہ

فرمایا کیا تم لوگ بدلے میں طلب کرتے ہو اس چیز کو جو اعلیٰ ہے بجائے اس چیز کے جو (اس سے) بہتر ہے تم کسی شہر میں (جا) اترو۔ پس بے شبہ تمھارے لیے وہ چیز (وہاں موجود) ہے جس کو تم نے طلب کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا تو انھوں نے (ایسا) نہیں کیا (یعنی وہ کسی شہر میں نہیں گئے)

اور ان پر اپنے نذر کے بلند فرمانے کا ذکر فرمایا تاکہ وہ اس چیز کو لیں جو انھیں دی گئی اور ان کی صورتوں کے مسخ کیے جانے کا ذکر فرمایا جو ان میں واقع ہوا تاکہ انھیں ان کی بدعتوں کے سبب بندر بنا دیا اور اس گائے کا تذکرہ فرمایا جس کے ذریعے انھیں ایک عجیب و غریب حالت ایک مقتول کے متعلق بتائی جس کے بارے میں وہ لوگ اختلاف رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کی حقیقت موسیٰ (علیہ السلام) سے سوالات و جوابات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر ظاہر فرما دی۔ اور اس کے بعد ان کے دلوں کے سخت ہو جانے کا بیان فرمایا حتیٰ کہ وہ پتھر کے سے یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے تھے پھر فرمایا:- 161

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ

اور پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے۔ اور ان میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں (یعنی پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں جو تمھارے ان دلوں سے نرم ہیں جنھیں حق کی جانب ہدایت کی جاتی ہے لیکن اس کو قبول نہیں کرتے)۔

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

اور تم جو کچھ کرتے ہو اس سے اللہ غافل نہیں ہے۔
پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان لوگوں کو جو ایمانداروں میں سے آپ کے ساتھ ہیں ان سے ناامید بناتا ہے (فرماتا ہے)۔

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

کیا تم لوگ (اس بات کی) امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری مانیں گے حالانکہ ان میں ایک جتھا ایسا بھی تھا (جس کے لوگ) اللہ کا کلام سنتے تھے اور پھر سمجھنے کے بعد اس کو بدل دیتے تھے حالانکہ وہ علم بھی رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان سبھوں نے اللہ کے کلام توراۃ کو سنا۔ بلکہ وہ فرماتا ہے۔ فریق منہم یعنی خاص طور پر ان میں کا ایک گروہ۔ بعض اہل علم سے مجھے خبر ملی ہے کہ انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ! اللہ کے دیدار ہیں اور ہم میں تو روک پیدا کر دی گئی (کم، ز کم) جب وہ آپ سے باتیں کرے تو ہمیں اس کا کلام ہی سنا دو۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے پروردگار سے اس کی استدعا کی تو اس نے آپ سے فرمایا۔ اچھا انھیں حکم دو کہ وہ اپنے میں پاکیزگی پیدا کریں اور روزے رکھیں تو انھوں نے ویسا ہی کیا اور آپ انھیں لے کر چلے یہاں تک کہ انھیں لے کر طور پر پہنچے اور ان پر ابر چھا گیا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے انھیں حکم دیا تو سجدے میں گر پڑے اور آپ کے پروردگار نے آپ سے کلام کیا تو انھوں نے اس کا کلام سنا۔ اس کی قدرت بڑی ہے کہ وہ انھیں امر اور نہی سناتا رہا ہے حتیٰ کہ انھوں نے جو کچھ اس سے سنا اس کو سمجھ بھی لیا۔ پھر آپ انھیں لے کر بنی اسرائیل کی جانب لوٹ آئے اور جب ان کے پاس

برائے تو ان میں کی ایک جماعت نے ان باتوں کو بدل ڈالا جن کا اس نے انھیں حکم فرمایا تھا۔ اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اللہ نے ایسا ایسا حکم دیا ہے تو اس جماعت نے جس کا ذکر اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہا کہ اللہ نے تو صرف ایسا ایسا فرمایا ہے اور اس کے برعکس کہا جو اللہ نے ان کے متعلق فرمایا تھا۔ پس یہی ہیں جن کا ارادہ اللہ نے فرمایا ہے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کو خبر دینے) کے لیے پھر فرمایا:—

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا

اور جب انھوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں تو کہا کہ ہم (بھی) ایمان لا چکے ہیں۔

یعنی تمہارے دوست اللہ کے رسول ہیں لیکن خاص طور پر تمہاری ہی جانب (بھیجے گئے ہیں) اور جب وہ ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتے تو کہتے کہ عرب سے یہ بات نہ کہنا کیونکہ تم لوگ ان کے مقابلے میں فتح طلب کیا کرتے تھے اسی ذات کے وسیلے سے اور وہ انھیں میں (مبعوث) ہوئے تو اللہ (تعالیٰ) نے انھیں کے متعلق (یہ آیت) اتاری۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

اور جب انھوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں تو کہا کہ ہم (بھی) ایمان لا چکے ہیں۔ اور جب ان میں کا ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتا ہے تو وہ بات بیان کر دیتے ہو جو اللہ نے تم پر کھول دی ہے تاکہ وہ

اس سے تمہارے رب کے پاس تم پر حجت قائم کریں (تمہیں قائل کردیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو۔

یعنی تم لوگ اقرار کر لیتے ہو کہ وہ نبی ہے اور تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ ان کے متعلق تم سے ان کی پیروی کرنے کا مضبوط عہد لیا گیا ہے۔ اور وہ تمہیں یہ بات بتائے گا کہ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے اور جس کا ذکر ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں وہ وہی ہے (اس لیے سرے سے) اس بات ہی کا انکار کر دو اور ان کے سامنے اس کا اقرار ہی نہ کرو تو اللہ عزوجل فرماتا ہے:—

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ

اور کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے ان (باتوں) کو جنہیں وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اور ان میں سے بعض تو بے علم ہیں بجز تلاوت کے کتاب کا وہ علم ہی نہیں رکھتے

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدہ سے روایت ہے کہ الا امانی کے معنی الا قراءۃ کے ہیں کیونکہ امی وہ شخص (کہلاتا) ہے جو پڑھتا ہے اور لکھتا نہیں۔ فرماتا ہے کہ وہ کتاب کا علم نہیں رکھتے مگر وہ سنے پڑھتے (سنے سنائے) ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدہ اور یونس سے روایت ہے کہ ان دونوں نے اللہ عزوجل کے اس قول میں اس سے مراد عربی ہے اور یہ مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے یونس بن حبیب نحوی اور ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ عرب تمنّی بمعنی قرأ کہتے ہیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب میں ہے:—

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

اور تجھ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں بھیجا گر جب اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت میں (کوئی بات) ڈال دی۔

کہا کہ ابو عبیدہ نے مجھے یہ شعر بھی سنایا:۔

تَمَنَّى كِتَابَ اللّٰهِ أَوَّلَ لَيْلَةٍ وَآخِرَهُ لَاقَى حِمَامَ الْمَقَادِرِ

اس نے رات کے ابتدائی حصے میں اللہ کی کتاب پڑھی اور رات کے آخری حصے میں مقدر شدہ موت نے اسے پورا حق ادا کر دیا۔

اور اس نے کہا یہ شعر بھی سنایا:۔

تَمَنَّى كِتَابَ اللّٰهِ فِي آخِرِ الدُّجَى تَمَنِّيَ دَاوُدَ الزَّبُورَ عَلَى رِسْلِ

رات کے آخری حصے میں اللہ کی کتاب تہجد میں پڑھی جیسے داؤد علیہ السلام زبور کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔

اور امنیۃ کا واحد امنیۃ ہے اور امانی کے معنی آدمی کا مال وغیرہ کہ اس نے کہا ہے

اور وہ تو صرف گمان کر رہے ہیں

عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں چند دنوں کے سوا آگ ہرگز نہ چھوئے گی (اے نبی) تو کہہ کیا تم نے اللہ کے پاس (سے) کوئی عہد لیا ہے کہ اللہ ہرگز اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا یا تم لوگ اللہ پر ایسی بات (کے ذمہ ہونے) کا دعویٰ کر رہے ہو جس کو تم جانتے ہی نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زید بن ثابت کے آزاد کردہ ایک صاحب نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کہا کرتے تھے کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے اور اللہ لوگوں کو سزا کے طور پر دنیا کے ہر ایک ہزار سال کے عوض آخرت کے دنوں میں سے ایک دن آگ میں رکھے گا اور یہ عذاب صرف سات روز ہوگا۔ اس کے بعد عذاب روک دیا جائے گا۔ تو اللہ نے اس کے متعلق ان کا یہ قول وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً اور اپنا یہ قول نازل فرمایا۔

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ

کیوں نہیں جس نے برائی کی اور اس کی خطا نے اسے گھیر لیا۔

یعنی جس نے تمہارے کہنے کے مطابق کفر کیا اور ایسی چیز کا انکار کیا جس کا تم نے انکار کیا ہے جس کے کفر نے اس کی نیکیوں کو گھیر لیا تو ایسے لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے جو ایمان لائے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور اچھے کام کیے۔
یہ جنت والے ہیں یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔
یعنی جن لوگوں نے اس چیز کو مان لیا جس کا تم نے انکار کیا ہے اور اس دین پر عمل کیا جس کو تم نے چھوڑ دیا ہے تو ان کے لیے جنت ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ انھیں اس بات سے مطلع فرماتا ہے کہ نیکی بدی کی جزا نیکوں اور بدوں کے لیے دائمی اور ابدی ہوگی جو کبھی منقطع نہ ہوگی۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر انھیں ملامت کرنے کے لیے فرمایا:۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ مضبوط عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں کروگے (اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیکی (کروگے اور تمھیں حکم دیا کہ) لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز پوری طرح ادا کرو اور زکوٰۃ دو۔ پھر (اس قرار کے بعد) تم میں کے چند افراد کے سوا سب نے روگردانی کی اور تم عادۃً روگرداں ہی ہو۔

یعنی تم نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا اور کسی عیب و نقص کی وجہ سے ترک نہیں کیا، بلکہ تم اس بات کے عادی ہو۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا کہ تم ایک دوسرے کے خون نہ بہاؤ گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ تَسْفِكُونَ کے معنی تَصُبُّونَ کے ہیں۔ عرب کہتے ہیں سَفَكَ

دمہ اے صبہ یعنی اس نے اس کا خون بہایا وسفک انزق آے مرقۃ۔ یعنی مشک میں کا پانی بہا دیا۔ شاعر نے کہا ہے:۔

وَكُنَّا اُدَّلَّ الضَّيْفُ حَتَّى بِأَرْضِنَا ۔۔۔ تَسَكَّنَ دِمَاءُ الْبُدْنِ فِي نَزَلِ الْمَالِ

ہماری یہ عادت رہی ہے کہ جب کبھی مہمان ہماری سرزمین میں اترتا ہے تو ہمارے اونٹوں کے (سرخ خون) بہت سی ہوئی چربی میں بہہ رہتے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اسحال سے شاعر نے ایسی کثیر مراد لی ہے جس میں بہت سی ہوئی چربی ہو جس کو سہالہ بھی کہا جاتا ہے حدیث میں آیا ہے:۔

لَمَّا قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ

بَنُو إِسْرَائِيلَ أَخَذَ جِبْرِيلُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ وَحَمْأَتِهِ فَضَرَبَ

بِهِ فَاهُ

جب فرعون نے کہا کہ میں ایمان لایا کہ جس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں جبریل نے سمندر کی تہ کی ہوئی چربی اور وہ اس کے منہ پر ماری۔

ابن اسحٰق نے کہا:۔

وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ كُنْتُمْ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ

اور جب ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے نجات دی تم دیکھ رہے تھے۔

اور جب ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے نجات دی تھی جو تم کو برا عذاب دیتے تھے یہ تفسیر ہے

وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ مِنْ

دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

آخر تم (وہی) لوگ ہو کہ اپنے (لوگوں) کو قتل کرتے ہو اور تم خود اپنے (میں سے) ایک (گروہ) کو ان کے گھروں سے نکال دیتے ہو۔ ظلم و زیادتی اور گناہ سے ان کے خلاف (دوسروں کی) مدد کرتے ہو یعنی مشرکوں کی مدد کرتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ مل کر ان لوگوں کے خون بہائیں اور تمہارے ساتھ مل کر مشرک ان لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال دیں۔

وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ

اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر آتے ہیں تو فدیہ دے کر انہیں چھڑاتے (بھی) ہو۔ اور کہیں یہ بھی موجود ہے کہ تمہارے دین کے لحاظ سے یہ بات تمہارے لئے نقصان رساں ہے۔

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ فِي كِتَابِكُمْ

یعنی ان کو (ان کے گھروں سے) نکال دینا تم پر حرام ہے۔ یہ حکم تمہاری کتاب میں موجود ہے۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان رکھتے ہو اور ایک سے انکار کرتے ہو۔ کیا تم میں یہ ایمان۔ کہ ان کو فدیہ دیتے ہو اور اسی سے منکر بن کر انہیں گھروں سے نکال دیتے ہو۔

فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

لہٰذا تم میں سے جو شخص ایسا کرے اس کا بدلہ یہی ہونا کہ دنیا
میں ذلت و رسوائی اور قیامت کے دن زود سخت ترین عذاب کی طرف
لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ تم کرتے ہو ان کاموں سے اللہ غافل نہیں ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ[1] فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ
الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ

یہی لوگ ہیں جنھوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا خرید
لی ہے اس لیے ان کے عذاب میں کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان
کی مدد کی جائے گی۔

غرض انھیں ان کے ان کاموں پر خوب [illegible] کہ ان پر فرض کیا گیا تھا۔ اور یہ لوگ دو گروہ ہو گئے۔ ایک جماعت بنی قینقاع کی تھی جو خزرج کے حلیف تھے اور دوسری جماعت بنی نضیر اور قریظہ کی تھی جو اوس کے حلیف تھے۔ ان لوگوں کی عادت یہ تھی کہ جب اوس و خزرج میں جنگ ہوتی تو قینقاع خزرج کے ساتھ لڑتے اور نضیر و قریظہ اوس کے ساتھ۔ دونوں میں سے ہر گروہ فریق کے حلیف اپنے بھائیوں کے خلاف اپنے حلیفوں کی مدد کرتے تھے کہ وہ آپس میں اپنے خون آپ بہاتے۔ حالانکہ ان کے ہاتھوں میں تورات تھی اور وہ اس کے کہنے پر کیا گیا ذمہ داریاں میں دران پر کیا گیا [illegible] اوس و خزرج مشرک تھے۔ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے نہ ان کے [illegible] نہ دوزخ تا۔ نہ مرنے کے بعد اٹھنے کا۔ نہ قیامت [illegible] جب جنگ ختم ہو جاتی تو اپنے قیدیوں کا فدیہ [illegible] تورات کے حکم کے

---

[1] بالآخرۃ نسخہ زمنت میں چھوٹ گیا ہے۔ مرتب

[illegible] لیتے اور ایک دوسرے کا فدیہ دے دیتے۔ بنی قینقاع کے جو قیدی اوس کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے ان کا فدیہ بنی قینقاع (اوس کو ادا کرتے اور بنی نضیر و قریظہ کے جو قیدی خزرج کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے ان کا فدیہ وہ (خزرج) ادا کرتے [illegible] مشرکوں کی [illegible] میں جو خوں ریزیاں کرتے اور ان میں سے جن لوگوں کو آپس کی لڑائی میں وہ مارڈالتے ان مقتولوں کے خون بہا دیتے اور ان کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ جب ان کو اس بات پر [illegible] کرتا ہے تو فرماتا ہے۔

ثُمَّ أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ

یہ تم آپ ہی ہو کہ کچھ لوگوں کو قتل کرتے ہو اور بعض حصے کا انکار کرتے ہو۔

[illegible] کا فدیہ بھی دیتے ہو اور قتل بھی [illegible] کو تم یہ کہتے ہو کہ تورات پر ایمان لاتے ہیں اور قتل بھی کرتا ہے۔ [illegible] کو [illegible] کرتا ہے۔ [illegible] کے ساتھ شریک کرتا ہے۔ [illegible] مال و متاع کی خاطر [illegible] کرتا ہے۔

[illegible] کے ساتھ [illegible] وفرزند کے ساتھ [illegible] نازل ہوئے ہیں فرمایا۔

[illegible]

عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ

[illegible]

زندہ کرنا۔ اور آپ کا کیچڑ سے پرند کی شکل بنانا پھر اس میں (آپ کا) پھونکنا تو اللہ کے حکم سے اس کا پرندہ بن جانا اور بیماریوں کا دور کرنا اور غیب کی بہت سی خبریں دینا جن کو وہ اپنے گھروں میں جمع رکھتے تھے۔ اور توریت کو جو ان کے پاس دوبارہ روانہ فرمائی باوجود اس انجیل کے جو اللہ نے ان کے پاس نئی بھیجی پھر ان تمام چیزوں سے ان کے انکار کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا:۔

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ

تو کیا جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسی چیز لے کر آیا جسے تمہارے نفس نہ چاہتے تھے تو تم نے تکبر کیا پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلا دیا اور ایک جماعت کو تم قتل کر رہے ہو۔

پھر فرمایا:۔

(۱۶۶) وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ

اور انہوں نے کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں یعنی محفوظ ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔

(ان کے دل غلافوں میں نہیں ہیں) بلکہ ان کے کفر کے
سبب سے اللہ کی ان پر پھٹکار ہے اس لیے وہ بہت کم ایمان لاتے
ہیں اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے کتاب آئی جو تصدیق کرنے والی
ہے اس چیز کی جو ان کے پاس تھی حالانکہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں
پر فتح طلب کیا کرتے تھے جنہوں نے انکار کیا۔ پھر جب ان کے پاس وہ چیز
آئی جس کو وہ پہچان گئے تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔ پس
اللہ کی لعنت ہو منکروں پر۔ کیا برا ہے وہ معاوضہ جس کے
بدلے انہوں نے اپنے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو قریش میں سے
مبعوث فرمایا اور جس کے ذریعہ انہوں نے اپنی جانوں کو بیچا کہ کفر کیا تو اللہ
فرماتا ہے:—

فَبَآءُو بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ ۚ وَلِلْكَٰفِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

کہ وہ اس چیز کا انکار کر رہے ہیں، جو اللہ نے نازل فرمائی اور صرف
اس ضد سے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا
فضل نازل فرماتا ہے۔
یعنی اس وجہ سے کہ اس نے وہ (اپنا فضل یعنی وحی) اس کے غیروں
کو عنایت فرما دیا۔

فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ

پس وہ ایک غضب پر اور دوسرے غضب کے سزاوار
ہو گئے اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔
ابن ہشام نے کہا کہ باؤ بالغضب کے معنی استوجبوا الحسد
کے ہیں یعنی اس کو بردشت کر لیا۔
زیاد بن عبید کا حبشی کہتا ہے۔

أَمَا الْحُكْمُ حَتْمٌ تَبُوءُ وَا بِمِثْلِهَا كَفَيْتُ بِنَبْلِ كَيْنَةٍ قَبِيلَهَا

میں تمہارے سامنے کرتا ہوں تاکہ تم بھی اس کی سی آفتوں
کو برداشت پیدا ہو جائے۔ جیسے کسی دوست نے بچ پر دشمن کا
نے اس کے لیے سان بنا دیا ہو۔
وہ بیت اس کے کہ قبیلہ کے کی سے

ابن اسحٰق نے کہا کہ غضب پر غضب سے ان کی یہ مراد
[illegible] کے باوجود اس کو انھوں نے [illegible]
[illegible] غضب یہ ہو کہ انھوں نے [illegible]
[illegible] کی جانب روانہ فرمایا تھا۔
[illegible]

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ

دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

(اے نبی) کہہ دے کہ اگر آخرت کا گھر اللہ کے پاس دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر خالص تمہارے ہی لیے ہے تو مرنے کی آرزو کرو۔ اگر تم سچے ہو۔

یعنی دونوں جماعتوں میں جو زیادہ جھوٹی ہو اس کے لیے موت کی دعا کرو تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایسا کرنے سے انکار کیا تو اللہ (تعالیٰ) اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے فرماتا ہے:۔

وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ

اور ان کے ہاتھوں نے جو کچھ پہلے کیا ہے اس کے سبب سے وہ ہرگز اور کبھی بھی ایسی آرزو نہ کریں گے۔

یعنی ان کے ان معلومات کے سبب سے جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہیں۔ اور ان کا انکار کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اگر وہ اس دن جب ان سے یہ بات کہی گئی موت کی آرزو کرتے تو روئے زمین پر کوئی یہودی بھی نہ رہتا اور سب کے سب مر جاتے پھر دنیوی زندگی اور درازیٔ عمر کے متعلق ان کی رغبت کا ذکر کیا اور فرمایا:۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَى حَيَاةٍ

اور بے شبہ تو ان لوگوں سے زیادہ زندگی کی حرص کرنے والے انھیں کو تو پائے گا۔

یعنی یہود کو۔

وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ

اور (وہ) مشرکوں سے بھی زیادہ بڑھ کر ہیں۔ ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش اسے ہزار سال کی عمر دی جائے اور اگر ہزار سال کی عمر بھی دی گئی تو) یہ اسے عذاب سے دور رکھنے والی نہیں۔

وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ آخِرَهُ

اور مشرکوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش اسے

یعنی یہ ہزار سال کی عمر اسے عذاب سے نجات دینے والی نہیں۔ اس لیے کہ مشرک ہونے کے بعد پھر زندہ ہونے کی امید نہیں رکھتا۔ اس لیے وہ دنیا کی عمر سے محبت رکھتا ہے۔ اور یہودی چونکہ یہ بات جانتا ہے کہ اس نے اپنے پاس کے علم کو جو ضائع کر دیا ہے۔ اس کی وجہ سے اس کے لیے آخرت میں ذلت و رسوائی ہے (اس لیے وہ دنیا کی عمر سے محبت رکھتا ہے)۔ اس کے بعد فرمایا:—

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ

جو شخص جبریل کا دشمن ہو (تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے) کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو تیرے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین مکی نے شہر بن حوشب سے روایت کی کہ ابن عباس نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہو (تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے) کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو تیرے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے۔

(احمد محمودی)

ہمیں ایسی باتیں بتاؤ جو ہم تم سے دریافت کرتے ہیں کہ تم نے ہمیں بتائیں تو ہم تم کو اپنا پیرو کار بنائیں گے اور تمہیں سچا جانیں گے اور تمہاری بات مانیں گے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔

عَلَيْكُمْ بِذَلِكَ عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيثَاقَهُ لَئِنْ أَنَا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ لَتَتَّبِعُنِّي

(یعنی) تم پر اللہ کا عہد و میثاق ہے کہ اگر میں تم کو اس کی خبر دے دوں پھر تو تم ضرور میری تصدیق کرو گے۔

انھوں نے کہا ہاں۔ فرمایا:۔

فَسَأَلَهُ عَمَّا بَدَا لَكُمْ

جو چیز کہ متعلق تھی من جملہ معلومات پیغمبر۔

انھوں نے کہا ہمیں بتائیے کہ لڑکا اپنی ماں سے کیسے مشابہ ہوتا ہے حالانکہ نطفہ تو باپ کا ہوتا ہے۔ راوی نے کہا کہ آپ نے [illegible] وسلم نے فرمایا:۔

أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ

نُطْفَةَ الرَّجُلِ بَيْضَاءُ غَلِيظَةٌ وَنُطْفَةَ الْمَرْأَةِ صَفْرَاءُ رَقِيقَةٌ

فَأَيُّهُمَا عَلَا صَاحِبَهُ كَانَ لَهُ الشَّبَهُ

[illegible] اللہ کی قسم دیتا ہوں [illegible]
[illegible] تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں [illegible]
[illegible] کہ مرد کا نطفہ سفید گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ زرد پتلا ہوتا ہے اور ان دونوں میں سے جو کبھی دوسرے پر غلبہ پا جاتا ہے تو [illegible] ہوتی ہے۔

انھوں نے کہا خدایا یہی بات ہے۔ پھر انھوں نے کہا اچھا یہ بتائیے کہ آپ کی نیند کیسی ہے۔ راوی نے کہا تو آپ نے فرمایا:۔

أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ

نَوْمَ الَّذِي تَزْعُمُونَ أَنِّي لَسْتُ بِهِ نَنَامُ عَيْنَاهُ وَقَلْبُهُ يَقْظَانُ

میں تمھیں اللہ کی اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں تھیں ان کی قسم دیتا ہوں (سچ بتاؤ کہ) کیا اس بات کو جانتے ہو کہ جس شخص کی نیند جس کے متعلق تم خیال کرتے ہو کہ میں وہ نہیں ہوں (ایسی ہوتی ہے) کہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل بیدار رہتا ہے۔

راوی نے کہا کہ وہ کہنے لگے خدایا سچی بات ہے۔ فرمایا:۔

فَكَذَلِكَ نَوْمِي تَنَامُ عَيْنِي وَقَلْبِي يَقْظَانُ

پس میری نیند بھی ایسی ہی ہے میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل بیدار رہتا ہے۔ انھوں نے کہا، سچ ہے یہ وہ چیز ہے جس کو اسرائیل نے اپنی ذات پر حرام ٹھیرا لیا تھا۔

فرمایا:۔

أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ

أَنَّ كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَيْهِ أَلْبَانَ الْإِبِلِ وَلُحُومَهَا

وَأَنَّهُ اشْتَكَى شَكْوَى فَنَذَرَ إِنْ عَافَاهُ اللهُ مِنْهَا أَنْ لَا يَأْكُلَ عِرْقًا أَحَبَّ الطَّعَامِ

وَالشَّرَابِ إِلَيْهِ شُكْرًا لِلَّهِ فَحَرَّمَ عَلَى نَفْسِهِ لُحُومَ الْإِبِلِ وَأَلْبَانَهَا

میں تمھیں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی قسم دیتا ہوں جو بنی اسرائیل پر ہوئی تھیں (سچ بتاؤ کہ) کیا اس بات کو جانتے ہو کہ ان کو کھانے پینے کی چیزوں میں اونٹوں کا دودھ اور ان کا گوشت سب سے زیادہ پسند تھا اور وہ ایک بیماری میں مبتلا ہو گئے پھر اللہ نے انھیں اس سے صحت دی تو انھوں نے اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں سے انتہائی پسندیدہ چیزوں کو اللہ کے شکر کے طور پر اپنی ذات پر حرام کر لیا تو اونٹوں کے گوشت اور (اونٹنیوں کے) دودھ کو اپنے نفس پر حرام ٹھیرا لیا۔

تو انھوں نے کہا یا اللہ سچ بات ہے۔ پھر انھوں نے کہا اچھا ہمیں روح کے متعلق کچھ خبر دیجئے۔ فرمایا:—

أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَهُ جِبْرِيلَ وَهُوَ الَّذِي يَأْتِينِي

میں تمھیں قسم دیتا ہوں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں۔ کیا تم اس کو جانتے ہو کہ وہ جبریل ہے اور وہی ہے جو میرے پاس آتا ہے۔

انھوں نے کہا یا اللہ سچ ہے لیکن اے محمد! وہ ہمارا دشمن ہے اور وہ فرشتہ ہے جو صرف سختیاں اور خوں ریزیاں لاتا ہے اور اگر ایسی بات نہ ہوتی تو ضرور ہم آپ کی پیروی کرتے۔ راوی نے کہا تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:—

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ

الی قولہ أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ

(اے نبی) کہدے کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہو (تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے) کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو خدا کے حکم سے اس طرح تیرے دل پر اتارا ہے کہ وہ تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی جو اس سے پہلے ہے اور ایمانداروں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ اور کیا جب کبھی انھوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں کی ایک جماعت نے اس کو پھینک دیا بلکہ ان میں کے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے۔ اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے ایسا رسول آیا جو تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے تو جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی انھوں نے اللہ کی کتاب کو اپنے پیٹھ پیچھے اس طرح ڈال دیا۔ گویا وہ اسے جانتے ہی نہیں اور وہ ان باتوں کے پیچھے ہو لئے جو سلیمان کی حکومت (کے زمانے) میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔ یعنی جادو۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ

حالانکہ سلیمان نے کفر اختیار نہیں کیا تھا بلکہ شیاطین نے
کفر اختیار کیا تھا (کہ) وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ (اس کی تصدیق میں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رسولوں میں سلیمان (علیہ السلام)
کا ذکر فرمایا تو بنی امیہ کے بعض عالموں نے کہا کہ کیا تمہیں محمد کے متعلق
یہ تعجب نہیں کرتے وہ تو اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ سلیمان نبی تھے
حالانکہ وہ تو صرف ایک جادوگر تھے تو اللہ نے ان کے متعلق یہ آیت)
نازل فرمائی:۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا

(اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا)

وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا

يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ

(اور وہ چیز (بھی کفر تھی) جو بابل میں دو فرشتے ہاروت اور
ماروت پر اتری تھی۔ اور وہ تعلیم نہیں دیتے تھے کسی کو (جب تک کہ وہ نہ)
یہ کہتے کہ ہم تو آزمائش کے لئے ہیں تو (ایمان لا کر) کافر نہ بن۔)

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے بعض ایسے لوگوں نے جن کو میں متہم نہیں
سمجھتا یہ بیان کیا، وہ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں اور عکرمہ نے ابن عباس سے
روایت کی ہے کہ جب ان کے پاس سے ان کے نبی سے اپنی نبوت پر جو چیز حرام
تھی وہ چیز کھا رہے تھے اور اس کو حلال کر دیئے اور ایسی باتیں
جن سے ان کو روکا گیا تھا ان کو کرنے لگے اور انہیں اس کی ممانعت کی
گئی تھی۔

لِآبَائِكُمْ حَتَّى أَنْجَاهُمْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ إِلَّا أَخْبَرْتُمُونِي هَلْ تَجِدُونَ فِي مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِمُحَمَّدٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے رسول محمد کی جانب سے جو موسیٰ کا دوست اور انکا بھائی ہے اور اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہے جس کو موسیٰ لائے تھے۔ اے گروہ اہل تورات! سن لو کہ بے شبہ اللہ نے تم سے فرمایا ہے اور یہ بات تم اپنی کتاب میں بھی پاؤ گے کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں نرم مہربان ہیں (اے مخاطب) تو انھیں رکوع کرتا سجدے کرتا اللہ کے فضل اور رضامندی کا طالب دیکھے گا۔ سجدے کے اثر سے ان کی نشانی خود ان کے چہروں میں (نظر آئے گی) یہ ان کی مثال توریت میں (بھی) ہے اور ان کی مثال انجیل میں (بھی) ہے۔ ایک کھیتی کی طرح جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اس کو مضبوط کر دیا تو وہ موٹا ہو گیا اور اپنی نال پر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ کسانوں کو حیرت میں ڈالتا ہے تاکہ کافروں کو ان کے سبب سے غصے میں لائے۔ ان میں سے جو لوگ ایمان لائے اور (انھوں نے) نیک کام کئے ان سے اللہ نے بخشش اور ایک بڑے بدلے کا وعدہ فرمایا ہے اور میں تمھیں قسم دیتا ہوں اللہ کی اور قسم دیتا ہوں اس چیز کی جو تم پر اتاری گئی ہے اور تمھیں قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے من و سلویٰ تمھارے ان قبیلوں کو کھلایا جو تم سے پہلے تھے اور تمھیں قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے تمھارے بزرگوں کے لیے سمندر کو یہاں تک سکھا دیا کہ انھیں فرعون اور اس کے کاموں سے چھڑا لیا کہ تم مجھے خبر دو کہ جو چیز اللہ نے تم پر اتاری ہے۔ کیا تم اس میں یہ (لکھا ہوا) پاتے ہو کہ تم محمد پر ایمان لاؤ۔

فَإِنْ كَتَمْتُمْ لَا تَجِدُونَ ذَلِكَ فِي كِتَابِكُمْ فَلَا كُرْهَ عَلَيْكُمْ قَدْ

تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَادْعُوكُمْ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى نَبِيِّهِ

پھر اگر تم یہ (بات) اپنی کتاب میں نہیں پاتے تو تم پر کوئی مجبوری نہیں۔ راہ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے پس تم کو اللہ اور اس کے نبی کی طرف بلاتا ہوں۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ شَطْأَهُ کے معنی فَرَاخَهُ کے یعنی کھیتی کے پٹھے کے ہیں اور واحد شَطْأَةٌ ہے۔ جب کھیتی اپنے پٹھے نکالے تو عرب کہتے ہیں قَدْ أَشْطَأَ الزَّرْعُ۔ اور آزرہ کے معنی عَاوَنَهُ کے ہیں یعنی اس کو قوت دی قوی کر دیا کہ وہ اپنی ماؤں کا سا ہو گیا۔ امرؤ القیس نے کہا ہے۔

كَهَيْئَةِ قَدْ آزَرَ الضَّالَّ نَبْتُهَا مَجَرَّ جُيُوشٍ غَانِمِينَ وَخَيَّبِ

(یہ واقعہ) ایسے تکڑ کا ہے جہاں کی روئیدگی کی قوت نے بیری کے درختوں کو قوی بنا دیا تھا اور وہ فتحمند اور شکست خوردہ لشکروں کے ٹھیرنے کا مقام تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

بنی ربیعہ بن مالک بن زید مناۃ میں کے ایک شخص حمید بن مالک ارقط نے کہا:

زُرَّاعًا وَقَضِيمًا مُؤْزَرَ النَّبَاتِ

ایسی زراعت اور ایسا چارہ ہے جس کی روئیدگی کو قوت دی گئی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔

اور سوق مسموز نہیں ہے بلکہ یہ ساق کی جمع ہے جیسے سَاقُ الشَّجَرِ درخت کا تنا۔ یا گھاس پات کی نال۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہود کے کافروں اور عالموں میں سے جو لوگ

آپ سے سوالات کیا کرتے اور دشواریاں ڈالتے تھے تاکہ حق کو باطل کے ساتھ مشتبہ کر دیں اور ان کے متعلق خاص طور پر قرآن نازل ہوا ایک ابو یاسر ابن اخطب تھا۔ عبداللہ بن عباس اور جابر بن عبداللہ بن رئاب کی روایت سے جو باتیں مجھ سے کہی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابو یاسر بن اخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایسی حالت میں گزرا کہ آپ ابتدائے سورہ بقرہ الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ تلاوت فرما رہے تھے تو ابو یاسر بن اخطب چند یہودیوں کے ساتھ اپنے بھائی حیی بن اخطب کے پاس آیا اور کہا سنو واللہ میں نے محمد کو الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ پڑھتے سنا ہے جو اس پر اترا ہے تو ان لوگوں نے کہا تو نے سنا ہے۔ کہا ہاں تو حیی بن اخطب ان یہودیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے ان لوگوں نے کہا اے محمد! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم پر جو کچھ اتارا گیا ہے اس میں تم الٓمٓ بھی پڑھتے ہو۔ فرمایا ہاں تو انھوں نے کہا ہمیں جبریل تمہارے پاس اللہ کے پاس سے لائے ہیں فرمایا ہاں۔ انھوں نے کہا کہ اللہ نے تم سے پہلے بھی انبیاء کو مبعوث فرمایا ہے یہ ہمیں اس کی خبر نہیں کہ ان میں سے کسی نبی سے بجز تمہارے یہ بیان کیا ہو کہ اس کی حکومت کا زمانہ اور اس کی امت کا دنیوی حصہ کیا ہوگا۔ تو حیی بن اخطب اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا الف ایک اور لام تیس اور میم چالیس یہ (جملہ) اکہتر سال کیا تم لوگ ایسے دین میں داخل ہوتے ہو جس کی حکومت کی مدت اور اس کی امت کا دنیوی حصہ اکہتر سال ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے محمد! کیا اس کے ساتھ اور بھی کچھ ہے فرمایا ہاں اس نے کہا وہ کیا ہے۔ فرمایا۔ المص۔ اس نے کہا یہ بڑا بھاری اور لمبا ہے الف ایک اور لام تیس اور میم چالیس اور صاد نوے یہ (جملہ) ایک سو اکسٹھ سال ہوئے۔ اے محمد کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی

ف ۱ نسخہ ذات میں دوسرے نسخوں اور ابن ہشام کے خلاف واضاد تسعون کے بجائے ستون لکھا ہے اور جملہ ابجد یہ کے حساب احدی وستون ومائۃ کے احدی وثلاثون ومائۃ لکھا ہے جو بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

ہیں۔ فرمایا ہاں الف۔ کہا یہ اور زیادہ بوجھل اور زیادہ لمبا ہے۔ الف
ایک اور لام تیس اور میم ۔۔۔ دو سو اور یہ دو سو کتنیں ہوئے۔ اسے تم
کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ فرمایا ہاں الف لام میم کہا وہ تو
تو اور زیادہ بھاری اور دراز ہے۔ الف ایک لام تیس میم چالیس اور
یہ سے دو سو یہ تو دو سو اکہتر سال ہو گئے۔ پھر اس نے کہا۔ اے محمد اب تو
تمہارا معاملہ ہمارے لیے بہت تک مشتبہ ہو گیا کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا تمہیں
تھوڑا دیا گیا ہے یا بہت۔ پھر آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو ابو یاسر
نے اپنے بھائی حیی بن اخطب اور ان لوگوں سے جو اس کے ساتھ یہود کے
لیڈر تھے کہا تمہیں کیا خبر شاید محمد کے لیے یہ سب کے سب جمع
کر دیے گئے ہوں اکہتر اور ایک سو اکہتر اور دو سو اکتیس اور دو سو اکہتر اور
یہ سات سو چونتیس سال ہو گئے پھر انہوں نے کہا اس کا معاملہ ہمارے لیے
مشتبہ ہو گیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیتیں انہیں کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ

اس (قرآن) کی بعض آیتیں محکم ہیں، وہی کتاب کی اصل
ہیں اور دوسری مشتبہ المعنی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ میں نے اہل علم میں سے بعض ایسے لوگوں سے
سنا ہے جن کو میں متہم نہیں سمجھتا وہ بیان کرتے تھے کہ یہ آیتیں نجران والوں
کے متعلق اس وقت نازل ہوئیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق آپ سے دریافت کرنے آئے تھے۔
محمد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے

۱۔ (الف) میں یہاں بھی احدی و ثلاثین ۔۔۔ یعنی اکیاسی کتنیں کہتے ہیں۔
۲۔ (الف صاد کے ساتھ کے حساب سے ۔۔۔ سے ہیں ۔۔۔ سو سال ہوئے
ہیں۔ یعنی بہاں سات سو چونتیس کے ۔۔۔ ہیں ۔۔۔

بیان کیا کہ انھوں نے سنا ہے کہ یہ آیتیں یہود ہی کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہوئیں لیکن انھوں نے مجھ سے اس کی کوئی تفسیر نہیں بیان کی ۔ پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی بات واقعی تھی ۔

ابن عباس کے مولی عکرمہ سے یا سعید بن جبیر سے جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں اور انھوں نے ابن عباس کی روایت سے بتایا ہے یہ ہے کہ یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلے سے اوس و خزرج پر فتح طلب کیا کرتے تھے اور جب اللہ نے آپ کو عرب میں سے مبعوث فرمایا تو انھوں نے آپ کا بھی انکار کر دیا اور آپ کے متعلق جو کچھ کہا کرتے تھے اس کا بھی انکار کر دیا تو ان سے معاذ بن جبل نے اور بنی سلمہ والے بشر بن البراء بن معرور نے کہا کہ اے گروہ یہود ! اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ تم ہم پر محمد کے وسیلے سے اس وقت فتح طلب کرتے تھے جب ہم مشرک تھے اور تم ہمیں خبر دیا کرتے تھے کہ آپ مبعوث ہونے والے ہیں اور تم لوگ آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے تو بنی نضیر والے سلام بن مشکم نے کہا کہ وہ کوئی ایسی چیز نہیں لایا جس کو ہم پہچانتے ہیں اور یہ وہ نہیں ہے جس کا ذکر ہم تم سے کیا کرتے تھے تو اللہ 174
نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا :-

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا
مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا

اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے وہ کتاب آئی جو تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں پر فتح طلب کیا کرتے تھے جنھوں نے کفر اختیار کر رکھا تھا ۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِينَ .

پھر جب ان کے پاس وہ چیز آگئی جس کو انھوں نے پہچان لیا
تو اس سے انکار کر دیا۔ پس منکروں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ کے متعلق ان سے عہد لیے جانے اور آپ کے بارے میں اللہ نے انھیں جو حکم دیا تھا اس کا ذکر ان لوگوں سے کیا گیا تو مالک بن الصیف نے کہا کہ واللہ ہمیں محمد کے بارے میں نہ کوئی حکم دیا گیا اور نہ ہم سے ان کے متعلق کوئی عہد لیا گیا تو اللہ نے اس کے متعلق (یہ آیۃ) نازل فرمائی:۔

أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

اور کیا جب کبھی انھوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں کی ایک
جماعت نے اس کو پھینک دیا بلکہ ان میں کے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں لاتے۔

اور ابو صلوبا الغطیونی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد! تم ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جس کو ہم جانتے ہوں اور نہ اللہ نے تم پر کوئی ایسی کھلی نشانی اتاری کہ اس کے سبب سے ہم تمھاری پیروی کریں تو اللہ نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا۔

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ

اور بے شک ہم نے تیری جانب (بہت سی) کھلی نشانیاں
اتاری ہیں اور ان کا انکار نافرمان لوگ ہی کیا کرتے ہیں۔

اور رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اے محمد ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب لاؤ جسے آسمان سے تم ہم پر اتارو کہ ہم اسے پڑھیں اور ہمارے لیے نہریں بہا دو کہ ہم تمھاری پیروی کریں اور تمھیں سچا جانیں تو اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ

وَمَنْ يَبْتَدِلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ

یا تھا جیسے کہ [illegible]

جیسے اس [illegible]

جو شخص کفر کو ایمان کے بدلے [illegible]

وسیلہ [illegible]

ابن ہشام کہتے ہیں کہ [illegible]

حسان بن ثابت نے کہا ہے:۔

يَا رَبِّ أَنْصَارِ النَّبِيِّ وَرَهْطِهِ ۔۔۔۔۔ [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۷۵ اور یہ بیت ان کے ایک قصیدہ کی [illegible]

[illegible]

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب [illegible] اللہ نے اپنی رسالت کی تبلیغ کی عنایت فرمائی تو ان پر حسد کرنے والے یہود میں سب سے زیادہ سخت دل [illegible] اخطب اور ابو یاسر بن اخطب تھے۔ یہ دونوں لوگوں کو اسلام سے پھیرنے کی جس قدر ان سے ہو سکتی کوشش کرتے رہتے تھے۔ انہیں دونوں کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اس کتاب میں ہمارے ہاتھوں نے ان پر جو ظلم و ستم ڈھائے اور اپنے نفسانی حسد کے سبب سے یہ جو بخش کی کہ ان کو ان کے دین سے پھیر دیں اور ان کو کافر بنا دیں۔ یہ سب کچھ ہم نے اس وقت تک برداشت کیا جب تک کہ اللہ اپنا حکم نہ بھیجے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود اور نصاریٰ کا جھگڑا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب نجران کے نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان کے پاس یہودی علماء بھی پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان میں جھگڑا ہوا اور رافع بن حریملہ نے کہا کہ کسی شے پر نہیں ہو اور اس نے عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر دیا تو نجران کے نصرانیوں میں سے ایک شخص نے یہود سے کہا کہ تم کسی چیز پر نہیں ہو اور اس نے موسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت اور توریت کا انکار کر دیا تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق ان دونوں کے قول (یعنی فضل) نازل فرمائے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ

لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ

فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

اور یہود نے کہا کہ نصاریٰ کسی (صحیح) چیز پر نہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کسی (صحیح) چیز پر نہیں حالانکہ وہ (دونوں گروہ اپنی اپنی) کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح ان لوگوں نے بھی انہیں کی سی بات کہدی جو (کچھ بھی) نہیں جانتے۔ پس اللہ قیامت کے روز ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ آپس میں اختلاف کیا کرتے تھے۔

یعنی ہر ایک گروہ اپنی کتاب میں اس بات کی سچائی کے متعلق پڑھتا رہتا ہے جس کا وہ انکار کرتا ہے یعنی وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کا انکار کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں وہ (معاہدہ) جو موسیٰ (علیہ السلام) کی زبانی عیسیٰ (علیہ السلام) کی تصدیق کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے ان سے لیا تھا موجود ہے اور انجیل میں موسیٰ (علیہ السلام) اور اس توریت کی تصدیق کا وہ (معاہدہ بھی) موجود ہے جو وہ اللہ کے پاس سے لائے تھے اور ہر گروہ اس چیز سے انکار کرتا ہے جو اس کے (مخالف) ساتھی کے ہاتھ میں ہے۔

۱۷۶ اور رافع بن حریملہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد اگر تم اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے ہو جس کا تم دعویٰ کرتے ہو تو اللہ سے کہو کہ وہ ہم سے خود باتیں کرے کہ ہم اس کی باتیں سنیں۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا:

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ۔

اور جو لوگ علم نہیں رکھتے انھوں نے کہا کہ اللہ ہم سے
باتیں کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی
جو لوگ ان سے پہلے تھے انھوں نے بھی انھیں کی سی باتیں کیں ان
کے دل ایک دوسرے کے سے ہو گئے ہیں۔ ہم نے تو یقین رکھنے والوں
کے لیے کئی نشانیاں پیش کر دی ہیں۔

اور عبداللہ بن صوریا الاعور النعیمونی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ سیدھی راہ تو وہی ہے جس پر ہم ہیں۔ اے محمد ہماری پیروی کرو تو تم سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے۔

اور نصاریٰ نے بھی اسی طرح کہا تو اللہ (تعالیٰ) نے عبداللہ بن صوریا اور نصاریٰ کی باتوں کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:—

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا۔

اور انھوں نے کہا کہ یہودی ہو جاؤ یا نصاریٰ تو سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

(اے نبی) تو کہدے بلکہ ہم نے تو ملت ابراہیم
(اختیار کر لی ہے جو) ایک سو (تھے) اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

پھر اللہ (تعالیٰ) نے پورا قصہ اپنے اس قول تک بیان فرمایا۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا
تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ

وہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی۔ اس کو وہ (ملے گا) جو
اس نے کمایا اور تمھیں وہ (ملے گا) جو تم نے کمایا اور جو کچھ وہ

کرتے تھے اس کے متعلق تم سے سوال نہ کیا جائے گا۔

کعبے کی جانب تحویل قبلہ کے وقت یہود کی باتیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ شام کی سمت سے کعبے کی سمت قبلہ کی تحویل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے سترھویں مہینے کی ابتدا میں ماہ رجب میں ہوئی تو رفاعہ بن قیس اور فروہ بن عمرو اور کعب بن اشرف اور رافع بن ابی رافع اور کعب بن اشرف کا حلیف الحجاج بن عمرو اور الربیع ابن الربیع بن ابی الحقیق اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمد تمہیں اس قبلے سے جس کی جانب تم نے کس چیز نے پھیر دیا حالانکہ تمہیں تو اس بات کا دعوٰی ہے کہ تم ملت ابراہیمی اور دین ابراہیمی پر ہو۔ تم جس قبلہ کی جانب سے اس کی جانب سے ہٹ گئے تو ہم تمہاری پیروی کریں گے اور تم کو سچا مانیں گے اور وہ صرف آپ کو آپ کے دین سے پھیر دینا چاہتے تھے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

۱۷۷ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا

مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ

منقریب لوگوں میں سے بے وقوف کہیں گے کہ کس چیز نے انھیں ان کے اس قبلے سے پھیر دیا جس پر وہ تھے کہہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ بتا دیتا ہے اور اسی طرح ہم نے تم کو بہترین جماعت بنایا کہ تم لوگوں کے لیے گواہ بنو اور رسول تمہارے لیے گواہ بنے۔ اور جس قبلے پر تو تھا وہ تیرے لیے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ جو رسول کی پیروی کرتا ہے اس کو اس شخص سے ممتاز کریں جو اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ جاتا ہے۔

یعنی آزمائش اور امتحان کے طور پر ایسا کیا۔

وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ

اور اگرچہ یہ بڑی (بھاری) بات تھی مگر ان لوگوں پر کوئی بھاری بات نہ تھی جنھیں اللہ نے سیدھی راہ دکھا دی ہے۔

یعنی جنھیں آزمائش سے گزرنے اور امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کی راہ بتا دی یعنی جنھیں اللہ نے ثابت قدم رکھا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ

اور اللہ ایسا نہیں کہ تمھارا ایمان برباد کرے۔

یعنی تمہارا جو ایمان پہلے قبلے کے متعلق تھا اور تم نے اپنے نبی کی تصدیق کی تھی اور تحویل قبلہ تک جو پیروی تم نے اس کی کی دونوں قبلوں کے متعلق تم نے جو اپنے نبی کی اطاعت کی (ان نیکیوں کو برباد نہیں کرے گا) یعنی وہ تمہیں ان دونوں (کی) جزا عنایت فرمائے گا۔

إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ۔

بے شبہہ اللہ لوگوں پر مہربانی اور رحم کرنے والا ہے۔

پھر فرمایا :۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۔

تیرے چہرے کے آسمان میں (یعنی آسمان کی جانب) پھرنے کو ہم دیکھ رہے ہیں پس بے شبہہ ہم تجھے اسی قبلے کی جانب پھیر دیں گے جس کو تو پسند کرتا ہے۔ پس (اب تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر دے۔ اور (اے محمد کی امت والو) تم جہاں کہیں رہو اپنے چہرے اسی کی جانب کر دو۔

ابن ہشام نے کہا کہ شطرہ کے معنی نحوہ وقصدہ کے ہیں یعنی اس کی جانب۔ نصر بن احمر الباہلی نے ایک اونٹنی کا بیان کرتے ہوئے کہا ہے اور باہلہ یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا۔

تَعْدُو بِنَا شَطْرَ جُمْعٍ وَهْيَ عَامِدَةٌ ۔۔۔ قَدْ كَادَ يَذْهَلُ عَنْ إِيدِيهَا الْحَقَبَا

وہ (اونٹنی) ہمیں لیے ہوئے مزدلفے کی جانب تیز چلی جا رہی ہے حالانکہ دم دبائے ہوئے ہے اور اس کی تیز رفتاری کے سبب سے دبی ہوئی دم تنگ کے نیچے تک پہنچنے کے قریب ہو گئی ہے۔ (ابتدائے حمل میں اونٹنیاں دم دبائے رکھتی ہیں اور یہی اونٹنیاں تیز نہیں چلا کرتیں۔ شاعر اسی بات کی تعریف کر رہا ہے کہ وہ حمل کے ابتدائی زمانے کے باوجود تیز دوڑ رہی تھی!

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے

اور قیس بن خویلد الہذلی نے اونٹنی کے وصف میں کہا ہے :-

إِنَّ النَّعُوسَ بِهَا دَاءٌ مُخَامِرُهَا فَشَطْرُهَا نَظَرَ الْعَيْنَيْنِ مَحْسُورُ

نعوس (اونٹنی کا نام ہے) کو اس (کی رگ رگ میں پھیل
جانے والی بیماری ہے۔ اس لیے اس کی جانب آنکھوں کا دیکھنا
تھکا دینے والا ہے۔ (یعنی سفر کے لئے کرنے کی امید نہ کرنا چاہیے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ نعوس اس کی اونٹنی کا نام ہے اس لیے اس نے اس کو تھکی نظروں سے دیکھا۔ محسور بمعنی حسیر قرآن مجید میں مذکور ہے۔ وھو حسیر۔

وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ

اور بے شک جن لوگوں کو کتاب دیگئی ہے وہ یقیناً جانتے
ہیں کہ وہ (قرآن) حق ہے۔ ان کے پروردگار کی جانب سے ہے
اور جو کام وہ کر رہے ہیں اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ

اور اگر تو ان لوگوں کے پاس جنہیں کتاب دیگئی ہے ہر طرح
کی نشانی لائے تو وہ تیرے قبلے کی پیروی نہ کریں گے اور تو بھی ان
کے قبلے کی پیروی کرنے والا نہیں اور ان میں کے بعض افراد بھی دوسرے

جس فراد کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں اور تیرے پاس جو علم آچکا ہے اس کے بعد بھی اگر تو نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو بے شبہہ تو ظالموں میں سے ہوگا۔

ابن اسحٰق نے کہا اللہ کے اس قول تک

وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ

اور بے شبہہ وہ حق ہے تیرے پروردگار کی جانب سے اس لیے تو شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہو۔

یہودیوں کا توریت کی سچی باتوں کو چھپانا

بنی سلمہ والے معاذ بن جبل اور بنی اشہل والے سعد بن معاذ اور بنی حارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید نے علمائے یہود میں کی ایک جماعت سے بعض ایسے مسائل کے متعلق پوچھا جو توریت میں ہیں تو انھوں نے ان مسائل کو چھپایا اور ان کے متعلق کچھ بتانے سے انکار کیا تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:—

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ ۱۰۶
مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ

بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں ان کھلی باتوں اور (ایسی) ہدایت کو جس کو ہم نے اتارا ہے بعد اس کے کہ ہم نے اسے لوگوں کے لیے کتاب میں بیان (بھی) کر دیا ہے یہ وہی ہیں جن پر اللہ ملامت فرماتا ہے اور جو لوگ ملامت کرنے والے ہیں وہ سب ان پر ملامت کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام پر ان کا جواب

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب میں کے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور انھیں اس کی رغبت دلائی اور انھیں اللہ کے عذاب و سزا سے ڈرایا تو رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے کہا کہ اے محمد (ہم تمہارے دین کی بات نہ مانیں گے) بلکہ ہم تو اسی (روش) کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے کیونکہ وہ زیادہ جاننے والے اور ہم سے بہتر تھے تو اللہ عزوجل نے ان کے اقوال کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی :-

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

اور جب ان سے کہا گیا کہ اللہ نے جو (کلام) نازل فرمایا ہے اس کی پیروی کرو تو انھوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے اور کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پائے (ہوئے) ہوں۔

بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کا جمگھٹا

اور جب جنگ بدر کے روز اللہ تعالیٰ نے قریش پر مصیبت نازل

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو سوق بنی قینقاع میں جمع کیا اور فرمایا:۔

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَكُمُ اللهُ بِمِثْلِ مَا أَصَابَ بِهِ قُرَيْشاً

اے گروہ یہود اسلام اختیار کر لو اس سے پہلے کہ اللہ تم پر بھی ویسی (ہی) مصیبت ڈالے جیسی قریش پر ڈالی۔

تو انھوں نے آپ سے کہا اے محمد تم اس بھلاوے میں نہ رہنا کہ تم نے قریش کی ایک (ایسی) جماعت کو قتل کر ڈالا جو ناتجربہ کار تھی اور جنگ کرنا نہ جانتی تھی۔ واللہ اگر تم ہم سے جنگ کرو تو تمھیں معلوم ہوگا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں اور تمھیں کوئی ہمارا سا نہیں ملا۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے اس قول کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ

(اے نبی) جن لوگوں نے کفر کیا ان سے کہدے کہ بہت جلد تم لوگ مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ (بہت) برا فرش ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ وَاللهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ

[1]

[1] (الف۔ ب) میں ترونہم تاء فوقانیہ سے ہے اور (ج د) میں یاء تحتانیہ سے ہے اور کلام مجید میں بھی دونوں قراءتوں کی رو آیتیں موجود ہیں، یرونہم یاء تحتانیہ سے ہو تو اس کے معنی

مَنْ يَشَاءُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ

بے شبہ تمہارے لیے ایک نشانی تھی دو جماعتوں میں جو ایک دوسرے سے مقابل ہوئیں ایک جماعت اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور دوسری کافر ہے۔ تم انھیں ان کا دونا دیکھ رہے تھے (اور یہ کچھ خیالی بات نہ تھی بلکہ) آنکھوں دیکھ (معاملہ تھا) واللہ اپنی مدد سے جس کی تائید پاتا ہے کرتا ہے بے شبہ اس میں بصیرت والوں (یا دیکھنے والوں) کے لیے عبرت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کی عبادت گاہ میں تشریف لے جانا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کی عبادت گاہ میں یہود کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں اللہ کی طرف بلایا تو نعمان بن عمرو اور الحارث بن زید نے آپ سے پوچھا اے محمد تم کس دین پر ہو تو آپ نے فرمایا:—

عَلَىٰ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَدِينِهِ

ملت ابراہیم اور دین ابراہیم پر (ہوں)۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ وانھیں ان کی دونی اپنی دونا دیکھتے ہیں معنی ہوں گے۔ اور یہ کوئی نئی بات نہ تھی جو کچھ اختلافات ہیں اس لیے میں نے ضمیروں کے مرجعوں کو ترجمے میں ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ مرجعوں کے اختلاف سے مختلف معانی پیدا ہوتے ہیں اور مفسرین مرجعوں کی تفصیل مطلوب ہو وہ کتب تفسیر میں رجوع فرمائیں۔ (احمد محمود)

۱۰۰ ان دونوں نے کہا کہ ابرہیم تو یہودی تھے تو آپ نے ان سے فرمایا:۔

فَهَلُمَّ إِلَى التَّوْرَاةِ فَهِيَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

اچھا تو یہ میرے سامنے تورات موجود ہے ہمارے اور تمہارے درمیان (فیصلہ کرے گی)۔

انھوں نے اس سے انکار کیا تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ

کیا تو نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جنھیں کتاب میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ اللہ کی کتاب کی جانب بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ پھر (بھی) ان میں کی ایک جماعت روگردانی کرتی ہے اور وہ ہیں ہی روگردان۔ یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے کہہ دیا کہ بجز چند دنوں کے ہمیں آگ ہرگز نہ چھوئے گی اور جو جھوٹے الزام وہ دیا کرتے تھے اس نے انھیں ان کے دین کے متعلق دھوکے میں ڈال دیا۔

یہود کے علما اور نجران کے نصاریٰ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپس میں جھگڑنے لگے تو یہود کے علما نے کہا کہ ابراہیم تو یہودی ہی تھے اور نجران کے نصاریٰ نے کہا کہ نہیں، ابرہیم نصرانی تھے تو اللہ نے

ن کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَآجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ
التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ
حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ
وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا
مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ
اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ

(اے نبی) کہہ دے اے اہل کتاب تم ابراہیم کے
متعلق کیوں جھگڑتے ہو۔ نکہ توریت و انجیل نہیں اتاری گئیں
کے بعد تو کیا تم عقل نہیں رکھتے (دیکھو) یہ تم لوگ (ہی تو) ہو
(کہ) جس میں تمہیں (کچھ) علم ہے اس میں جھگڑتے ہو۔ (کچھ)
چیز میں تم کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں (کچھ) علم نہیں (اور) اللہ
تو (سب کچھ) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ابراہیم نہ (تو) یہودی
تھے اور نہ نصرانی بلکہ یکسوئی رکھنے والے فرماں بردار (مسلمان) تھے
اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے بے شک لوگوں میں
سے زیادہ قریب وہ لوگ (تھے) جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ
اور وہ لوگ جو (ان پر) ایمان لائے ہیں اور اللہ (تو) ایمان والوں
(ہی) کا مربی ہے۔

اور عبید اللہ بن ضعیف اور عدی بن زید، وہ کہتے ہیں ابو عوف نے

ایک دوسرے سے کہا کہ آؤ محمد اور اس کے ساتھیوں پر جو چیز اتری ہے اس پر صبح کو ایمان لاؤ اور شام کو اس کا انکار کر دو تاکہ ان کے لیے ان کے دین میں شبہ ڈالو (یہ اس لیے) کہ وہ بھی ایسا ہی کریں جیسا ہم کر رہے ہیں اور وہ اپنے دین سے پھر جائیں، تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے بارے میں (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اے کتاب والو تم حق کو باطل سے کیوں گڈمڈ کرتے ہو تم باوجود حق کو (کیوں) چھپاتے ہو۔

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِينَكُمْ قُلْ إِنَّ الْهُدَى هُدَى اللَّهِ أَنْ يُؤْتَى أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُوتِيتُمْ أَوْ يُحَاجُّوكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۱۸۱

اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان پر جو چیز اتاری گئی ہے اس کو دن کے ابتدائی حصے میں مان لو اور آخری حصے میں انکار کر دو شاید کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں اور (حقیقت میں اس شخص کے سوا جو تمہارے دین کی پیروی کرے

(کسی اور کو) نہ مانو (اے نبی) کہدے کہ بے شک ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے (اور اس بات کو بھی نہ مانو) کہ کسی کو ویسی چیز دیگئی ہے جو تم کو دی گئی ہے یا وہ تمھارے پروردگار کے پاس تم پر حجت میں غالب ہو جائیں گے۔ (اے نبی) کہدے کہ فضل اللہ (ہی) کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسعت والا اور (ہر شخص کی قابلیتوں کو) جاننے والا ہے۔

جب یہود کے علماء اور نجران کے نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو ابو نافع القرظی نے کہا اے محمد کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی پرستش کرتے ہیں ہم بھی تمھاری پرستش کریں اور نجران والے نصرانیوں میں کے ایک شخص الرئیس نامی نے کہا اور بعض روایتوں میں ارئیس اور الرئیس بھی ہے۔ اے محمد کیا تم یہی چاہتے ہو اور اسی (اعتقاد) کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو۔ یا جس[1] طرح اسے کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مُعَاذَ اللّٰهِ أَنْ أَعْبُدَ غَيْرَ اللّٰهِ أَوْ آمُرَ بِعِبَادَةِ غَيْرِهِ فَمَا بِذَلِكَ بَعَثَنِي اللّٰهُ وَلَا أَمَرَنِي

(میں) اللہ کی پناہ (مانگتا ہوں) اس بات سے کہ غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے غیر کی عبادت کا حکم دوں۔ نہ اللہ نے مجھے اس (عقیدے) کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (اور) نہ اس نے مجھے اس کا حکم فرمایا ہے۔ یا آپ نے جس طرح فرمایا۔ تو اللہ نے ان دونوں کے اقوال کے متعلق (یہ ارشاد) فرمایا:۔

---

[1] یہ لفظ راوی نے اپنے حافظے پر بھروسہ نہ کرنے کی وجہ سے کہے ہیں کہ روایت بالفاظ صحیح ہوئے کا راوی کو یقین نہیں۔ لیکن مطلب یہی تھا۔ (احمد محمودی)

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ

(یہ بات) کسی بشر کو (زیبا) نہیں کہ اللہ کتاب اور حکمت اور نبوت عنایت فرمائے (اور) پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے پرستار بن جاؤ۔ لیکن (اس کا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ) تم لوگ علماء، فقہاء اور سادات بن جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے اور تعلیم حاصل کرتے رہتے ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ ربانیین کے معنی عالموں، فقیہوں اور سرداروں کے ہیں، اس کا واحد ربانی ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔

لَوْ كُنْتُ مُرْتَهِنًا فِي النَّاقُوسِ أَفْتَنِنِي ۔۔۔ بِهٰذَا الْكَلَامِ وَرَبَّانِيٌّ أَحْبَارِ

اگر میں کسی (تارک الدنیا) راہب کی خانقاہ میں مقیم ہوتا (تو بھی) اس مجموعہ کی باتیں مجھے اور اس راہب فقیہ و عالم (دونوں) کو بھی دین سے بھٹکا دیتیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ قوس کے معنی راہب کی خانقاہ کے ہیں اور قسی بنی تمیم کی زبان ہے اور بنی قیس قسی کہتے ہیں۔ جریر نے کہا ہے۔

لَوْ صَلَّ إِذْ صَرَمَتْ هِنْدٌ وَلَوْ وَقَفَتْ ۔۔۔ لَاسْتَنْزَلَتْنِي وَذَا الْمِسْحَيْنِ فِي قُسِّ

لے یہ کشیدہ زیادتی بجز نسخہ (الف) کے دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔ نسخہ (ف) کے تتبع میں (ب) میں بھی اصل میں لکھی گئی ہے۔ لیکن ساتھ ہی حاشیے پر صراحت کر دی ہے کہ یہ زیادتی عرب کے

جب ہند جدا ہو گئی تو (اس سے ملنے کا کوئی ذریعہ)
نہ رہا اور اگر (وہ) تغیر تو مجھے اور موسیٰ کو پیش کرتا ہے (یعنی
رہنے والے کو بھی (اپنے مقام سے) اتار لیتی (یعنی زہد و تقویٰ
چھڑا دیتی)

(قوس) یعنی راہب کی حالت ہو اور ربانی رب سے منسوب ہے جو
سید کے معنی میں ہے اللہ کی کتاب میں ہے۔

فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا۔

وہ اپنے سردار کو شراب پلائے گا۔

جس میں رب سے مراد سید و سردار ہے۔ فرمایا:۔

وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۱۰۳
أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

اور وہ تمہیں حکم نہ دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو
رب بنا لو کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا اس کے بعد کہ تم مسلمان
ہو چکے ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اس نے اس عہد کا ذکر فرمایا جو ان
سے اور ان کے انبیاء سے لیا تھا کہ جب ان کے پاس تشریف لائیں تو
آپ کی تصدیق کریں اور اپنے آپ پر لازم ہونے کا جو قرار انھوں نے کیا
تھا اس کا ذکر فرمایا اور فرمایا:۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ سنبلے کے سو دو سو دانے نکلیں اور ان میں سے ہر دانہ سے
سے جو بعد کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔

(جاری ہے)

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے جو تمھیں کتاب اور حکمت دی ہے (اس شرط سے کہ اس کے بعد) پھر تمھارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس (کتاب و حکمت) کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمھارے ساتھ ہے تو ضرور تم اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے قبول کیا اور اس (شرط) پر میرے (اس) عہد کا بار اٹھا لیا۔ انھوں نے کہا ہم نے قبول کیا۔ فرمایا تم (ایک دوسرے کے بارے میں) گواہ رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ آخر بیان تک۔

انصار کو آپس میں لڑا دینے کی یہود کی کوشش

ابن اسحٰق نے کہا کہ شاس بن قیس جو بہت بوڑھا۔ کفر کا سرگروہ مسلمانوں سے سخت کینہ اور حسد رکھنے والا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی

اور یہ دونوں کے دونوں مارے گئے۔

۱۸۲ ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس بن اسلت کہتا ہے۔

عَلَى أَنَّ قَدْ فَجَعَتْ بِذِي حِفَاظٍ وَفَارَقَنِي كَهْلَانِ كَالْحِصْنَيْنِ

باوجود اس کے کہ میں حفاظت کرنے والے جوان سے محروم ہو گیا
اور دو کہلان کہ جو دو قلعوں کی طرح تھے مجھ سے جدا ہو گئے۔

فَإِنْ تَسْأَلُوهُ فَإِنَّ عِفًّا أَعِفُّ بِأَسْلَةٍ خَطِّيٍّ سَنِينٍ

(یقین) اگر تم عفیر کو قتل کیا ہے تو عمرو!
نے بھی تیز تلوار کے دانتوں میں دبا لیا ہے۔

اور یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں، اور جنگ بعاث کا بیان جتنا کہ میں نے ذکر کیا ہے۔ اس سے بہت زیادہ ہے لیکن میں نے

۱۔ (اس میں قدیمی بنو نجار کی بربادی کا ذکر ہے جو آخر میں رہتے۔ (مترجم))

اس کے پورے بیان کرنے سے رہ گئے ہیں (سیرت نبوی کے بیان کی) وہی فتح ہے جس کا ذکر میں نے کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس (نوجوان) نے ویسا ہی کیا تو اسی وقت ان لوگوں میں تو تو میں میں ہونے لگی اور کشمکش، فخر اور مباہات شروع ہو گئی نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں قبیلوں میں سے ایک ایک شخص حملے کے لیے نیم استادہ ہو گیا۔

(ان میں سے) بنی حارثہ بن الحارث میں کا اوس بن قیظی نامی اور خزرج میں سے بنی سلمہ میں کا جبار بن صخر نامی یہ دونوں ایک دوسرے سے الجھ پڑے۔ پھر ان میں کے ایک نے اپنے مقابل والے سے کہا کہ اگر تم چاہو تو ابھی اس (جنگ) کی پھر ابتدا کریں۔ غرض دونوں جماعتیں غصے میں بھر گئیں۔ اور انھوں نے کہا اچھا تمھارے (اور) اپنے مقابلے کے لیے یہ سیاہ پتھریلا مقام ہم نے مقرر کر دیا ہتھیار لاؤ۔ ہتھیار لاؤ (کی چیخ پکار ہونے لگی)۔ اور وہ سب کے سب اس میدان کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ اس کی خبر (جب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ اپنے ساتھ کے مہاجرین صحابہ کو لیے ہوئے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:—

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهَ اللَّهَ أَبِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ بَعْدَ أَنْ هَدَاكُمُ اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ وَأَكْرَمَكُمْ بِهِ وَقَطَعَ بِهِ عَنْكُمْ أَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ وَاسْتَنْقَذَكُمْ بِهِ مِنَ الْكُفْرِ وَأَلَّفَ بِهِ بَيْنَكُمْ

اے گروہ مسلمین خدا سے ڈرو، خوف خدا (کرو) کیا جاہلیت کے دعووں پر (لڑنے) پڑتے ہو) حالانکہ میں تم میں موجود ہوں۔ تمھیں اللہ نے اسلام کی ہدایت دی اور تمھیں عزت دی اور اس طریقے سے جاہلیت کی باتیں قطعاً بند کر دیں اور

اس کے ذریعے تمہیں کفر سے نجات دلائی اور اس کے ذریعے سے
تمہارے درمیان الفت پیدا کی۔
پس ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ شیطانی ایک پنچایت اور ان کے دشمن کی
ایک چال تھی وہ وہاں سے پلٹے اور خزرج کے افراد ایک دوسرے سے
کہتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت
کی طرف آپ کے بھائی (مواخات) واپس چلے آئے۔
جنگ کے دن جنگ میں جن لوگوں کی ہلاکت ہوئی تھی اور جنگ بدر
کو اللہ نے بھیجا دیا اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی قلیل تعداد کی جو
کثرت کے مقابلہ میں تھی نازل فرمایا:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا

وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا

إِنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ

كہو اے اہل کتاب کیا تم ہم سے اس بات کا بدلہ لیتے ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر
جو ہماری طرف نازل ہوا اور جو پہلے نازل ہوا اور تم میں اکثر نافرمان ہیں۔ کہو اے اہل
کتاب کیا تم ہم سے اس بات کا بدلہ لیتے ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہماری
طرف نازل ہوا اور جو پہلے نازل ہوا اور تم میں اکثر نافرمان ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَى عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ إلى قوله وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اگر ان میں کسی جماعت کی بات مانو گے تو وہ تمھیں تمھارے ایمان کے بعد کفر کی حالت میں لوٹا لینگے اور تم کس طرح کفر اختیار کرتے ہو حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول (موجود) ہے اور جس شخص نے اللہ (کے دین) کو پکڑ لیا بے شبہ سیدھی راہ کی جانب اس کی رہنمائی ہو گئی ۔ اے وہ لوگو جو ایمان اختیار کر چکے ہو اللہ سے جیسا ڈرنا چاہئے ویسا ڈرو اور نہ مرو مگر اس حال میں کہ تم اطاعت گزار رہو ۔ اس کے فرمان ۔ ان لوگوں کے لیے ہے عذاب ہے ۔ تک ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب علیہ السلام بن سلام اور [illegible] ہو گئے اور [illegible] ہو گئے [illegible] ہو گئے [illegible] ہو گئے

لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ

آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ

سب کی عادت ایک سی نہیں اہل کتاب میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سیدھی راہ پر جما ہوا ہے۔ یہ لوگ اللہ کی آیتیں رات کے اوقات میں پڑھتے اور سجدے کرتے رہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اناء اللیل کے معنی ساعات اللیل کے ہیں یعنی رات کے اوقات میں اور اس کا واحد انی ہے۔ المتنخل الہذلی نے جس کا نام مالک بن عویمر تھا اپنے لڑکے نشیلۃ کے مرثیہ میں کہا ہے۔

حُلْوٌ وَمُرٌّ كَعَطْفِ الْقِدْحِ شِيمَتُهُ ۔۔۔ فِي كُلِّ إِنْيٍ قَضَاءُ اللَّيْلِ يَنْتَعِلُ ۸۶

وہ میٹھا نرم بھی تھا اور اس کی سیرت تیر کی نوک کی طرح کڑوی اور سخت بھی تھی۔ اور قضاء و قدر الٰہی کے موقع و وقت پر تیار ہوئے (سفر کے لیے تیار) رہتا تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابو عبیدہ بن عبیدہ حنفی اگرمے کی تعریف میں کہتا ہے۔

يُغَرِّبُ آنَاءَ النَّهَارِ كَأَنَّهُ ۔۔۔ غَرِيبٌ تَنَاءَى فِي الْبِلَادِ نَزُومُ

دن کے اوقات میں وہ ایسا پھرتا ہے گویا وہ ایسا اجنبی ہے جو وطن سے دور ہے جس کو اس کے ساتھیوں نے کاموں کے بوجھ (شراب پینے) اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ ورنہ ابو عبیدہ جو خبر دیتا ہے وہ اس کی ذات سے متعلق ہے۔

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ

وہ لوگ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر، اور آخرت کے دن پر
اور نیکی کا حکم دیتے ہیں، اور برائی سے منع کرتے اور اچھی باتوں میں
(ایک دوسرے سے) سبقت کرتے ہیں اور یہی لوگ نیکوں میں سے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مسلمانوں کا یہودیوں سے میل جول رہا کرتا تھا کیونکہ ان کے آپس میں پڑوس کے تعلقات بھی تھے اور جاہلیت کے عہد و پیمان بھی تھے تو اللہ نے انھیں راز دار بنانے سے روکنے کے لیے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ
لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ
وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ
هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ

اے وہ لوگو جنھوں نے ایمان قبول کیا ہے تم اپنے
لوگوں کے سوا (دوسروں کو) راز دار نہ بناؤ۔ وہ تمھارے دین میں
خرابی پیدا کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔ ان کی خواہش
ہے کہ تم دشواری میں پڑو۔ اب تو خود ان کے منہ سے دشمنی کی بات
نکل چکی ہے اور جن باتوں کو ان کے دل چھپاتے ہیں وہ اس سے
بڑھ کر ہیں۔ ہم نے تمھیں جتنی نشانیاں بتا دی ہیں۔ اگر تم سمجھ
رکھتے ہو (تو سمجھو) یہ تم لوگ تو ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم
سے محبت نہیں رکھتے اور تم تو کل جنس کتاب پر ایمان رکھتے ہو۔

یعنی تم ان کی کتاب کو بھی مانتے ہو اور اپنی کتاب کو بھی اور ان تمام کتابوں کو بھی جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں اور وہ لوگ تمہاری کتاب کا انکار کرتے ہیں اس لیے تمہیں ان سے دشمنی رکھنا بہ نسبت ان کے تم سے دشمنی رکھنے کے زیادہ سزاوار ہے۔

وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ الخ

اور جب انہوں نے تم سے ملاقات کی تو کہا کہ ہم نے ایمان قبول کر لیا ہے اور جب وہ تنہائی میں گئے تو تم پر غصے کے سبب سے انگلیاں کاٹنے لگے (اے مخاطب) کہدے کہ تم اپنے غیظ و غضب ہی میں مر جاؤ۔ آخر تک۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ فنحاص کا حادثہ

کہا کہ ابوبکر صدیق یہود کے پاس ان کے عبادت خانے میں گئے تو ان میں کے بہت سے لوگوں کو انہیں میں کے ایک شخص فنحاص نامی کے پاس اکٹھا دیکھا وہ ان کے عالموں اور بڑے لوگوں میں سے تھا اور اس کے ساتھ ان کے علماء میں سے ایک اور شخص اشیع نامی بھی تھا تو ابوبکر نے فنحاص سے کہا اے فنحاص خدا سے ڈر اور مسلمان ہو جا کیونکہ واللہ تو اس بات کو جانتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور تمہارے پاس ان کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں جس کا ذکر توریت و انجیل میں تم لکھا پاتے ہو فنحاص نے ابوبکر سے کہا واللہ اے ابوبکر ہمیں اللہ کی کوئی احتیاج

نہیں ہے (بلکہ) وہی ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس کے آگے عاجزی اور زاری نہیں کرتے جس طرح وہ ہمارے آگے عاجزی اور زاری کرتا ہے اور ہم اس سے بے نیاز ہیں اور وہ ہم سے بے نیاز نہیں ہے اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو وہ ہم سے ہمارے مال قرض طلب نہ کرتا جیسے کہ تمہارا دعویٰ ہے وہ تمہیں تو سود سے منع کرتا ہے اور (خود) وہی (سود) ہمیں دیتا ہے اور اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو ہمیں (سود) نہ دیتا۔

راوی نے کہا (یہ سنتے ہی) ابوبکر کو غصہ آگیا آپ نے فنحاص کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں اور ہم میں جو عہد و پیمان ہے (وہ) نہ ہوتا تو اے اللہ کے دشمن تیرا سر اڑا دیتا۔ پس فنحاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا اے محمد دیکھو تمہارے دوست نے میرے ساتھ کیا (زیادتی) سلوک کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا۔

مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ

یہ تم نے کیا اس کا کیا باعث تھا۔

ابوبکر نے عرض کی اے اللہ کے رسول اللہ کے دشمن خدا نے ایک بڑی زہریلی بات کہی۔ اس نے گمان کیا کہ اللہ فقیر ہے اور یہ لوگ اس سے بے نیاز ہیں۔ جب میں نے یہ بات سنی تو اس کے کہنے سے میرے بدن میں غصہ آگیا اور میں نے اس کے منہ پر (تھپڑ) مارا۔ فنحاص (یہ سنتے ہی) مکر گیا اور کہا۔ میں نے ایسا نہیں کہا تو اللہ نے فنحاص کے قول کے متعلق قرآن میں سے اور ابوبکر کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی:۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا

عَذَابَ الْحَرِيقِ

اللہ نے ان (لوگوں) کی بات سن لی ہے جنھوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم بے نیاز ہیں جو کچھ انھوں نے کہا ہے ہم اس کو اور ان کے انبیاء کے قتل کو ابھی لکھ لیتے ہیں اور (جب جزائے وقت آئے گا تو) ان سے کہیں گے جلا دینے والے عذاب (کا مزہ ذرا) چکھو (تو)۔

اور ابوبکر کو جو اس معاملے میں غصہ آگیا اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۚ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ

[illegible]

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا

فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

[illegible]

ابن حبیب اور نافع بن ابی نافع اور بجری بن عمرو اور حبی بن اخطب ورفاعہ ابن زید بن التابوت: نصاریٰ میں کے ان لوگوں کے پاس آیا کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اور ان سے ان کا میل جول تھا اور انھیں نصیحت کیا کرتے تھے کہ اپنا مال خرچ نہ کیا کرو اور مال فراہم کرنے میں جلدی نہ کیا کرو کیونکہ ان کے جانتے رہتے تھے [illegible]

اور اللہ انھیں خوب جاننے والا ہے ۔ تمت ۔

صداقت سے یہود کا انکار

ابن اسحٰق نے کہا کہ رفاعہ بن زید بن التابوت یہود کے سرداروں میں سے تھا ۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا تو اپنی زبان کو توڑ موڑ کے (بات چیت) کرتا اور کہتا :۔

أَرْعِنَا سَمْعَكَ يَا مُحَمَّدُ حَتَّى نُفْهِمَكَ

اے محمد ہماری طرف توجہ کیجئے کہ ہم آپ کو سمجھا دیں ۔

پھر اس نے اسلام میں طعنہ زنی اور عیب [illegible] شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا :۔

[illegible]

فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا

زاد نے فرمایا، کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب میں سے کچھ حصہ دیا گیا وہ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی بھٹک جاؤ اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جاننے والا ہے اور اللہ کا سرپرست ہونا بس کافی ہے اور اللہ کا مددگار ہونا بھی کافی ہے۔ جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے وہ لفظ کے موقعوں کو بدل دیتے ہیں اور (سمعنا واطعنا) ہم نے سن لیا اور اسی کے موافق کریں گے کے بجائے ہم نے سن لیا اور نافرمانی کریں گے کہتے ہیں۔ اور واسمع غیر مسمع اپنے اور طعنہ زنی کے ارادے سے زبان کو توڑ مروڑ کر واعنا کہتے ہیں اور اگر وہ (اس کے بجائے ہم نے سن لیا اور اسی کے موافق کریں گے اور (حضرت) سنئے اور ہماری جانب بھی توجہ فرمائیے کہتے تو ان کے لیے بہتر اور درست ہوتا لیکن اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان میں کے چند آدمیوں کے سوا ان کو (اپنی رحمت سے) دور کر دیا ہے اس لیے وہ ایمان نہیں لاتے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہود کے علماء اور ان کے چند سرداروں سے گفتگو فرمائی جس سے علیحدگی میں ان کو اور کعب بن اشرف

واسمع غیر مسمع۔ یہ بھی ان کا قول ہے کہ سنئے اور خدا کرے کہ کوئی بات نہ سنائی دے۔ دوسرے معنی ہیں سنئے نہ سنائے ہوئے جس کا مطلب ہے بہرے ہو جائیں۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس ذومعنی جملے کے استعمال سے منع فرما دیا۔

راعنا کے بھی دو معنی ہیں ایک تو ہماری رعایت کرو۔ ہمارا لحاظ فرمائیے اور دوسرے معنی ہیں معاذ اللہ احمق کے اور یہودیوں نے یہی سمجھا ہے۔ راعنا کے عین کو زبر کر کے۔ عنا کہتے تھے جس کے معنی ہیں ہم میں کے بیوقوف کے۔ مترجم۔ مقصد طعنہ زنی اور عیب جوئی تھا۔ (احمد محمود ی)

تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا:۔

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَأَسْلِمُوا فَوَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ
إِنَّ الَّذِي جِئْتُكُمْ بِهِ لَحَقٌّ قَالُوا مَا نَعْرِفُ ذَلِكَ يَا مُحَمَّدُ

اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ
واللہ تم اس بات کو ضرور جانتے ہو کہ میں جو چیز لایا ہوں وہ سچی ہے۔
انھوں نے کہا اے محمد ہم اس بات کو نہیں جانتے۔

آخر انھوں نے جس چیز کو پہچان لیا اسی کا انکار کیا اور کفر پر جم گئے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ
مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا
لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا

اے وہ لوگو جن کو کتاب دی گئی ہم نے جو چیز اتاری ہے اس پر
ایمان لاؤ جو تمھارے ساتھ والی چیز کی بھی تصدیق کرنے والی ہے۔
قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں اور انھیں پیٹھوں کی جانب کر دیں
یا ان پر ہم ویسا ہی غضب نازل کریں جس طرح ہفتے والوں پر نازل
کیا تھا اور حکم خداوند تو ہو کر رہنے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ نطمس کے معنی نقش و نگار کے ہیں یعنی صاف کر دیں
اور برابر کر دیں کہ اس میں نہ آنکھ دکھائی دے نہ ناک نہ منہ اور نہ اور کوئی
چیز نظر آئے جو چہرے میں ہے اور نطمسنا اعینہم یعنی ہم ان کی آنکھیں
المطموس العین اس شخص کو کہتے ہیں جس کے دونوں پپوٹوں کے درمیان

تکلف نہ ہو اور کہا جاتا ہے طَمَسْتُ الْکِتَابَ وَالْاَثَرَ فَلَا یُرٰی مِنْہُ شَیْءٌ یعنی میں نے تحریر اور نشان کو مٹا دیا کہ اس میں سے کچھ نظر نہیں آتا۔ انتظار جس کا نام الغوث بن زہیرۃ بن الصمت التغلبی ہے۔ اونٹوں کا بیان کرتے ہوئے جن کو اسی طرح کی تکلیف دیگئی تھی کہتا ہے۔

وَتُکْلِفُنَا کُلَّ طَامِسَۃِ الْمَعٰی ۔ تَشُطُّ بِنَا تَرْکَی حِزْبَاءِھَا یَتَسَلْسَلُ

اور ہم ان اونٹوں کو ایسی دراز مسافت والے میدانوں میں تکلیف دیتا جن کے نشانات راہ مٹے ہوئے تھے اور (گرمی کے سبب سے) وہاں کے گرگٹوں کو بے چین پھرتا ہوا تو دیکھتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ معوی کے معنی ان نشانوں اور پانی (کے چشموں) کے ہیں جن کے راستے پر ہونے کے سبب سے راستہ پہچانا جاتا ہے (شاعر کہتا ہے کہ ایسے تمام نشانات مٹ گئے اور زمین کے برابر ہو گئے ہیں کہ اس میں کوئی چیز پہچانی نہیں جاتی ہے۔

[illegible]

[illegible]

جن لوگوں نے [illegible] نقل کیا

[illegible]

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش اور مصنفات اور بنی ذریظہ میں سے جن لوگوں نے [illegible] نقل کیا وہ یہ ہیں ابن اخطب اور سعد بن ابی الحقیق، ابو رافع اور ربیع بن ابی الحقیق اور ابو عمار اور وحوح بن عامر اور ہوذہ بن قیس تھے۔ وحوح اور ابو عمار اور ہوذہ تو بنی وائل میں کے تھے اور یہ سب کے سب

(اس کی شاخ) بنی النضیر میں کے تھے۔ جب یہ لوگ قریش کے پاس آئے تو ان لوگوں (قریش) نے کہا کہ یہ یہود کے علماء اور کتاب کا علم رکھنے والے لوگ ہیں ان سے تو پوچھو کہ تمہارا دین بہتر ہے یا محمد کا دین۔ غرض انھوں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ اس کے دین سے تمہارا دین بہتر ہے اور تم لوگ بہ نسبت اس کے اور اس کے پیروؤں کے زیادہ صحیح راہ پر ہو تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:-

191 أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان تبارکہ و تعالیٰ کے سوا جس کی پوجا کی جائے اس کو عرب جبت کہتے ہیں اور ہر چیز جس سے گمراہ کیا جائے اس کو طاغوت کہتے ہیں۔ ابن اسحٰق سے روایت ہے کہ جبت کے معنی ساحر یعنی جادو اور طاغوت کے معنی شیطان کے ہیں۔

وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا

اور ان لوگوں کے متعلق جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے کہتے ہیں وہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں زیادہ سیدھی راہ پر ہیں۔

ابن اسحٰق سے ہے کہ اس کے متعلق فرمایا تھا:-

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا

آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا

یا یہ لوگ دوسرے لوگوں پر اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل میں سے انھیں عنایت فرمایا ہے۔ بے شک ہم نے ابراہیم کی آل کو (بھی) تو کتاب و حکمت اور بڑی حکومت عنایت فرمائی ہے۔

نزول (قرآن) سے ان کا انکار

ابن اسحٰق نے کہا کہ سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اے محمد ہمیں تو اس کا علم نہیں کہ موسیٰ کے بعد کسی بشر پر اللہ نے کوئی چیز اتاری ہو تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:-

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ

وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ

وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ

عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا

يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

(اے محمد) ہم نے تیری طرف ویسی ہی وحی کی جیسی نوح
اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف کی اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل
اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ و ایوب و یونس و
ہارون و سلیمان کی طرف وحی کی اور داؤد کو ہم نے زبور دی اور
بہت سے رسول جن کا بیان ہم نے تجھ سے (اس سے) پہلے کر دیا
ہے اور بہت سے رسولوں کا ہم نے تجھ سے تذکرہ نہیں کیا اور اللہ
نے (تو) اللہ نے خوب باتیں کیں۔ رسولوں کو (ہم نے) بشارت
دینے والا اور ڈرانے والا (بنا کر بھیجا) تاکہ رسولوں کے (بھیجنے کے
بعد لوگوں کو اللہ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔
اور ان میں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں
تو آپ نے ان سے فرمایا:

أَمَا وَاللَّهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ

سنو! اللہ کی قسم تم لوگ اس بات کو خوب جانتے ہو کہ میں

رشتہ بھی گوارا نہیں دیتے ہیں اور انہیں کوئی دینا بھی نہیں چاہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک پتھر
پتھر کے ڈالنے پر ان کا اتفاق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے پاس ان سے بنی عامر کے دو شخصوں کے خون بہا کے متعلق مدد لینے کے لیے تشریف لے گئے جن کو عمرو بن امیہ الضمری نے قتل کر دیا تھا ان میں سے بعض افراد یک دوسرے سے تنہائی میں ملے تو انہوں نے آپس میں کہا کہ محمد جتنا قریب ہے اتنا قریب تم سے پھر کبھی ہرگز نہ پائے گے اس لیے کوئی ہے جو اس گھر پر چڑھ جائے۔ اور اس پر کوئی بڑا سا پتھر گرا دے تو وہ ہمیں ان سے راحت دینے کا باعث ہوگا تو عمرو بن جحاش بن کعب نے کہا میں (اس کام کو انجام دیتا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (جب) ان کی خبر ہوئی تو آپ ان کے پاس سے لوٹ آئے اللہ (تعالیٰ) نے اس کے اور ان کی قوم کے اس ارادے کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب کہ ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائیں تو اس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرتے رہو ایمان والوں کو تو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمان بن نباد اور حجر بن عمرو اور شاش بن عدی کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ سے کہلوا بھیجا "آپ ہمارے پاس تشریف لائیں" آپ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ سے کہلوا بھیجا کہ ہم آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی طرف سے منصفانہ فیصلہ کریں گے اور آپ کے ساتھ انصاف کریں گے اور آپ کے ساتھیوں کی طرف سے بھی

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ

اور یہودیوں اور نصرانیوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ (اے نبی تو) کہہ پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں کی سزا کیوں دیتا ہے۔ (تم اس کے بیٹے نہیں ہو) بلکہ ان آدمیوں میں سے ہو جن کو اس نے پیدا کیا ہے وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (سب) اللہ کی ملک ہے اور اسی کی جانب لوٹنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور ان کی جانب رغبت دلائی اور اللہ کی عبرت اور اس کی سزا سے انہیں ڈرایا تو انہوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کیا اور جس چیز کو آپ لائے تھے اس سے کفر کیا تو معاذ بن جبل اور سعد بن عبادہ اور عقبہ بن وہب نے کہا اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو واللہ بے شک تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور تحقیق تو ہم سے آپ کے مبعوث ہونے کے پہلے آپ کا ذکر کیا کرتے تھے اور آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے تو رافع بن حریملہ اور وہب بن یہوذا نے کہا کہ یہ بات تو ہم نے تم سے نہیں کہی اور نہ اللہ نے موسیٰ کے بعد کوئی کتاب نازل فرمائی اور نہ ان کے بعد کسی بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کو اس نے بھیجا۔ تو اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمایا:—

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُم بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

۱۹۳

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے رسولوں کی (آمد کی) سست رفتاری (کے زمانے) میں وہ تمہارے لیے (احکام) بیان کرتا ہے (تاکہ تمہیں یہ عذر نہ رہے کہ

کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا
نہیں آیا پس اب تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا
آچکا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اس کے بعد ان سے موسیٰ (علیہ السلام) کے واقعات بیان فرمائے اور ان لوگوں سے انھیں جو جو تکلیفیں پہنچیں اور ان کے ساتھ ان کی عہد شکنیاں اور ان احکام الٰہی کو جنھیں ان لوگوں نے رد کر دیا یہاں تک کہ اس کی پاداش میں جو چالیس سال تک بھٹکتے پھرے۔ ان کا بیان فرمایا:۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب حکم رجم کے متعلق یہود کا رجوع

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ انھوں نے مزینہ میں کے ایک علم والے شخص سے سنا جو سعید بن المسیب سے بیان کرتا تھا کہ ابو ہریرہؓ نے ان سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کے علماء (اپنی) عبادت گاہ میں جمع ہوئے اور ان میں کے ایک شادی شدہ نے یہود کی شادی شدہ ایک عورت سے زنا کیا۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ اس مرد اور اس عورت کو محمد کے پاس بھیجو اور ان سے دریافت کرو کہ ان دونوں کے متعلق کیا حکم ہے اور ان دونوں کے فیصلے کا حاکم اسی کو بنا دو۔ پھر اگر اس نے ان دونوں کے ساتھ وہی تجبیہ کا برتاؤ کیا جیسے تم کرتے ہو — اور تجبیہ کے معنی یہ ہیں کہ پوست درخت خرما کی رسی سے جس پر روغن قاز چڑھایا گیا ہو کوڑے مارنا اور اس کے بعد ان دونوں کا منہ کالا کر کے دو گدھوں پر انھیں اس طرح بٹھانا کہ ان کے منہ گدھوں کی دموں کی طرف ہوں۔ تو اس شخص کی پیروی کرو اور

اس کو سچا بھی مان لو کیونکہ وہ صرف ایک بادشاہ ہے۔ اور اگر اس نے
ان کے بارے میں تمہیں حکم دیا تو یقین جان لو کہ وہ نبی ہے۔ اور
چیز تمہارے ہاتھوں میں ہے اسے اس سے بچاؤ کہ وہ اس کو تم سے چھین
(یعنی نبوت تمہارے خاندان سے جاتی رہے گی)۔

پھر وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا اے ابوالقاسم! ہمارے
شخص نے ایک شادی شدہ عورت سے زنا کیا ہے۔ ان کے متعلق آپ فیصلہ
کیجئے کہ ہم نے اس فیصلے کے لئے ان دونوں پر آپ کو حکم بنایا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علماء کے پاس آئے جو وہ بتاتے ہیں
تشریف لے گئے اور فرمایا:۔ 194

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَخْرِجُوا إِلَيَّ عُلَمَاءَكُمْ

اے گروہ یہود! اپنے علماء کو میرے سامنے لاؤ

تو وہ عبداللہ بن صوریا کو لائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی قریظہ والوں میں سے بعض نے
بیان کیا کہ وہ اس روز ابن صوریا کے ساتھ ابو یاسر بن اخطب اور وہب
ابن یہوذا کو بھی آپ کے سامنے لائے۔ اور کہا کہ یہ ہمارے علماء ہیں تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حالات فرمائے اور ان کے
متعلق معلومات حاصل فرمائے (کہ ان میں کون زیادہ دیندار ہے) تو کہا
کہ ان لوگوں نے ہم۔ اللہ بن صوریا کے متعلق کہا کہ "یہ بہت جاننے والا
میں یہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ "مجھ سے بنی قریظہ کے بعض فرد نے بیان کیا
دے "سب سے زیادہ جاننے والا ہے" تک ابن اسحٰق کا قول ہے اور اس
بعد اس روایت کا تکملہ ہے جو اس سے پہلے بیان ہوئی تھی۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے [illegible]

وہ ایک جوان چھوکرا ان میں سب سے [illegible]

خیبر کے یہودیوں میں سے دو یہودی فرمانے میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا۔

يَا ابْنَ صُورِيَا أَنْشُدُكَ اللَّهَ وَأُذَكِّرُكَ بِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ حَكَمَ فِيمَنْ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانِهِ بِالرَّجْمِ فِي التَّوْرَاةِ

اے ابن صوریا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اور تجھے ان کی وہ نعمتیں یاد دلاتا ہوں جو بنی اسرائیل پر تھیں۔ کیا تو اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ نے توریت میں اس شخص کے متعلق جس نے شادی کے بعد زنا کیا ہو۔ سنگسار کی حکم دیا ہے۔

اس نے کہا ہاں سچ ہے۔ واللہ اے ابوالقاسم یہ لوگ یقیناً اس بات کو جانتے ہیں کہ آپ (اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں لیکن ان کو آپ سے حسد ہے۔

راوی نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلے اور ان دونوں کے متعلق حکم فرمایا تو ان دونوں کو آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کیا گیا جو بنی غنم بن مالک بن النجار میں ہے۔

یہ حکم کے بعد ابن صوریا نے کفر اختیار کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق اور اس کی قوم کے متعلق جو اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اللہ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ

هَادُوا سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ

اے رسول وہ لوگ تیرے غم کا سبب نہ بنیں جو کفر میں
جلدی کرتے ہیں جو ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اپنے منہ سے
ہم ایمان لائے کہہ دیا ہے۔ حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے اور
جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے ان میں سے بعض جھوٹ
باتوں کو بہت (شوق سے) سننے والے اور ایسے دوسرے
لوگوں کی باتیں بہت سننے والے ہیں جو تیرے پاس نہیں آئے۔ 195

یعنی وہ لوگ جنھوں نے اپنوں میں سے کچھ لوگوں کو بھیجا ہے اور خود نہیں آئے ہیں اور انھیں بعض ایسے حکم بتا دیئے ہیں جو بجا نہیں۔ پھر فرمایا کہ

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ
هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ (ای الرجم) فَاحْذَرُوا

یہ لوگ کلمات کے استعمالی موقعوں کے (معلوم ہونے کے)
بعد ان کا بیجا استعمال کرتے ہیں (اور) کہتے ہیں۔ اگر (محمد کیجانب
سے) تمھیں یہی حکم دیا جائے تو اسے لے لو اور اگر تمھیں یہ حکم (یعنی
رجم کا حکم) نہ دیا جائے تو اس سے بچو۔ آخر بیان تک

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے اسمٰعیل بن ابراہیم سے اور ان نے ابن عباس سے سن کر بیان کیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی سنگساری کا حکم فرمایا اور وہ آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کیے گئے۔ اور جب اس یہودی نے پتھر مارتے ہوئے دیکھا تو اٹھ کر اپنے ساتھ والی عورت کی طرف گیا۔ اور اس پر جھک پڑا تاکہ پتھروں سے اس کو بچائے یہاں تک کہ وہ دونوں مار ڈالے گئے۔ (راوی نے) کہا اور یہ ایسی بات تھی کہ اللہ نے اپنے رسول کے لیے نمایاں فرما دی

تاکہ ان دونوں سے جو زنا سرزد ہوا وہ ثابت ہو جائے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے صالح بن کیسان نے عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ نافع سے اور انھوں نے عبداللہ بن عمر سے سن کر بیان کیا انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان میں حکم بنایا گیا تو آپ انھیں تورات کے ساتھ بلوایا اور ان کے ایک عالم جس کا نام ابن صوریا تھا پڑھنے لگا اور اپنا ہاتھ آیت رجم پر رکھ دیا راوی نے کہا تو عبداللہ بن سلام نے اس کے ہاتھ پر مارا اور کہا اے اللہ کے نبی یہ آیت رجم ہے۔ یہ شخص اسے آپ کو پڑھ کر سنانا نہیں چاہتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَحَكَمْتُكَ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ مَا دَعَاكُمْ إِلَى تَرْكِ حُكْمِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ بِأَيْدِيكُمْ

اے گروہ یہود تم پر افسوس ہے اللہ کا حکم چھوڑ دینے کی تم کو کس (چیز) نے ترغیب دی ہے حالانکہ وہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔

راوی نے کہا کہ ان لوگوں نے کہا۔ سنئے وہ اس کے رجم کرنے سے انکار کرتا ہے یہاں تک کہ ہم میں کے ایک شخص نے جو اس کا خاندان اور بڑی اہمیت والوں میں سے تھا اپنی شادی کے بعد زنا کیا تو بادشاہ (نے اس کے سنگسار کرنے سے روکا اس کے بعد ایک شخص نے زنا کیا) اس نے چاہا کہ اسے سنگسار کرے تو لوگوں نے کہا کہ نہیں واللہ (اس کو اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جا سکتا) جب تک کہ فلاں شخص کو سنگسار نہ کیا جائے۔ جب انھوں نے ایسا کہا تو لوگ جمع ہوئے اور اپنے اس حکم کی ترمیم کر کے تخفیف کر گئے اور سنگساری کے بجائے کوڑے اور اس پر عمل کرانے کو مروجہ سنت بنا لیا۔

راوی نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَكَ وَعَمِلَ بِهِ

تو میں پہلا شخص ہوں جس نے حکم الٰہی کو زندہ کیا اور ان

پر عمل کیا۔

پھر آپ نے ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم فرمایا، اور آپ کے مسجد کے دروازے کے پاس ان کو سنگسار کر دیا گیا۔ عبداللہ کہتا ہے کہ میں بھی ان دونوں کو سنگسار کرنے والوں میں تھا۔

خوابہا میں ان لوگوں کے مقام

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے داؤد بن حصین نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس کی روایت سے (یہ) حدیث سنائی کہ (سورۂ مائدہ کی وہ آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا:-

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

(اے نبی) تو ان میں فیصلہ کر یا ان سے اعراض کر (تجھے اختیار ہے اور اگر تو ان سے اعراض کرے تو وہ تجھے ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور اگر تو ان میں فیصلہ کرے تو انصاف سے کر بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

یہ آیتیں بنی النضیر اور بنی قریظہ کے درمیان کے خونبہا کے متعلق نازل ہوئی ہیں اور حالت یہ تھی کہ بنی النضیر کے مقتولوں کا خونبہا جن کو اعلیٰ مرتبہ حاصل تھا۔ پورا پورا ادا کیا جاتا تھا اور بنی قریظہ کے مقتولوں کا نصف۔ تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ چاہا تو اللہ نے مذکورہ آیتیں ان کے متعلق نازل فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے

اس میں حق بات پر انہیں راہ راست دی اور مساوی دیت مقرر فرما دی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں (اس کے نزول کا سبب) کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین سے برگشتہ کرنے کیلئے یہودیوں کا ارادہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن اسد اور ابن صلوبا اور عبداللہ بن صوریا اور شاس بن قیس نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ چلو ہم محمد کے پاس چلیں۔ ممکن ہے کہ ہم اسے اس کے دین سے پھیر دیں کیونکہ وہ بھی ایک آدمی ہے پھر وہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہا:۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جانتے ہیں کہ ہم یہود کے علماء اور ان میں بڑی حیثیت والے اور ان کے سردار ہیں اور اگر ہم نے آپ کی پیروی کر لی تو (تمام) یہود آپ کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ ہماری مخالفت نہ کریں گے۔ بات یہ ہے کہ ہمیں اور ہماری قوم کے کچھ لوگوں میں جھگڑا ہے۔ تو کیا ہم آپ کو حکم بنا دیں (اس شرط پر) کہ آپ ان کے خلاف ہماری جانب فیصلہ صادر فرما دیں اور ہم آپ پر ایمان لے آئیں اور آپ کی تصدیق کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے انکار فرما دیا۔ اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق یہ نازل فرمایا:۔

وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ
أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا ۱۹۷
يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ

لَنَا سِقُونَ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ

اور یہ کہ تو ان کے درمیان اسی کے موافق فیصلہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے ڈرتا رہ کہ وہ تجھے ان میں کے بعض (احکام) سے برگشتہ نہ کر دیں جو اللہ نے تیری طرف اتارے ہیں پھر اگر وہ روگردان ہو جائیں تو جان لے کہ ان کے بعض گناہوں کی سزا میں انھیں مبتلائے مصیبت ہی کرنا چاہتا ہے اور بے شبہ لوگوں میں سے بہت سے نافرمان ہیں کیا یہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور یقین رکھنے والوں کے لیے تو اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے یہودیوں کا انکار

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رافع بن حریملہ اور وہب بن یہودا اور ابن صوریا آئے۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ رافع بن ابی رافع اور عازر بن ابی عازر اور خالد اور زید اور ازار بن ابی ازار اور اشیع آئے۔ اور آپ سے دریافت کیا کہ رسولوں میں سے آپ کس کس پر ایمان رکھتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ

۱۔ اسباط بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کو کہتے ہیں جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں سے پیدا ہوئے۔ (حمد محمودی)

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ۔

ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس چیز پر جو ہماری طرف اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور اس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ اور (دوسرے) نبیوں کو ان کے پروردگار کی جانب سے عنایت ہوئی ہم ان میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔

جب عیسیٰ بن مریم کا ذکر آیا تو ان لوگوں نے ان کی نبوت سے انکار کیا اور کہا کہ ہم نہ عیسیٰ بن مریم کو مانتے ہیں اور نہ اس شخص کو جو ان پر ایمان رکھتا ہو تو ان کے متعلق اللہ نے (یہ) نازل فرمایا

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ۔

اے نبی! کہدے اے اہل کتاب کیا تم ہم سے صرف اس وجہ سے دشمنی رکھتے ہو کہ ہم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لا چکے ہیں جو ہماری طرف اتاری گئی اور اس چیز پر جو ہم سے پہلے اتاری گئی۔ درحقیقت تو یہ ہے کہ تم میں کے اکثر نافرمان ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے رافع بن حارثہ اور سلام بن مشکم اور مالک بن ضیف اور رافع بن حریملہ آئے اور کہا اے محمد کیا تمہارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ تم ملت و دین ابراہیم پر ہو اور ہمارے پاس جو توریت ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہو اور اس بات کی گواہی بھی دیتے ہو کہ وہ حقیقت میں اللہ کی جانب سے (آئی ہوئی) ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

بَلْ وَلٰكِنَّكُمْ أَحْدَثْتُمْ وَجَحَدْتُمْ مَا فِيهَا مِمَّا أُخِذَ عَلَيْكُمْ

مِنَ الْمِيثَاقِ فِيهَا وَكَتَمْتُمْ مِنْهُ مَا أَمِرْتُمْ أَنْ تُبَيِّنُوهُ لِلنَّاسِ فَبَرِئْتُ مِنْ إِحْدَاثِكُمْ

کیوں نہیں (بے شک میرا دعوٰی ایسا ہی ہے) لیکن تم نے نئی باتیں پیدا کرنی ہیں اور تم نے اس عہد کو بھنگ کر دیا ہے جو اس کتاب کا ہے جس کا تم سے اقرار لیا جا چکا ہے اور تم نے اس میں کی اس بات کو راز بنا دیا ہے جس کے متعلق تمہیں حکم دیا گیا کہ تم اسے لوگوں سے واضح طور پر بیان کرو اس لیے میں نے تمہاری نئی باتوں سے علیحدگی اختیار کر لی۔

انھوں نے کہا کہ پھر تو ہم انھیں باتوں پر جو ہمارے قابو میں ہیں جمے رہیں گے اور ہم سیدھی راہ پر اور حق پر ہوں گے۔ اور ہم نہ تجھ پر ایمان لائیں گے اور نہ تیری پیروی کریں گے۔ تو ان کے متعلق اللہ نے (یہ) نازل فرمایا:—

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ ۱۵۸

وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

(اے نبی تم) کہہ دو اے اہل کتاب تم کسی صحیح چیز پر نہیں ہو جب تک کہ تم توریت و انجیل اور ان چیزوں پر جو تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں عمل نہ کرو جو چیز تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے وہ ان میں سے بہتوں کو سرکشی اور کفر میں بڑھا دے گی

تو کافر قوم پر یہ نہ کہتی

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہیں
ابن زید اور فروہ بن کعب اور ذکرین بن عمرو آئے اور کہا اے محمد ہمیں
کسی بات سے ڈراتے ہو؟ آپ نے فرمایا:

أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ بَيِّنَةٌ وَإِلَى ذَلِكَ [illegible]

اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی طرف [illegible]
تو ان لوگوں کے دل اس کے قول سے نرم ہو گئے اور یہ آیت نازل ہوئی:

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ ثُمَّ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ

إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ

مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ

"اے نبی! تو کہہ کہ گواہی کے لحاظ سے کون سی چیز سب سے
بڑی ہے (اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ گواہی کے لحاظ سے) تو کہہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان
گواہ ہے اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تاکہ اس سے
تمہیں بھی ڈراؤں اور اس شخص کو بھی جس تک یہ پہنچے
کیا حقیقت میں تم لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا
دوسرے معبود بھی ہیں۔"

قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

تو کہہ میں (تو ایسی) گواہی نہیں دیتا (اور) کہہ وہ تو بس ایک ہی معبود ہے اور جن چیزوں کو تم شریک ٹھہراتے ہو میں ان سے (بالکل) علیحدہ ہوں۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں (اور) جن لوگوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال رکھا ہے وہی ایمان نہیں لاتے۔

اور رفاعہ بن زید بن التابوت اور سوید بن الحارث نے اظہار اسلام کیا تھا (مگر) منافق ہی رہے ان دونوں سے مسلمانوں کا میل جول رہا کرتا تھا تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اے وہ لوگو جنھوں نے ایمان اختیار کیا ہے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان میں سے ان لوگوں کو جنھوں نے تمھارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اگر تم ایماندار ہو تو اللہ (کے حکم کی خلاف ورزی) سے ڈرو۔

وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ

اور جب وہ تمہارے پاس آئے تو کہدیا کہ ہم نے ایمان لانے کا
کر لیا ہے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ داخل ہوئے اور وہ اسی کفر کو
لیے ہوئے نکل گئے۔ اور جو کچھ وہ چھپائے ہوئے تھے اس کو اللہ خوب
جاننے والا ہے۔

اور حبر بن ابی قشیر اور شموئیل یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہا اے محمد! اگر تم نبی ہو جیسا کہ تم کہتے ہو تو ہمیں بتاؤ کہ قیامت کب ہوگی
اور اس نے کہا۔ تو اللہ نے ان دونوں کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي
لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا
بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

وہ تجھ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ اس
کی انتہا کب ہے تو کہدے کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کے
پاس ہے۔ اس کو اس کے وقت پر صرف وہی ظاہر فرمائے گا۔ وہ
بڑا بھاری امر ہوگا جو آسمان و زمین پر اچانک آ جائے گا۔ وہ
تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو اس پر
بڑا مہربان ہے یا تجھ سے اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو نے
اس کے متعلق بڑی چھان بین کر لی ہے تو کہدے اس کا علم تو اللہ ہی
کے پاس ہے اور لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

ابن ہشام نے کہا آیات کے متعلق [illegible]

ابو عبیدہ نحوی نے کہا ہے:۔

فَجِئْتُ وَخُفِّيَ حَيْثُ يَخْفَى مَكَانُهُ ... لِأَسْأَلَهَا أَيْنَ مَنْ سَارَ رَاجِعُ

راز کو مخفی رکھنے والا مقام (جو) میرے اور اس کے درمیان (نے شدہ) تھا وہاں اس لئے آیا اس بات کے دریافت کرنے کے لیے گیا کہ جو شخص چلا گیا ہے وہ کب واپس ہونے والا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور مرسی ساحل کے معنی منتہا بار کے ہیں، اور اس کی جمع مراس ہے کمیت بن زید الاسدی نے کہا ہے:۔

وَالْمُصْبِحِينَ بِبَابِ مَا أَغْطَاكَ ... مِنْ وَمُرْسَى قَوَاعِدِ الْإِسْلَامِ

اس دروازے کو پا لینے والوں کی قسم جس نے لوگوں کے عطا سے نہیں پایا اور اسلام کی بنیاد کے انتہائی مقام کی قسم۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور مرسی السفینۃ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں کشتی رکتی ہے اور حفی عنہا میں تقدیم و تاخیر ہے۔ فرمان کا مقصد یہ ہے کہ یسئلونک عنہا کانک حفی بہم۔ وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو ان پر بڑا مہربان ہے کہ انھیں وہ بات بتا دے گا جو ان کے سوا دوسروں کو نہ بتائے گا۔ اور حفی کے معنی البر المتعہد کے بھی ہیں یعنی ہمیشہ احسان کرنے والا۔ کتاب اللہ میں ہے۔ انہ کان بی حفیا۔

وہ میرا ہمیشہ کا محسن ہے۔ اور اس کی جمع احفیاء ہے۔ بنی قیس بن ثعلبہ کے اعشیٰ نے کہا ہے۔

فَإِنْ تَسْأَلِي عَنِّي فَيَا رُبَّ سَائِلٍ ... حَفِيٍّ عَنِ الْأَعْشَى بِهِ حَيْثُ أَصْعَدَا

(اے عورت! اگر تو میرے متعلق دریافت کرتی ہے تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ اعشیٰ جہاں کہیں گیا وہاں اس کے پوچھنے والے اور اس پر احسانات کرنے والے بہت رہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور حنفی کے معنی کسی چیز کا علم حاصل کرنے کے لیے چھان بین کرنا اور اس کی طلب میں مبالغہ کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سلام بن مشکم اور ابو یاسر نعمان بن اوفی اور محمود بن دحیہ اور شاس بن قیس اور مالک بن ضیف آئے اور آپ سے کہا ہم آپ کی پیروی کیسے کریں۔ حالانکہ آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا ہے اور عزیر کے متعلق آپ یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ

اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ یہ لوگ ان لوگوں کے قول کی مشابہت پیدا کرتے ہیں جنھوں نے ان سے پہلے کفر اختیار کیا ہے۔ اللہ انھیں غارت کرے۔ یہ کیسی بے عقلی کی باتیں کیے جا رہے ہیں۔ آخر یہاں تک۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم سے مروی ہے کہ ان لوگوں کی باتیں ان [illegible] کی باتوں کے مشابہ ہیں جنھوں نے کفر [illegible] کی بات ہو [illegible] ابن اسحٰق سے روایت ہے کہ رسول [illegible] سے [illegible] محمود بن [illegible]

[illegible] یہ [illegible] محمود کی)

اور نعمان بن اضا اور بحری بن عمرو اور عزیز بن ابی عزیز اور سلام بن مشکم آئے اور کہا۔ اے محمد کیا یہ بات نہیں ہے کہ یہ چیز جو تم پیش کر رہے ہو۔ حقیقتہً یہ اللہ کی جانب سے ہے۔ ہمیں تو وہ اس طرح منظم نہیں معلوم ہوتی جس طرح توریت منظم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

أَمَا وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا

عِنْدَكُمْ وَلَوْ اجْتَمَعَتْ [illegible]

ان پر اللہ کی قسم ہے تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے۔ تم اسے اپنے پاس (اپنی کتابوں میں) لکھا ہوا پاتے ہو اور اگر جن و انس (سب) اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس کی مثل کوئی چیز پیش کریں تو وہ کبھی نہ کر سکیں گے۔

اس وقت ان کی پوری جماعت نے جس میں فنحاص اور حیی بن اخطب اور ابن صلوبا اور کنانہ بن ابی الحقیق اور رفاعہ بن زید اور کعب بن اسید اور شموئیل بن زید اور اسد بن عبید اور عبید بن عمرو بن سکینہ (ابی) تھے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَمَا وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ إِنَّهُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَإِنِّي لَرَسُولُ اللّٰهِ

تَجِدُونَ ذٰلِكَ مَكْتُوبًا عِنْدَكُمْ فِي التَّوْرَاةِ

سن لو اللہ کی قسم بے شبہ تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے اور یہ بھی کہ یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں۔ تم اس کو اپنے پاس توریت میں لکھا ہوا پاتے ہو۔

لہ (الف) میں اس کے بعد اضافہ ہے۔ (احمد محمودی)

انھوں نے کہا اے محمد! اللہ جب کوئی اپنا رسول بھیجتا ہے تو اس کے لیے جتنے وہ چاہتا ہے انتظامات فرماتا ہے اور جتنی چاہتا ہے اس کو قدرت دیتا ہے۔ اس لیے آپ ہم پر کوئی کتاب آسمان سے اتار دیجئے کہ ہم اسے پڑھیں (پہچانیں) (کہ وہ اللہ کی جانب سے آئی ہے)۔ ورنہ ہم بھی ویسا ہی (کلام) پیش کریں گے جیسا تم پیش کرتے ہو۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے اور ان کے اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا

(اے نبی) تو کہہ کہ اگر (تمام) جن و انس اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لائیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے معاون ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ظہیر کے معنی معاون کے ہیں اور یہ اسی مشتق سے ہے جب کہ قول "تظاهروا عليه" ہے جس کے معنی تعاونوا علیہ ہیں۔ شاعر نے کہا ہے۔

يَا سَمِيَّ النَّبِيِّ أَصْبَحْتَ لِلدِّ ـــــينِ قِوَامًا وَلِلْإِمَامِ ظَهِيرًا

اے نبی کے ہمنام! تو دین کے لیے باعث تقویت اور خلیفہ وقت کا معاون بن گیا ہے اور اس کی جمع ظہراء ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حیی بن اخطب اور کعب بن اسد اور ابو یاسر اور اشیع اور شموئل بن زید نے عبد اللہ بن سلام کے اسلام اختیار کرنے کے وقت ان سے کہا کہ عرب میں نبوت نہیں ہوا کرتی بلکہ تمہارا دوست بادشاہ ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے انھیں وہی بیان سنا دیا جو اللہ کے پاس سے آپ کے پاس ذوالقرنین کے بارے میں نازل ہوا تھا اور

آپ نے قریش کو سنایا تھا اور انھیں لوگوں نے قریش کو مشورہ دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کا حال دریافت کریں جنہوں نے ان کے پاس النضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط کو بھیجا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر کی (یہ) روایت بیان کی گئی کہ یہودی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا اے محمد ہمیں بتائیں تم نے مخلوق کو پیدا کیا۔ پھر تم کس سے پیدا کیے۔ راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پروردگار کے لیے غصہ آگیا یہاں تک کہ آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ ان پر خفا ہوئے۔ اور نے کہا آپ سے پہلے جبریل علیہ السلام آئے اور آپ کو سکین دی اور کہا اے محمد اپنے پروردگار کے بارے میں ہمیں بتائیں (آپ کو بتانا چاہیے) اور اللہ تعالیٰ کے بارے آپ کے پاس جو بات کی جواب دیا جس کے بارے میں انھوں نے سوال کیا تھا (وہ یہ ہے)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

(اے محمد کہہ دیجیے کہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ جب آپ نے اس سورۃ کو تمام پڑھا تو [illegible] کہا کہ ہم نے جو صفت بیان کی ہے اس کی مخلوق میں [illegible] ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے زیادہ غصہ آیا [illegible] آپ کے پاس جبریل آئے اور آپ سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا اور آپ کے پاس اللہ کی طرف سے ان باتوں کا جواب آیا جس کے متعلق انھوں نے سوالات کئے تھے۔ اللہ فرماتا ہے:۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

اور اللہ کا جو مرتبہ ہے ان لوگوں نے اس کی اندازہ نہیں
کیا۔ حالانکہ قیامت کے دن تمام زمین اس کے قبضے میں ہوگی اور
آسمان اس کے سیدھے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ (ان
لوگوں کے تمام خیالات سے) پاک ہے اور یہ لوگ جو شرک کی باتیں
کرتے ہیں وہ اس سے برتر ہے۔

۲۰۳ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی تیم کے آزاد کردہ عتبہ بن مسلم نے بواسطہ
ابن عبدالرحمٰن سے اور انھوں نے ابوہریرہ سے روایت بیان کی۔ انھوں نے
کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔

يُوْشِكُ النَّاسُ أَنْ يَتَسَاءَلُوْا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلُهُمْ هٰذَا اللّٰهُ
خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَإِذَا قَالُوْا ذٰلِكَ فَقُوْلُوْا اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ثُمَّ لِيَتْفُلْ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا
وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

لوگ اپنے نبی سے سوالات کرتے ہیں یہاں تک کہ حالت کے
قریب پہنچ رہے ہیں کہ ان میں کا کہنے والا یہ کہنے لگے کہ یہ اللہ
نے تو مخلوق کو پیدا کیا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ پس جب وہ یہ کہیں
تو تم لوگ کہو کہ اللہ ایک ہے اللہ سب کا محتاج ہے نہ اس نے کسی
کو جنا نہ اس کو کسی نے پیدا کیا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ پھر کہنے
والا اپنے بائیں طرف تین بار تھوکے اور شیطان مردود سے
اللہ کی پناہ مانگے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صمد اس کو کہتے ہیں جس کی طرف رجوع کیا جاتا اور اس کی پناہ لیجاتی ہے۔ بنی اسد کے عمرو بن مسعود اور خالد بن نضلہ جن کو نعمان ابن المنذر نے قتل کر کے ان (کی قبروں) پر کوفے میں الغریین نامی عمارت بنائی تھی (ان کی بھتیجی) ہند بنت معبد بن نضلہ نے اپنے چچاؤں کے مرثیے میں کہا ہے :۔

۲۰۴ أَلَا بَكَرَ النَّاعِي بِخَيْرَيْ بَنِي أَسَدْ ۔۔۔ بِعَمْرِو بْنِ مَسْعُودٍ وَبِالسَّيِّدِ الصَّمَدْ

سنو کہ خبر دینے والے نے بنی اسد کے دو بہترین فردوں

عمرو بن مسعود اور مرجع خلائق سردار کی موت کی خبر صبح سویرے دی ہے

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے نصاریٰ کا وفد آیا جس میں ساٹھ سوار تھے اور ان ساٹھ میں سے چودہ ان کے سربرآوردہ لوگ تھے اور پھر ان چودہ میں سے تین شخص ایسے تھے جو رجوع عام تھے۔ ان میں کا ایک ثعلب تھا جو قوم کا سردار اور ان کے مدرسہ کا سرمنشور اور رائے دینے والا تھا کہ بجز اس کی رائے کے وہ لوگ کسی طرف نہ پھرتے تھے اور اس کا نام عبد المسیح تھا۔ دوسرا السید تھا جو ان کی دیکھ بھال کرنے والا اور ان کے سفروں اور ان کے مجمعوں کا منتظم تھا اور اس کا نام الایہم تھا۔ تیسرا بوحارثہ بن علقمہ تھا جو بنی بکر بن وائل میں کی ایک فرد اور ان کا دینی پیشوا۔ اور ان تینوں کا ہر نام اور ان کا امر۔ اور ان کے مدرسوں کا افسر تھا۔ اور بوحارثہ نے ان مذہب میں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا تھا۔ اور ان کی کتابوں کی تعلیم دیا کرتا تھا اور اسے ان کے دین کا خوب علم حاصل ہو گیا تھا یہاں تک کہ روم کے عیسائی بادشاہوں کو اس کے دینی علوم میں اس کی مہارت و اجتہاد کی خبر پہنچی تو انھوں نے اس کو بڑا مرتبہ دے دیا اور اس کو مال و منال خدم و حشم دے بنا دیا تھا اور اس کے لیے کئی کنیسے بنا دئے تھے اور اس کے لیے طرح طرح کے اعزازات کا فرش کر دیا تھا۔ جب یہ لوگ نجران سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل کھڑے ہوئے اور ابوحارثہ اپنی ایک خچر پر بیٹھا اور اس نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمت توجہ کی ۔ اور اس کے بازو ہی اس کا بھائی تھا جس کا نام کوئی نہ جانتا تھا ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگوں نے اس کا نام کوز بتایا ہے ۔ پھر اس نے کہا کہ اے محمد تم نے کوز کا نام لیا ہے جس سے اس کی ۲۰۵
مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو ابو جہل نے اس سے کہا کہ وہ نہیں بلکہ تو بڑا دروغ گو ہے اس نے کہا کہ اے ابو الحکم (ابو جہل کی کنیت تھی) تو کون ہے جس کا ہم انتظار کر رہے تھے تو کوز نے اس سے کہا جب آپ اس بات کو جانتے ہیں تو پھر اس (رسول اللہ) سے آپ کو روکنے والی کونسی چیز ہے ۔ اس نے کہا ان لوگوں نے [illegible] کر رکھا ہے [illegible] مرتبہ دینے والا بنا دیا ہے [illegible] ان کو نبوت سے [illegible] ہر بات [illegible] ویسا ہی ہے جیسا تیرا خیال ہے تو یہ تمام چیزیں [illegible] یہ لوگ [illegible] پھر اس نے [illegible] جو لوگ [illegible] نہیں [illegible] متعلق یہ بات بیان کیا کرتے تھے ۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے [illegible] نہیں [illegible] ان کے پاس [illegible]

اس نے دل کڑا کیا اور مہریں توڑ دیں اس نے اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ پایا اور اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اس کی حالت اچھی رہی۔ اس نے حج بھی کیا اور یہ شعر اسی نے کہا ہے۔

إِلَيْكَ تَعْدُو قَلِقًا وَضِينُهَا ۔۔۔ مُعْتَرِضًا فِي بَطْنِهَا جَنِينُهَا

مُخَالِفًا دِينَ النَّصَارَى دِينُهَا

(اونٹنی) تیرے ہی جانب دوڑ رہی ہے۔ اس حالت میں کہ اس کا زیر تنگ حرکت کر رہا ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ اس کے آڑے آ رہا ہے اور اس حالت میں کہ اس (اونٹنی یعنی اونٹنی والے) کا دین نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے۔

ابن ہشام نے کہا۔ وضین کے معنی ملزم الناقہ یعنی اونٹنی کے کمر بند یا زیر تنگ کے ہیں۔

اور ہشام بن عروہ نے کہا کہ عراق والوں نے اس میں "معترضا دین النصاری دینہا" پڑھا دیا ہے۔ لیکن ابو عبیدہ نے تو ہمیں ان (مصرعوں) کے ساتھ یہ (مصرع) بھی سنایا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا کہ جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز عصر پڑھا چکے تو وہ لوگ آپ کے پاس آپ کی مسجد میں اس حالت میں داخل ہوئے کہ وہ اچھے کپڑے زیب بدن کیے ہوئے تھے۔ جبے پہنے اور چادریں اوڑھے ہوئے بنی حارث بن کعب والوں کی طرح نمودار ہوئے تھے۔ ابو سلمہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ جنہوں نے ان کو آتے دیکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے بعد ان کا سا وفد ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ ان لوگوں کی نماز کا وقت آ چکا تھا۔ اس لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیٹھو۔ انہیں چھوڑ دو کہ نماز پڑھ لیں۔ تو انہوں نے مشرق کی جانب نماز پڑھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ان میں کے چودہ آدمی جوان لوگوں کے (تمام) معاملات کا مرجع تھے ان کے نام یہ ہیں۔

العاقب۔ اس کا نام عبدالمسیح بھی تھا۔ اور السید جس کا نام الایہم تھا اور بنی بکر بن وائل والا ابو حارثہ بن علقمہ۔ اور اوس اور الحارث اور زید اور قیس اور یزید اور نبیہ اور خویلد اور عمرو اور خالد اور عبداللہ اور یحنس یہ آٹھ سواروں کے منجملہ یہ بھی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو حارثہ بن علقمہ اور عاقب عبدالمسیح اور الایہم اور السید نے گفتگو کی اور باوجود اس کے کہ ان میں کچھ اختلاف بھی تھا وہ شاہی نصرانی قانون کے پیرو تھے۔ ان میں سے بعض تو عیسیٰ (علیہ السلام) کو ہی خدا کہتے تھے اور بعض اللہ کا بیٹا اور بعض آپ کو تین میں کا تیسرا کہتے تھے۔ غرض نصاریٰ کے اسی قسم کی باتیں تھیں "وہ اللہ ہے" کہنے والے دلیل یہ پیش کرتے تھے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے اور بیماریوں کو دور کرتے اور غیب کی باتیں بتاتے تھے اور کیچڑ سے پرند کی شکل بناتے اور اس میں پھونکتے تو وہ پرند ہو جاتا تھا۔ اور یہ ساری باتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے ہوتی تھیں تاکہ وہ انھیں لوگوں کے لیے ایک نشانی کے طور پر پیش کرے اور آپ کے اللہ کا بیٹا ہونے کے متعلق یہ دلیل بھی پیش کرتے تھے کہ آپ کا کوئی باپ نہ تھا جس کا علم ہو اور آپ نے گہوارے میں بات کی اور یہ ایسی چیز ہے کہ آپ سے پہلے آدم کے کسی بچے نے نہیں کی اور تین میں کا تیسرا کہنے والے اپنے قول کی دلیل کلام اللہ کو پیش کرتے ہیں کہ وہ ہم نے کیا، ہم نے حکم دیا۔ ہم نے پیدا کیا اور ہم نے فیصلہ کیا فرماتا ہے۔ اگر وہ ایک ہوتا تو میں نے کیا۔ میں نے حکم دیا۔ میں نے پیدا کیا اور میں نے فیصلہ کیا فرماتا۔ جمع کے صیغے نہ فرماتا۔ ۲۰۷
دلیل یہ ہے کہ (جمع کے صیغوں میں) وہ (سے مراد اللہ) در عیسیٰ اور مریم ہیں۔ پس ان تمام باتوں کے متعلق قرآن نازل ہوا۔

اور جب ان دونوں[1] عالموں نے آپ سے گفتگو کی تو رسول اللہ صلی اللہ

[1] مصنف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے والوں کے تین نام اوپر بتائے ہیں اور یہاں دونوں نے لکھا ہے غور طلب امر ہے۔ (احمد محمودی)

علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا:—

أَسْلِمَا

تم دونوں اسلام اختیار کرو۔

ان دونوں نے کہا ہم تو اسلام اختیار کر ہی چکے ہیں۔ فرمایا۔ إِنَّكُمَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انھوں نے پیدا کرنی تھیں اور اس یکتا ذات کے ہمسر ٹھیرانے تھے اس کا رد ہو
اور اپنے دوست یعنی پیغمبر کے متعلق جو ان کا ارادہ تھا وہ خود ان پر حجت ہو
اور اسی سے ان کی گمراہی بتائی جائے۔ پس فرمایا:۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

اللہ تو وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود رہی نہیں

اس کے اوامر میں اس کے سوا کوئی شریک نہیں الحی القیوم۔ وہ ایسا
زندہ ہے کہ وہ تا نہیں حالانکہ ان کے قول کے مطابق عیسیٰ مر گئے اور رسولوں پر حجت ہو
القیوم۔ پیدا کرنے میں جو اس کا مقام تسلیم ہے وہ اس پر برقرار ہے
اور وہ اس مقام سے نہیں ہٹے گا۔ حالانکہ ان کے قول کے موافق عیسیٰ جہاں
تھے اس جگہ سے ہٹ گئے اور دوسری جگہ چلے گئے۔

نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ

اس نے تجھ پر سچائی کی ہوئی کتاب نازل فرمائی۔

یعنی جن امور میں انھوں نے آپس میں اختلاف کیا تھا اس میں جو حق کی کوئی ہوئی

وَاَنْزَلَ التَّوْرٰاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ

اور اس نے توریت و انجیل بھی اتاری۔

یعنی موسیٰ پر توریت اور عیسیٰ پر انجیل اسی طرح اتاری جس طرح اس سے
پہلے والوں پر اور پھر ان میں نازل فرمائیں۔

وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ۔ اور فرقان نازل فرمایا۔

یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) وغیرہ کے متعلق ان میں کی مختلف جماعتوں نے
جو مختلف خیالات قائم کر لیے تھے ان میں حق کو باطل سے ممتاز کرنے والی چیز۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ

بے شبہ جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا ان کے لیے
سخت عذاب ہے اور اللہ غالب اور سزا دینے والا ہے۔

یعنی اللہ ان لوگوں کو سزا دینے والا ہے جنہوں نے اس کی آیتوں کے جاننے اور ان آیتوں میں جو کچھ تھا اس کے سمجھنے کے بعد اس کا انکار کیا۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

بے شبہ اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی نہ زمین میں اور نہ آسمان میں۔

یعنی جو ارادے وہ کرتے ہیں اور جو چالبازیاں وہ سوچتے ہیں وہ عیسیٰ کے متعلق اپنے اقوال سے وہ جن کی مشابہت کرتے ہیں، کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کا انکار کر کے عیسیٰ کو پروردگار اور معبود ٹھیرایا ہے حالانکہ ان کے پاس جو علم ہے وہ اس کے خلاف ہے۔

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ

وہی تو ہے جو تمہاری ماؤں کے رحم میں جس طرح

چاہتا ہے تمہاری صورتیں بنا دیتا ہے

یعنی اس بات میں تو کسی قسم کا شبہ نہیں ہے کہ عیسیٰ بھی ان لوگوں میں سے تھے جن کی رحم مادر میں صورت بنی گئی۔ ان کا نہ وہ جواب دے سکتے ہیں اور نہ کانوں سے سن سکتے ہیں۔ انہیں بھی وہیں کی صورت دی گئی جس طرح ان کے سوا اور سب دوسرے بچوں کو دی گئی۔ پھر جو اس مقام پر تھا وہ معبود کس طرح ہو سکتا ہے پھر ان لوگوں سے جدا ہونے کے لیے تھے اپنی ذات کی تنزیہ اور پاکیزگی کا بیان فرماتا ہے۔

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غلبہ و حکمت والا ہے۔

یعنی ان لوگوں کو سزا دینے میں غالب ہے جنہوں نے اس کا انکار کیا ہے اور جب چاہے سزا دے سکتا ہے اپنے بندوں سے وجوہ و دلائل بیان

کرنے میں کیا حکمت ہے۔

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ

أُمُّ الْكِتَابِ

وہی ہے جو تجھ پر کتاب نازل کی جس میں

[illegible]

[illegible]

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ

[illegible]

[illegible]

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ

تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے۔

یعنی شک۔ وہ شک میں مبتلا ہیں۔

فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ

تو وہ لوگ اس میں سے شبہ والی چیزوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں

یعنی ایسے رستے پر پڑ جاتے ہیں جو اس سے پھیر دے تاکہ اس کے ذریعہ

ان باتوں کو سچا ٹھیرائیں جن کا انھوں نے ایجاد کر لیا ہے اور نئی باتیں پیدا کرنی ہیں تاکہ وہ ان کے لئے حجت بن جائے حالانکہ جو بات انھوں نے کہی ہے اس میں انھیں شک و شبہہ ہی ہے۔

ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ

فتنے کی جستجو میں۔

یعنی اشتباہ پیدا کرنے کے لیے۔

وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ

اور تاویل کی تلاش میں

یعنی خلقنا اور قضینا کے معنی کو (جمع کی طرف) پھیر کر اپنی اس گمراہی کی طرف لیجانا چاہتے ہیں جس کا انھوں نے ارتکاب کیا ہے۔ فرماتا ہے۔

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ

اور اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا۔

یعنی اس (خلقنا اور قضینا) کی تاویل جس کے معنی انھوں نے اپنے حسب منشاء لے لیے ہیں

إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا

مگر اللہ اور جو لوگ علم میں استواری رکھنے والے ہیں کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر ایمان لا چکے یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی جانب سے ہے۔

پھر اس میں اختلاف کیسے ہو سکتا ہے وہ (سب کا سب) ایک ہی کلمہ ہے ایک ہی پروردگار کی جانب سے ہے۔ پھر انھوں نے مشتبہ الفاظ کی تاویل کیلئے ان محکمات کی طرف رجوع کیا جن میں بجز ایک معنی کے کوئی ان میں دوسرا

آ ویل نہیں کرتا اور ان کی اس بات سے کتاب مرتب ہوگئی ... کا ایک حصہ ... سیرت کی تصدیق کرنے والا ہو ... ہوگیا اور اس کے ذریعے ... جنت ثابت ہوگئی ... وہ ... ہوگیا ... خلقی ... ہوگئی ... کفر کا سر ... نیچا ہوگیا ... قرآن نے فرمایا ہے ...

رَبَّنَا

اور ... قبول نہیں کرتے ...

یعنی ایسے ... مانگتے ہیں ...

لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا ۸

مگر ... سے ... ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو

یہ ... ہے کہ تو نے ہمیں سیدھی ... دی ...

یعنی کرنی باتیں ... کہ ہمارے ... صرف ... پر ہیں تو ہمارے ... کو ... نہیں ... سے ...

وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ

اور ... اپنے پاس سے ... رحمت عنایت فرما ... شبہ ...

تو بڑا ... عنایت فرمانے والا ہے ...

یہ ... ہے:

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ

اللہ نے ... گواہی دی ہے کہ ... کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

اور فرشتوں نے ... گواہی ... انھوں نے جو کچھ کہا ... کے ... یہ سب

... ہے ... معلوم ہوتا ہے ۔ (... محمودی)

گواہ ہیں)

بِالْقِسْطِ

انصاف سے۔ یعنی یہ گواہی عادلانہ ہے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ بے شبہ اللہ کے پاس دین (تو بس) اسلام ہی ہے۔

یعنی اے محمد پروردگار کی توحید اور رسولوں کی تصدیق کے جس امر پر تجھے پر قائم ہے۔

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ

اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی انھوں نے (اس سے) اختلاف نہیں کیا مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا۔

یعنی وہ جو [illegible] قرآن آپ کے پاس آچکا ہے کہ اللہ ایک ہے [illegible]

[illegible]

وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ

پس بے شک ہے۔ اور جو شخص اللہ کی آیتوں کا انکار کرے تو بے شبہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

فَإِنْ حَاجُّوكَ

پھر اگر تجھ سے جھگڑا کریں۔

یعنی ان کے قال خدا فعلت اور امر کی تاویل باطل [illegible]

اس کو انھوں نے جان لیا ہے۔

فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ

تو تو کہہ دے کہ میں نے تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے۔ یعنی وہ اسلام ہے۔

وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ

اور جس نے میری پیروی اختیار کی ہے انھوں نے بھی (اپنے کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے) اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اور جو ان پڑھ ہیں ان سے کہہ (یعنی جن کے پاس کوئی کتاب نہیں ان سے کہہ)۔

أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ

کیا تم نے بھی (اس اصول تسلیم کو خوشی سے قبول کر لیا ہے) انھوں نے (بھی اس اصول کو مان لیا تو بس سیدھی راہ پر لگ گئے اور اگر منہ پھیرا تو (کچھ پروا نہیں) تجھ پر صرف (پیام خداوندی) پہنچا دینا (لازم) ہے اور اللہ تو بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

پھر اہل کتاب کے دونوں گروہ یہود و نصاریٰ کو جمع فرما کر انھوں نے جو جو نئی باتیں اور نئے طریقے پیدا کر لیے تھے ان کا ذکر کیا اور فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ... الی قولہ

نَفِ الْهَيْثَمِ مَالَاتَ الْبَنَاتِ

یہ لوگ (بتوں کی) بیٹیاں ہیں کہ (جن کی) شفاعتیں (ان کے) پسند کیے ہوئے (لوگوں) میں سے ہیں (اور) قبول کی جاتی ہیں (اور) جن کی (اللہ کے ہاں) سفارش کی جاتی ہے (انہیں) دیکھ کر (اور) ان کی (اللہ کے ہاں) شفاعت کی امید رکھ کر (اور) ان کی (اللہ کے ہاں) سفارش کی توقع رکھ کر (اور) ان کی (اللہ کے ہاں) شفاعت کی بشارت (دے) کر اس کے اس فرمان کی مانند کہ اے اللہ اے حکومت کے مالک

یعنی اے بندوں کی پرورش کرنے والے اے وہ ذات جس کے سوا بندوں کے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ

تو جس کو چاہتا ہے حکومت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ یعنی تیرے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں۔

إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

بے شبہ تو ہی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے

یعنی اپنے غلبے اور اپنی قدرت سے یہ کام کر سکنے والا تیرے سوا کوئی (بھی) نہیں۔

تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

تو دن میں رات کو داخل کر دیتا ہے اور رات میں دن کو

داخل کر دیتا ہے اور مردے سے زندے کو نکالتا ہے اور زندے
سے مردے کو نکالتا ہے۔
یعنی اسی قدرت سے۔

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

اور جس کو تو چاہتا ہے بے حساب عنایت فرماتا ہے۔

تیرے سوا کوئی ان امور میں قدرت نہیں رکھتا اور تیرے سوا ۲:۰
کوئی ایسا نہیں کرتا یعنی اگر میں نے عیسیٰ کو مردوں کے زندہ کرنے
اور بیماروں کو (بھلا) چنگا کرنے اور کیچڑ سے پرندے کے پیدا کرنے اور
غیبی امور کی خبریں دینے کے لیے چند چیزوں پر غلبہ دیدیا تھا تاکہ انھیں
اس کے ذریعے سے لوگوں کے لیے ایک نشانی بناؤں اور تاکہ اس نبوت
کی تصدیق ہو جسے میں نے انھیں دے کر ان کی قوم کی طرف مبعوث
فرمایا تھا جس کے سبب سے تم ان کے معبود ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو
(اس پر بھی تو غور کرو کہ) میرے قابو اور میری قدرت میں ایسی چیزیں
بھی تو ہیں جو میں نے انھیں نہیں دیں، (مثلاً) بادشاہوں کو بادشاہ بنانا
اور[1] نبوت کا عہدہ جس کو چاہتا دیدینا اور دن میں رات کا داخل کرنا اور
رات میں دن کا داخل کرنا اور مردے سے زندے کا نکالنا اور زندے
سے مردے کا نکالنا اور نیکوں یا بدوں میں سے جس کو چاہتا بے حساب
رزق دینا۔ غرض یہ تمام باتیں وہ ہیں جن پر میں نے عیسیٰ کو قدرت نہیں دی
اور جن کا انھیں مالک نہیں بنایا لیکن انھیں ان چیزوں میں کوئی دلیل و عبرت
نہ حاصل ہوئی کہ اگر وہ معبود ہوتے تو یہ سب چیزیں ان کے اختیار میں

[1] (ب) میں تملیك الملوك وامر النبوة ہے جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں اور (الف ح د) میں بامر النبوة ہے جس کے معنی "نبوت کے حکم سے بادشاہوں کو بادشاہ بنانا" ہوں گے جو بعید معلوم ہوتے ہیں۔ (احمد محمودی)

ہوتے تھے تاکہ دشمن یہ خیال کرے کہ وہ بدستور مدینہ ہی میں ہیں اور شہروں میں ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل ہوتے رہتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہجرت فرمانے اور مدینہ میں قیام کرنے کا حکم دیا۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ

(اے نبی ان سے) کہہ کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔

(اگر تمہارا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ تم اللہ کی محبت اور اس کی عظمت کے اظہار کے لیے (ہوتے ہیں)۔

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں محبوب بنا لے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ دھو ڈالے گا۔

یعنی تمہارا گزشتہ کفر۔

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اور اللہ بڑا پردہ پوش اور بڑا مہربان ہے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ

کہہ دے کہ اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرو کیونکہ تم اسے جانتے ہو اور اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ پاتے ہو۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا

پھر اگر انھوں نے روگردانی کی۔

یعنی اپنے کفر پر اڑے رہے۔

فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ

[illegible]

جس کام کا ارادہ فرمایا تو یہی بات فرمائی:

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى

[illegible]

بے شک اللہ نے [illegible] آل ابراہیم و آل عمران کو

[illegible]

رہتے تھے ایک دوسرے سے [illegible] اور اللہ سننے والا جاننے والا

[illegible]

اور غیب کی خبریں دینے والا ہے۔

اس کے بعد [illegible]

إِذْ قَالَتِ امْرَأَةُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي

مُحَرَّرًا

(وہ وقت یاد کرو) جب عمران کی عورت نے کہا

میرے پروردگار جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے تیرے لئے

تیری نذر میں دے دیا اور آزاد کر دیا۔

یعنی میں نے اسے نذر کر دیا اور اسے اس کام کے لئے وقف کر دیا

کہ اس سے کسی دنیوی کام میں استفادہ نہ کیا جائے۔

فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ

رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَى

پس مجھ سے (یہ نذر) قبول فرما بے شبہ تو خوب سننے والا
اور خوب جاننے والا ہے پھر جب اس نے اس (لڑکی) کو جنا (تو کہا
اے میرے پروردگار میں نے اس کو جنا تو ہے (لیکن حالت یہ ہے کہ
وہ) لڑکی (ہے) حالانکہ جو کچھ بھی اس نے جنا اللہ اس سے خوب
واقف ہے اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں۔[1]

یعنی اس مقصد کے لیے جس کے لیے میں نے اس کو آزاد کیا اور بطور نذر پیش کیا تھا۔

وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

اور میں نے اس کا نام تو مریم رکھ دیا اور میں اسے اور
اس سے پیدا ہونے والی اولاد کو مردود شیطان سے بس تیری ہی پناہ میں
دیتی ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ

[1] مصنف علیہ الرحمہ نے اس مقام پر "لیس الذکر کالانثیٰ" کو مقولۂ والدۂ مریم علیہا السلام خیال فرمایا ہے لیکن بلاغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال ٹھیک نہیں ہے کہ ایسا ہوتا تو "لیس الانثیٰ کالذکر" ہونا چاہیئے تھا۔ یعنی یہ لڑکی جو مجھے ملی ہے یہ اس لڑکے کی سی نہیں جس کی طلب میں نے مسجد کی خدمت کے لیے کی تھی کہ وہ مسجد کے کاروبار کے لیے آزاد کیا جاتا بلکہ یہ فرمان خداوندی کا جزو معلوم ہوتا ہے۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ جو کچھ اس نے جنا ہے اللہ اس کے مرتبے اور علو شان سے خوب واقف ہے۔ جس لڑکے کی اس نے طلب کی تھی اور جو مرتبہ اس کے خیال میں اس لڑکے کا تھا وہ اس لڑکی کا نہیں اس کا مرتبہ مسجد کی خدمت کرنے والے بہت سے مردوں سے بھی برتر و اعلیٰ ہے۔ (احمد محمود)

تو اس کے پروردگار نے اسے بڑی خوبی کے ساتھ
قبول فرمالیا۔

وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا

اور اس کی بڑی اچھی پرورش کی اور اس کی نگرانی زکریا
نے کی۔

یعنی اس کے والد اور والدہ کے انتقال کے بعد۔
ابن ہشام نے کہا کہ کفلہا کے معنی ضمہا کے ہیں۔ یعنی اسے اپنے
ساتھ رکھا۔
ابن اسحٰق نے کہا غرض اس لڑکی کا ذکر یتیمی کے ساتھ فرمایا اس کے
بعد اس لڑکی کا حال اور زکریا کا حال اور انھوں نے جو دعا کی اور جو کچھ ان میں
ظاہر ہوا اس کا ذکر فرمایا کہ ان کو کیسی عنایت فرمائے گئے۔ اس کے بعد مریم
اور ان سے فرشتوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا۔

يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ
نِسَاءِ الْعَالَمِينَ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ
الرَّاكِعِينَ

اے مریم بے شبہ اللہ نے تجھے انتخاب فرمالیا ہے
تجھ کو پاک کر دیا اور تمام جہانوں کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دی۔
اے مریم اپنے پروردگار کے لیے عبادت میں چپ چاپ کھڑی رہ
اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔ اور
اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے:۔

ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ

یہ غیب کی خبروں میں سے (ایک خبر) ہے جو ہم تیری جانب
بذریعہ وحی بھیج رہے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا یعنی ان کے ساتھ نہ تھا۔

إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ

جبکہ وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں کا کون مریم کی نگرانی کرے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اقلامہم کے معنی سہامہم کے ہیں۔ یعنی ان کے وہ تیر جن کے ذریعہ انھوں نے مریم علیہا السلام کے متعلق قرعہ اندازی کی۔ تو زکریا (علیہ السلام) کا تیر نکلا۔ آخر مریم کو انھوں نے اپنے ساتھ رکھا۔ یہ بات حسن بن ابی الحسن نے کہی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس مقام پر (جس نگرانی کا ذکر ہے یہ) نگرانی جریج راہب نے کی جو بنی اسرائیل میں کا ایک بڑھئی تھا۔ مریم علیہا السلام کو (اپنے پاس) لے جانے کا تیر اسی کے نام کا نکلا تھا اور وہی لے گیا اور زکریا (علیہ السلام) نے اس سے پہلے ان کی نگرانی کی تھی۔ بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا اس لیے زکریا (علیہ السلام) ان کو اپنے پاس رکھنے سے عاجز ہو گئے تو مریم (علیہا السلام) کے لیے قرعہ اندازی کی گئی کہ ان کی نگرانی ان میں سے کون کرے تو جریج راہب کا تیر ان کی نگرانی کے لیے نکلا (اور) جریج ہی نے ان کی نگرانی کی۔

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ

اور (اے نبی) جب وہ جھگڑ رہے تھے اس وقت تو ان کے پاس نہ تھا۔

یعنی جب وہ اس کے متعلق جھگڑ رہے تھے تو تو ان کے ساتھ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان مخفی باتوں کی خبر دے رہا ہے جن کا ان کے پاس علم تھا اور وہ اس کو آپ سے چھپاتے تھے تاکہ آپ کی نبوت کو ثابت کرے اور ان خبروں کے ذریعے جنھیں وہ چھپاتے تھے اور آپ انھیں ان کے

سامنے پیش فرماتے تھے ان پر حجت قایم ہو۔ پھر فرمایا۔

إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ

(وہ وقت یاد کرو) جب کہ فرشتوں نے کہا۔ اے مریم۔

إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اللہ تجھے یقیناً ایک ایسے کلمہ کی خوش خبری دیتا ہے
جو اس کی جانب سے ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔
یعنی ان کے (حقیقی) واقعات یہ تھے نہ کہ وہ جو تم ان کے متعلق
کہتے ہو۔

وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

دنیا و آخرت میں وہ عزت و آبرو والے تھے۔
یعنی اللہ کے پاس۔

وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ

اور وہ مقربین میں سے تھے اور گہوارے میں (نزول کے بعد بھی وہ
باتیں کریں گے) اور نیکوں میں سے تھے۔
انھیں آپ کے ان حالات کی خبر دے رہا ہے جو آپ کی عمر کے
تغیرات میں واقع ہوتے رہے جس طرح آدم کی اولاد کے حالات ان کی
جسمی اور بڑھاپے کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں۔ بجز اس کے کہ اللہ نے
انھیں گہوارے میں کلام کرنے کی خصوصیت مرحمت فرمائی تھی کہ آپ کی

نبوت کے لیے ایک علامت ہو اور بندوں کو اپنی قدرت کے مواقع بتائے۔

قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

مریم نے کہا اے میرے پروردگار میرے لڑکا کیسے ہوگا حالانکہ مجھے کسی بشر نے چھوا (تک) نہیں۔ فرمایا یوں ہی (ہوگا) اللہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔

یعنی وہ جو چاہتا ہے بنا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے بشر ہو یا غیر بشر۔

إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن

جب اس نے کسی کام کا فیصلہ کر لیا تو اس کو صرف "ہو" کہہ دیتا ہے۔

وہ جس چیز کو چاہے اور جیسی چاہے

فَيَكُونُ

تو وہ ہو جاتی ہے

اور جیسی وہ چاہتا ہے ویسی ہی ہو جاتی ہے۔ پھر مریم علیہا السلام کو اس بات کی خبر دی کہ ان (کی پیدائش) سے اس کا ارادہ کیا ہے فرمایا:-

وَيُعَلِّمُهُ[1] الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ

---

[1] ... (اردو) میں "نعلمہ" ہے اور روایات کلام مجید دونوں طرح ہیں۔ یعنی ہم اسے تعلیم دیں گے

(احمد محمودی)

اور وہ اسے جملہ کتب کی اور حکمت اور توریت کی تعلیم
(کا شرف عنایت) فرمائے گا۔
جو ان لوگوں میں موجود تھی جو آپ کے پہلے موسیٰ (علیہ السلام)
کے وقت سے چلی آ رہی تھی۔

وَالْإِنجِيلَ

اور انجیل کی بھی (تعلیم دے گا)

جو ایک دوسری کتاب ہے اللہ عزوجل نے نہیں تک نہایت فرمان
نبی اور ان لوگوں کے پاس بجز اس کے یاد کے اصل کتاب باقی نہ تھی اور وہ
(عیسیٰ) ان کے (موسیٰ کے) بعد نبیا میں سے ہونے والے ہیں۔

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ

اور (ہم نے اس کو) بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر
(بھیجا) اس نے کہا بے شبہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی
جانب سے نشانی لے کر آیا ہوں۔
یعنی ایسی نشانی جس سے میری نبوت ثابت ہوتی ہے کہ میں اسکی
جانب سے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ

بے شبہ میں تمہارے لیے گیچڑ سے پرندوں کی شکل کی سی
شکل پیدا کرتا ہوں۔

فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ

پھر اس میں پھونکتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے اڑنے والا پرندہ
بن جاتا ہے۔

اس آیت کے حکم سے جس نے تجھے تمہاری طرف بھیجا ہے جو میرے
پروردگار اور تمہارے بھی پروردگار ہے۔

وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ

اور میں پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو (بیماری) اچھا
کر دیتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ الاکمہ مادر زاد اندھے کو کہتے ہیں۔
ابن اسحاق نے کہا ہے۔

فَرَجَعَتْ وَرَتَدَّ أَدَاءُ الْأَكْمَهِ

یہ سنتے ہی وہ مادر زاد اندھے کی طرح لوٹ گیا
اور اس کا جمع کُمہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ فرجعت کے معنی فرجعت بالأسد جلست
جیسے کہ شیر کے مقابل جب تو بیٹھ پکار کی اور یہ بیت اس کے
ایک قصیدے کا ہے۔

وَأُحْيِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ
فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ

اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور
تمہیں وہ چیز بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں میں
جمع رکھتے ہو۔ بے شبہ اس میں تمہارے لیے نشانی ہے۔ اس بات
پر کہ میں تمہاری طرف اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا ہوں۔

إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

اگر تم ایمان دار ہو۔

وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ

اور میں تمہارے لیے بعض ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں۔

یعنی جو چیزیں تم پر حرام تھیں اور تمہارے ان کو چھوڑ دینے کی وجہ سے اور اب تم پر ہیں جائز کر دینے کے لیے میں تمہارے لیے بعض ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں۔

وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ

اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نشانی لے کر آیا ہوں اس لیے تم اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ بے شک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔

یعنی آپ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس سے آپ اپنے کو بے تعلق ظاہر فرماتے اور اپنے پروردگار کی حجت ان لوگوں پر قائم ہونے کے لیے فرماتے ہیں۔

فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ

تو اسی کی عبادت کرو کہ یہ سیدھی راہ ہے۔

یعنی یہی وہ سیدھی راہ ہے جس پر چلنے کے لیے میں نے تمہیں شوق دلایا
اور ہدایت لے کر میں تمہارے پاس آیا ہوں

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ

پھر جب عیسیٰ نے ان کے کفر کا احساس کیا اور اپنی ذات
پر ان کی دشمنی دیکھی۔

قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ آمَنَّا

(تو) کہا (کلمۃ اللہ (کی برتری) کے لیے۔ میری
مدد کرنے (والی جماعت میں داخل ہونے) والے بھی کوئی ہیں؟ حواریوں
نے کہا اللہ کے (رسول اور اس کے کلمے کے) ہم مددگار۔ اب ہم
اللہ پر ایمان لائے۔

ان کا یہی قول ایسا تھا جس کے سبب سے انھوں نے اپنے پروردگار
کی جانب سے فضیلت حاصل کر لی۔

وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

اور آپ گواہ رہیے کہ ہم فرماں بردار ہیں۔ (ان لوگوں
کی باتیں) ایسی نہ تھیں جیسی باتیں یہ لوگ کرتے ہیں جو آپ سے حجت
کر رہے ہیں۔

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا
مَعَ الشَّاهِدِينَ۔

اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے نازل فرمایا ہم اس پر
ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے رسول کی پیروی اختیار کر لی ہے
اس لیے ہمیں (اپنے اور اپنے رسول کے) گواہوں (کے دفتر)
میں لکھ لے۔

یعنی ان کا ایمان اور ان کی باتیں ایسی تھیں۔

پھر جب وہ لوگ آپ کے قتل کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے تو آپ کو
اپنی جانب اٹھا لینے کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا:۔

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ

اور انھوں نے (عیسیٰ کے خلاف) خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ نے
ان خفیہ تدبیروں کیں اور اللہ تو خفیہ تدبیر والوں میں سب سے بہتر ہے۔

پھر انھیں بتایا اور ان کے اس خفیہ سے کار روائی کا ذکر فرمایا جس کا انھوں نے
اقرار کر لیا تھا کہ یہود نے آپ کو سولی دے دی۔ اور فرمایا:۔

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ
مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ میں
تجھے پورا (پورا) لے لینے والا ہوں اور تجھ کو اپنی جانب اٹھا لینے والا
ہوں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان (کی ناپاک بحث) سے
تجھ کو پاک کر دینے والا ہوں جبکہ ان لوگوں نے تیرے متعلق
ناقابل ذکر قرار دے دیئے۔

وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی انھیں ان لوگوں پر قیامت تک

برتری دینے والا ہوں جنھوں نے کفر کیا۔
پھر واقعات بیان فرمائے یہاں تک کہ اپنا یہ قول بیان فرمایا۔

ذَلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ

(اے محمد) یہ وہ آیتیں اور حکمت والی نصیحت ہے
جو ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں۔
یعنی عیسیٰ اور ان کے حالات میں جو اختلافات ان لوگوں نے کیے ہیں ان میں یہ وہ قطعی اور فیصلہ کن حق بات ہے جس میں ذرا بھی باطل کا گذر نہیں ہے اس لیے اس کے سوا کسی خبر کو آپ قبول نہ کریں۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ

(سن) کہ عیسیٰ کی مثال اللہ کے ہاں آدم کی مثال کی سی ہے
کہ اسے مٹی سے پیدا کیا اس کے بعد اس سے کہا کہ ہو تو (وہ پیدا ہو گیا و
ہر مخلوق اسی طرح) ہو جاتی ہے سچی بات تیرے پروردگار کی جانب کی ہے۔
یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق جو تجھے خبر دی گئی ہے۔ ۳۱۴

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ

اس لیے شک و شبہ کرنے والوں میں سے تو نہ ہو۔
یعنی اگرچہ وہ کہتے رہیں کہ عیسیٰ بغیر مرد کے پیدا ہوئے تو اس میں شک نہ کر کیونکہ میں نے آدم کو اسی قدرت سے مٹی ہی سے پیدا کیا تھا اور بغیر عورت اور مرد کے پیدا کیا تھا۔ اور وہ بھی عیسیٰ کی طرح گوشت۔ خون۔ بال اور چمڑے کے پوست سے مرکب تھے۔ اس لیے عیسیٰ کی پیدائش مرد کے بغیر ہونا اس سے زیادہ عجیب نہیں ہے۔

فَمَنْ تَابَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا بَلَغَكَ مِنَ الْعِلْمِ

[illegible]

یعنی اس کے بعد کہ تیرے پاس علم آ چکا ہے

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا

وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

[illegible]

اور اپنی اپنی عورتوں اور بیٹیوں کو بلائیں پھر مباہلہ کریں

اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کا اقرار کریں۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ ابو عبیدہ نے کہا کہ نبتہل کے معنی لعنت کرنے کے ہیں۔ ابن قیس بن رقیات نے بھی یہی کہا ہے۔

لَا تَنْفَدَنَّ وَقَدْ أَكَبَّتْ بِأَرْضِهَا تَخْزُنُ مِنْ شَرِّهَا يَوْمًا وَتَبْتَهِلُ

[illegible]

[illegible]

یہ بیت اس کے ایک قصیدہ کا ہے۔ [illegible]

[illegible]

وہ کہتا ہے کہ [illegible] تیرے [illegible] اور [illegible] نبتہل کے معنی کوشش سے دعا کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا ان ھذا۔ بے شک یہ۔ یعنی یہ خبر جو میں نے تمہارے
سامنے بیان کی ہے۔

لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ

یقیناً یہی سچا بیان ہے۔

وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک اللہ
غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ

پھر اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو
خوب جانتا ہے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ
بَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا
بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا

اللہ کو چھوڑ کر ہم ہیں سکے بعض بعض کو رب نہ بنائیں۔ پھر اگر
انھوں نے روگردانی کی تو تم [illegible] کہ ہم
ہوکر تو ان سے گزارش کرتے ہوئے آپ نے انھیں ایک انصاف کی
بات کی طرف دعوت دی اور انھیں لاجواب کر دیا۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کی طرف سے
یہ خبر آئی اور آپ کے اور ان کے درمیان جھگڑے کا فیصلہ پہنچ گیا۔ اگر وہ
آپ کے ان دعووں کی تردید ہی کرتے رہتے تو آپ کو ان سے مباہلہ کرنے کا
حکم دیا گیا تو آپ نے انھیں مباہلہ کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا اے محمد!
ہمیں اپنے اس معاملے میں غور کرنے دیجئے کہ ہمیں آپ سے یہ دعوت دینی
چاہئے اس میں ہم جلدی کرنا چاہتے اس ارادے سے [illegible]
آپ کے پاس [illegible]
کے ساتھ جو ان میں صاحب رائے تھا تنہائی میں [illegible]
بعد امین تیری کیا رائے ہے۔ تو اس نے کہا اے گروہ نصاریٰ! [illegible]
کسی قوم نے اپنے نبی سے [illegible]
باقی رہا ہو اور [illegible]
تمہارے [illegible]
اور میری سچی بات [illegible]
[illegible]
اپنے شہروں [illegible]
[illegible]
آپ سے مباہلہ نہ کریں اور آپ کو اپنے دین پر چھوڑ دیں اور ہمارے اپنے
مقابلہ پر ڈٹ جائیں اور اپنے دین پر رہیں۔ لیکن آپ اپنے اصحاب میں سے
ایسے شخص کو بھیجیں کہ آپ ہمارے لیے پسند فرمائیں وہ ہمارے سامنے فیصلہ کرے۔ کہ

وہ ہمارے مابین اختلافی امور میں ہمارے درمیان فیصلہ کیا کرے کیونکہ ہمارے سردار نیاز مند دینی مرضی کے موافق ہیں۔ محمد بن جعفر نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنَّ فِي الْحَسَنِ لَبَعْضَ مَكْرِكُمْ أَقْرَبَ لَأَهْلِ

تم لوگ شام میں میرے پاس آنا میں اپنی قوی دلیل

کو تمہارے سامنے پیش کروں گا۔

ابی نے کہا کہ عرب میں کوئی ایسا کہا کرتے تھے کہ امیر بننے کی خواہش اس دن تک نہیں ہوسکتی [illegible] وقت اب آگیا [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] نماز پڑھائی اور [illegible] کے بعد آپ اپنی سیدھی جانب اور [illegible] آپ کی طرف متوجہ ہوئے آپ کے سامنے جماعت [illegible] آپ نے وعظ فرمایا اور آپ اپنی نظر سے تفتیش فرماتے رہے [illegible] آپ کی [illegible] پڑی تو فرمایا:۔

[illegible]

بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے
گئے تو مدینہ کے ۔۔۔ ان کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اور
بنی الحارث کی شاخ بنی عبید سے تھا اس کی قوم کے لوگ بھی
آپ کی تشریف آوری کے وقت مخالف نہ رہتے تھے اوس و خزرج کی جماعتوں میں سے
کسی فرقہ کی بات دونوں جماعتیں متفق نہیں ہوتیں نہ اس شخص سے
پہلے اور نہ اس کے بعد یہاں تک کہ اسلام کے رد و بدل کرنے والے
مانتے رونما ہوئے۔ پھر اس کے ساتھ ۔۔۔ اور شخص بھی قبیلہ اوس
میں تھا جو اپنی قوم اوس میں سے اور وہ سب سے عقلمند تھا بن نام انجعام
عبد عمرو بن لبید بن ثعلبہ بن حارثہ بن ضبیعہ بن زید میں سے تھا اور یہی
شخص حنظلہ الغسیل کا باپ تھا جو احد کے جنگ احد میں شہید ہونے پر
فرشتوں نے انہیں غسل دیا اور ابو عامر نے زمانہ جاہلیت ہی میں رہبانیت
اختیار کر لی تھی موٹے کپڑے پہنتا اور راہب کہلاتا تھا۔ غرض یہ دونوں
اپنی برتری سے محروم ہوئے تو اسلام سے ۔۔۔ میں نقصان پایا۔

عبداللہ بن ابی کے ۔۔۔ تو اس کی قوم نے منگوں کی ایک مالا تیار کی
تھی کہ اس کو تاج پہنا کر بادشاہ بنائیں لیکن جب ان کی یہ حالت تھی تو اللہ
نے ان کے پاس اپنا رسول بھیجا۔ جب اس کی قوم اس سے اکثر کر اسلام کی طرف
ہو گئی تو اس کے دل میں کینہ پیدا ہو گیا اور وہ یہ سمجھنے لگا کہ اس کی حکومت
رسول اللہ نے اس سے چھین لی اور جب دیکھا کہ اس کی قوم بجز اسلام
اور کسی بات کو نہیں مانتی تو وہ بھی ناچار اسلام میں داخل ہو گیا لیکن اندر
اندر کینہ پر جما رہا۔ اور ابو عامر نے تو کفر کے سوا کوئی بات نہ رکھی۔ غرض
اور جب اس کی قوم اسلام پر متفق ہو گئی تو وہ اپنی قوم سے بھی الگ ہو کر
دس سے کچھ اوپر اپنے شخاص کو لے کر مکہ کی جانب نکل گیا جنہوں نے اس
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کر اختیار کر رکھی تھی جیسا کہ
محمد بن ابی امامہ نے حنظلہ بن ابی عامر کے بعض گھر والوں سے حدیث کی
روایت سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تَقُولُوا الرَّاهِبَ وَلٰكِنْ قُولُوا الْفَاسِقَ

(اس کو) راہب (اللہ سے ڈرنے والا) نہ کہو بلکہ فاسق (نافرمان) کہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم نے جنھوں نے صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت) پائی تھی اور (احادیث سنی تھیں اور بہت روایتیں (بیان) کرنے والے تھے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ابو عامر مکہ کی جانب نکل جانے سے پہلے آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا۔ اس دین کی حقیقت کیا ہے جس کو لے کر تم آئے ہو تو آپ نے فرمایا۔

جِئْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ دِينِ إِبْرَاهِيمَ

میں ابراہیم کا یکسوئی والا دین لایا ہوں۔

اس نے کہا میں تو اسی دین پر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

أَنْتَ لَسْتَ عَلَيْهَا

تو اس دین پر نہیں ہے۔

[illegible]

وَلٰكِنِّي جِئْتُ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً

میں اسے ایسا نہیں کیا بلکہ میں اس کو روشن اور پاک

[illegible]

اس نے کہا کہ اللہ جھوٹے کو [illegible]

موت دے۔ وروہ ان خاندانوں میں سے ہے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لعنت کردہا تھا کہ تم اسی حالت سے آئے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَجَلْ فَمَنْ كَذَبَ فَفَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِهٖ۔

ہاں ہاں، جس نے جھوٹ کہا ہو اللہ اس سے ایسا ہی برتاؤ کرے۔

غرض اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دشمن خدا کی یہ حالت ہوئی کہ وہ نکل کر مکہ کی جانب چلا گیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا تو وہ بھاگ کر نجد کی طرف چل دیا اور جب طائف والوں نے اسلام اختیار کر لیا تو وہ شام میں جا بسا اور شام ہی میں وہ سفر سے واپس آتا ہوا سفر میں تنہا مر گیا۔ اور اس کے ساتھ علقمہ بن علاثہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن کلاب اور کنانہ بن عبد یالیل بن عمرو بن عمیر ثقفی بھی نکل گئے تھے جب وہ مرا تو اس کی میراث سے علقمہ ان دونوں نے قیصر روم کے پاس جا کر بیان کیا۔ قیصر نے کہا کہ ان لوگوں نے تم کو اس کے وارث ہونے کے سبب سے مارا ہے اور تم کو ان سے کچھ نہ ملے گا تو علقمہ بن علاثہ نے ابو براء عامر بن مالک سے ان کی شکایت کی۔

فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ

فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو بَرَاءٍ

اے علقمہ ابو براء نے تجھ کو لکھا ہے کہ تیرے ماموں نے جو کچھ تیرے ساتھ برتاؤ کیا ہے اس کی وجہ سے تو اس کے بھتیجوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرے گا۔

فَإِنْ فَاتَكَ لِي شَرَفٌ وَفَخَارٌ

فَلَقَدْ يَسْتَبِيحُ أَهْلُكَ أَهْلِي

میں رکھے۔

اور جو تیرے پاس نہ آتے کہ ان باتوں سے تکلیف نہ دے اور اس کی
مجلس میں ایسی باتیں نہ کرے جن کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ راوی نے کہا عبداللہ
بن ابی بکر نے جن کے ساتھ اور مسلمان بھی بیٹھے ہوئے تھے کہا یہ باتیں
ایسا نہ کریں ہماری مجلس میں۔ تمہارے ساتھ اور بھی لوگ ہیں ایسی
باتیں آپ ضرور کیجئے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں بے انتہا پسند ہیں
اور یہ وہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی اور ہمیں
ان کی جانب رہنمائی کی۔ آخر عبداللہ بن ابی سے جب یہ تمام گفتگو
ناکامی ہوئی تو کہنے لگا:—

حَتّٰى لَا يَكُنْ مِنَّا سَخَاءٌ لِكَلْبِنَا تَذِلُّ وَتَبْقَى كَلْبَنَا يَتَصَرَّحُ

اب تو ہمارے دوست تیرے ساتھ یہ باتیں کرنے لگے تو تیرا ذلیل
ہونا اور ہمارے کتے کا تجھ سے دوستی کرنا ظاہر ہے
تیرا ذلیل ہونا۔

وَقَالَ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ وَإِنَّ جَلَاهُمْ لَيَشْفِيَنِّي وَأَقْ

اپنے ساتھیوں سے
ایسی باتیں کرنے لگے

جس کو آپ ناپسند فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "اجل" ہاں پھر آپ
نے انھیں ان باتوں کی اطلاع دی جو ابن ابی نے کہی تھیں تو سعد نے کہا یا ۲۲۰
رسول اللہ! اس کے ساتھ نرمی فرمائیے کیونکہ واللہ! اللہ آپ کو ہمارے
پاس ایسے وقت لایا کہ ہم اس کے لیے منکوں کی مالا تیار کر رہے تھے کہ
اسے تاج پہنائیں۔ اس لیے واللہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ آپ نے اس کی حکومت
چھین لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیاہ صحابیوں کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ہشام بن عروہ اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابو
[illegible] سے اور انھوں نے زینب بنت ابو سلمہ سے روایت بیان
کی کہ ام المومنین نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ
[illegible] تشریف لائے کہ مدینہ اللہ کی زمین میں سب سے
[illegible] تو انھوں نے [illegible] پس آپ سے اپنے رب
[illegible] تو کہا۔

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں دن گزار رہا ہے۔ اور ہم
اپنے وطن سے دور پڑے ہیں حالانکہ موت ہر شخص کے جوتے کے
تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(امیر المومنین نے) کہا کہ میں نے کہا واللہ بابا جان کو اس کا ہوش نہیں ہے جو وہ کہہ رہے ہیں (مخرمہ نے) کہا پھر میں عامر بن فہیرہ کے نزدیک گئی اور پوچھا عامر تمہارا کیا حال ہے تو انھوں نے کہا:—

لَقَدْ وَجَدْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ

كُلُّ امْرِئٍ يُجَاهِدُ بِطَوْقِهِ كَالثَّوْرِ يَحْمِي جِلْدَهُ بِرَوْقِهِ

میں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے اس کو پالیا اور
بزدل کی موت تو اس کے اوپر سے (یعنی آسمانی ضروری اسباب
سے) ہوا کرتی ہے۔ (وہ اس طرح کے خطروں میں مبتلا ہو کر
بہادرانہ موت نہیں مرا کرتا)۔ ہر شخص اپنی قوت کے مطابق
کوشش کرتا ہے جس طرح بیل اپنے چمڑے کو اپنے ہی سینگوں
سے گھر لیا کرتا ہے۔ (یعنی مدافعت کرتا ہے)۔

(امام المومنین نے) کہا کہ میں نے کہا واللہ بابا جان کو اس کا ہوش نہیں ہے جو وہ کہہ رہے ہیں (مخرمہ نے) کہا کہ پھر میں عامر بن فہیرہ کے نزدیک گئی اور پوچھا عامر تمہارا کیا حال ہے تو انھوں نے کہا:—

لَا بَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِفَجٍّ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ

کیا ایسا نہیں ہوگا کہ کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں

کوئی رات مقام فخ رجوانی مکہ میں کبھی اس حیثیت سے بسر کر سکوں گا
کہ میرے گرد اذخر و جلیل نامی بوٹیاں ہوں۔

وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

اور کیا میں کسی روز مقام مجنہ کے چشموں پر جا سکوں گا
اور کیا کوہ شامہ و طفیل بھی مجھے نظر آئیں گے یا نہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ شامہ و طفیل دو پہاڑوں کے نام ہیں۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ میں نے ان لوگوں کی جو باتیں سنی تھیں، سو ان اشعار سے وہ سب بیان کیں اور میں نے کہا کہ یہ لوگ یہی بھگتے ہیں جو کہتے ہیں اس کو سمجھتے بھی نہیں۔ ابن اسحٰق نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ اِلَيْنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ

یا اللہ ہمارے لیے مدینہ کو بھی ویسا ہی محبوب بنا دے جیسا تو نے مکہ کو ہمارے لیے پسندیدہ بنایا تھا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر

وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ وَبَاءَهَا اِلَى مَكَانِ كَذَا

اور ہمارے لئے اس کے مد اور صاع کے پیمانوں میں برکت نازل فرما
اور اس کی وبا کو یہاں سے فلاں جگہ منتقل کر دے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں [illegible] کہ وہ اسی طرح [illegible] رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا:۔

اِعْلَمُوْا اَنَّ صَلٰوۃَ الْقَاعِدِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلٰوۃِ الْقَائِمِ

اور یہ بات ان کے لیے ہلکی ہوئی نہ گراں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے تھے اور یہ واقعہ آپ کی بعثت سے تیرا سال کے بعد ہوا اور آپ ربیع الاول کے باقی دن اور ماہ ربیع آخر اور دونوں جمادی (جمادی الاولیٰ جمادی الآخرہ) رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ تک اقامت فرما رہے۔ اس حج میں مشرکین ہی کا انتظام رہا۔ محرم اور اس کے بعد مدینہ کی تشریف آوری سے بارھویں مہینے کے آغاز میں صفر کے مہینے میں آپ غزوات کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ اور مدینہ میں سعد بن عبادہ کو حاکم بنایا (یہ وہ ہے) جو ابن ہشام نے کہا ہے۔

غزوہ ودّان

آپ کے غزوات میں یہ سب سے پہلا غزوہ ہے

ابن اسحٰق نے کہا یہاں تک کہ آپ ودان تک پہنچے۔ غزوۃ الابواء بھی یہی ہے۔ ابن اسحٰق نے کہا پھر آپ وہاں سے لوٹے اور بنی ضمرۃ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا قبیلہ آپ سے ملا اور بنی ضمرۃ نے آپ سے صلح کر لی اور ان میں سے جن سے ۲۲۴
صلح کی وہ مخشی بن عمرو الضمری تھا۔ اور وہ اپنے لوگوں کا سردار تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صلح کی اور کسی سے مقابلہ نہ ہوا اور مدینہ ہی میں تشریف فرما رہے۔

کے اسی زمانے میں عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی کو ساٹھ یا اسی سواروں کے ساتھ جو مہاجرین تھے اور انصار میں سے ایک بھی نہ تھا روانہ فرمایا۔ وہ چلتے چلتے حجاز کے ایک چشمے کے پاس پہنچے جو امرہ نامی ٹیلے کے نیچے واقع تھا۔ وہاں انہیں قریش کی ایک بڑی جماعت مل گئی۔ لیکن کوئی جنگ نہیں ہوئی بجز اس کے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس روز ایک تیر مارا اور یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں چلایا گیا۔ پھر وہ لوگ ان لوگوں کے مقابلے سے ہٹ گئے تاآنکہ مسلمانوں کے پاس مکہ کے مجوسی اور مشرکین کے پاس سے بنی زہرہ کے حلیف اسامہ بن عمرو جشمی اور بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف عتبہ بن غزوان بن جابر المازنی مسلمانوں کی صف بھاگ آئے اور یہ دونوں مسلمان تھے لیکن کافروں سے تعلقات پیدا کرنے کے لیے نکلے تھے۔ اور ان لوگوں کا سردار عکرمہ ابن ابی جہل تھا

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے ابن بنی عمرو بن العاص نے ابن لہیعہ کی روایت سنائی کہ ان پر مکرز بن حفص بن الاخیف عامر بن بنی لوی بن غالب بن فہر میں کا ایک شخص تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غزوہ عبیدہ بن الحارث کے متعلق ابوبکر صدیق نے کہا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے اس کی جانب سے تغیب سے کی نسبت سے انکار کیا ہے

أَمِنْ تَذَكُّرِ جَارَاتٍ بِذِي سَلَمٍ ... قَامَتْ فَوَدَّعَ فَوْدَاهَا فَرَاحَ مَعَا

یہ قصیدہ کی پہلی بیت ہے

وَالْمَانِعُونَ بِبَطْنِ الْعِيرِ قَدْ عَلِمُوا ... أَنَّا نُنَازِلُ مَنْ عَزَّتْ بِهِ نَبْعَا

بَنِي أَبِي فِهْرٍ لَا تَلْقَوْا بِأَجْمَعِكُمْ ... إِلَّا وَأَسْيَافُنَا فِي رَأْسِهِ قَزَعَا

قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ فِرْقَانٍ لَنَا عَجَبٌ ... عَنِ الْكَفُورِ بِهِ وَالْآثِمِ الْبَدِعِ

یہی وہ بات ہے جو تفرقہ ڈالتی ہے جس کو کفر نہ کوئی
نصیحت پھیرتی ہے اور نہ کسی ترغیب دینے والے کی ترغیب۔

رَسُولٌ أَتَاهُمْ صَادِقٌ فَتَكَذَّبُوا عَلَيْهِ وَقَالُوا لَسْتَ فِينَا بِآمِنِ

ان کے پاس ایک سچا رسول آیا تو انھوں نے اس کو
جھٹلایا اور کہا کہ تو ہم میں (زیادہ دن) رہنے والا نہیں ہے۔

إِذَا دَعَوْهُمْ إِلَى الْحَقِّ أَدْبَرُوا وَهَرُّوا هَرِيرَ الْعُذَّرِ الْمُتَأَمِّنِ

جب ہم نے انھیں حق کی جانب دعوت دی تو وہ
پیٹھ پھیر کر اور مجبور ہو کر بھوں میں چھپنے والوں اور پناہ لینے
والوں کی طرح آوازیں نکالنے لگے۔

وَكَانَتْ مَتَانَتُهُمْ لِقَرَابَةٍ وَتَرَكَ التُّقَى شَرُّ الْبِلَادِ لِغَادِرِ

اور یہ ان کی قرابت کے سبب سے ان سے بڑا ہی مضبوط
کیا اور پرہیزگاری کو چھوڑ دینا تو ان کے لیے ایسی چیز ہے جس کا
کوئی ٹھکانہ نہیں۔

فَإِنْ يَبْغُ مِنْكُمْ كَثْرَةٌ وَعَدُوُّهُمْ فَمَطَيَّاتُ الْخَيْلِ أَمْثَلُ عَاقِبَةً

اگر تم سے کثرت اور ان کے دشمن ان پر زیادتی کریں تو
گھوڑے ہی بہتر انجام کے ہیں۔

وَنَحْنُ أُنَاسٌ مِنْ ذُؤَابَةِ غَالِبٍ لَنَا الْعِزُّ مِنْهَا فِي الْفُرُوعِ الْأَثَائِثِ

اور ہم تو بنی غالب میں کے چوٹی کے لوگ ہیں ہمیں ان کی
بہت سی جمع ہونے والی شاخوں سے عزت حاصل ہوئی ہے۔

فَأُولِي بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ عَشِيَّةً حَرَاجِيجُ تُحْدَى فِي السَّرِيحِ الرَّثَائِثِ

شام کے وقت پویہ چال چلنے والی دراز قد اونٹنیوں کے
پروردگار کی قسم کھاتا ہوں جو بوسیدہ چمڑوں کے موزے پہنے
ہوئے ہانکی جاتی ہیں۔

كَأُدْمِ ظِبَاءٍ حَوْلَ مَكَّةَ عُكَّفٍ يَرِدْنَ حِيَاضَ الْبِئْرِ ذَاتِ الْبَنَائِثِ

گندمگوں پٹھے اور سفید پیٹ والی ہرنیوں کی طرح مکہ کے
آس پاس مقیم ہیں اور باؤلی کے گہرے حوضوں پر پانی پینے
آتی ہیں۔

لَئِنْ لَمْ يَفِقْ عَاجِرٌ مِنْ شَبَابِهِ وَلَسْتُ إِذَا أَلْيَتُ قَوْلًا بِآثِمِ ۳۲۷

اگر وہ جید بنی گبر شباب سے ہوش میں نہ آئے اور میں
نے جب کسی بات پر قسم کھائی ہے تو کبھی ایسی قسم کو میں نے
نہیں توڑا۔

أَبَتْ ذَاكَ عَادَاتٌ لَنَا ذَاتُ مَصْدَقٍ مُحَرَّمُهَا طَيِّبٌ لِنِسَاءِ الْحَوَائِمِ

تو بہت سے ان پرہیزی طور پر بک ایسی عادتیں ہیں جن
عورتوں کے پاکی کے دنوں کو دور رہنے کی ہدایت کی ہے محروم کرنے۔

تُغَادِرُ حَتْفًا تَعْصِبُ الطَّيْرُ لَحْمَهُ وَلَا تَزْأَفُ الْكُفَّارَ أَيْنَ تَغَادِرُ

(وہ حملہ) مقتولوں کو ایسی حالت میں کر دیگا کہ ان کے گرد
پرندوں کی ٹکڑیوں کی ٹکڑیاں اکٹھی ہو گی اور وہ ابن حارث کی طرح
کافروں پر رحم نہیں کریں گی۔

فَبَلِّغْ بَنِي سَهْمٍ بِذَاتِ رِسَالَةً ... وَكُلُّ كَفُورٍ يَبْتَغِي الشَّرَّ بَاحِثُ

(اے محمد!) یہ جو تیرے پاس پیام ہے یہ بنی سہم اور
ہر اس ناقدرداں کو پہنچا دے جو فساد کی خواہش میں جستجو کرنے والا ہو کہ

فَإِنْ تَشْعُثُوا عِرْضِي عَلَى سُوءِ رَأْيِكُمْ ... فَإِنِّي مِنْ أَعْرَاضِكُمْ غَيْرُ شَاعِثِ

اگر تم اپنی بے عقلی کے سبب سے میری آبروریزی پر تلے ہو
تو میں تمہاری آبروؤں پر خاک ڈالنا نہیں چھوڑتا۔

یہ کعب بن عبداللہ بن الزبعری السہمی نے دیا ہے کہ۔

أَنَّى وَجَدْتَ بِأَنْفِهَا بِكَثِيبِ ... كَالْمِسْكِ بَيْنَ دَعَابِصٍ وَكُثَيْبِ

کہاں گھوڑے کے نتھنوں پر جنہیں ریت کے ٹیلوں نے
جو کہ مشک کی طرح ہے جس کے نشوں کی بہتات ہے۔

أَعَجَبْتَ مِنْ سَاقَاتِ [illegible]

[illegible]

لَيْسَ [illegible]

[illegible] بیت [illegible] وراس کی قیادت بھیڑ کر رہا ہے جو

جنہوں نے بنی حارث کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

۲۲۸ تَنَزَّلَ مِنْهُ بِالْمَكَارِمِ كُلَّمَا ... مَنَازِلَ مَوْرُوثٍ كَرِيمٍ وَوَارِثِ

تاہم ان میں کوئی بزرگ ایسا نہیں جس نے
وارثوں کے لیے عزت واسلاف کی میراث نہ چھوڑی ہو۔

أَغَرَّ تَنِيهِ مِنْ بَنِي رُدَيْنَةَ ... وَجُرْدٍ عِتَاقٍ فِي الْجَلَاجِلِ وَاهِبِ

بنی ردینہ کے ان سفید گندمگوں اور نجیب گھوڑوں نے
جو سواروں کو شرافت کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں اور غبار میں ہنہناتے
ہوئے دوڑنے والے ہیں، اسے بلند کیا۔

۲۲۹ وَبِيضٍ كَأَنَّ الْبَرْقَ فَوْقَ مُتُونِهَا ... بِأَيْدِي كُمَاةٍ كَالْبُيُوتِ الْعَوَانِثِ

اور سفید (لمبی تلواروں) کے ذریعے جن کی پیٹھوں پر
بجلی ہے، جو بہادروں کے ہاتھوں میں ہیں جو فتنہ و
فساد کی طرح تباہی ہیں۔

لِيَجْزِيَ خَيْرَ الْمُحْسِنِينَ مَنْ كَانَ مَنْزِلًا ... وَيَشْقِي الْمُحِلَّ الْمُعْتَدِيَ كُلَّ عَاثِثِ

تاکہ وہ ان مذکورہ چیزوں کے ذریعے تمام بہتر کرنے
والوں کے بہترین بدلہ کو بیدار کر دیتے ہیں اور بغیر مہلت کے
ہر بے انتظامی کو فوری سزا دیتے ہیں۔

فَأَنْزَلَهُمْ خَوْفٌ شَدِيدٌ وَهَيْبَةٌ ... وَأَعْجَبَهُمْ أَمْرٌ لَهُمْ مَا رَأَيْتُ

پس وہ سخت خوف اور ہیبت کے مارے رک گئے
اور انہیں ایسا طریقہ پسند آیا جیسا کسی کام کے کرنے میں
دیر کرنے والا پسند کرتا ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُنَّ لَمْ يَفْعَلْنَ أَتَاهُنَّ مِنْ بَيْنِ نَاعٍ وَنَائِحَةٍ

اور اگر وہ (دیر) نہ کرتے (اور ہمارے مقابلے میں آجاتے) تو ان کی بیوہ عورتیں صبح کے وقت اور شام کے ابتدائی زمانے میں بھی روتی رہتیں۔

وَقَدْ عَوَّدَتْ قَتْلَى الْخَزْرَجِيَّةِ عَنْهُمْ

[illegible]

اور ان کے مقتولوں کی [illegible] کی تلاش و جستجو کرنے والے [illegible] نہ کرنے والے [illegible] اعانت میں رہنے والا دونوں ان کے [illegible]

فَأَيْنَ أَبُو بَكْرٍ لَنَا مِنْ أَبِيهِ

فَأَنَّى مِنْ عُمَرَ فِي نِعْمَةٍ

[illegible]

[illegible] اور ان کی فہرکی عزت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَلَا هَلْ أَتَى رَسُولَ مِنِّي أَبَانِي

[illegible]

سنو! پیارے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے
یہ خبر ہے کہ میں نے اپنے تیر کے نشانوں سے دشمنوں
کے سینوں سے ان کی حمایت کی ہے۔

أَذُودُ بِهَا عَنْ دِينِ ذِي الْعَرْشِ رَبَّنَا ... وَأَحْمِي رَسُولَ اللَّهِ فِي كُلِّ مَنْزِلِ

میں اس تیر سے عرش والے کے دین کی حفاظت کرتا ہوں
اور اللہ کے رسول کی ہر منزل میں حمایت کرتا ہوں۔

فَمَا يَعْتَدِلُ الرَّامِي بِسَهْمٍ أَمَامَهُ ... بِسَهْمَيْ رَسُولِ اللَّهِ قَبْلِي وَلَا نَبْلِي

غرض اے اللہ کے رسول! مجھ سے پہلے کوئی تیر
برسانے والا دشمن کے تیر نہ چلا سکے گا۔

وَذَلِكَ أَنَّ دِينَ دِينِ صَادِقٍ ... وَذُو حَقٍّ أَتَيْتَ بِهِ وَعَدْلِ

وجہ یہ ہے کہ آپ کا دین سچا دین ہے اور آپ نے
اس کے ذریعے سے حقیقت اور انصاف کی بات پیش فرمائی ہے۔

بِهِ الْكُفَّارُ عِنْدَ هُدَاهُ يَهْلِي ... بِهِ يَجْزِي الْمُهَيْمِنُ كُلَّ فَضْلِ

اسی دین کے ذریعے سے ایمان دار لوگ کو ہدایت ملنے کی
وجہ سے بہت سے فضائل حاصل ہوئے۔

فَإِنْ تَسْبِقِينِي فَلَا تَحْسَبِنِي ... غَوِيًّا إِذَا وَخَيْتُ يَا ابْنَ جَهْلِ

پس اے جہل۔ اے گمراہ قبیلے! تجھ پر افسوس ہے
تو تو گمراہ ہو چکا ہے اس لیے مجھ پر عیب نہ لگا ذرا تو ٹھہر
(اور دیکھ کہ تیرا انجام کیا ہوتا ہے)

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر سعد کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو خبر پہنچی ہے اس کے لحاظ سے عبیدہ کا پرچم پہلا پرچم تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں مسلمان کے لیے باندھا۔ اور بعض علماء کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۃ الابواء سے تشریف لائے تو اپنے مدینہ پہنچنے سے بھی پہلے انھیں روانہ فرمایا تھا۔

سیف البحر کی طرف حمزہ رضی اللہ عنہ کا سریہ

اور آپ کی اسی تشریف فرمائی کے زمانے میں حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم کو فناخۃ العیص کے مقام سیف البحر کی جانب تیس مہاجر سواروں کے ۲۳۰
ساتھ روانہ فرمایا جن میں انصار کا ایک شخص بھی نہ تھا۔ وہ ابوجہل بن ہشام سے اسی ساحل پر ملے اور وہ مکہ والے تین سو سواروں کے ساتھ تھا۔ مجدی بن عمرو الجہنی ان لوگوں کے درمیان حائل ہو گیا اور یہ شخص دونوں جماعتوں میں صلح کرانے والا تھا۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے مقابلے سے لوٹ گئے اور ان میں جنگ نہیں ہوئی۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حمزہ کا پرچم پہلا پرچم تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے کسی کے لیے باندھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا جھنڈا اور عبیدہ کا جھنڈا دونوں ایک سفید تھے۔ اس لیے لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ اور ان لوگوں سے یہ دعویٰ کیا ہے کہ حمزہ نے اس کے متعلق شعر کہے ہیں اور اس میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ ان کا پرچم پہلا پرچم تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔ پھر اگر حمزہ نے ایسا کہا ہے تو مشیت الٰہی سے انھوں نے صحیح ہی کہا ہوگا کیونکہ

لہ اس مقام پر اصل میں "فقد صدق انشاء اللہ بہ" تھا کاتب نے غلطی سے یہ

وہ سچ کے سوا دوسری بات تو کہتے نہ تھے۔ پس اللہ ہی کو علم ہے کہ حقیقت میں کیا تھا۔ لیکن ہمارے جو اپنے پاس کے اہل علم سے سنا ہے وہ یہی ہے کہ یہ جھنڈا عبدالدار بن ابی طلحہ کے لیے باندھا گیا۔ ان لوگوں کے دعوے کے مطابق حمزہ نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علما، شعر حمزہ کی طرف ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں:۔

أَلَا يَا لَقَوْمِي لِلتَّحَكُّمِ وَالْجَهْلِ وَلِلنَّقْصِ مِنْ رَأْيِ الرِّجَالِ وَلِلْعَقْلِ

سنو تو، میری قوم کی جہالت اور بے اصل باتوں اور
مرد سے عقل و دانش کی کوتاہی پر تعجب ہے۔

وَلِلرَّاكِبِينَ بِالْمَقَامِ مَذَلَّةً لَهُمْ حُرُمَاتٍ مِنْ سَوَامٍ وَلَا أَهْلِ

چراگاہ کے چھوٹے ہوئے اونٹوں اور گھر میں
رہنے والوں کے محفوظ مقامات میں ہم نے قدم تک نہیں رکھی
ایسے لوگوں کی ذلت و خواری میں کسی پہلے کی بات ہے۔

كَأَنَّهُمْ وَلَا يَنْبَغِي لَهُمْ ذَاكَ لَمْ يَرَوْا بِانْتِقَاصٍ وَبِالْقَتْلِ

گویا ہمارے ہاتھ سے دشمنی کی بے حرمتی کو وہ
دشمن کی کوئی وجہ نہیں پاتے کہ ہم نے ان کی توہین اور
انہیں قتل کیا ہے۔

[illegible]

[illegible] کی شرح کے [illegible] سیرت ابن ہشام [illegible] موجود
[illegible] میں بالکل [illegible] ہیں [illegible] اور
انصاف کا طلبگار ہے [illegible] محمود۔

اور اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں جس کو وہ قبول نہیں کرتے
اور اس تبلیغ کا ان کے پاس یا وہ گوئی کا سا درجہ ہے۔

فَمَا بَرِحُوا حَتَّى ابْتَدَرْتُ لِغَارَةٍ ... لَهُمْ حَيْثُ هَوَّا أَبْتَغِي لِيَ نَائِلِ

پس انھوں نے اپنی حالت نہیں بدلی یہاں تک کہ وہ
جہاں تو نے میں نے فضیلت کے بیدان حاصل کرنے کے لیے تیزی
سے ان پر چھاپا مارا۔

بِأَمْرٍ رَسُولُ اللَّهِ أَوَّلُ خَائِفٍ ... عَلَيْهِ لَوَاءً لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ قَبْلِي

وہ ایسی چیز تھی کہ اللہ کا رسول اس کا پرچم اٹھائے ہوئے تھا
ایسا پرچم میرے اس واقعے سے پہلے کسی کا نہیں ہوا تھا۔

لِوَاءُ لَدَيْهِ النَّصْرُ مِنْ ذِي كَرَامَةٍ ... إِلَهِ السَّمَاءِ أَفْضَلُ الْمُتَفَضِّلِ

وہ پرچم ایسا تھا کہ اس کے ساتھ وہ نشان والے معبود کی
مدد اس کے ساتھ تھی جس کا یہ کام بہترین ہے۔

فَبِتْنَا نُسَدِّدُ الْحَاشِدِينَ وَبِتْنَ ... سَرَاتُهُمْ مِنْ غَيْثِ صَابٍ مُثَلِّلِ

جس شام کو وہ لشکر جمع کر رہے تھے حالت یہ تھی کہ ہر
ہر ایک کی دیکھ اپنے مقابل والے پر تھی جو ان میں سے بہتر تھا۔

فَبَاتَ يَنُوشُ الْحَوْضَ نَهْشًا وَبَعْضُنَا ... حَبَا بَعْدَ شَدٍّ وَالرِّمَاحُ كَالْأَجْدَلِ

پھر جب ہم پہنچے تو ہر ایک نے حوض پر ٹوٹ کر حملہ کیا
اور بعض لڑکھڑاتے اور گھٹنوں کے بل چلتے ہوئے
ہم نے تیزی سے برسنے کے لیے تیار ہوئے اپنے نیزوں کی
مانند پائے۔

فَقُلْنَا لَهُ حَبْلُ الْإِلٰهِ مَصِيرُنَا وَمَا نَاكُمْ إِلَّا الضَّلَالَةَ مِنْ حَبَلِ

پھر ہم نے ان سے کہا ہماری بازگشت توحید و دین تعلق
ہے اور تمہارا تعلق گمراہی کے سوا اور کسی سے نہیں۔

فَخَابَ وَرَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ أَبِي جَهْلٍ فَرَأَى أَبُو جَهْلٍ فُجَاءَةً بَغْيَهُ

پھر تو ابوجہل بغاوت کے جوش میں اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے
ارادے میں محروم و نامراد جو کرنا چاہتا تھا نہ کر سکا اور اللہ (تعالیٰ)
نے ابوجہل کی یہ بدبختی رد کر دی۔

وَمَا مَنْ لَهُ فِي ثَلَاثِينَ رَاكِبٍ وَهُمْ مِائَتَانِ بَعْدَ وَاحِدَةٍ فَضْلِ

کہ ہم نے تیس سوار تھے اور وہ دو سو اس کے
بعد ایک اور زیادہ۔

فَيَا لَوْيَ لَا تَتْبَعُوا غَوَاتَكُمْ وَفِيئُوا إِلَى الْإِسْلَامِ وَالْمَنْهَجِ السَّهْلِ

تو بے ہی ہوئی: اپنے گمراہوں کی بات نہ مانو اور اسلام
اور ایسے سیدھے راستہ کی طرف آؤ۔

فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُصِيبَكُمْ عَذَابٌ تَذُوقُونَ النَّدَامَةَ وَالثُّكْلِ ۳۲

کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر عذاب کی بارش ہو اور
اس وقت تم پچھتاوا اور واویلا کرو۔
غزوہ بدر سے اس کا سبب پیدا ہوا کہ:۔

بِحَبْلِ لِأَسْبَابِ الْمَنِيَّةِ وَالْجَمْرِ وَبِالشَّاغِنِينَ بِالْخِلَافِ وَبِالْبُطْنِ

غصے و جہالت کے اسباب پر اور مخالفت میں اور

غلط باتوں کے متعلق چیخ پکار کرنے والوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔

وَلِلتَّارِكِينَ مَا وَجَدْنَا جُدُودَنَا عَلَيْهِ ذَوِي الْأَحْسَابِ وَالسُّؤْدَدِ الْجُزْلِ

اور جس دگر پر ہم نے اپنے اعلیٰ کردار والے اور بڑی سرداری
والے باپ دادا کو پایا اس روش کو چھوڑنے والوں پر تعجب
ہوتا ہے۔

أَتَوْنَا بِإِفْكٍ كَيْ يُضِلُّوا عُقُولَنَا وَلَيْسَ مُضِلًّا إِفْكُهُمْ عَقْلَ ذِي عَقْلِ

ان لوگوں نے یک من گھڑت بات پیش کی ہے تاکہ ہمارے
عقلوں کو بہکائیں لیکن ان کی من گھڑت بات عقل مند کی عقل کو
نہیں بہکا سکتی۔

فَقُلْنَا يَا قَوْمَنَا لَا تُتَابِعُوا عَلَى قَوْلِكُمْ إِنَّ الْخِلَافَ مَدَى الْجَهْلِ

تو ہم نے ان سے کہا اے ہماری قوم کے لوگو! اپنی قوم سے
مخالفت نہ کرو کیونکہ مخالفت انتہائی جہالت ہے۔

فَإِنْ تَفْعَلُوا نَدْعُ لِنُصْرَتِنَا الَّتِي بَوَائِقُهَا تَشْفِي وَتَكْفِي

پھر اگر تم نے ایسا کیا تو ہم نے والی مصیبتیں ہمارے
ہمارے پاروں سے بلائیں پکاریں گی۔

تو ان لوگوں نے ہم سے کہا کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے یہاں کے عقلمندوں اور فضیلت والوں کی رسی کے موافق پایا ہے۔

فَلَمْ أَرَ إِلَّا الْخِلَافَ وَزَيَّنُوا ... جِمَاعَ الْأُمُورِ بِالْقَبِيحِ مِنَ الْفِعْلِ

پھر جب ان لوگوں نے مخالفت کے سوا اور کوئی بات نہ مانی اور چند باتوں کے مجموعے کو برے کام (یعنی لڑائی جھگڑے) سے زینت دی۔

تَيَمَّمْتُهُمْ بِالسَّاحِلَيْنِ بِغَارَةٍ ... لِأَتْرُكَهُمْ كَالْعَصْفِ لَيْسَ بِذِي أَصْلِ

میں نے ان پر دو ساحلوں سے حملہ کرنے کا قصد کر لیا تھا تاکہ انہیں ایسے بھوسے کی طرح کر دیا جائے جس میں جڑ نہ ہے۔

فَوَارَعَنِي مَجْدِيَ عَنْهُمْ وَصُحْبَتِي ... وَقَدْ وَازَرُونِي بِالسُّيُوفِ وَبِالنَّبْلِ

(یعنی) اس کے بعد میری مجدی اور میرے دوستوں نے مجھے ان کے مقابلے سے روک لیا حالانکہ ان لوگوں نے تلواروں اور تیروں سے میری مدد کی تھی۔

لِأَنَّ سَلِيمًا وَاجِبٌ لَا نُضِيعُهُ ... أَمِينٌ قَوَاهُ غَيْرُ مُنْتَكِثِ الْحَبْلِ

اس مجدی کے ان تعلقات کے سبب سے جن کا نہ توڑنا ہم پر لازمی ہے (مجھے رک جانا پڑا) اس شخص کی قوتیں بھروسے کے قابل ہیں۔ تعلقات توڑنے والا نہیں ہے۔

فَقُولَا لِابْنِ عَمْرٍو كُنْتَ نَاذَرْتَ مِنْهُمُ ... مَلَاحِمَ تَلْقَى الْعَكُوفَ بِالْكَتَبِ

پس اگر ابن عمرو نہ ہوتے تو ان لوگوں سے بے انتقام نہیں

جنگیں کر گزرتا جو میدان جنگ میں رہنے والے پرندوں کا نوالہ
کے لیے ہوتیں۔

وَلٰكِنَّهُ آلَى بِأَلِّيَّةٍ صَادِقٍ بِأَيْمَانِهَا حَدُّ السُّيُوفِ عَنِ الْقَتْلِ

بلکہ اس نے ایسی سچی قسمیں دین کو قتل کرنے سے
تلواروں کی باڑیں ہاتھوں میں کوتاہ ہوئیں۔

فَإِنْ يَبْقَ فِي الْأَيَّامِ تَرْجِعْ عَلَيْهِمُ بِبِيضٍ رِقَاقِ الْحَدِّ مُحْدَثَةِ الصَّقْلِ

ہمیں لرزہ نہ پہنچے۔ کہ تو سفید (چمکدار) پتلی باڑھ والی
نئی صیقل کی ہوئی تلواریں سے کر ان پر (کسی اور وقت) حملہ کروں گا

بِأَيْدِي حُمَاةٍ مِنْ قُرَيْشِ بْنِ غَالِبٍ كِرَامِ الْمَسَاعِي فِي الْجُدُودِ وَفِي الْفَضْلِ

یہ تلواریں بنی لؤی بن غالب کے ان حامیتوں سے
ہاتھوں میں ہیں جن کی کوششیں قحط اور کال کے زمانے میں قابل
تعریف ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ان شعروں کو ابوجہل کی طرف
منسوب کرنے سے انکار کیا ہے۔

غزوۂ بواط

ابن اسحاق نے کہا کہ بدر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں
ہی تھے کہ آپ کو اطلاع ملی کہ

۲۳۲ ربیع بن ضمرہ کے بنی سلیم کے لوگ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے بواط تک پہنچے ہیں

و بہ مدینہ تشریف لائے اور کوئی قتال نہیں ہوا اور آپ یہاں ربیع آخر
کے باقی حصے اور جمادی الاولیٰ کے کچھ حصے [illegible] تشریف فرما رہے۔

غزوۃ العشیرہ

پھر قریش سے جنگ کے لیے نکلے اور مدینہ پر ابو سلمہ بن عبدالاسد کو
عامل بنا گئے جیسا کہ بنی ہاشم سے کہا ہے۔

بنی آنق سے کہا کہ آپ بنی دینار کے پہاڑوں کے درمیانی حصے کی
وادی ریم کے بعد انہی کے میدانوں میں سے تشریف لے گئے وہاں نہر
کے پتھریلے مقام میں ایک درختہ ذات ساق کے نیچے نزول فرمایا اور
وہیں آپ نے نماز پڑھی وہاں آپ کی بنی مدلج سے ملاقات ہوئی صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ
وہاں آپ کے لیے خیمہ تیار کیا ہوا تھا آپ نے اور لوگوں کے ساتھ نماز
پڑھائی۔ وہاں بنی مدلج کے جس مقام پر اترے تھے جو تالاب بنایا گیا وہ بھی معلوم ہے وہیں
کے مشرب کی ایک چٹان سے آپ کے پاؤں کا نشان باقی رہ گیا۔

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم سے وہاں سے کوچ فرمایا اور مقام
کدر [illegible] آخر [illegible] کی طرف پہنچے
[illegible] تشریف لائے [illegible] کے سنگم پر نزول
[illegible] ابن [illegible] کہ خیرت الیوم [illegible]
[illegible] کا نام [illegible]

لے۔ [illegible] ہے کہ [illegible] لیکن سب [illegible] ہے
اور وقشی نے بھی اسی [illegible] ہے۔ ۱۲ محمد فاروق

یہاں تک کہ وادی ینبوع میں العشیرہ نامی مقام پر آپ نے نزول فرمایا اور وہاں آپ نے جمادی الاولی اور جمادی الآخرۃ کی چند راتیں بسر فرمائیں۔ یہیں آپ نے بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ سے مصالحت فرمائی اور مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی جنگ نہیں ہوئی اور اسی غزوے میں آپ نے علی علیہ السلام کے متعلق وہ الفاظ فرمائے جو فرمائے (یعنی جو مشہور ہیں)

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یزید بن محمد بن خثیم المحاربی نے محمد بن کعب القرظی سے اور انھوں نے ابو یزید محمد بن خثیم سے اور انھوں نے عمار بن یاسر کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ میں اور علی بن ابی طالب غزوہ عشیرہ میں ساتھ ساتھ تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام فرمایا تو ہم نے بنی مدلج کے چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کسی نخلستان کے ایک چشمے پر کام کر رہے ہیں تو علی نے مجھ سے کہا اے ابوالیقظان (اس کام سے) کیا تمہیں بھی کچھ دلچسپی ہے آؤ ان لوگوں کے پاس چلیں اور دیکھیں کہ یہ لوگ کس طرح کام کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا اگر آپ کا ارادہ ہے تو چلئے۔ انھوں نے کہا۔ غرض ہم ان کے پاس گئے اور تھوڑی دیر تک ان کی سرگرمیاں دیکھتے رہے پھر ہمیں نیند آنے لگی تو ہم اور علی (وہاں سے) چلے اور نخلستان کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے درمیان نرم زمین پر پڑ رہے اور سو گئے۔ پس واللہ ہمیں کسی نے نہیں اٹھایا یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پائے مبارک سے ہمیں ہلایا ۲۳۷ اور ہم جس مٹی پر سو گئے تھے اس کی گرد میں اٹے ہوئے تھے۔ غرض اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب علی بن ابی طالب کو گرد و غبار میں اٹا ہوا دیکھا تو فرمایا۔

مَالَكَ يَا اَبَا تُرَابٍ

اے ابو تراب تمہاری یہ کیا حالت ہے۔

پھر آپ نے فرمایا:۔

أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ

کیا میں تم سے ان دو شخصوں کا بیان نہ کر دوں جو تمام
لوگوں میں زیادہ بدبخت ہیں۔
ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور بیان فرمائیے۔ فرمایا:۔

أَحَيْمَرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلَى هَذِهِ

قوم ثمود میں احیمر جس نے اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹی
تھیں۔ اور اے علی وہ شخص جو تمہارے اس مقام پر وار کرے گا
اور آپ نے اپنا دست مبارک ان کے سر کے بلند حصے پر رکھا۔

حَتَّى يَبُلَّ مِنْهَا هَذِهِ:

یہاں تک کہ تر ہو جائے گی اس ضرب کے سبب سے
یہ اور آپ نے اپنی داڑھی کو ہاتھ لگایا۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا نام ابو تراب صرف اس وجہ سے رکھا تھا
کہ جب (سیدنا علی) (سیدہ) فاطمہ پر خفگی ظاہر فرماتے تو آپ ان سے
نہ بات کرتے اور نہ ایسی کوئی بات فرماتے جو انہیں (سیدہ کو) بری معلوم
ہو۔ پس آپ تھوڑی سی خاک لیکر اپنے سر پر ڈالتے۔ راوی نے
کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ سے [illegible] فرماتے
[illegible] فرمائے:۔

[illegible] بہتر ہے [illegible]

اللہ [illegible] کہ ان دونوں میں [illegible]

سریہ سعد بن ابی وقاص

۲۳۸

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سعد بن ابی وقاص کو مہاجرین کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا وہ نکل کر سرزمین حجاز کے مقام خرار تک پہنچے پھر لوٹ آئے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سعد کی یہ روانگی بعض اہل علم کے قول کے موافق حمزہ کی روانگی کے بعد ہوئی تھی۔

غزوۂ سفوان اور اسی کا نام غزوۂ بدر الاولیٰ بھی ہے

ابن اسحٰق نے کہا کہ غزوۂ العشیرہ سے واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو بجز چند راتوں کے جو گنتی میں دس (۱۰) تک بھی نہ پہنچی تھیں مدینہ میں قیام نہ فرمایا تھا کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں نکلے اور مدینہ پر ابن ہشام کے قول کے موافق زید بن حارثہ کو حاکم بنا گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا یہاں تک کہ آپ صفوان میں اس وادی تک پہنچے جس کا نام سفوان تھا اور کرز بن جابر بچ کر نکل گیا اور آپ نے اس کو گرفتار نہیں کیا۔ اور اسی کا نام غزوۂ بدر الاولیٰ ہے۔ پھر آپ مدینہ واپس تشریف لائے جمادی الاخری کا باقی حصہ اور رجب و شعبان (تک آپ) مدینہ ہی میں تشریف فرما رہے۔

عبداللہ بن جحش کے سریہ اور [illegible] کے واقعہ کا بیان

غزوۂ [illegible] سے واپسی کے بعد رجب کے مہینے میں عبداللہ بن جحش بن رئاب [illegible] کے مہاجرین کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ [illegible] میں سے ایک [illegible] اور نہیں پایا۔ پھر [illegible]

[illegible] کہیں ہم تک کہ دو دن تک [illegible] دو دن کے بعد سے
[illegible] اور [illegible] بدر [illegible] ہو جائیں اور اپنے ساتھیوں میں سے
[illegible] مجبور نہ کریں عبداللہ بن جحش کے ساتھی مہاجرین میں سے (حسب ذیل)
تھے :-

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن
[illegible] کے حلیفوں میں سے عبد اللہ بن جحش اس وقت سب
[illegible] تھے۔

اور عکاشہ بن محصن بن حرثان۔ بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور
ان کے حلیف تھے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ان کے حلیف عتبہ بن غزوان
بن [illegible]۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے سعد بن ابی وقاص۔

اور بنی عدی میں سے ان کے حلیف عامر بن ربیعہ (ابو بنی
عدی کی شاخ) عمرو بن [illegible] میں سے تھے۔

اور بنی تیم میں سے ان کے حلیف واقد بن عبد اللہ بن عبد مناف
بن عرین ابن ثعلبہ بن یربوع۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے خالد بن بکیر ان کے حلیف
تھے۔

[illegible]

[illegible]

إذ نظرت [illegible] فقصرن من [illegible] بين [illegible]

[illegible] فتربعت [illegible] تعلم من [illegible]

[illegible]

۲۴

پھر قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کے معاملے کو ملتوی رکھا اور اس میں سے کچھ لینے سے بھی انکار فرما دیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو یہ لوگ (یعنی سریہ کے) یہ خیال کیا کہ وہ تباہ ہو گئے ان کے دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی ان کے اس کام پر لے دے کی قریش تو کہنے لگے کہ محمد اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو بھی حلال کر دیا وہ حرام (مہینہ) میں خونریزی کی اور ماہ حرام ہی میں مال لوٹ کر لوگوں کو قید کیا۔ مکہ کے سامانوں میں سے جو لوگ ان کے ہاتھ لگے وہ کہتے تھے کہ ان لوگوں نے بچھو حاصل کیا وہ شعبان میں کیا۔ یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف فال لینے کے لیے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا ہے اس نے عمرو سے ثمرت الحرب یعنی جنگ دراز ہو گی۔ اور حضرمی سے حضرت الحرب یعنی جنگ سر پر آ گئی اور واقد بن عبداللہ سے وقدت الحرب یعنی شعلہ جنگ بھڑک اٹھا۔ پس اللہ نے مذکورہ فالوں کی آفت انہیں پر ڈالی اور ان کے یہ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جب لوگوں میں اس بات کا خوب چرچا ہونے لگا تو اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل فرمائی :۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ

یہ آیت ماہ حرام کے متعلق یعنی تم لوگ جو کفار کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے کہ اس میں جنگ [illegible] اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا

اللہ کے پاس اس سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ یعنی اگر تم نے انہیں ماہ حرام میں قتل کیا ہے تو انہوں نے تو تمہیں فتنہ کی وجہ سے اللہ کے انکار کے ساتھ روکا ہے اور مسجد حرام سے روکا ہے اور تم کو نکالا وہاں کے رہنے والے تھے۔ اللہ کے پاس یہ قتل سے بڑا گناہ تھا جو تم نے ان کے کسی شخص کو قتل کر دیا۔

وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ

اور دین سے پھیرنے کے لیے ایذا دینا قتل سے بہت زیادہ بڑا گناہ ہے۔

یعنی یہ لوگ تو مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیرنے کے لیے طرح طرح کی ایذائیں دیا کرتے تھے کہ ان کو ان کے ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف پھیریں اور ان کا یہ فعل تو اللہ کے پاس قتل سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا

اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں اگر وہ ایسا کر سکیں۔

یعنی اس پر مزید یہ ہے کہ اس بدترین اور اس سے بڑے گناہ پر وہ تلے ہوئے ہیں اور اس سے باز نہیں آنے والے ہیں اور اس تک ہوئے ہوئے ہیں۔ جب قرآن اس کو لے کر نازل ہوا اور اللہ نے مسلمانوں کے دل خوف و ہیبت کو دور فرما دیا جس میں وہ مبتلا تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کے اونٹوں اور قیدیوں پر قبضہ فرما لیا اور قریش نے جنہوں نے بدر میں آکر ان کی رہائی کے لیے فدیہ بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

إِنَّ نَبِيَّكُمْ قَدْ حَتَّى يَفْدِيَ صَاحِبَنَا

ہم ان دونوں کے متعلق تمہارا فدیہ لیں وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک کہ ہمارے دونوں دوست زندہ آجائیں یعنی سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان۔

فَإِنَّا نَخْشَاكُمْ عَلَيْهِمَا فَإِنْ تَقْتُلُوهُمَا نَقْتُلْ صَاحِبَيْكُمْ

کیونکہ ان دونوں کے متعلق ہمیں تم سے اندیشہ ہے پس اگر تم نے ان دونوں کو قتل کر دیا تو ہم بھی تمہارے دونوں دوستوں کو قتل کر دیں گے۔

اس کے بعد سعد و عتبہ آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فدیہ لے کر ان دونوں کو رہا فرما دیا۔ حکم بن کیسان نے اس کے بعد اسلام اختیار کر لیا اور اپنے مسلمان رہے۔ عثمان بن عبداللہ مکہ والوں کے پاس پہنچ کر کفر و شرک کی حالت میں مرے۔ جب عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کا وہ خوف و ہراس جاتا رہا جس میں وہ اس وقت تک مبتلا تھے جب تک کہ قرآن نازل ہوا۔ تو انہیں اپنی مہم کی امید ہوئی۔ اور انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم جہاد کے لئے نکلے تھے اور ہمیں اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

مہربانی۔۔

[illegible] اور [illegible] کے [illegible] پر رکھا اور
اس حدیث کی روایت میں [illegible] اور [illegible] سے [illegible] اور انھوں نے
[illegible] سے [illegible] کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن جحش کے ہمراہ [illegible] نے بیان کیا کہ
[illegible] سب سے پہلا غنیمت کا مال جو گرفتار کیا گیا اور [illegible] کی خاطر
[illegible] تو ان لوگوں کے ہاتھ آیا جنھوں نے غنیمت کے مال کا پانچواں حصہ
[illegible] اور [illegible] کے لیے مقرر فرمایا۔
اور یہ [illegible] کے سلسلہ میں ہوا جو عبداللہ بن جحش نے قائم کیے تھے اور
[illegible] کی تھی۔

۲۴۳ ابن ہشام نے کہا کہ یہ پہلی غنیمت تھی جو مسلمانوں نے حاصل کی اور عمرو
بن الحضرمی پہلا شخص ہے جس کو مسلمانوں نے قتل کیا اور عثمان بن عبداللہ اور
الحکم بن کیسان پہلے قیدی ہیں جن کو مسلمانوں نے گرفتار کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غزوہ عبداللہ بن جحش کے متعلق جب قریش نے کہا
کہ [illegible] اور [illegible] کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو حلال کر ڈالا۔
اس مہینے میں خونریزی کی اور مال لوٹا اور آدمیوں کو قید کر لیا تو ابوبکر
صدیق نے یہ شعر کہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے نہیں بلکہ عبداللہ
بن جحش نے کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ [illegible] کے [illegible] ہیں۔

[illegible] تَقْتُلُونَ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ عَظِيمَةً [illegible] وَبِيَثْرِبَ أَنْ تُرْشَدْ بِأَسْدِ

تم لوگ ماہ حرام کے قتل کو بڑا گناہ شمار کر رہے ہو حالانکہ
اگر سیدھی راہ چلنے والا سیدھی راہ دیکھ لے تو اس سے بڑا گناہ
تو [illegible] ہیں۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جو باتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان
سے تمہارا لوگوں کو کچھ نہ ہے اور اللہ (تعالیٰ) حاضر و ناظر ہے۔
اور تمہارا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کرنا ہے۔

وَإِخْرَاجُكُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللهِ أَهْلَهُ لِئَلَّا يُرَى لِلّٰهِ فِي بَيْتِهِ سَاجِدٌ

اور اللہ کی مسجد سے اس کے رہنے والوں کو نکالنا ہے
نکالنا اللہ کے گھر میں اللہ کو سجدہ کرنے والا کوئی نہ رہے۔

فَإِنَّ وَإِنْ غَيَّرَتْكُمْ بِقَتْلِهِ وَأَرْجَفَ بِالْإِسْلَامِ بَاغٍ وَحَاسِدُ

اگرچہ تم ہم پر اس کے قتل و عیب کا اور باغی اور حاسد
بے شک گرچہ (ایسی خبروں کے ذریعہ) تم نے بدنام کیا ہے
بے شک ہم نے

سَقَيْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ضَنْءٍ بِرَحْضَةٍ بِخَالِصَةٍ أَوْفَلَ مُسْتَرِبَّ كَرِيبِ

ان کے بعد کہ تم نے اپنے بدنوں کو نقاہت میں پایا بلکہ
تم کو ایسے پانی سے جھرکی نے سیراب کیا

وَمَا نَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عُثْمَانَ بَيْنَنَا بِمَا نَالَ مِنْ شَتْمٍ وَشَتَّتَ نَائِلُ

اور ہمارے درمیان عثمان بن عبداللہ نے عثمان کو جو گالی دی
اور ہمارے درمیان عثمان بن عبداللہ نے عثمان کو جو گالی دی

[illegible]

ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف [illegible]

سے کچھ زیادہ مہینے کی ابتدا میں شعبان کے مہینے میں بعض لوگوں کے قول کے مطابق قبلے کی تحویل ہوئی۔

غزوۂ بدر کبریٰ

ابن اسحٰق نے کہا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ابوسفیان بن حرب قریش کے ایک قافلے کے ساتھ شام سے واپس آ رہا ہے قافلے میں قریش کے اونٹ اور ان کا تجارتی سامان ہے اور اس میں قریش کے تیس یا چالیس آدمی ہیں ان میں مخرمہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ اور عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام بھی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم الزہری اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر اور یزید بن رومان سے عروہ بن الزبیر اور ان کے علاوہ ہمارے دوسرے علماء سے ابن عباس کی روایت سنائی ان میں سے ہر ایک نے مجھ سے اس روایت کا ایک ایک حصہ سنایا ہے اور میں نے ہر شخص کا وہ حصہ لکھ لیا ہے جو اس نے بیان کیا ان سب کی روایتوں کا مجموعہ یہ ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی شام سے آنے کی خبر سنی تو مسلمانوں کو ان کی طرف چلنے کی ترغیب دلائی اور فرمایا:۔

هٰذِهِ عِيْرُ قُرَيْشٍ فِيْهَا أَمْوَالُهُمْ فَاخْرُجُوْا لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُنَفِّلَكُمُوْهَا

یہ قریش کا قافلہ ہے جس میں ان کے مختلف قسم کے مال آئے ہیں پس تم اس کی طرف نکلو شاید کہ اللہ تمہیں ان میں سے بطور غنیمت دے دے۔

لوگوں نے اپنے تجارتی قافلے روک لیے اور بعض تو اس قدر
گھبرا گئے کہ انہوں نے مکہ سے نکل جانے کا ارادہ کر لیا۔ ضمضم
نے خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جنگ میں مقابلہ کرنے کا
فرمایا ہے۔ ادھر ابوسفیان جب حجاز سے قریب پہنچا تو خبر دریافت کرتا
اور تمام لوگوں کو معاملہ ہونے کے سبب سے اس پر خوف کی وجہ سے جس
قافلے سے ملتا اس سے پوچھتا یہاں تک کہ ایک قافلے سے اسے خبر ملی کہ
محمد نے اپنے ساتھیوں سے تیرے اور تیرے قافلے کے لیے نکلنے
کی خواہش کی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اس نے احتیاطی تدبیریں اختیار کیں
اور ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت دے کر مکہ کو روانہ کیا اور اسے حکم دیا
وہ قریش کے پاس جا کر ان سے کہے کہ اپنے مال کی حفاظت کے لیے
اور انہیں یہ خبر سنا دے کہ محمد اور اس کے ساتھی تمہارے قافلے کے پیچھے آ رہے ہیں۔
تیز تیزی سے مکہ کی طرف چل دیا۔

ہالکہ بنت عبدالمطلب کا خواب

بن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ایسے شخص نے جس کی میں تصدیق کرتا ہوں
عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباس کی روایت سے اور زیاد بن عبداللہ
عروہ بن الزبیر کی روایت سے حدیث سنائی ان دونوں نے کہا کہ عاتکہ
بنت عبدالمطلب نے ضمضم کے مکہ آنے سے تین دن پہلے ایک ایسا خواب
دیکھا جس سے اس کو پریشان کر دیا تو عاتکہ نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب
کو بلوا بھیجا اور ان سے کہا بھائی جان! واللہ! میں نے آج رات ایک خواب
دیکھا ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا اور مجھے خوف ہے کہ آپ کی قوم
پر اس کے سبب سے کوئی آفت یا مصیبت آئے گی جو کچھ میں نے
دیکھا ہے اگر وہ سچ ہے تو میرے دل میں یہ بات کہاں سے آئی ہے کہ

مرد نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اب تو تمہاری عورتیں بھی نبوت کا
دعویٰ کرنے لگیں۔ عائشہ نے تو اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ تین روز کے
اندر جنگ کے بارے میں بات سامنے آئے گی اس نے کہا ہے تو ہم بھی ان تین دنوں
میں تمہاری بات کا انتظار کریں گے اگر جو وہ کہہ رہی ہے سچ ہو تو وہی ہو گا
اور اگر تین روز گزر گئے اور ان باتوں میں سے کوئی بات سچ نہ نکلی تو ہم تمہارے
متعلق ایک نوشتہ لکھ رکھیں گے کہ تم لوگ عرب کے سب سے زیادہ جھوٹے
خاندان کے ہو۔ عباس نے کہا کہ میں نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا۔ بجز
اس کے کہ میں نے اس خواب کا اور اس کے خواب دیکھنے کا انکار کر دیا۔
انھوں نے کہا۔ پھر ہم ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور جب تین دن
بنی عبدالمطلب میں کی کوئی عورت (ایسی) باقی نہ رہی جس نے میرے پاس آ کر
یہ نہ کہا ہو کہ کیا تم نے اس بدکار خبیث کی باتوں کو گوارا کر لیا کہ وہ تمہارے
مردوں کی بخشش کرتے کرتے تمہاری عورتوں تک پہنچ گئے اور تم سنتے رہے تم
نے جو کچھ اس سے تمہیں کہا کچھ بھی غیرت نہ آئی۔ انھوں نے کہا کہ میرے
کہنے کے بعد سے کوئی شخص اچھا جواب نہیں دیا۔ اللہ کی قسم میں اس
سے اس کا فیصلہ کروں گا۔ اگر اس نے دوبارہ اس قسم کی باتیں کیں تو ضرور اس
کی طرف سے اس کا پورا انتظام کروں گا۔ انھوں نے کہا کہ ابھی
[illegible] غصے سے بھرا ہوا تھا
[illegible] موقع کھو دیا میری خواہش تھی
[illegible] اس کو
[illegible]

تیز زبان ۔ تیز نظر تھے ۔ انھوں نے کہا کہ ۔ بنی کی تیز چلتا ہوا [illegible]
مسجد کے دروازے کی جانب نکل گیا ۔ انھوں نے کہا ۔ [illegible] اپنے
دل میں کہا کہ کیا یہ تمام [illegible] اس نے [illegible]
[illegible] گیا ۔ انھوں نے کہا کہ ۔ اس نے اچانک [illegible]
[illegible] سنی ۔ اس نے نضر بن عمرو انصاری کی آواز سنی جو [illegible]
اپنے اونٹ کو بیٹھا ہوا چھوڑ رہا تھا ۔ اونٹ کی ناک زخمی ہو گئی
کاٹ دی گئی ہے اور کجاوہ الٹ دیا گیا ہے اور کرتا پھاڑ دیا گیا ہے ۔ وہ کہہ رہا تھا
اے گروہ قریش اپنے مصالح کے دنوں اور اپنے مال کی جو ابو سفیان
کے ساتھ ہے محمد اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے لیے کوئی بات نہیں
میں نہیں سمجھتا کہ تم اس کو پا سکو گے ۔ فریاد ! فریاد ! انھوں نے کہا ۔
اس واقعے نے مجھ کو اس سے اور اس کو مجھ سے دور کر دیا ۔ [illegible]
لوگوں نے پھر فوراً تیاری کی اور کہنے لگے کیا محمد اور اس کے ساتھی
کو بھی ابن حنظلی کے قافلے کی طرح سمجھ رہے ہیں ۔ واللہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا ۔
وہ لوگ ان کو اس کا برعکس پائیں گے ۔ اب ان لوگوں کی [illegible]
[illegible] کھڑے ہوئے اور کچھ اپنے بجائے کسی شخص کو بھیجنے کے لیے تیار
ہو گئے اور قریش کے سب سردار جگر اٹھ گئے ورنہ ان کے [illegible]
میں کوئی بات نہ رہا بجز ابولہب بن عبدالمطلب کے جو وہ کیا تھا اور اپنے
بجائے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کر دیا تھا اور اس سے چار ہزار درہم کا جو
اس کے اس پر تھے تقاضا کر چکا تھا اور وہ ان درہموں سے خالی ہاتھ اور تنگ دست ہو چکا
تھا اس نے ان درہموں کے عوض میں اس کو اس کام پر مقرر کر دیا کہ وہ اس سے
بدلہ لینے کو بھیجنے کے بجائے کافی ہو اور وہ اس کے بجائے چار ہزار درہم دے دیا ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے بیان کیا کہ امیہ بن خلف
نے قافلے کی حفاظت کے لیے ساتھ نہ جا کر گھر میں بیٹھے رہنے ہی کا ارادہ
کر لیا تھا اور یہ بڑا حواس باختہ دل کا اور بھاری بھرکم تھا تو اس کے
پاس عقبہ بن ابی معیط ایسے وقت آیا جبکہ وہ مسجد میں اپنے لوگوں میں بیٹھا ہوا

کنانہ اور قریش میں جنگ اور واقعہ بدر کے دن

ان کا درمیان میں آنا

بعض اہل علم نے مجھ سے محمد بن سعید بن مسیب کی روایت بیان کی ہے جس کے لحاظ سے جو جنگ قریش اور بنی بکر میں ہوئی اس کا سبب یہ تھا بنی اوقیف کا لڑکا تھا جو بنی معیص بن عامر بن لؤی میں سے ایک شخص تھا جو بنی یک کھوئی ہوئی اونٹنی کی تلاش میں مقام نخلہ میں نکل گیا اور وہ کون تھا اس کے سر پر چوٹی تھی اور عمدہ یمنی لباس پہنے ہوئے تھا یہ ایک صاف ستھرے رنگ کا تھا۔ عمرو بن یزید بن عامر بن الملوح کے پاس سے گزرا جو بنی جذیمہ بن خزیمہ بن کنانہ میں سے تھا اور بنی نفاثہ بن عدی بن کنانہ میں سے ایک شخص بھی تھا اور ان دنوں بنی بکر کی طرف سے

میں کر سنے سے متعلق کہا ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّهُ ضَوْءُ عَامِرٍ تَذَكَّرْتُ أَشْرَافَ الْحَبِيبِ الْمُغَيَّبِ

جب میں نے دیکھا کہ وہ تو بنی عامر کے
غائب محبوب کے اشراف سے ہے۔

وَقُلْتُ لِنَفْسِي إِنَّهُ ضَوْءُ عَامِرٍ فَلَا تَذْهَبِي وَانْظُرِي أَيَّ مَرْكَبِ

میں نے اپنے نفس سے کہا کہ بے شبہ عامر ہی ہے
سے تو نہ ڈر اور دیکھ لے کہ یہ کس قسم کی سواری ہے۔

وَأَيْقَنْتُ أَنِّي إِنْ أُجَالِدْهُ فَرْدَةً مَتَى مَا أُصِبْهُ بِالْقِرَافِ يَخِبِ

اور میں نے یقین کر لیا کہ اگر اس پر ایک تلوار
اچھی طرح برساؤں تو وہ زخمی ہو جائے گا۔

حَفِظْتُ لَهُ جَارَاتِي وَأَتْقَيْتُ كَلْكَلِي عَلَى بَطَلٍ مِنْ نَائِلِ السِّلَاحِ مُجَرَّبِ

میں نے اس کے لیے اپنے دل کی حفاظت کی اور اپنا سینہ
اور میں نے پناہ دی ایک ایسے سورما پر جو تجربہ کار اور ہتھیار لگائے
ہوئے تھا۔

وَرَمَّحْتُ لَمَّا أَنْ تَلَقَّفَ رُوعَتِي وَأَرْوَعَتُهُ صَعْدَةٌ مِنْ نَبَاتِ الْكُعُوبِ

اور جب میرا دشمن میرا رعب پا گیا تو میں نے اس پر نیزہ مارا

۱۔ (ب ج د) میں نصب بغیر واو حال کے اور (ا ہ) میں بصیغہ ماضی
ہونا معلوم ہوتا ہے۔ ۲ محمد محمود۔

دشمنی و گریبان ہو گئے تو (ظاہر ہو گیا کہ) میں (نے) عورتوں کی جانب سے دوسرے نقصان کا تھا (اور) نہ باپ کی طرف سے۔

حَلَلْتُ بِهِ وِتْرِي وَلَمْ أَتَنَسَّ ذَحْلَهُ إِذَا نَاسِي ذَحْلَهُ غَيْرُ شَائِنِ

میں نے اپنے غصہ کو اس پر نازل کیا اور اس سے اپنے انتقام کو پورا کیا۔ اور اس نے انتقام لینے والوں کو ناکام نہیں کیا۔ کوئی بھولا نہیں جبکہ (اپنے موقعہ پر) اس نے انتقام کو خاص (بھلے) لوگ بھول جاتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ الغیہب وہ شخص ہے جس کو عقل نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ غیہب بیوقوف اور شتر مرغ جیسے لوگوں کے لئے کہتے ہیں۔ اور خلیل نے کہا کہ الغیہب وہ ہے جو اپنے آپ سے انتقام لینے کے ہیں جو کمزور ہو اور اپنا انتقام نہ لے سکے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب یزید بن رکاض نے عروہ بن زبیر کی دیت بیان کی انھوں نے کہا کہ جب قریش نے چلنے کا ارادہ کر لیا اور وہ تعلقات یاد آئے جو ان کے اور بنی بکر کے درمیان تھے تو ان کے سبب سے وہ اپنا ارادہ بدلنے کے قریب ہو گئے تھے راستے میں بلیس سرقہ بن مالک بن جشم المدلجی کی صورت میں ان کے سامنے آیا جو بنی کنانہ کے سربراوردہ لوگوں میں سے تھا اور کہا کہ اگر بنی کنانہ نے تم لوگوں کے یہاں سے جانے کے بعد کوئی ایسی حرکت کی جس کو تم لوگ ناپسند کرتے ہو تو اس کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ آخر وہ لوگ نورگل کھڑے ہوئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ

۱۔ ق، ی، الغیہب بجائے ہیہب ہے اور خط کشیدہ عبارت بھی انھیں میں ہے۔ (الف) میں نہیں ہے۔ اور (ب) میں دونوں ہیں۔ (محمد محمود)

ماہ رمضان کی چند راتیں گزرنے کے بعد نکلے۔

۲۵۱ ابن ہشام نے کہا کہ رمضان کے آٹھ دن گزرنے کے بعد نکلے اور عمرو بن ام مکتوم کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے عامل بنایا۔ بعض کہتے ہیں ان کا نام عبداللہ ابن ام مکتوم تھا اور یہ بنی عامر بن لوئی میں سے تھے۔ اس کے بعد مقام روحاء سے بولیا کو واپس فرمایا۔ اور مدینہ کا عامل بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو پرچم عنایت فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ سفید تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو سیاہ پرچم تھے ان دونوں میں سے ایک قبیلہ بنی ابی طالب کے ہاتھ تھا جس کا نام عقاب تھا۔ دوسرا انصار میں سے ایک کے ساتھ تھا۔ اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ ستر اونٹ تھے اور ان پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب اور مرثد بن ابی مرثد الغنوی ایک اونٹ پر۔ اور حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ اور ابو رہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ایک اونٹ پر۔ اور ابوبکر و عمر اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ [illegible] قبیلہ بنی [illegible] بن [illegible] والے قبیلہ ابن [illegible] معصعہ کو مقرر فرمایا اور ابن ہشام کے قول کے مطابق الغابہ پر چھ میل [illegible] کے ساتھ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مدینہ سے مکہ کی جانب آپ مدینہ سے باہروں کے درمیان سے (مقام بیضہ سے) چلے پھر عقیق پر سے ہوتے ہوئے ذوالحلیفہ پر [illegible] اور [illegible] رات قیام فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ [illegible]

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد آپ تربان پر سے گزرتے ہوئے [illegible]

مل پر۔ پھر مزینہ کے مقام غمیم لخامۃ پر۔ پھر بحیرات یعمر پر۔ پھر اسیالہ پر۔ پھر فج الروحاء پر۔ پھر ثنیۃ پر سے جو عامر و سلمیٰ کی طرف ہے یہاں تک کہ آپ

عرق الظبیہ نامی مقام پر تھے

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ بنی الظبیہ کے قبیلہ والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے کوئی خبر نہیں دی۔ ان لوگوں سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتو اس نے کہا کیا تم میں اللہ کا رسول ہے۔ انھوں نے کہا ہاں تو اس نے آپ کو سلام کیا اور کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو مجھے بتائیے کہ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے تو اس سے سلمہ بن سلامہ بن وقش نے کہا (یہ بات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ۔ میرے پاس آ۔ میں تجھے اس کے متعلق بتاتا ہوں تو اس پر چڑھ بیٹھا اور تجھ سے اس کو حمل رد گیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَهْ أَفْحَشْتَ عَلَى الرَّجُلِ

خاموش۔ تم نے اس کو گالی دے دی۔

پھر آپ نے سلمہ کی جانب سے منہ پھیر لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیہ میں نزول فرمایا اور اسی مقام کا نام بیر روحاء رکھ دیا۔ پھر آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ یہاں تک کہ جب منصرف تک پہنچے تو وہاں سے کوچ کر گئے۔ چھوڑ دیا اور بیدائی جانب الرنبیہ پر سے ہو کر گئے۔ فرمایا اور اس کے کنارے کنارے تشریف لے چلے یہاں تک کہ ذفران پہنچے اور ٹھہرے صفرا کے بائیں جانب اور نخلہ کے راستے پر تشریف لے گئے اور پھر وہاں سے اتر کر جب صفرا پر تشریف لے گئے تو بنی ساعدہ کے حلیف بسبس بن عمرو الجہنی اور بنی النجار کے حلیف عدی بن بی الزغباء کو بدر کی جانب روانہ فرمایا کہ وہ دونوں ابوسفیان بن حرب وغیرہ کے متعلق خبر لائیں ۲۵۴
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ فرمایا اور ان دونوں سے

آگے نکل گئے۔ اس کے بعد جب آپ الصفراء کے سامنے آئے۔ جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک بستی ہے تو آپ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت فرمائے۔ لوگوں نے کہا کہ ان میں سے اس ایک کو تو مسلح کہا جاتا ہے اور دوسرے کو مخزی اور وہاں کے رہنے والوں کے متعلق دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ بنو النار اور بنو حرقہ بنی غفار کی دو نوں شاخیں ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کے درمیان سے گزرنے کو ناپسند فرمایا اور ان کے ناموں اور ان سے رہنے والوں کے ناموں سے آپ نے فال لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں اور الصفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر بدر کی طرف کی راہ ایک نالی پر سے جس کو ذفران کہا جاتا تھا اختیار فرمائی اور اس نالی کو بھی پار فرمانے کے بعد اتر پڑے اور قریش اور ان کے راستے کی خبر آپ کو ملی تھی کہ آپ ان کے قافلے کو روکیں آپ نے لوگوں سے مشورہ فرمایا اور قریش کے متعلق خبر دی تو ابوبکر صدیق اٹھے اور خوب کہا۔ پھر عمر بن الخطاب اٹھے اور خوب کہا۔ پھر مقداد بن عمرو اٹھے اور کہا یا رسول اللہ! اللہ رتعالیٰ آپ کو جس کام کا حکم دیا ہے اس کو سر انجام دیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں واللہ ہم آپ سے بنی اسرائیل کی طرح جیسا انھوں نے موسیٰ سے کہا تھا نہ کہیں گے کہ

اِذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُونَ

آپ اپنے پروردگار کے ساتھ جائیں اور دونوں مل کر جنگ کریں ہم بے شبہ یہیں بیٹھے رہنے والے ہیں

بلکہ ہم تو یوں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار دونوں چلیں اور ہم بھی آپ کے ساتھ جنگ کرنے والے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں برک الغماد[1] تک بھی لے چلیں تو ہم اس کی راہ میں صبر سے یہاں تک آپ کا ساتھ دیں گے کہ آپ وہاں پہنچ جائیں تو

---

[1] ۔ یمن میں ایک مقام کا نام ہے کہ کہا جاتا ہے کہ وہ انتہائی پتھریلا ہے۔ از حاشیہ (ب)۔ (احمد محمودی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور اس کے سبب سے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَشِيرُوا عَلَيَّ أَيُّهَا النَّاسُ

لوگو مجھے مشورہ دو۔

اور یہاں لوگوں سے آپ کی مراد انصار تھے۔ اور یہ اس لیے فرمایا کہ وہ بھی لوگوں کی تعداد میں شامل تھے۔ اور جب انھوں نے مقام عقبہ میں بیعت کی تھی تو یہ کہا تھا کہ ہم آپ کی ذمہ داری سے بری ہیں۔ جب تک کہ آپ ہماری بستیوں میں نہ پہنچ جائیں اور جب آپ ہمارے پاس پہنچ جائیں آپ ہماری ذمہ داری میں ہوں گے۔ اور ہم آپ کی حفاظت ہر اس چیز سے کریں گے جس سے ہم اپنے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے اندیشہ تھا کہ کہیں انصار یہ نہ سمجھتے ہوں کہ آپ کی امداد ان پر اسی صورت میں لازم ہے کہ کوئی دشمن مدینہ میں آپ پر اچانک حملہ کر دے اور ان پر لازم نہیں ہے کہ آپ کو ان کی بستیوں سے نکال کر کسی دشمن کے مقابل لے جائیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ الفاظ فرمائے تو سعد بن معاذ نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ! واللہ آپ گویا ہم سے خطاب فرما رہے ہیں۔ فرمایا۔ جی ہاں۔ عرض کی بے شبہ ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی ہے کہ آپ نے جو چیز ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے وہ حق ہے اور اس پر ہم آپ کو اپنے قول دے چکے اور آپ کی فرماں برداری اور اطاعت پر مستحکم وعدے کر چکے ہیں اس لیے یا رسول اللہ آپ جہاں چاہیں تشریف لے چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ اس سمندر کو ہمارے سامنے لے جا کر اس میں داخل ہوں تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں داخل ہو جائیں گے اور ہم میں کا ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا اور ہم اس بات کو ناپسندیدہ نہیں سمجھتے کہ آپ کل ہمیں اپنے ساتھ لے کر ہمارے دشمن سے مقابل ہوں۔ ہم جنگ کرنے کے لیے

بڑے ضبط اور مقابلے میں کامل ہیں۔ امید ہے کہ اللہ ہماری جانب سے آپ کو ایسے کارنامے دکھائے گا جن سے آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ غرض ہمیں اپنے ساتھ لے کر اللہ کی برکت پر چلے چلئے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد کی تقریر سے خوش ہوئے اور ان کی باتیں آپ کے لیے باعث نشاط ہوئیں۔ پھر فرمایا۔

سِيرُوا وَأَبْشِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ وَعَدَنِي إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ

وَاللَّهِ إِنِّي لَأَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَصَارِعِ الْقَوْمِ

چلو اور خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے مجھ سے دونوں گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ واللہ اس وقت گویا میں بچشم ان لوگوں کے پچھڑنے کے مقامات کو دیکھ رہا ہوں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذفران سے کوچ فرمایا اور ان پہاڑیوں پر سے چلے جن کا نام اصافر تھا۔ پھر وہاں سے ایک شہر کی جانب نزول فرمایا جس کا نام دلدبہ تھا اور الحنان کو جو ایک بڑا ٹیلا بڑے پہاڑ کی طرح ہے سیدھی جانب چھوڑ کر بدر کے قریب نزول فرمایا۔ پھر آپ اور آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص ہوا رہو کر گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ شخص ابوبکر صدیق تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا حتیٰ کہ آپ عرب کے ایک بوڑھے کے پاس جا ٹھہرے جیسا کہ مجھ سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا اور اس سے قریش اور محمد اور ان کے ساتھیوں کی نسبت اور ان کے متعلق جو کچھ خبریں مل سکیں ان کے متعلق دریافت کیا تو اس بوڑھے نے کہا کہ میں تم لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا مگر یہ کہ دونوں گروہوں کی خبر ملی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:—

فَإِذَا حَدَّثْتَنَا أَخْبَرْنَاكَ

جب تم ہمیں بتاؤ گے تو ہم بھی تمھیں بتائیں گے۔ اس نے کہا
کیا وہ اس کے معاوضے میں۔ فرمایا:-

نعم

ہاں۔

۲۵۵ اس بوڑھے نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ محمد اور اس کے ساتھی فلاں فلاں روز نکلے ہیں۔ اور اگر جس نے مجھے خبر دی ہے اس نے سچ کہا ہے تو وہ آج فلاں فلاں مقام پر ہوں گے اور وہی مقام بتایا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اور مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ قریش بھی فلاں فلاں روز نکل چکے اور اگر جس نے مجھے خبر دی سچ کہا ہے تو وہ لوگ آج فلاں فلاں جگہ ہوں گے۔ اور اسی مقام کو بتایا جہاں قریش تھے۔ اور جب وہ اپنی خبر دہی سے فارغ ہوا تو کہا تم دونوں کن لوگوں میں سے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

نحن من ماء

ہم پانی سے ہیں[1]۔

اور اس کے پاس سے آپ پلٹ آئے۔ راوی نے کہا کہ وہ کہنے لگا کہ پانی سے ہیں کا کیا مطلب؟ کیا عراق کے پانی سے؟
ابن ہشام نے کہا کہ وہ بوڑھا سفیان الضمری تھا۔

---

[1] اس بوڑھے کا سوال تھا "ممن انتما" تم کس سے ہو اور مقصود اس کا یہ تھا کہ کہاں کے رہنے والے ہو کس قبیلے سے ہو۔ کیا قریش میں سے ہو۔ یہ محمد کے ساتھیوں میں سے وغیرہ۔ آپ نے جتنا اس کا سوال تھا اس کا پورا جواب دے دیا۔ "کس سے ہو" کا جواب پانی سے ہیں مکمل جواب ہے۔ مزید پیدا ہونے والے سوالوں کے جواب دینے کا وعدہ نہیں فرمایا تھا "من ماء" کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم پنگھٹ پر رہنے والے ہیں یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ سمندر کے پاس رہنے والے ہیں اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم پانی سے بنے ہوئے ہیں زندہ ہیں وجعلنا من الماء کل شیء حی کی طرف اشارہ بھی ہو سکتا ہے۔ وغیرہ زاد محمود)

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی طرف تشریف لائے اور جب شام ہوئی تو علی بن ابی طالب اور الزبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بدر کے چشمے کی جانب روانہ فرمایا کہ وہاں آپ کے لیے مفید خبروں کی جستجو کریں جیسا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن الزبیر کی روایت بیان کی کہ انھیں پانی لے جانے والی جماعت کی جس میں بنی الحجاج کا غلام اسلم اور بنی العاص بن سعید کا غلام ابو یسار عریض بھی تھے۔ یہ لوگ ان دونوں کو لائے اور ان سے سوالات کرنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے تو ان دونوں نے کہا کہ ہم قریش کے لئے پانی لانے والے ہیں۔ انھوں نے ہمیں بھیجا ہے کہ ہم ان کے لئے پانی لے جائیں۔ تو ان لوگوں سے ناگہانی ہوئی بات کو پسند نہیں کیا اور انھیں خیال ہوا کہ شاید یہ ابوسفیان کے ملازم ہوں گے۔ اس لیے ان دونوں کو مارنا شروع کر دیا۔ جب ان کو بہت تنگ کیا تو انھوں نے کہا کہ ہم ابوسفیان کے ملازم ہیں۔ تو انھوں نے انھیں چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور دونوں سے فارغ ہو کر سلام پھیرا اور فرمایا:—

إِذَا صَدَقَاكُمْ ضَرَبْتُمُوهُمَا وَإِذَا كَذَبَاكُمْ تَرَكْتُمُوهُمَا صَدَقَا

صَدَقَا إِنَّهُمَا لَمِنْ قُرَيْشٍ أَخْبِرَانِي عَنْ قُرَيْشٍ

[illegible]

[illegible]

خبر دو۔

[illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:—

كَمِ الْقَوْمُ

یہ لوگ کتنے ہیں۔

انھوں نے کہا بہت سے ہیں۔ آپ نے فرمایا:—

مِائَةٌ وَرُوْ

مِائَةٌ تَمَّ

ان کی تعداد کیا ہے۔

انھوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ فرمایا:—

كَمْ يَنْحَرُوْنَ كُلَّ يَوْمٍ

روزانہ کتنے اونٹ کاٹتے ہیں۔

انھوں نے کہا کسی روز نو اور کسی روز دس۔ فرمایا:—

اَلْقَوْمُ بَيْنَ التِّسْعِ مِائَةٍ وَالْأَلْفِ

یہ لوگ نو سو اور ہزار کے درمیان ہیں۔

پھر آپ نے ان سے فرمایا:—

فَمَنْ فِيهِمْ مِنْ أَشْرَافِ قُرَيْشٍ

ان میں قریش کے جو بڑے بڑے لوگ ہیں ان کے نام بتاؤ۔

انھوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر بن نوفل، جبیر بن مطعم بن حارث، معبد بن امیہ بن خلف، حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبد ود۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا:—

هٰذِهٖ مَكَّةُ قَدْ أَلْقَتْ إِلَيْكُمْ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا

ان مکہ والوں نے تمہارے مقابلے کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑے ڈال دیے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء چلتے چلتے بدر میں جا پہنچے اور وہاں ایک ٹیلے کے بازو پانی کے قریب اپنے اونٹ بٹھائے اور اپنی مشک لے کر اس میں پانی بھرنے لگے اور مجدی بن عمرو جہنی بھی پانی کے پاس ہی تھا اور عدی اور بسبس نے پانی کے پاس آنے والی دو لڑکیوں کی آوازیں سنیں جن میں سے ایک دوسری سے چڑ کر شکایت کر رہی تھی اور جو گرفتار تھی وہ اپنے ساتھ والی سے کہہ رہی تھی۔ کل قافلہ آئے گا یا پرسوں میں ان کے پاس مزدوری کر کے تیرا قرض و کردوں گی تو لینے سے وہ سچ کہتی ہے اور ان دونوں کو ایک دوسرے سے چھڑا دیا بسبس نے یہ باتیں سن لیں اور اپنے اونٹوں پر بیٹھ کر چلے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر جو کچھ سنا تھا آپ کو اس کی اطلاع دے دی اور ابو سفیان احتیاط کے ساتھ قافلے سے آگے بڑھ آیا اور گزرتے پانی کے پاس ٹھہرا اور مجدی بن عمرو سے کہا کیا تم نے کسی کی آہٹ پائی ہے۔ اس نے کہا میں نے تو آدمیوں کے سوا کسی اور اجنبی کو نہیں دیکھا۔ ان دونوں سواروں نے اپنے اونٹ اس ٹیلے کے پاس بٹھا کر پانی لینے آئے اپنی مشک بھری اور چلے گئے تو ابو سفیان ان دونوں کے اونٹ بٹھانے کی جگہ آیا اور ان کے اونٹوں کی مینگنیاں لیکر انہیں توڑا تو اس میں کھجور کی گٹھلیاں دکھائی دیں (یہ دیکھ کر) کہنے لگا واللہ یہ تو یثرب کا چارہ ہے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف تیزی سے گیا اور اپنے اونٹوں کے منہ پر مار کر انہیں راستے سے پھیر دیا اور انہیں لے کر ساحل کی طرف چلا اور بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی سے چلا گیا۔

قریش کے بچھڑے کے متعلق تبصرہ اور اصل حقیقت کا خواب

[illegible] کہ قریش آئے اور جب انھوں نے [illegible] تو ہیثم بن عدی نے مجزہ بن مطلب بن عبد مناف سے یہ خواب بیان کیا اور کہا کہ میں اس رات [illegible] میں تھا جس میں سونے والا کچھ دیکھتا ہے اور میں سویا اور جاگنے کی درمیانی (حالت میں) تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک گھوڑے پر آیا اور کھڑا ہوا اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ بھی تھا۔ پھر اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ ابوالحکم بن ہشام، امیہ بن خلف اور فلاں فلاں مارے گئے اس نے ان (سب) لوگوں کے نام گن دیے جو قریش کے سربرآوردہ لوگوں میں سے بدر کے روز مارے گئے۔ پھر میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کے پیٹ پر ایک ضرب لگا کر اس کو لشکر میں چھوڑ دیا تو لشکر کے خیموں میں سے کوئی خیمہ بیسا نہ رہا جس کو اس نے اپنے خون سے تر نہ کر دیا ہو۔ راوی نے کہا کہ یہ خبر بوجہل کو پہنچی تو کہا کہ بنی مطلب کا یہ بھی ایک دوسرا نبی ہے۔ کل جب ہم ایک دوسرے سے ملیں گے تو معلوم ہوگا کہ مقتول کون ہے۔

قریش کی طرف ابوسفیان کا خط

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوسفیان اپنے قافلے کو بچا لایا تو قریش کو کہلا بھیجا کہ تم تو صرف اپنے قافلے اپنے لوگوں اور اپنے مال کو بچانے کے لیے نکلے تھے سو تو اللہ نے بچا لیا اب واپس آ جاؤ۔ یہ سن کر ابوجہل بن ہشام نے کہا واللہ ہم جب تک بدر نہ پہنچ جائیں اور وہاں عرب کے میلوں تک شہرت نہ پا جائیں کہ ہم آئے تھے اور ہم نے ان کے لیے برسوں باقی رہنے والا جشن منایا ہم تین دن رہیں گے

کاٹنے کے قابل جانور کاٹیں گے کہ ناکھائیں گے، شراب پئیں گے کہ نہ پئیں گے، گانے والیاں ہمارے سامنے گائیں گی، عرب میں ہماری شہرت ہوگی، ہمارے باپ اور ہمارے اٹھے ہونے کی خبر پھیلے گی پھر ہمارا رعب داب ان پر پہنچا جائے؟ اس لیے چلو۔

بنی زہرہ کو لے کر اخنس کی واپسی

اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہیب الثقفی نے جو بنی زہرہ کا حلیف تھا جب کہ وہ الجحفہ میں تھے کہا۔ اے بنی زہرہ اللہ نے تمہارے مال تمہارے لیے بچا لیا اور تمہارے لیے تمہارے دوست مخرمہ بن نوفل کو (بھی) بچا لیا تم تو صرف اپنے مال کو بچانے نکلے تھے اس لیے اگر کوئی بزدلی کا الزام لگ گئے تو وہ الزام مجھ پر لگاؤ اور یہ چلو کیونکہ نقصان نہ ہونے کی صورت میں نکلنے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں اور یہ نہ کرو جیسا کہ یہ شخص کہتا ہے۔ چنانچہ ابوجہل سے آخر وہ لوٹ گئے و جنگ بدر میں بنی زہرہ کا ایک شخص بھی نہ رہا۔ سب نے اس کی بات مانی اور وہ ان میں یہ شخص تھا کہ ہر شخص اس کی بات مانتا تھا۔ قریش کی کوئی شاخ باقی نہ رہی تھی جس میں سے کچھ لوگ نہ نکل آئے ہوں بجز بنی عدی بن کعب کے کہ ان میں کا کوئی ایک بھی نہ نکلا بنی زہرہ، اخنس بن شریق کے ساتھ لوٹ گئے۔ جنگ بدر میں ان دو قبیلوں میں سے کوئی بھی حاضر نہ رہا اور وہ سب کے سب واپس ہو گئے۔ طالب بن ابی طالب جان لوگوں ہی میں تھا اس کے اور قریش کے بعض افراد کے درمیان کچھ سول و جواب ہوئے ان لوگوں سے کہ۔ اے بنی ہاشم اگرچہ تم ہمارے ساتھ نکلے ہو لیکن تمہیں محمد سے انس ہے تو طالب بھی ان لوگوں کے ساتھ جو مکہ کو لوٹ گئے واپس ہو گیا اور طالب بن ابی طالب ہی نے کہا ہے:۔

لَاهُمَّ إِمَّا يَغْزُوَنَّ صَائِبٌ ۔۔۔ فِي عُصْبَةٍ مُخَالِفٍ مُحَارِبٌ

فِي عَقِبٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَثَانِبْ فَلْيَكُنِ الْمَسْلُوبَ غَيْرَ السَّالِبْ

وَلْيَكُنِ الْمَغْلُوبَ غَيْرَ الْغَالِبْ

یا اللہ اگر تو اب کسی جنگ میں ایسی جماعت کے ساتھ
شبہ ہو مخالف ہو (خود مجھ سے) برسرجنگ ہو اور ان راستوں میں
سے ایسے راستے میں نکلے جو تیس ہو یا اس کے لگ بھگ ہو تو
ایسا کر کے جس کا مال لوٹا جا رہا ہو وہ لوٹنے والے کا رشتہ دار
نہ ہو بلکہ اس کا) غیر ہو اور ایسا کر کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا
(رشتہ دار نہ ہو بلکہ) غیر ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول "فلیکن المسلوب" اور "ولیکن المغلوب" کی روایت شعر کے کئی راویوں سے پہنچی ہے۔

ان لوگوں کا وادی کے کنارے اترنا

ابن اسحٰق نے کہا غرض قریش یہاں تک چلے کہ وادی کے ادھر العقنقل اور بطن وادی کے اس طرف اترے اور اس بطن وادی کا نام یلیل تھا جو بدر اور اس ٹیلے کے درمیان نخلی جس کے پیچھے قریش اترے تھے اور جس کا نام العقنقل تھا

العقنقل کے معنی خود ٹیلے کے ہیں لیکن یہاں العقنقل ایک خاص ٹیلے کا نام ہے۔ مذکورہ مقامات کا وقوع ذیل کی شکل سے معلوم ہو سکتا ہے۔

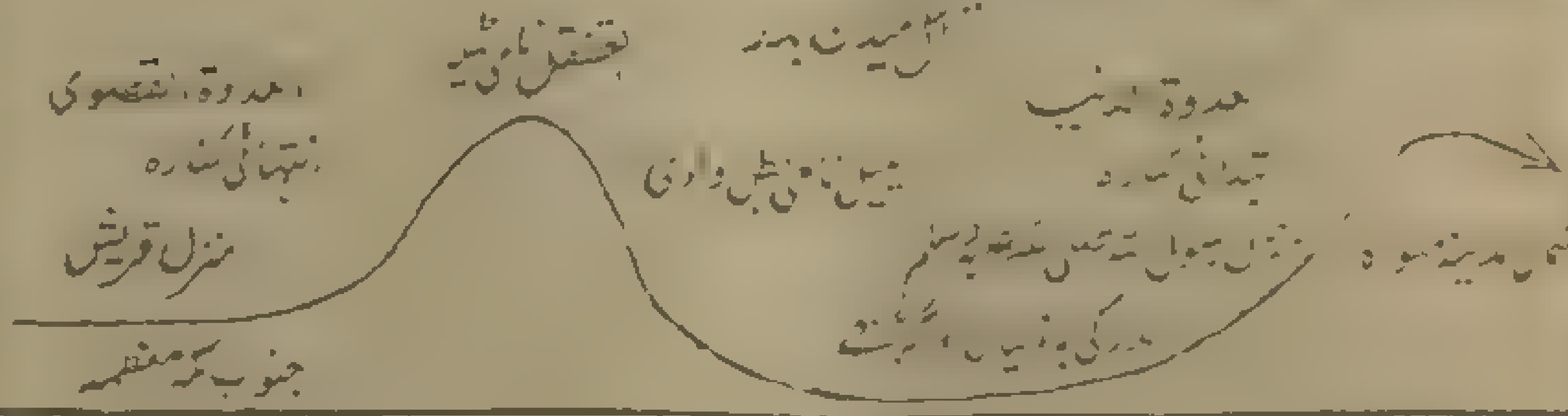

اور بدر کی باولیاں بطن یلیل کی اس طرف مدینہ کی [illegible] دیا اور یہ وادی نرم زمین کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے پاؤں کیچڑ سے [illegible] دوسرے سے متصل کر کے مضبوط بنا دیا اور [illegible] پانی کے [illegible] رہا وٹ نہ رہی۔ اور قریش [illegible] کے سامنے [illegible] کے قافلے میں [illegible] ناک مشکل [illegible]

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] چشموں کی طرف بڑھے اور جب بدر کے سب سے قریب چشمے پر پہنچے تو وہیں نزول فرمایا:—

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی سلمہ کے بعض افراد نے مجھے خبر دی۔ انھوں نے کہا کہ الحباب بن المنذر بن الجموح نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مطلع فرمائیے کہ کیا یہ منزل ایسا مقام ہے کہ جس میں آپ کو اللہ نے اتارا ہے اور ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم اس کے آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں یہ ایک رائے ہے اور جنگی تدبیروں میں سے کوئی تدبیر ہے۔ فرمایا:—

بَلْ هُوَ الرَّأْيُ وَالْحَرْبُ وَالْمَكِيدَةُ

[illegible]

[illegible] نے کہا: —

لَقَدْ أَشَرْتَ بِالرَّأْيِ

[illegible]

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سب ساتھ والے اٹھ کر چلے یہاں تک کہ جب ان لوگوں سے قریب ترین چشمے کے پاس پہنچے تو وہاں اتر پڑے۔ پھر دوسرے چشموں کے متعلق حکم فرمایا تو وہ ناکارہ کر دیے گئے اور جس چشمے پر آپ اترے تھے اس پر حوض بنا کر پانی سے بھر لیا گیا اور اس میں (پانی بھر لینے کے) برتن ڈال دیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سائبان کی تیاری

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے بیان کیا کہ سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کے لیے ایک (سائبان) تیار کر دیتے ہیں کہ آپ اس میں تشریف رکھیں اور آپ کے پاس رہیں آپ کی سواریاں تیار رہیں پھر اس کے بعد ہم اپنے دشمن سے مقابلہ کریں۔ پھر اگر اللہ نے ہمیں غلبہ عنایت فرمایا جو ہم اپنے دشمن پر ہمیں فتح نصیب فرمائی تو ہمارا مقصد حاصل ہو جائے اور اگر دوسری صورت پیش آئی تو آپ اپنی سواریوں پر سوار ہو کر ہماری قوم سے جا ملیں جو ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں کیونکہ یہ بھی ہمارے ایسے ہی دوست ہیں جو آپ سے محبت میں ہم سے بڑھ کر ہیں۔ اگر انہیں یہ خیال نہ ہوتا کہ آپ کو جنگ کرنا ہوگا تو وہ آپ کے ساتھ نہ نکلتے۔ وہ آپ سے (یہ) امید رکھتے ہیں کہ اللہ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ وہ آپ کے خیر خواہ بن کر رہیں گے آپ کے ساتھ جہاد کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہت تعریف فرمائی اور ان کے لیے بھلائی کی دعا کی۔ پھر ان کی بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سائبان بنا دیا گیا اور آپ اس میں تشریف فرما رہے۔

قریش کی آمد

ابن اسحٰق نے کہا جب صبح ہوئی تو قریش اپنے مقام سے نکل کر سامنے آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں العقنقل نامی ٹیلے سے جہاں سے وہ وادی میں آ رہے تھے اترتے دیکھا تو فرمایا :—

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ قُرَيْشٌ قَدْ اَقْبَلَتْ بِخُيَلَائِهَا وَفَخْرِهَا

یا اللہ یہ قریش ہیں۔ یہ اپنے فخر و غرور کے ساتھ آگئے ہیں

تُحَادُّكَ وَتُكَذِّبُ رَسُوْلَكَ. اَللّٰهُمَّ فَنَصْرَكَ الَّذِيْ وَعَدْتَنِيْ

اَللّٰهُمَّ اَحْنِهِمُ الْغَدَاةَ

تیری مخالفت کرتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔
یا اللہ تیری اس مدد کا طالب ہوں جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ یا اللہ آج صبح انھیں ہلاک کر دے۔

اور جب عتبہ بن ربیعہ کو ان لوگوں میں سے کہ ایک سرخ اونٹ پر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :—

اِنْ يَكُنْ فِيْ اَحَدٍ مِنَ الْقَوْمِ خَيْرٌ عِنْدَ صَاحِبِ جَمَلِ الْاَحْمَرِ

اِنْ يُطِيْعُوْهُ يَرْشُدُوْا۔

ان لوگوں میں سے اگر کسی میں کچھ بھلائی ہوگی تو سرخ اونٹ والے کے پاس ہوگی اگر ان لوگوں نے اس کی بات مانی تو راہ راست پر آجائیں گے۔

جب قریش خفاف بن ایماء بن رحضہ کے پاس سے گزر رہے تھے تو اس نے یا اس کے باپ ایماء بن رحضہ الغفاری نے اپنے ایک بیٹے کو ان کے پاس ذبح کرنے کے قابل چند اونٹ ان کے لیے بطور ہدیہ دیکر بھیجا اور کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم چاہو تو ہم ہتھیاروں اور لوگوں سے (بھی) تمہاری مدد کریں۔ (راوی نے) کہا۔ انھوں نے اس کے بیٹے کے ذریعے کہلا بھیجا کہ (خدا کرے کہ) تم سے رشتہ داری قائم رہے جو کچھ تم پر لازم تھا تم نے اس کو ادا کر دیا۔ اپنی عمر کی قسم اگر ہم ان لوگوں ہی سے جنگ کر رہے ہیں تو ہم میں کوئی کمزوری ان کے مقابل نہیں ہے اور اگر ہم اللہ سے جنگ کر رہے ہیں جیسا کہ محمد کا دعویٰ ہے تو اللہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی تو کسی میں (بھی) سکت نہیں ہے۔

جب یہ لوگ اترے تو قریش کے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر آئے جن میں حکیم بن حزام بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

دعوۃ

انھیں (پانی پینے کے لیے) چھوڑ دو۔

اس روز جس شخص نے اس سے پانی پیا وہ قتل ہوا بجز حکیم بن حزام کے کہ وہ قتل نہیں ہوئے (بلکہ) اس کے بعد انھوں نے اسلام اختیار کیا اور اسلام میں اچھے رہے۔ اس لیے یہ جب کبھی کوئی تاکیدی قسم کھاتے تو کہتے تھے نہیں ایسا نہیں ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے بدر کے دن (کی ہلاکت) سے بچا لیا۔

جنگ سے قریش کی واپسی کا مشورہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ابو اسحٰق بن یسار وغیرہ نے اپنے انصار میں کے اہل علم اساتذہ کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ (جب) یہ لوگ آکر ڈٹ گئے ۲۲۲ تو عمیر بن وہب الجمحی کو بھیجا اور کہا کہ محمد کے ساتھیوں کا اندازہ لگا۔ (راوی نے) کہا اس نے اپنے گھوڑے کو لشکر کے گرد دوڑایا اور پھر لوٹ کر ان کی طرف آکر کہا کہ تین سو سے کچھ زیادہ یا اس سے کچھ کم ہیں۔ لیکن ذرا مجھے مہلت دو کہ میں یہ بھی دیکھ لوں کہ کیا ان لوگوں کے لیے کوئی چھپی ہوئی جماعت یا اور کوئی مدد بھی ہے۔ (راوی نے) کہا پھر وہ اس وادی میں بہت دور تک چلا گیا اور کوئی چیز نہ دیکھی تو اس نے ان کی طرف واپس ہو کر کہا میں نے کوئی چیز دیکھی تو نہیں۔ لیکن اے گروہ میں نے دیکھا کہ بلائیں موتوں کو اٹھائے لا رہی ہیں یثرب کی اونٹنیاں خالص موت کو اٹھائے ہوئے لا رہی ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے لیے بجز ان کی تلواروں کے نہ کوئی حفاظت کا سامان ہے (اور) نہ کوئی پناہ گاہ ہے۔ میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ ان میں کا کوئی شخص تم میں کے کسی شخص کو قتل کیے بغیر قتل نہ ہوگا۔ اور جب وہ لوگ اپنی تعداد کے برابر تم میں ختم کر دیں اس کے بعد زندگی کی کونسی بھلائی رہ جائے گی۔ (اب) تم جو چاہو رائے (دو) اور مشورہ کرو۔ جب حکیم بن حزام نے یہ سنا تو لوگوں میں گھومتے اٹھا۔ عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا اور کہا اے ابو الولید! تو قریش کا بڑا اور ان کا سردار ہے اور یہ سب تیری بات مانتے ہیں کیا تجھے اس بات سے کچھ رغبت ہے کہ ہمیشہ ان میں تیرا ذکر خیر رہے۔ اس نے کہا اے حکیم وہ کیا (بات) ہے۔ کہا کہ تو سب لوگوں کو لے کر لوٹ جا اور عمرو بن الحضرمی جو تیرا حلیف تھا اس کا بار تو (خود) اٹھا۔ اس نے کہا اچھا مجھے یہ منظور ہے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ڈال کیونکہ وہ میرا حلیف ہی تو تھا اس کا خون بہا میرے ذمے بلکہ اس کا جو کچھ مال گیا

اس کی بھی ذمہ داری مجھ پر ہے (اچھا) تو ابن الحنظلیہ کے پاس جا۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابوجہل کی ماں حنظلیہ تھی اس کا نام اسماء بنت مخربہ
تھا۔ مخربہ بنی تمیم بن مرہ بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان
ایک شخص تھا۔ کیونکہ اس کے سوا کسی اور سے لوگوں میں بھوٹ ڈالنے کا ۲۶۳
نہیں۔ یعنی ابوجہل کے سوا۔ پھر عتبہ خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اور کہا، اے
گروہ قریش! واللہ تم محمد سے اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کیا کرو گے۔
واللہ اگر تم لوگوں نے ان لوگوں کو مار بھی ڈالا تو ہمیشہ ایک شخص دوسرے کی
صورت دیکھنے سے (اس لیے) کراہت کرے گا کہ اس نے اپنے چچازاد بھائی
یا خالہ زاد بھائی یا اس کے خاندان کے کسی شخص کو مارڈالا۔ لہٰذا پلٹ چلو اور
محمد کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دو۔ اگر انھوں نے اس کو مار ڈالا تو یہی بات
ہے جو تم چاہتے ہو۔ اور اگر اس کے سوا کوئی اور صورت ہوئی تو تمھیں وہ
بھی حالت میں پائیگا کہ جو چیز تم اس سے (آج) چاہتے ہو وہ تم اس سے طلب
نہیں کر سکو گے۔ حکیم نے کہا کہ پھر میں چند ورا ابوجہل کے پاس آیا تو میں نے
دیکھا کہ اس نے اپنی بیک زرہ اپنے بیک سینہ میں سے نکالی ہے اور اس کو
(بھنبھا) تیار کر رہا ہے۔
ابن ہشام نے کہا بھنبھا کے معنی بھیبھا کے یعنی تیار کرنے کے ہیں۔
حکیم نے کہا کہ میں نے اس سے کہا اے ابوالحکم عتبہ نے مجھے تیرے
پاس یہ پیام دے کر بھیجا ہے اور اس نے جو کچھ کہا بھیجا تھا (وہ سب) کہا تو اس نے کہا
واللہ جب سے اس نے محمد اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا ہے اس کا غش اور
سینہ پھول گیا ہے (یعنی وہ خوف زدہ ہو گیا ہے) واللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا جب تک
کہ ہم میں اور محمد میں اللہ فیصلہ نہ کر دے ہم واپس نہ ہوں گے۔ اور عتبہ نے جو
کچھ کہا ہے صرف اس وجہ سے کہا ہے کہ اس نے دیکھ لیا ہے کہ محمد اور اس کے
ساتھی چارہ کے گوشت کے ایک نوالے کی طرح ہیں اور انھیں میں
اس کا بیٹا بھی ہے اور وہ تم سے اس کے متعلق خوف زدہ ہے پھر اس نے
عامر بن الحضرمی کے پاس ایک شخص کو یہ پیام دیکر بھیجا کہ یہ تیرا حلیف لوگوں کو

لیکر بت جانا چاہتا ہے تو نے تو اپنا خون اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس لیے تم اور عہد شکنی (جو تیرے ساتھ کی گئی ہے) اور اپنے بھائی کے قتل کا ذکر کر (لوگوں کو واقعات مذکورہ یاد دلا)

۲۶۴ غرض عامر بن الحضرمی اٹھا اور (واقعات) وضاحت سے بیان کیے اور اس کے بعد چلانے لگا ہائے عمرو ہائے عمرو۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ لڑائی چھڑ گئی اور معاملہ سلجھنے کے قابل نہ رہا اور ارادۂ جنگ پر جس کے لیے وہ لکھے سے سب (کے سب) متفق ہو گئے اور جس رائے کی جانب عتبہ نے لوگوں کو دعوت دی تھی اس کو درہم برہم کر دیا۔ جب عتبہ کو ابوجہل کی اس گفتگو کی خبر پہنچی کہ "واللہ اس کا شش (سحر) اور سینہ پھول گیا ہے" تو اس نے کہا کہ اپنی متفقہ کو زرد کر لینے والا جلد سمجھے گا کہ کس کا شش اور سینہ پھول گیا ہے۔ میرا یا خود اس کا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سحر کے معنی ہیں شش اور اس سے گرد و پیش کی ناف سے اوپر والی وہ سب چیزیں جن سے حلق تعلق رکھتا ہے شامل ہیں اور ناف کے نیچے کی چیزوں کو قصب کہا جاتا ہے۔ اور اسی معنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول ہے جو آپ نے فرمایا ہے:-

رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ

میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ وہ اپنا نیچے کا دھڑ آگ میں کھینچے لیے جا رہا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بات مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کی ہے۔

پھر عتبہ نے اپنے سر پر پہننے کے لیے خود کی تلاش کی تو اس کی کھوپڑی کے بڑے ہونے کے سبب سے لشکر بھر میں کوئی ایسا خود نہ مل سکا جس میں اس کا سر سما سکے۔ جب اس نے یہ حالت دیکھی تو اپنے سر پر ایک چادر لپیٹ لی۔

لہ۔ ان الفاظ سے بزدلی یا زنانہ پن سے کنایہ کیا جاتا ہے۔ (احمد محمودی)

الاسود المخزومی کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ الاسود بن عبد اسد المخزومی جو ایک اکھڑ اور بدخلق شخص تھا نکل کھڑا ہوا اور کہا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ یا تو میں ان لوگوں کے حوض میں سے پانی پیوں گا یا اس کو توڑ ڈالوں گا یا اس کے لیے مر جاؤں گا۔ جب وہ نکلا تو اس کی طرف حمزہ بن عبدالمطلب بڑھے۔ جب دونوں میں سے ایک دوسرے کے پاس آ گیا تو حمزہ نے اس کی ٹانگ پر ایک ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ کٹ گئی اور وہ پیٹھ کے بل گر پڑا اور اس کا پاؤں اس کے ساتھ لگا رہا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف رینگنا شروع کر دیا اور وہ بھی قسم پوری کرنا چاہتا تھا۔ حمزہ نے اس کے پیچھے جا کر اس کے سر پر وار کیا اور اس کا کام تمام کر دیا۔

عتبہ اور شیبہ اپنے مقابلے کے لیے

کہا جاتا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ نے اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے بھائی شیبہ کو ساتھ لیا اور اپنے بیٹے ولید کو ساتھ لیا۔ جب وہ صف سے نکلے تو انہوں نے مبارزت طلب کی۔ تو انصار کے تین نوجوان ان کی طرف بڑھے۔ انہوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم انصار کی جماعت ہیں۔ ان کو ان کی قوم کے

ہمارے ہمسر روانہ کر۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔۔۔

قُمْ يَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْحَرْثِ وَقُمْ يَا حَمْزَةُ وَقُمْ يَا عَلِيُّ

اے عبیدہ بن الحارث تم اٹھو اور اے حمزہ تم اٹھو اور اے علی تم اٹھو۔

پھر جب یہ لوگ اٹھے اور ان کے قریب گئے تو انھوں نے کہا تم کون ہو؟ تو عبیدہ نے کہا۔ عبیدہ اور حمزہ نے کہا حمزہ اور علی نے کہا علی۔ انھوں نے کہا ہاں مقابل شریف ہیں۔ اس کے بعد عبیدہ جو سب میں زیادہ سن رسیدہ تھے عتبہ بن ربیعہ سے برسر جنگ ہوئے اور حمزہ نے شیبہ بن ربیعہ سے مقابلہ کیا اور علی نے ولید بن عتبہ سے جنگ کی۔ حمزہ نے تو شیبہ کو مہلت بھی نہ دی اور قتل کر دیا اور علی نے بھی ولید کو فوراً قتل کر ڈالا۔ عبیدہ اور عتبہ نے ایک دوسرے پر وار کیے دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے مقابل والے کو بٹھا دیا (یعنی دونوں بھی ناقابل حرکت ہو گئے)۔ اور حمزہ اور علی نے اپنی تلواریں لے کر عتبہ پر حملہ کیا اور فوراً قتل کر ڈالا۔ اور دونوں نے اپنے ساتھی کو اٹھا لیا اور انھیں آپ کے صحابہ کے پاس لے گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ عتبہ کے نوجوانوں نے جب اپنا نسب بتایا تو عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ ہمسر شریف ہیں لیکن ہمیں ہماری قوم کے لوگ مطلوب ہیں۔

دونوں جماعتوں کا مقابلہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد لوگوں کے ٹوٹ کے ٹوٹ گر گئے اور ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۶۶
اپنے صحابہ کو یہ حکم دیا تھا کہ جب تک آپ انھیں حکم نہ دیں حملہ نہ کریں۔

یہ بھی فرما دیا تھا:۔

إِنِ اكْتَنَفَكُمُ[1] الْقَوْمُ فَانْضَحُوهُمْ[2] عَنْكُمْ بِالنَّبْلِ

اگر ان لوگوں نے تم کو گھیر لیا تو اپنی مدافعت کے لئے ان پر تیر برساتے رہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں ابوبکر صدیق کے ساتھ تشریف فرما تھے اور واقعۂ بدر جمعہ کے روز ماہ رمضان کی سترہ تاریخ کی صبح میں ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین نے اسی طرح کہا۔

اور ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حبان بن واسع بن حبان نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت بیان کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز اپنے اصحاب کی صفیں درست فرمائیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے لوگوں کو (صف میں) درست فرما رہے تھے جب آپ بنی عدی بن النجار کے حلیف سواد بن غزیہ کے پاس سے گذرے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد بن غزیہ بالتشدید کہا ہے اور ان کے سوا انصار میں ایک اور سواد ہیں، جن کا نام بلا تشدید ہے۔ اور وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے، مستنتل من الصف (بعضوں نے کہا کہ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے (بجائے مستنتل من الصف کے) مستنصل من الصف کہا ہے۔ (دونوں کے معنی قریب قریب ہیں)۔ تو آپ نے ان کے پیٹ میں وہ تیر چبھویا اور فرمایا:۔

اِسْتَوِ يَا سَوَادُ

اے سواد برابر ہو جاؤ۔

---

[1] (ف) یہ کتنفہم ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (ک، ت) فی التکتفوکم خانہ معجمہ سے ہے۔ لغت میں خانے معجمہ و خاتے مہملہ دونوں سے ہے۔ (احمد محمدی)

[2] دونوں کے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمدی)

تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے مجھے تکلیف دی حالانکہ اللہ نے آپ کو حق وعدل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ مجھے اس کا بدلہ لینے دیجیے (راوی نے) کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا شکم مبارک کھول دیا اور فرمایا:۔ ۲۶۷

اِسْتَقِدْ

(اچھا) بدلہ لے لو۔

(راوی نے) کہا تو وہ آپ سے لپٹ گئے اور آپ کے شکم مبارک کو بوسہ دیا تو آپ نے فرمایا:۔

مَا حَمَلَكَ عَلٰى هٰذَا يَا سَوَادُ

اے سواد! تمھیں اس پر کس نے ابھارا (تم نے ایسا کیوں کیا)۔

عرض کی یا رسول اللہ جو واقعات درپیش ہیں اس کو تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں اس لیے میں نے چاہا کہ آپ سے آخری ملاقات ایسی ہو کہ آپ کی جلد مبارک سے میری جلد مس کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعائے خیر دی اور ان سے گفتگو فرمائی[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پروردگار کو امداد کے لیے قسمیں دینا یا بتاکید دعا کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بقیہ)

---

[1] ... یہ قول ابن ہشام نے کہا۔ اور (الف) میں "قالہ لہ" ہے یہ تحریف معلوم ہوتی ہے۔ (محمد محمود)

اور اس میں آپ کے ساتھ ابو بکر کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کو اس وعدے کے متعلق جو اس نے آپ کی امداد کے لیے فرمایا تھا قسمیں دے رہے تھے یا بتاکید دعا فرما رہے تھے اور جو کچھ آپ عرض کر رہے تھے اس میں یہ الفاظ بھی تھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ تَھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃُ الْیَوْمَ لَا تُعْبَدْ

یا اللہ اگر تو نے آج اس جتھے کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری پرستش نہ کی جائے گی۔

اور ابو بکر عرض کرتے ہیں کہ یا نبی اللہ! اپنے پروردگار کو قسمیں دینے یا بتاکید دعائیں فرمانے میں کچھ کمی فرمائیے۔ کیونکہ اللہ نے آپ سے جو وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرمائے گا (یا آپ کو جزا دے گا)۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں ہی تھے کہ آپ کے سر مبارک کو ایک جنبش ہوئی اور اس کے بعد آپ بیدار ہوئے اور فرمایا:۔

أَبْشِرْ يَا أَبَا بَكْرٍ أَتَاكَ نَصْرُ اللّٰهِ هٰذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسٍ

يَقُودُهُ عَلَى ثَنَايَاهُ النَّقْعُ يَعْنِي الْغُبَارَ

اے ابو بکر خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پاس اللہ کی امداد آگئی۔ یہ جبریل ہیں۔ گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اس کو کھینچ رہے ہیں اور اس کے سامنے کے دانتوں پر غبار ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس وقت حالت یہ تھی کہ عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ

لہ۔ (ب ج د) میں "منجز" زائے معجمہ سے ہے جس کے معنی پورا کرنے کے ہیں اور (الف) میں "منجز" راے مہملہ سے ہے جس کے معنی جزا دینے کے ہیں۔ مقدم الذکر معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ (احمد محمودی)

مہجع کو ایک تیر آ لگا اور وہ شہید ہو چکے اور یہ مسلمانوں میں سے پہلے مقتول تھے۔ اور پھر بنی عدی بن النجار میں سے ایک شخص حارثہ بن سراقہ نامی کی جانب ایک تیر پھینکا گیا جو حوض سے پانی پی رہے تھے اور ٹھیک انھیں پر پڑا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔

آپ کا اپنے صحابہ کو جنگ کی ترغیب دینا

کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی جانب نکلے اور انھیں ترغیب دی اور فرمایا:۔

وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یُقَاتِلُھُمُ الْیَوْمَ رَجُلٌ فَیُقْتَلُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَیْرَ مُدْبِرٍ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص بھی ان لوگوں سے جنگ کرے گا اور صبر کے ساتھ ثواب سمجھ کر قتل ہو جائے گا آگے بڑھتا ہوا ہو گا پیٹھ پھیرنے والا نہ ہو گا تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

۲۶۸ تو بنی سلمہ والے عمیر بن الحمام نے جن کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں اور وہ انھیں کھا رہے تھے کہا واہ۔ واہ۔ کیا میرے اور جنت کے درمیان بس اتنا ہی فاصلہ ہے کہ مجھے یہ لوگ قتل کر دیں۔ (راوی نے) کہا کہ پھر انھوں نے کھجوریں اپنے ہاتھ سے پھینک دیں اور اپنی تلوار لے لی اور ان لوگوں سے جنگ کی اور شہید ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ ابن عفراء حوف ابن الحارث نے کہا یا رسول اللہ ما یُضْحِکُ الرَّبَّ مِنْ عَبْدِہٖ۔ پروردگار کو اپنے بندے کی کونسی بات خوش کرتی ہے فرمایا۔

غَمْسُہٗ یَدَہٗ فِی الْعَدُوِّ حَاسِرًا۔

تنگے سر پناہ تھا دشمن (کے خون) میں ڈبو دینا۔

تو انھوں نے اپنی وہ زرہ اتار دی جس کو وہ پہنے ہوئے تھے اور رات بھر تک دیا اور اپنی تلوار لی اور ان لوگوں سے جنگ کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے ثابت عبداللہ بن زبیر اور سعد بن ابی وقاص کی روایت سنائی کہ انھوں نے ان سے بیان کیا کہ جب لوگ شکست دے کر ایک دوسرے سے مزاحم ہوئے تو ابوسفیان نے کہا کہ اللہ ہم میں سے جو شخص عقلوں کا زیادہ توڑنے والا ہے اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر سکتا ہے اسے آج صبح ہلاک کر دے۔ تو وہ خود اپنی بربادی کی (زد) آپ کو سونپنے والے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کنکریاں پھینکنا اور ان کا شکست کھانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لیں اور قریش کی جانب منہ کیا اور فرمایا

شَاهَتِ الْوُجُوهُ

چہرے بگڑ جائیں۔

اور ان کنکریوں سے انھیں مارا اس کے بعد اپنے صحابہ کو حکم فرمایا شُدُّوا۔ حملہ کرو پھر تو شکست ہو گئی اور اللہ نے قریش کے بہت سے سورماؤں کو قتل کر ڈالا اور ان میں کے بہت سے سربرآوردہ لوگوں کو اسیر کر دیا اور جب ان لوگوں نے ان کو اسیر کرنا شروع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں تشریف رکھتے تھے اور سعد بن معاذ انصار کے دوسرے

اور لوگوں کے ساتھ تلوار حمائل کیے ہوئے اس سائبان کے دروازے پر جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپ پر دشمن کے حملہ آور ہونے کے خوف سے آپ کی حفاظت کے لیے کھڑے ہوئے تھے کہ مجھ سے جو بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے چہرے میں ان کاموں کے متعلق جو لوگ کر رہے تھے کچھ ناپسندیدگی کے آثار ملاحظہ فرمائے تو ان سے فرمایا:۔

اَكَانِّي بِكَ يَا سَعْدُ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

يَقْتُلْهُ وَمَنْ لَقِيَ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ بْنَ هِشَامِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ أَسَدٍ فَلَا يَقْتُلْهُ وَمَنْ لَقِيَ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ إِنَّمَا أُخْرِجَ مُسْتَكْرَهًا

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم اور ان کے علاوہ بعض اور لوگوں کو زبردستی (جنگ کے لیے) بلایا گیا اور انہیں ہمارے ساتھ جنگ کرنے سے کوئی سروکار نہیں اس لیے تم میں سے کوئی شخص بنی ہاشم میں کسی شخص سے ملے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد سے ملے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا العباس بن عبدالمطلب سے ملے تو انہیں قتل نہ کرے کیونکہ وہ زبردستی نکالے گئے ہیں۔

راوی نے کہا ابوحذیفہ نے کہا کہ ہم اپنے باپ دادا بیٹے بیٹوں بھائیوں اور اپنے خاندان کے لوگوں کو تو قتل کریں اور العباس کو چھوڑ دیں واللہ اگر میں ان سے ملوں تو میں اسے ضرور تلوار کا نوالہ بنا دوں گا (لالجمنہ)۔

ابن ہشام نے کہا (لالجمنہ کے بجائے) بعضوں نے لالجمنہ کہا ہے۔ یعنی تلوار کو اس کی لگام بنا دوں گا۔

(راوی نے) کہا کہ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے عمر سے فرمایا:۔

يَا أَبَا حَفْصٍ

اے ابوحفص۔

عمر نے کہا کہ واللہ یہ پہلا روز تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے باحفص کی کنیت سے خطاب فرمایا۔ (اور فرمایا)۔

أَيُضْرَبُ وَجْهُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ بِالسَّيْفِ

کہ رسول اللہ کے چچا کے چہرے پر تلوار ماری جائے گی۔

تو عمر نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن تلوار سے اڑا دوں کیونکہ واللہ وہ منافق ہو گیا ہے۔ تو ابو حذیفہ کہا کرتے تھے کہ اس بات سے جو میں نے اس روز کہہ دیا تھا بے خوف نہیں ہوں اور ہمیشہ مجھے اس کا دھڑکا لگا رہے گا بجز اس کے کہ اس کا کفارہ میری شہادت کرے چنانچہ جنگ یمامہ میں انھیں شہادت نصیب ہوئی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو البختری کے قتل سے صرف اس وجہ سے منع فرمایا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ میں رہنے کے زمانے میں لوگوں کو آپ سے روکا کرتا اور کبھی آپ کو وہ تکلیف نہیں پہنچاتا تھا اور اس سے کبھی (کوئی) ایسی بات نہیں ہوئی جو آپ کو بری معلوم ہو۔ اور یہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے اس نوشتے کی خلاف ورزی کی تھی جس کو قریش نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف لکھا تھا۔ تو اس شخص کا مقابلہ المجذر بن زیاد البلوی سے ہوا جو انصار کا حلیف اور بنی سالم بن عوف کی شاخ میں سے تھا۔ تو المجذر نے ابو البختری سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اور ابو البختری کے ساتھ اس کی سواری پر اس کا ایک ہمکتاب بھی تھا جو مکہ سے اس کے ساتھ آیا تھا اور اس کا نام جنادہ بن ملیحہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد تھا اور جب وہ بنی لیث میں کا آدمی تھا۔ اور ابو البختری کا نام العاص تھا۔ اس نے کہا اور میرا ہمکتاب (یعنی کیا اس کو بھی قتل نہ کرو گے) تو المجذر نے اس سے کہا نہیں واللہ ہم تیرے ہمکتاب کو نہ چھوڑیں گے۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے اکیلے کے لیے حکم فرمایا ہے۔ اس نے کہا واللہ ایسا نہیں ہو سکتا تب تو میں اور وہ دونوں مل کر مریں گے۔ مکہ کی عورتیں کہیں گی میرے متعلق یہ کہیں گی کہ میں نے اپنے ہمکتاب کو اپنی ذمہ کی کی حرص کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ تو جب المجذر نے

ف۔ (ب ج د) میں اس مقام پر قال ابن ہشام ہے۔ (محمد محمود)

اسے مقابل میں آنے کے لیے کہا اور بجز جنگ کرنے کے اسے اور کوئی موقع نہ دیا تو ابو البختری نے یہ رجز کہا۔

لَنْ يُسْلِمَ ابْنُ حُرَّةٍ زَمِيلَهُ حَتَّى يَمُوتَ أَوْ يَرَى سَبِيلَهُ

ایک شریف عورت کی اولاد اپنے ہمرکاب کو ہرگز حوالے
نہ کرے گا حتیٰ کہ وہ خود مر جائے یا اپنے ہمرکاب کے لیے کوئی راہ نکالے۔

غرض دونوں میں مقابلہ ہوا اور المجذر بن زیاد نے اس کو قتل کر دیا۔ اور بعضوں نے المجذر بن ذناب کہا ہے اور المجذر نے ابو البختری کے قتل کے متعلق کہا ہے۔

إِمَّا جَهِلْتَ أَوْ نَسِيتَ نَسَبِي فَاثْبِتِ النَّسَبَ أَنِّي مِنْ بَلِي

اگر تو میرے نسب سے ناواقف ہے یا بھول گیا ہے تو
اس نسبت کو (اپنے دماغ میں) خوب جما لے کہ میں بنی بلی میں سے ہوں

الطَّاعِنِينَ بِرِمَاحٍ لَيْزَنِ وَالضَّارِبِينَ الْكَبْشَ حَتَّى يَنْحَنِي

جو یزنی نیزوں سے جنگ کیا کرتے ہیں۔ اور سر دار قوم
پر اس وقت تک وار کرتے رہتے ہیں کہ وہ جھک جائے۔

بَشِّرْ بُنَيَّ مِنْ أَبِيهِ الْبَخْتَرِي أَوْ بَشِّرَنْ بِمِثْلِهَا مِنِّي بَنِي

ابختری کو اپنے باپ سے چھوٹ جانے کی خوش خبری
سنا دو۔ یا تم دونوں میرے بچوں کو اسی طرح کی خوشخبری سنا دو۔

أَنَا الَّذِي يُقَالُ أَصْلِي مِنْ بَلِي أَطْعَنُ بِالصَّعْدَةِ حَتَّى تَنْثَنِي

میں ہی وہ ہوں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ میری
اصل بنی بلی سے ہے۔ یہاں تک نیزے کے وار کرتا رہتا ہوں کہ وہ (نیزہ) مڑ جائے

وَأُعْبِطُ الْقِرْنَ بِعَضْبٍ مَشْرَفِيٍّ أُرْزِمُ لِلْمَوْتِ كَإِرْزَامِ الْمَرِي

فَلَا تَرَى مُجَذَّرًا يَفْرِي فَرِي

اور اپنے مقابل والے کو مشرقی تلوار سے قتل کرتا ہوں اور موت کے لیے میں اس اونٹنی کی طرح کراہتا ہوں جس کا دودھ اس کے تھن میں اڑ گیا ہو۔ پس تو مجذر کو (ان ہونی) عجیب باتیں کرتا ہوا نہ دیکھے گا۔ (یعنی میں جو کہتا ہوں وہ کر کے دکھاتا ہوں)۔

ابن ہشام نے کہا المری (یعنی المری جس مصرع کے آخر میں ہے وہ) ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔ اور مری کے معنی اس اونٹنی کے ہیں جس کا دودھ بمشکل اتارا جاتا ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد المجذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے اس کے متعلق بہت کوشش کی کہ وہ قید ہو جائے تو اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں لیکن اس نے جنگ کے سوا اور کوئی بات نہ مانی تو میں نے اس سے جنگ کی اور اس کو مار ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو البختری کا نام العاصی بن ہاشم بن الحارث بن اسد تھا۔

امیہ بن خلف کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد کی روایت سنائی۔ ابن شہاب نے کہا کہ یہی حدیث عبداللہ بن ابی بکر نے بھی

بیٹے کی اور ان دونوں کے علاوہ اور لوگوں نے مجھ سے عبدالرحمٰن بن عوف کی روایت
اوپر سنائی کہ انھوں نے کہا کہ امیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا اور میرا نام
عبدعمرو تھا جب میں نے اسلام اختیار کیا تو اپنا نام عبدالرحمٰن رکھ لیا اور ہم لوگ ۲۷۲
اسی نام سے پکارے جاتے تھے اور جب ہم مکہ میں تھے تو وہ مجھ سے ملا کرتا (اور) کہا کرتا تھا
اے عبدعمرو کیا تمھیں اپنے نام سے نفرت ہے کہ جس نام سے تمھیں تمھارے
والد نے پکارا کرتا تھا۔ انھوں نے کہا۔ میں کہتا تھا ہاں۔ تو وہ کہتا تھا میں
تمھارے اس نام کو نہیں جانتا اور میں اسے جواب دیا کرتا اور اس کے ساتھ باتیں کیا کرتا
یہاں تک کہ جب بدر کا روز ہوا تو میں اس کے پاس سے گزرا اور وہ اپنے بیٹے
علی کے ساتھ اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔ انھوں نے کہا۔ میرے
ساتھ چند زرہیں تھیں جن کو میں نے جمع کیا تھا اور میں ان زرہوں کو لیے
جا رہا تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو بولا۔ یا عبدالرحمٰن پکارا۔ تو میں نے اس کا
جواب نہیں دیا پھر اس نے یا عبداللہ پکارا۔ انھوں نے کہا ہاں۔
اس نے کہا تمھارے پاس کچھ فدیہ بھی ہے کہ جس کے لیے تم اپنے لیے ان زرہوں سے جو تمھارے
ساتھ ہیں بچاؤ کرو۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا ہاں تب تو ہنر ہے۔
انھوں نے کہا تو میں نے زرہیں اپنے ہاتھ سے ڈال دیں اور ان کے
بدلے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ کہہ رہا تھا آج کے دن کی سا دن میں نے کبھی نہیں دیکھی۔
کیا تمھیں دودھ کی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے کہا۔ کہ پھر میں ان دونوں کو
اس کے لیے چھوڑ دیتا۔

ابن ہشام نے کہا کہ دودھ سے اس کی مراد یہ تھی کہ جو شخص اسے قید کرے گا تو اس کو وہ بہت دودھ والی اونٹنیاں فدیے میں دے کر چھوٹے گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے عبدالواحد بن ابی عون نے سعید بن ابراہیم سے اور انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی انھوں نے کہا کہ مجھ سے امیہ بن خلف نے ایسی حالت میں کہا کہ میں اس کے اور اس کے بیٹے کے درمیان ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ اے عبداللہ! وہ شخص تم میں کون ہے جس کے سینے پر شتر مرغ کے پروں کا نشان لگا ہوا ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا وہ حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔ اس نے کہا یہی تو وہ شخص ہے جس نے ہمارے ساتھ یہ کارروائیاں کی ہیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا۔ واللہ اس کے بعد میں ان دونوں کو کھینچے لیے جا رہا تھا کہ یکایک بلال نے اسے میرے ساتھ دیکھا اور یہ وہی شخص تھا جو مکہ میں بلال کو اسلام کے ترک کرنے کے لیے تکلیفیں دیا کرتا تھا اور انھیں مکہ کی گرم ریت کی طرف لیجایا کرتا تھا اور جب وہ خوب گرم ہو جاتی تو انھیں پیٹھ کے بل لٹا دیتا اور اس کے بعد بڑے پتھر کے لانے کا حکم دیتا اور وہ ان کے سینے پر رکھا جاتا تھا اور پھر یہ شخص کہتا تھا کہ تم اسی حالت میں رہو گے یا محمد کے دین کو چھوڑ دو گے تو بلال احد احد کہتے۔ انھوں نے کہا کہ جب اس کو انھوں نے دیکھا تو کہا (یہ تو) کفر کا سر (گروہ) امیہ بن خلف ہے اگر تو بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا اے بلال کیا میرے دو قیدیوں کے متعلق (تم ایسا کہتے ہو)۔ انھوں نے کہا اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا اے ابن اسود! کیا تو سن رہا ہے انھوں نے کہا اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا کہ پھر وہ اپنی بلند آواز سے چلائے کہ اے انصار اللہ! یہ کفر کا سر (گروہ) امیہ بن خلف ہے اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا۔ آخر لوگوں نے ہمیں ایسا گھیر لیا کہ انھوں نے ہمیں کنگن کی طرح (حلقے میں) لے لیا۔ وہیں میں اس کو بچا رہا تھا انھوں نے کہا۔ تو ایک شخص نے تلوار کھینچ لی اور اس کے لڑکے کے پاؤں پر ماری تو وہ گر پڑا اور امیہ نے ایک چیخ ماری کہ میں نے ویسی چیخ کبھی نہیں سنی تھی۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا (اب) بچ کر جا کہ ۲۰۳

تیرے لیے نجات نہیں ہے۔ کیونکہ واللہ میں (اب) تیرے کچھ کام نہیں آسکتا۔ انھوں نے کہا۔ آخر ان لوگوں نے ان اپنی تلواروں سے ان دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اور ان دونوں سے فارغ ہو گئے۔ (راوی نے کہا۔ اللہ بلال پر رحم کرے تو عبدالرحمن کہا کرتے تھے کہ میری زرہیں بھی گئیں اور میرے دونوں قیدیوں کے متعلق بھی انھوں نے مجھے تکلیف دی۔

جنگ بدر میں فرشتوں کی حاضری

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ان سے ابن عباس کی روایت بیان کی گئی انھوں نے کہا کہ بنی غفار کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا اس نے کہا کہ میں اور میرا ایک چچازاد بھائی ہم دونوں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں سے ہمیں بدر کا منظر دکھائی دیرہا تھا اور ہم مشرک تھے اور اس جنگ کا انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں آفت کس پر آتی ہے کہ ہم بھی لوٹنے والوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہو جائیں۔ اس نے کہا۔ غرض ہم پہاڑی پر تھے کہ ایک بدلی ہم سے قریب ہوا اور ہم نے اس میں گھوڑوں کی آواز سنی اور ایک کہنے والے کو کہتے سنا جو کہہ رہا تھا حزوم آگے بڑھ۔ تو میرے چچازاد بھائی کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ اپنے مقام ہی پر مر گیا اور میں بھی ہلاک ہونے کے قریب ہو گیا تھا پھر (اپنے دل کو) تھاما۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بعض بنی ساعدہ سے اور انھوں نے ابو اسید مالک بن ربیعہ سے جو جنگ بدر میں حاضر تھے روایت بیان کی۔ انھوں نے اپنی بینائی جاتی رہنے کے بعد بیان کیا کہ اگر میں آج بدر میں ہوتا

۱؎ ابن ہشام میں "ولا یخالجنا ریب" ہے اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور (الف) میں "ولا یخالجنی ریب" ہے۔ (احمد محمودی)

اور میری بینائی بھی ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی بتاتا جس میں سے فرشتے نکلے تھے جس میں مجھے نہ کسی طرح کا شک ہے اور نہ شبہ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحٰق نے بیان کیا اور انھوں نے بنی مازن ابن النجار کے چند لوگوں سے اور انھوں نے ابو داؤد المازنی سے سنا جو بدر میں شریک تھے۔ انھوں نے کہا کہ میں روز میں نے مشرکین میں سے ایک شخص کا پیچھا کیا کہ اسکو ماروں۔ یکایک میں نے دیکھا کہ اس کا سر گر گیا قبل اس کے کہ میری تلوار اس تک پہنچے۔ آخر میں نے جان لیا کہ اس کو میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا اور اس نے عبداللہ بن الحارث کے آزاد کردہ مقسم سے اور انھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھے جن (کے شملوں) کو انھوں نے اپنی پیٹھوں پر چھوڑ رکھا تھا۔ اور حنین کے روز سرخ عمامے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب نے کہا کہ عمامے عرب کے تاج ہیں اور بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن (کے شملوں) کو انھوں نے اپنی پیٹھوں پر چھوڑ رکھا تھا بجز جبرئیل کے کہ ان (کے سر) پر زرد عمامہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں خیال کرتا اور اس نے مقسم سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا کسی اور جنگ میں کسی روز بھی جنگ نہیں کی۔ اس جنگ کے سوا دوسری جنگوں میں بطور شمار (مدد کرنے والوں) کے اضافہ مدد کرنے والوں کے وہ لڑتے تھے وہ کسی کو مارا نہیں کرتے تھے۔

ابوجہل بن ہشام کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس روز جب جنگ شروع ہوئی اور جنگ کرتے ۲۶۵

کہتا ہوا آیا:۔

مَا تَنْقِمُ الْحَرْبُ الْعَوَانُ مِنِّیْ بَازِلُ عَامَیْنِ حَدِیْثُ سِنِّیْ

لِمِثْلِ هٰذَا وَلَدَتْنِیْ أُمِّیْ

جن جنگوں میں بار بار معرکے ہوتے رہتے ہیں نئی نئی بھی مجھ سے انتقام نہیں لے سکتیں میں پورے کا دو سالہ یا تین سالہ ہوں اور کم سن نوجوان ہوں۔ میری ماں نے مجھے ایسے ہی کاموں کے لیے جنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بدر کے روز اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شعار "اَحَدٌ اَحَدٌ" تھا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمن سے فارغ ہو گئے تو ابو جہل بن ہشام کے متعلق حکم فرمایا۔ سے مقتولوں میں تلاش کیا جائے۔ اور ابو جہل سے پہلے جس شخص نے مقابلہ کیا (وہ معاذ تھے) جیسا کہ مجھ سے ثور بن زید نے بیان کیا ہے اور انھوں نے عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی اور عبد اللہ بن ابی بکر نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا ان دونوں نے کہا کہ بنی سلمہ والے معاذ بن عمرو بن الجموح نے کہا کہ ابو جہل (فی مِثْلِ الْحَرَجَةِ) درختوں کے جھنڈ میں پھنسے ہوئے درخت کی طرح (لوگوں کے بیچ میں) تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ "الحرجۃ" کے معنی اس درخت کے ہیں جو درختوں میں پھنسا ہوا ہو۔ اور حدیث میں عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے ایک نوجوان سے "الحرجۃ" کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ یہ (لفظ) ایسے درخت کے لیے بولا جاتا ہے جو بہت سے درختوں کے درمیان ہو اور اس تک رسائی نہ ہو سکے۔

میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ ابو جہل تک کوئی پہنچ نہیں سکتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ جب میں نے یہ بات سنی تو میں نے اپنا مقصد بنا لیا اور اس کی جانب روانہ ہو گیا۔ جب میں نے اس پر قابو پا لیا تو

میں نے حملہ کر دیا اور ایک وار ایسا کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی کے پاس سے اڑا دی ۔ اور واللہ جب وہ اڑی تو مجھے اس کی تشبیہ ایسی معلوم ہوئی جیسے کوئی کھجور کی گٹھلی گٹھلیوں کے کچلنے والے پتھر کے نیچے سے اس وقت اڑتی ہے جب اس پر پتھر کی مار پڑتی ہے ۔ انھوں نے کہا ۔ اس کے بیٹے معوذ نے میرے کندھے پر ایک وار کیا تو میرا ہاتھ (کٹ کے) گر پڑا اور میرے بازو کی کھال سے لٹکنے لگا اور اس کے سبب سے جنگ میرے لیے بڑی دشوار ہوئی اور میں اس دن سارا دن ایسی حالت سے جنگ کرتا رہا کہ میں اسے اپنے پیچھے کھینچتا پھرتا تھا اور جب وہ میرے لیے تکلیف دہ ہو گیا تو میں نے اس پر اپنا پاؤں رکھا اور اس کو اس کے ذریعے ایسا کھینچا کہ اسے نکال کر پھینک دیا ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد وہ عثمان کے زمانے تک زندہ رہے ۔ پھر ہبار بن اسود کے پاس سے معوذ بن عفراء گذرے اس حال میں کہ وہ لنگڑا ہوا تھا تو انھوں نے بھی اس پر یہاں تک وار کیے کہ اس کو زمین سے لگا دیا اور وہیں اس کو چھوڑ دیا اگرچہ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی ۔ اور معوذ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے ۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعود ابوجہل کے پاس سے اس وقت گذرے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مقتولوں میں تلاش کرنے کا حکم دیا تھا ۔ روایت خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا تھا کہ :-

انْظُرُوا إِنْ خَفِيَ عَلَيْكُمْ فِي الْقَتْلَى إِلَى أَثَرِ جُرْحٍ فِي رُكْبَةِ فَإِنِّي

أَزْدَحِمُ أَنَا وَهُوَ يَوْمًا عَلَى مَأْدُبَةٍ لِعَبْدِ اللّٰهِ جُدْعَانَ وَكُنْتُ غُلَامًا

وَكُنْتُ أَشَبَّ مِنْهُ بِيَسِيرٍ فَدَفَعَنِي فَوَقَعْتُ عَلَى رُكْبَتَيَّ فَجُحِشَتْ فِي

إِحْدَاهُمَا جَحْشًا لَمْ يَزَلْ أَثَرُهُ بِي ۔

اگر وہ ستونوں میں تھ[illegible] جاتے تو اس کے گھٹنے
پر ایک زخم کا نشان دیکھ کر [illegible] بدھان کے
پاس کی دعوت میں [illegible] ہوئی اس حالت میں کہ
ہم دونوں کم [illegible] اور میں اس کی بہ نسبت کچھ کمزور اور دبلا پتلا ہی
تھا۔ میں نے اسے پچھاڑ دیا تو وہ اپنے ستونوں کے بل گر پڑا اور اس
کے بیٹے پر چھرا خرچ [illegible] تھی جس کا نشان اس پر سے ابھی تک
دور نہیں ہوا ہے۔

عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں نے اسے جان کنی کی آخری حالت میں
پایا اور اس کو پہچانا اور میں نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا۔ انھوں نے کہا کہ
کَانَ صَخْبَةً بِي۔ اس نے مجھے بھی مکہ میں ایک بار بڑی سختی سے گرفتار کیا تھا
اور بہت اذیت پہنچائی تھی اور مارے تھے۔ پھر میں نے اس سے کہا
اے دشمن خدا بتا اللہ نے رسوا نہیں کیا۔ اس نے کہا مجھے کس بات نے
ذلیل کیا ہے تم نے کس سے بڑے درجے والے کو بھی قتل کیا ہے۔ یا
یہ تلوار کہ جو تم گردن رفتہ کس کے موافق ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا
اللہ اور اس کے رسول کے موافق ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ضبث کے معنی گرفت کرنے اور گرفت میں رکھنے کے
ہیں ابن ہشام نے کہا کہ ضبث الضابث الماء یا ید (کہتے ہیں) یعنی پانی کو ہاتھ
کی گرفت میں رکھنے والے نے۔ نابغہ بن حارث جعدی نے کہا ہے۔

أَضْبَثْتَ مِمَّا كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ... مِنَ الْوُدِّ مِثْلَ الضَّابِثِ الْمَاءَ بِالْيَدِ

دوستی کے جو تعلقات میرے اور تمہارے درمیان تھے ان سے تم
نے ایسا (تہی دست) ہو گیا ہے جیسے ہاتھ کی گرفت میں پانی کو
رکھنے والا۔

لہ۔ نسخہ میں "من المودۃ" تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

۲۷۰ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے کہا ہے (یعنی جن کے یہ اشعار نقل کیے ہیں) کیا جس کو تم لوگوں نے مارا ہو اس کے لیے باعث ذلت ہے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج ابو جہل کس کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی مخزوم کے بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ اس نے مجھ سے کہا اے بکریوں کے ذلیل چرواہے تو تو نے اونچی جگہ پر پہنچ گیا۔ انھوں نے کہا پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ یہ دشمن خدا ابو جہل کا سر ہے۔ انھوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

آللّٰہ الذی لا الٰہ غیرہ

(لوگو!) سمجھ لو وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔

پھر میں نے اس کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا:—

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ اور ان کے علاوہ غزوات کے جاننے والے دوسرے علما نے بھی بیان کیا کہ عمیر بن الحمام بن جموح بن حاطبی سے جب وہ آپ کے پاس سے گذرے تھے تو انھیں دیکھتے ہوں

لہ لیکن ابن ہشام کے ساتھ عبداللہ بن مسعود کے الفاظ میں نے کہا اللہ و رسول کے یہ الفاظ بعض دوسری روایتوں میں بھی ہیں۔

ٹ۔ اس مقام پر زرقانی نے لکھا ہے کہ ابن اسحٰق کی سند میں آللّٰہ الذی ہے اور ابن ہشام میں ایک الف زائد ہے۔ صحیح آللّٰہ الذی ہے اور دوسرے الف کو ہمزہ قطع کی ورنہ بن کر معنی بدل جائیں گے۔ (زرقانی)

کہ تمہارے دل میں (میری جانب سے) کچھ بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم خیال کرتے ہو کہ تمہارے باپ کو میں نے قتل کیا ہے اور درحقیقت میں اسے قتل کرتا تو اس کے قتل کا تم سے عذر بھی نہ کرتا۔ چال میں نے اپنے چچا عاص بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا ہے۔ اور تمہارے باپ کے پاس سے میں اس حالت میں گزرا ہوں کہ وہ اس بیل کی طرح جو سینگوں سے زمین کھودتا ہے زمین کھود رہا تھا تو میں اس سے کترا (کے نکل) گیا اور اس کے چچا زاد بھائی علی نے اس (کی ہلاکت) کا قصد کیا اور اس کو انھوں نے قتل کیا۔

عکاشہ کی تلوار

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی عبد شمس بن عبد مناف کے حلیف عکاشہ بن محصن ابن حرثان الاسدی نے اپنی تلوار سے یہاں تک جنگ کی کہ وہ ان کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے کھجور کی ٹہنیوں میں سے ایک لکڑی انھیں عنایت فرمادی اور فرمایا:—

قَاتِلْ بِهٰذَا يَا عُكَّاشَةُ

اے عکاشہ تم اسی سے جنگ کرو۔

جب انھوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا تو وہ اسے جھاڑا تو وہ لمبی اور سخت بیدکی ورنکنے (بید) کی تلوار بن گئی اور اس سے انھوں نے یہاں تک جنگ کی کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ اور یہ تلوار عکاشہ کے پاس رہی یہاں تک کہ وہ ہر وقت ان کے پاس رہتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد بھی وہ اسے اپنے پاس رکھتے تھے یہاں تک کہ مرتد ہونے والوں سے جنگ کرتے ہوئے وہ شہید ہوئے اور یہ تلوار ان کے ساتھ تھی ان کو شیخ بن عویلہ سعدی نے

قتل کیا۔ اور اسی کے متعلق طلیحہ نے کہا ہے:۔

فَهَاظُنُّكُمُ بِالْقَوْمِ إِذْ تَقْتُلُونَهُمْ ۔۔۔ أَلَيْسُوا وَإِنْ آتَيْتُمُ ابْنَ جَمَّالِ

فَإِنْ تَكُ أَذْوَادٌ أُصِبْنَ وَنِسْوَةٌ ۔۔۔ فَلَنْ يَذْهَبُوا فَرْثًا بِقَتْلِ جَمَّالِ

نَصَبْتُ لَهُمْ صَدْرَ الْحَمَالَةِ إِنَّهَا ۔۔۔ مُعَاوِدَةٌ قِبَلَ الْكُمَاةِ نَزَّالِ

فَيَوْمًا تُرَاهَا فِي الْجِلَالِ مَصُونَةً ۔۔۔ وَيَوْمًا تُرَاهَا غَيْرَ ذَاتِ جِلَالِ

عَشِيَّةَ غَادَرْتُ ابْنَ أَقْرَمَ ثَاوِيًا ۔۔۔ وَعُكَّاشَةَ الْغَنْمِيَّ عِنْدَ مَجَالِ

تمہارا ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے جب کہ تم نے
قتل کر دیے ہو اگرچہ ان لوگوں نے امداد اختیار نہیں کیا ہے۔
لیکن یہ بہادر آدمی نہیں ہیں (یا بہادر نہیں ہیں) اگر عورتیں ہوتیں
دس دس کی تعداد میں کم کماتا فالے ہوتے۔ تو وہ مصیبت میں مبتلا
ہو جاتا لیکن میرے بیٹے! جبکہ تو قتل کر کے تم لوگ بغیر قصاص
کے یہ ہرگز نہ سکو گے میں نے اپنی حمالہ نامی گھوڑی کے سینے
کو ان لوگوں کی مقابلت کے لیے پیش کر دیں۔ بے شبہ یہ گھوڑی
بہتیرے بہادروں کو بار بار مقابلے کے لیے طلب کرنے والی ہے
کبھی وہ اسے بچوں میں تو محفوظ دیکھے گا اور کبھی اسے بے جھول کے
دیکھے گا۔ یہ شعر کو یاد کرو جبکہ میں نے ابن اقرم اور عکاشہ غنمی
کو میدان جنگ میں پیوند خاک کر دیا۔

ابو عبیدہ نے کہا کہ جمال۔ ضبیعۃ الخطیم کا بیٹا تھا۔ اور ابن اقرم سے
مراد ہے ابن اقرم انصاری ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ عکاشہ بن محصن وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ

علیہ وسلم سے اس وقت عرض کی تھی جبکہ آپ نے فرمایا تھا:۔

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

میری امت میں سے ستر ہزار چودھویں رات کے چاند کی (سی) صورت والے جنت میں داخل ہوں گے۔

انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو فرمایا:۔

إِنَّكَ مِنْهُمْ أَوِ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ

تم انھیں میں سے ہو۔ یا یہ فرمایا کہ یا اللہ ان کو انھیں میں سے کر دے۔

تو انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو فرمایا:۔

سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ وَبَرَدَتِ الدَّعْوَةُ ۲۷۹

اس کے متعلق عکاشہ نے تم پر سبقت کی، اور دعا ٹھنڈی ہو گئی۔

مجھے یہ خبر عکاشہ کے گھر والوں سے ملی ہے اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مِنَّا خَيْرُ فَارِسٍ فِي الْعَرَبِ

عرب کا بہترین شہسوار ہم میں کا ہے

لوگوں نے کہا وہ کون ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا:۔

عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ

وہ عکاشہ بن محصن ہے۔

کہا کہ ضرار بن الازور الاسدی بھی تو ہے یا رسول اللہ وہ بھی تو ہم ہی میں کا ہے۔ فرمایا:۔

لَيْسَ مِنْكُمْ وَلَكِنَّهُ مِنَّا بِالْحِلْفِ

وہ تم میں کا نہیں ہے لیکن وہ حلیف ہونے کی وجہ سے ہم میں (شمار ہوتا) ہے۔

اور ابوبکر صدیق نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو للکارا اور وہ دن کو مشرکین کے ساتھ تھے اور کہا اے خبیث! میرا مال کہاں ہے تو عبدالرحمن نے کہا:۔

لَمْ يَبْقَ غَيْرُ شَكَّةٍ وَيَعْبُوبْ وَصَارِمٍ يَقْتُلُ ضُلَّالَ الشَّيْبْ

بجز ہتھیار اور تلوار کے بہترت والے تیز گھوڑے اور اس تلوار کے جو بوڑھے گمراہوں کو قتل کرتی ہے اور کچھ باقی نہیں رہا ہے۔

یہ وہ بات ہے جو عبدالعزیز بن محمد الدراوردی کی روایت سے مجھ سے بیان کی گئی ہے۔

مشرکین کا گڑھے میں ڈالا جانا

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے زینب بنت ابی سلمہ کی روایت سے یہ بات بیان کی کہ ام المؤمنین نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولوں کو گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا تو ان کو اس میں ڈالا گیا بجز امیہ بن خلف کے کہ وہ اپنی زرہ میں پھول (کے رہ) گیا تھا۔ اس کو کھینچا تو اس سے جوڑ الگ ہو گئے

آخر سے ہی حالت پر چھوڑ دیا اور اس پر بنی پتھر اس قدر ڈالے کہ اس کو چھپا دیا۔ ورجب انھیں گڑھے میں ڈالا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کھڑے ہوئے اور فرمایا:—

يَا أَهْلَ الْقَلِيبِ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا

اے گڑھے والو تمھارے پروردگار نے جو کچھ تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے (اسے) سچا پایا۔

فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا

مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا بے شبہ میں نے اسے سچا پایا۔

ام المومنین نے کہا کہ آپ کے اصحاب نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ مرے ہوؤں سے گفتگو فرماتے ہیں تو آپ نے ان سے فرمایا:—

لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ مَا وَعَدَهُمْ رَبُّهُمْ حَقٌّ ۲۸۰

ان لوگوں نے اب جان لیا ہے کہ ان کے پروردگار نے جو کچھ ان سے وعدہ فرمایا وہ سچا ہے۔

عائشہ نے کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔

لَقَدْ سَمِعُوا مَا قُلْتُ لَهُمْ

جو کچھ میں نے ان سے کہا ان لوگوں نے سن لیا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف۔

لَقَدْ عَلِمُوا

بے شک ان لوگوں نے جان لیا۔ فرمایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے حمید الطویل نے انس بن مالک کی روایت سنائی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے درمیانی حصے میں یہ فرماتے سنا:—

يَا أَهْلَ الْقَلِيبِ يَا عُتْبَةُ بْنَ رَبِيعَةَ وَيَا شَيْبَةَ ابْنَ رَبِيعَةَ وَيَا أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ وَيَا أَبَا جَهْلِ[1] بْنَ هِشَامٍ فَعَدَّدَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ فِي الْقَلِيبِ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا

اے کنوئیں والو! اے عتبہ بن ربیعہ اور اے شیبہ بن ربیعہ اور اے امیہ بن خلف اور اے ابوجہل بن ہشام اور جتنے اس گڑھے میں تھے ان (سب) کے نام شمار فرمائے۔ تمہارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے سچا پایا۔

تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو سڑ گل گئے تو آپ نے فرمایا:—

مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ وَلَكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يُجِيبُونِي۔

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن وہ لوگ مجھے جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز جو کچھ فرمایا وہ یہ تھا۔

---

[1] (الف) میں "یا ابا جہل ہے" و (ب) میں "یا ابا جہل" ہے۔ (احمد محمود)

يَا أَهْلَ الْقَلِيبِ بِئْسَ عَشِيرَةُ النَّبِيِّ كُنْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ

اے گڑھے والو! تم اپنے نبی کے لیے بڑے خاندان کے برے لوگ تھے۔

كَذَّبْتُمُونِي وَصَدَّقَنِي النَّاسُ وَأَخْرَجْتُمُونِي وَآوَانِي النَّاسُ وَ

قَاتَلْتُمُونِي وَنَصَرَنِي النَّاسُ

تم نے مجھے جھٹلایا جبکہ (دوسرے) لوگوں نے میری تصدیق کی۔ اور تم نے مجھے گھر سے نکالا جبکہ (دوسرے) لوگوں نے مجھے پناہ دی اور تم نے مجھ سے جنگ کی جبکہ (دوسرے) لوگوں نے مدد کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:۔

هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا

تم نے اپنے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا۔

ابن اسحٰق نے کہا: حسان بن ثابت نے کہا:۔

عَرَفْتُ دِيَارَ زَيْنَبَ بِالْكَثِيبِ ... كَخَطِّ الْوَحْيِ فِي الْوَرَقِ الْقَشِيبِ

تَلُوحُ كَأَنَّهَا أَسْدِيَّةٌ ... مِنَ الْوَشْمِيِّ مَنْسِمُ سَكُوبِ

فَمَسَّى رَسْمَهَا خَلَقًا وَأَمْسَتْ ... يَبَابًا بَعْدَ سَاكِنَةِ الْخَبِيبِ

فَمَنْ عَنْتَ الْمُذَكِّرُ كُلَّ بَيْتٍ ... وَأَدْمَعُهُ كَفَيْضِ الصَّدْرِ الْكَئِيبِ

وَخَبَّرَ أَنَّ لَا عَيْبَ فِيهِ ... بِصِدْقٍ غَيْرِ إِخْبَارِ الْكَذُوبِ

بِأَصْبَحَ ثَاقِبَ الْقَعْرَاتِ بَحْرٍ ... نَدَاهُ فِي الْمُشَرِّكِينَ مِنَ النَّصِيبِ

فَجَاءَةً كَأَنَّ جَمْعَهُمْ حِرَاءُ ... بَدَتْ أَرْكَانُهُ جَنْبَ الْعُرَيْبِ

فَلَاقَيْنَاهُمُ مِنَّا بِجَمْعٍ ... كَأُسْدِ الْغَابِ مُرْدَانٍ وَشِيبِ

أَمَامَ مُحَمَّدٍ قَدْ وَازَرُوهُ ... عَلَى الْأَعْدَاءِ فِي زَغْفِ الْحُرُوبِ

میں نے ٹیلے پر زینب کے گھروں کو اس طرح پہچان لیا جیسے نئے کاغذ پر تحریر کا خط پہچان لیا جاتا ہے۔ ان گھروں کو جن کو ہواؤں اور خریف کی شدت نے اور بڑی مقدار میں پانی برسانے والے بادلوں نے دست بدست لیا تھا (یعنی یک کے اثرات کے بعد دوسرے کے اثرات ان پر پڑے تھے) تو (اثرات مذکورہ کے سبب سے) ان کے نشانات بوسیدہ ہو گئے تھے۔ وہاں کے رہنے والے محبوب کے (چلے جانے کے) بعد ان کے نشانات بوسیدہ ہو گئے تھے اور وہ اجڑے پڑے تھے اس لئے روزانہ ان چیزوں کی یاد کو تو چھوڑ دے۔ اور اندوہگیں سینے کی حرارت کو تسکین دے۔ اور ان جھوٹے قصوں کو چھوڑ کر اس ذات کے متعلق کچھ باتیں بتا جس میں کسی قسم کا عیب نہیں ہے۔ ایسی باتیں بتا جس سے بدر کے روز حاکم مقتدر نے ہمیں مشرکین میں کامیابی عنایت فرمائی۔ جس روز زوال آفتاب کے وقت ان کی جماعت کے قوی جتھے ظاہر ہوئے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ایک کوہ حراء ہے۔ تو ہم نے ان سے ایک ایسی جماعت لے کر مقابلہ کیا جس میں گھنے بالوں کے شیروں کے سے کچھ بے داڑھی والے اور کچھ سفید داڑھی والے تھے۔ ان لوگوں نے دشمنوں کے مقابلے میں جنگ (کے شعلوں) کی لپٹ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی اور آپ کے سامنے رہے۔

بِأَيْدِيهِمْ صَوَارِمُ مُرْهَفَاتٌ وَكُلُّ مُجَرَّبٍ خَاظِي الْكُعُوبِ ۲۰۲

جن کے ہاتھوں میں باڑ دی ہوئی تلواریں اور آزمودہ
سخت مولی مونی گرہوں والے (نیزے) تھے۔

مِنَ الْحَرْفِ الْعَطَارِفُ وَابْنُ زُهْرَةَ وَبَنُو النَّجَّارِ فِي الدِّينِ الصَّلِيبِ

سرداران بنی الحرف جنھیں مضبوط دین والے بنی النجار
نے بھی مدد دی تھی۔

فَغَادَرْنَا أَبَا جَهْلٍ صَرِيعاً وَعُتْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا بِالْجَبُوبِ

تو ہم نے ابوجہل کو پچھڑا ہوا اور عتبہ کو سخت زمین پر (پڑا ہوا)
چھوڑا۔

وَشَيْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا فِي رِجَالٍ ذَوِي حَسَبٍ إِذَا نُسِبُوا لَحِيبِ

اور شیبہ کو ایسے لوگوں میں چھوڑا جن کے نسب اگر
بتائے جائیں تو بڑے نسب والے نکلیں (لیکن وہ ایسے پڑے
ہیں کہ ان کے نسب کو اب پوچھتا کون ہے)

لَنَا دِينُ الرَّسُولِ اللهِ لَمَّا قَذَفْنَاهُمْ كُبَاكِبَ فِي الْقَلِيبِ

جب ہم نے ان کے جتھے کے جتھے گرا دیے تباہ ڈالے
تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) انھیں پکارتے (اور کہتے) تھے۔

أَلَمْ تَجِدُوا كَلَامِي كَانَ حَقّاً وَأَمْرُ اللهِ يَأْخُذُ بِالْقُلُوبِ

کیا تم نے نہیں جان لیا کہ میری بات سچی تھی اور اللہ کا حکم
دلوں کو (بھی) پکڑ لیتا ہے۔

فَمَا نَطَقُوا وَلَوْ نَطَقُوا لَقَالُوا صَدَقْتَ وَكُنْتَ ذَا رَأْيٍ مُصِيبٍ

تو انھوں نے کوئی بات نہیں کی اور اگر وہ بات کرتے
تو کہتے کہ آپ نے سچ کہا تھا اور صحیح رائے آپ ہی کی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا تو عتبہ بن ربیعہ کو گھسیٹ کر گڑھے کی طرف لایا گیا تو تجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوحذیفہ بن عتبہ کے چہرے کی طرف دیکھا جو دیکھا کہ وہ رنجیدہ ہیں اور ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہے تو فرمایا:۔

يَا أَبَا حُذَيْفَةَ لَعَلَّكَ قَدْ دَخَلَكَ مِنْ شَأْنِ أَبِيكَ شَيْءٌ.

اے ابوحذیفہ! اپنے باپ کی حالت (دیکھ) کے
شاید تمہارے دل میں کوئی بات پیدا ہو گئی ہے۔

یا آپ نے اسی طرح کے کچھ الفاظ فرمائے تو انھوں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ! واللہ!! میں نے اپنے باپ کے (حالت کفر کی برائی) یا ان کے مارے جانے کے متعلق کبھی شک نہیں کیا۔ لیکن میرا اپنے باپ کو جانتا تھا کہ وہ سمجھ دار۔ حلیم اور برتر صفات والے ہیں میں نے چاہا مجھے امید تھی کہ وہ صفات اسلام کی جانب (ان کی) رہنمائی کریں گے۔ لیکن جب میں نے ان کی یہ آفت دیکھی اور میں نے ان کی اس کفر پر مرنے کی حالت کو دیکھا جس امید کے بعد دیکھا تو مجھے اس سے رنج ہوا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کے لیے دعائے خیر کی۔

ان نوجوانوں کا بیان جن کے متعلق اِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ اَنْفُسِهِمْ نازل ہوا

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کا یہ حصہ ان نوجوانوں کے

متعلق نازل ہوا ہے جو یہ ہیں قتل ہوئے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

جن لوگوں کو فرشتوں نے ایسی حالت میں وفات دی کہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے تھے (ان سے) انھوں نے کہا کہ تم کس (حالت) میں تھے۔ انھوں نے کہا کہ ہم سرزمین (مکہ) میں بے بس تھے۔ انھوں نے کہا کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں (کسی اور جگہ) ہجرت کر جاتے تو ایسے ہی لوگ ہیں جن کی پناہ گاہ جہنم ہے اور وہ بڑا برا ٹھکانا ہے۔

یہ چند مسلم نوجوان تھے۔ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے حارث بن زمعہ بن الاسود۔ اور بنی مخزوم میں سے ابوقیس بن الفاکہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور بنی مخزوم میں سے علی بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اور بنی سہم میں سے العاص بن منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم۔ ان لوگوں کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ کے زمانے میں انھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی تو ان کے باپ

(۱) (الف) میں "فتنۃ مسلمین" جس کے معنی ان نامور والے نوجوان مسلم ہوں گے۔ اور (ب) و (ج) میں فتنۃ مسلمین ہے۔ جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں۔

حاشیہ

اور خاندان والوں نے انھیں قید رکھا اور انھیں ان کے دین سے پلٹنے کے لیے تکلیفیں دیں تو (اسلام چھوڑ دیا اور) فتنے میں مبتلا ہو گئے اور اپنے قبیلے کے ساتھ بدر میں آئے اور سب کے سب مارے گئے۔

بدر میں اور قیدیوں کے عوض میں جو مال ملا اس کا بیان

پھر لشکر میں لوگوں کے (الگ الگ) جمع کیے ہوئے مال کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکٹھا کرنے کا حکم فرمایا اور وہ سارا اکٹھا کیا گیا تو اس کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہونے لگا جن لوگوں نے اس مال کو جمع کیا تھا انھوں نے کہا کہ ہمارا ہے۔ اور جو لوگ دشمن سے برسر مقابلہ تھے اور دشمن
۲۹۴ کی تلاش میں نکل گئے تھے انھوں نے کہا کہ واللہ اگر ہم نہ ہوتے تو تم (اس مال تک) کہاں پہنچ سکتے تھے۔ ہم نے ان لوگوں کو اپنی جانب مشغول رکھا اور تمھاری طرف نہ آنے دیا تو تم نے یہ سب کچھ پایا۔ اور جو لوگ اس خوف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے کہ کہیں دشمن راستہ کاٹ کر آپ کی طرف نہ آ جائے انھوں نے کہا۔ واللہ تم لوگ ہم سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔ واللہ ہم نے دشمن کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ اللہ نے اس کی شکیں ہمیں دے دی تھیں اور ہم دشمن کو قتل کر سکتے تھے۔ واللہ ہم نے مال کے لوٹنے کے ایسے مواقع بھی دیکھے ہیں کہ اس کے لینے سے منع کرنے والا کوئی نہ تھا لیکن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمن کے حملہ کرنے کا خوف تھا اس لیے ہم آپ ہی کی حفاظت میں لگے رہے اس لیے اس مال کے ہم سے زیادہ تم حق دار نہیں ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن الحارث وغیرہ نے سلیمان بن

موسیٰ سے انھوں نے مکحول سے ابو امامہ الباہلی کی روایت بیان کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کا (یعنی ابو امامہ کا) نام صدی بن عجلان تھا۔

انھوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن الصامت سے انفال کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ یہ آیت ہم بدر والوں کے متعلق نازل ہوئی جب کہ ہم میں غنیمت کے مال کے بارے میں اختلاف ہونے لگا اور اس کے متعلق ہمارے اخلاق بگڑنے لگے تو اللہ نے اس معاملے کو ہمارے اختیار سے نکال لیا اور اسے اپنے رسول کے اختیار میں دیدیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے درمیان عن بواء (یعنی) مساوی تقسیم فرمادی عن بواء کے معنی علی السواء یعنی مساویانہ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا اور کہا کہ مجھ سے بنی ساعدہ کے بعض افراد نے ابو اسید الساعدی مالک بن ربیعہ کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ بدر کے روز جب بنی ساعدہ الخزرجیین الملمز بان کی تلوار ملی تھی لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان کے ہاتھوں میں سے مال غنیمت کو لوٹا دینے کا حکم فرمایا تو میں نے وہ تلوار بھی لاکر مال غنیمت میں ڈال دی انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ سے کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ اس کے دینے سے انکار نہ فرماتے یہ بات ابو رافع بن ابی رافع سے بیان کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ تلوار طلب کرلی تو آپ نے وہ تلوار انھیں دے دی۔

ابن رواحہ اور زید کے ذریعے خوش خبری کی روانگی

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو العالیہ (مدینہ کے بلند حصے میں رہنے والوں) کو اس امر کی خوش خبری دینے کے لیے روانہ فرمایا جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم اور مسلمین کو فتح عنایت فرمائی تھی۔ اور زید بن حارثہ کو انصار
(مدینہ کے نشیبی حصے میں رہنے والوں) کو خوش خبری دینے کے لیے روانہ ۲۸۵
فرمایا۔ اسامہ بن زید نے کہا کہ میں یہ خبر اس وقت پہنچی جبکہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ پر جو عثمان بن عفان کے نکاح میں
ان کی زوجیت میں تھیں مٹی برابر کر رہی تھی یعنی انھیں دفن کر رہا تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کے ساتھ بھی اس پر خلیفہ بنا
تھا۔ ہمیں خبر ملی کہ زید بن حارثہ آ رہے ہیں تو میں ان کے پاس آیا اور وہ
مسجد میں کھڑے ہوئے تھے اور لوگوں سے ان کو گھیرا ہوا تھا اور وہ کہہ رہے
تھے کہ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور زمعہ بن الاسود
ابوالبختری العاص بن ہشام اور امیہ بن خلف اور حجاج کے دونوں بیٹے
نبیہ اور منبہ قتل ہو گئے انھوں نے کہا کہ میں نے کہا ابا جان کیا یہ صحیح ہے۔
انھوں نے کہا ہاں بیٹا واللہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر سے واپسی

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی مدینہ کی جانب جس طرح ہوئی
کہ آپ کے ساتھ مشرکین قیدی ان میں عقبہ بن ابی معیط اور النضر بن الحارث اور وہ
مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جو مشرکین سے حاصل ہوا تھا
اور مال غنیمت کی نگرانی پر عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن
مازن بن النجار کو مقرر فرمایا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کے رجز گو نے کہا:۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اس (رجز گو) کا نام عدی بن ابی الزغبا
بتایا ہے۔

أَقِمْ لَهَا صُدُورَهَا يَا بَسْبَسُ ۔۔۔ لَيْسَ بِذِي الطَّلْحِ لَهَا مُعَرَّسُ

اے بسبس ذی الطلح میں سواری کے لیے رات گزرنے

کا کوئی مقام نہیں ہے اس لیے اونٹوں کے بیٹھنے کے لیے نام رکھ۔

وَلَا بِتَحْرَاءِ غُمَيْرٍ مَحْبَسٌ إِنَّ مَطَايَا الْقَوْمِ لَا تَخَيَّسُ

اور صحرا غمیر میں بھی رکنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور ایسے لوگوں کی سواریوں کو (ناموزوں مقام پر تاکر) ذلیل نہیں کیا جا سکتا۔

شَجَنَاهَا عَلَى الطَّرِيقِ أَكْيَسُ قَدْ نَصَرَ اللَّهُ وَفَرَّ الْأَخْنَسُ ۲۹۶

۲۹۶ جس نے ان اونٹوں کو لیے ہوئے راستے پر پیچھے چلنا ہی ہوشیاری ہے۔ اللہ نے اپنی مدد تو دے ہی دی اور اخنس تو بھاگ ہی گیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تشریف لے) چلے یہاں تک کہ جب تنگ راہ اصفر سے نکلے تو اس تنگ راستے اور الناز یہ کے درمیان سیر نامی ایک ٹیلے پر وہاں کے ایک بڑے درخت کے پاس نزول فرمایا۔ اور یہیں آپ نے وہ غنیمت مساویانہ تقسیم فرما دی جو اللہ نے مشرکوں سے مسلمانوں کو دلائی تھی۔ پھر آپ نے کوچ فرمایا یہاں تک کہ جب مقام الروحاء پر پہنچے تو مسلمان اس فتح کی بشارت پیش کرنے کے لیے آپ سے آگے بڑھ گئے جو اللہ نے آپ کو اور آپ کے ساتھ والے مسلمانوں کو عنایت فرمائی تھی۔ عاصم بن عمر بن قتادہ اور یزید بن رومان نے جیسا مجھ سے بیان کیا ہے، اس کے لحاظ سے سلمہ بن سلامہ نے ان سے کہا کہ تو ہمیں کس بات کی مبارک باد دیتا ہے واللہ ہم نے تو صرف چند چندیا صاف بوڑھوں سے مقابلہ کیا جو قربانی کے اونٹوں کے مانند زانو بندھے ہوئے تھے اور ہم نے ان کی قربانی کر دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا:—

أَيِ ابْنَ أَخِي وَلَائِكَ الْمَلَأُ

ا۔ ابن اخ کا لفظ ہر ایک کم سن کے لیے عرب استعمال کرتے ہیں اسی لیے میں نے اس کا ترجمہ

بابا ! وہی تو سرگروہ تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ الملاء کے معنی اشراف و روساء کے ہیں۔

النضر اور عقبہ کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام الصفراء میں تشریف فرما تھے تو النضر بن الحارث کو قتل کیا (یعنی قتل کروایا) مکہ کے بعض اہل علم نے مجھے خبر دی کہ علی بن ابی طالب اس کے قتل کرنے والے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر آپ وہاں سے چلے اور جب عرق الظبیہ میں تشریف فرما ہوئے تو عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا (یعنی قتل کروایا)۔

ابن ہشام نے کہا کہ عرق الظبیہ کی رو سے ابن اسحٰق کے سوا دوسروں نے۔۔۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عقبہ بن ابی معیط کو بنی النجار کے عبداللہ بن سلمہ نے قید کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم فرمایا تو اس نے کہا اے محمد بچوں کے لیے کون ہوگا تو آپ نے فرمایا:

النار۔ آگ ہوگی۔ تو اس کو بنی عمرو بن عوف والے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح الانصاری نے قتل کیا جیسا کہ مجھ سے ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے بیان کیا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ "بابا" کیا ہے و ملاء کے معنی مراد۔ شرف و شاہ مستیاں ہوا آنکھوں میں جھیں اسی لیے میں نے اس کا ترجمہ سرگروہ کیا ہے۔ (احمد محمودی)

۱۔ (نسخہ) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے کیا۔ یہ مجھ سے ابن شہاب الزہری وغیرہ اہل علم نے بیان کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسی مقام پر فروہ بن عمرو البیاضی کے آزاد کردہ غلام ابو ہند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملے جو اپنے ساتھ ایک چھوٹی مشک حمیت میں بھر کر لائے تھے (حمیت اور گھی مذکر کھانے کی ایک چیز بنائی جاتی ہے جس کو حیس کہتے ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ حمیت مشک کو کہتے ہیں۔

اور یہ ابو ہند جنگ بدر کی شرکت سے پیچھے رہ گئے تھے اس کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجام (سینگیا لگانے والے) تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

إِنَّمَا أَبُو هِنْدٍ امْرُؤٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَنْكِحُوهُ وَانْكِحُوا إِلَيْهِ

بے شک ابو ہند تو انصار میں سے ہیں تم ان سے نکاح کرو اور اپنی لڑکیاں ان سے نکاح میں دو

نے اس کی تعمیل کی۔

کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ قید ہونے سے ایک سال پہلے مدینہ تشریف لائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن اسعد زرارہ نے کہا کہ جب قیدی لائے گئے تو اسی وقت لایا گیا جبکہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اپنے رشتہ داروں کے پاس عفراء کے دونوں بیٹوں عوف اور معوذ پر نوحہ کرنے کے مقام پر تھیں (راوی نے) کہا کہ یہ واقعہ پردہ کی فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ (راوی نے) کہا کہ (ام المومنین) سودہ کہتی تھیں کہ واللہ میں ان کے پاس ہی تھی کہ وہ قیدی ہمارے پاس لائے گئے۔ اور کہتی تھیں کہ

قیدی لائے گئے ہیں۔ (ام المومنین نے) کہا تو میں اپنے گھر لوٹی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر ہی میں تھے تو دیکھا کہ ابو یزید سہیل بن عمرو حجرے کے باہر کھونٹے میں بندھا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ بھی سے اس کی گردن میں بندھے ہوئے ہیں۔ (ام المومنین نے) کہا نہیں واللہ جب میں نے ابو یزید کو اس حالت میں دیکھا تو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور میں نے کہہ دیا کہ اے ابو یزید تم لوگوں نے اپنے ہاتھ (پاؤں دوسروں کے اختیار میں) دے دیئے تم کیسے ذلت کی موت مر کیوں نہ گئے۔ اور واللہ حجرے میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے سوا کوئی جملہ اپنے منہ سے نہ نکالا۔ (آپ نے فرمایا)

بِئْسَمَا تَسَلَّى اللهِ عز وجل وَعَلَى رَسُولِهِ تُعَرِّضِينَ

سے سودہ کیا عزت والے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر ابھار رہی ہو۔

(ام المومنین نے) کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب میں نے ابو یزید کو اس کے گلے میں بندھا ہوا دیکھا تو میرا اپنے آپ کو سنبھال نہ سکنا ہی یہ باتیں کہہ دیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی عبدالدار کے ایک شخص نے جو بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قیدیوں کو لے کر آیا تھا بیان کیا۔ (اس نے) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے قیدیوں کو ہمارے ہاتھ میں بانٹ دیا اور فرمایا:۔

اِسْتَوْصُوا بِالْأُسَارَى خَيْرًا

قیدیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وصیت یاد رکھو۔

(راوی نے) کہا مصعب بن عمیر کا حقیقی بھائی ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم قیدیوں میں تھا۔ (راوی نے) کہا کہ۔ (خود) ابو عزیز نے کہا ہے کہ میرے پاس سے میرا بھائی مصعب بن عمیر اور انصاریوں میں کا ایک شخص جس نے مجھے قید میں رکھا تھا گزرے تو اس نے (میرے بھائی نے) کہا کہ اس پر اپنا

[illegible] رکھنا چاہتا ہوں۔ اس کی ماں سلمیٰ بنت [illegible] ہے۔ [illegible] نے جب دیکھا کہ [illegible] چھڑا لے گئے ہیں تو [illegible] کے پاس گئے اور [illegible] نے [illegible] کی [illegible] کہ میرے بیٹے زید کا کیا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو [illegible] کی نسبت خصوصیت تھی اس کی وجہ سے وہ لوگ خاص طور پر [illegible] دیتے اور خود کھڑے رہتے۔ ان لوگوں نے اس سے کسی کے ہاتھ میں رسی کا کوئی ٹکڑا نہ دیا ہو۔ کہا۔ تو مجھے [illegible] نہیں ہوتی [illegible] کر دیتا تو وہ پھر مجھے واپس دے دیتا اور [illegible] تک [illegible]

ابن ہشام نے کہا کہ [illegible] کے [illegible] مشرکین کا پرچم [illegible] ابو عزیز ہی تھا۔ جب اس کے [illegible] مصعب نے [illegible] کیا تھا پھر کہ وہ بالا خانہ گئے تو [illegible] کہ میرے متعلق یہی وصیت ہوئی ہے۔ تو مصعب نے کہا کہ بھائی نہیں ہے بلکہ وہ میرا بھائی ہے۔ [illegible] زیادہ فدیہ میں اس کی ادائی پر کسی قیدی کو چھوڑا گیا ہے اس کی مقدار کیا ہے اس سے کہا گیا کہ چار ہزار درہم۔ اس نے چار ہزار درہم [illegible] چھڑا لیا۔

قریش کے آفت زدوں کا مکہ پہنچنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش کے آفت زدہ افراد میں سے [illegible] مکہ پہنچا ہے وہ الحیسمان بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ تمہارے اس طرف کی کیا خبر ہے تو اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوالحکم بن ہشام اور امیہ بن خلف و زمعہ بن الاسود اور الحجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور ابوالبختری بن ہشام سب قتل ہو گئے اور جب

وہ قریش کے شرفاء کے نام شمار کرنے لگا تو صفوان بن امیہ جو مقام حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا واللہ اگر یہ شخص عقل رکھتا ہے تو اس سے میرے متعلق سوال کرو تو لوگوں نے اس سے کہا اچھا صفوان بن امیہ کے متعلق کیا خبر ہے۔ تو اس نے کہا وہ تو مقام حجر میں بیٹھا ہوا ہے اور واللہ بے شبہ میں نے اس کے باپ کو اور اس کے بھائی کو اس وقت دیکھا ہے جب کہ وہ قتل ہو رہے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے ابن عباس کے آزاد کردہ عکرمہ کی روایت بیان کی۔ عکرمہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ابو رافع نے کہا کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا اور اسلام ہم گھر والوں میں داخل ہو چکا تھا۔ عباس نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور ام الفضل نے اسلام اختیار کر لیا اور میں نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا۔ اور عباس اپنی قوم سے ڈرتے اور ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے اور اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔ اور وہ بہت مالدار تھے۔ ان کا مال ان کے لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اور ابو لہب بدر میں شریک نہ ہوا اور اپنے بجائے العاصی بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کیا تھا اور تمام لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا جو شخص نہ گیا اور رہ گیا اس نے اپنی بجائے کسی اور شخص کو روانہ کیا تھا اور جب بدر کے آفت زدہ قریش والوں کی خبر اس کے پاس آئی تو اللہ نے اس کو ذلیل و رسوا کیا اور ہم نے خود میں قوت و اعزاز کا احساس کیا۔ (ابو رافع نے) کہا کہ میں ایک ضعیف شخص تھا اور میں تیروں کے بنانے کا کام کیا کرتا تھا اور انھیں میں زمزم کے پاس کے خیمے میں بیٹھا کرتا تھا تو واللہ میں اپنے تیر چھیلتے ہوئے بیٹھا تھا اور میرے پاس ام الفضل بھی بیٹھی ہوئی تھی اور جو خبر ہمیں مل چکی تھی اس نے ہمیں مسرور کر دیا تھا کہ یکایک ابو لہب بری حالت سے اپنے پیر گھسیٹتا (ہوا) آیا حتیٰ کہ خیمے کے کنارے (آکر) بیٹھ گیا اور اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگوں نے کہا یہ لو ابو سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آگیا۔ ۲۹۰

ابن ہشام نے کہا کہ ابوسفیان کا نام المغیرہ تھا۔

(راوی نے) کہا۔ ابو لہب نے کہا اس کو میرے پاس لاؤ۔ اپنی عمر کی قسم تجھ کو تو سب کچھ معلوم ہوگا۔ (راوی نے) کہا۔ آخر وہ اس کے پاس بیٹھ گیا اور لوگ اس کے پاس کھڑے تھے۔ تو اس نے کہا بابا! مجھے بتاؤ تو ان لوگوں کی کیا حالت رہی۔ اس نے کہا واللہ واقعہ تو بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ ہم ان لوگوں کے مقابل ہوئے، اور اپنے شانے ان کے حوالے کر دیئے (اپنی مشکیں کسوا دیں) وہ ہمیں جس طرح چاہتے قتل کرتے اور جس طرح چاہتے قیدی بنا رہے تھے اور اللہ کی قسم باوجود اس کے لوگوں پر میں نے کوئی ملامت نہیں کی۔ ہم ایسے لوگوں کے مقابل ہو گئے تھے جو گورے گورے تھے اور ابلق گھوڑوں پر آسمان و زمین کے درمیان تھے۔ واللہ وہ کسی چیز کو نہ چھوڑتے تھے اور کوئی چیز ان کے مقابل قائم نہ رہتی تھی۔ ابو رافع نے کہا۔ میں نے خیمے کی طنابیں اپنے ہاتھوں سے اٹھائیں۔ پھر میں نے کہا واللہ وہ تو فرشتے تھے۔ (راوی نے) کہا۔ ابو لہب نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے بھی اس کا بدلہ لیا تو اس نے مجھ کو اٹھا لیا اور مجھے زمین پر دے مارا۔ پھر مجھ پر بیٹھ گیا اور مارنے لگا۔ اور میں کمزور تھا۔ تو ام فضل خیمے کی لکڑیوں میں سے ایک لکڑی لیکر اس کی طرف بڑھی اور اس (لکڑی) سے اس کو ایسا مارا کہ اس کا سر بری طرح پھٹ گیا اور کہا کہ اس کا سردار اس کے پاس[1] نہ ہونے کے سبب سے تو نے اس کو کمزور سمجھ لیا۔ پھر وہ اٹھ کر ذلت کے ساتھ چلا گیا۔ اور واللہ وہ سات روز[2] سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اللہ نے اس کو عدسہ نامی بیماری میں مبتلا کر دیا اور اس بیماری نے اس کی جان لے لی۔

---

[1] ابو ذر نے کہا ہی قرحہ قاتلہ کالطاعون۔ وہ طاعون کی طرح کا ایک پھوڑا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (ب ج د) میں "غاب عنہ سیدہ" ہے اور (الف) میں "غلب عنہ سیدہ" ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ بجیر بن ابی بجیر بن عبداللہ بن ہشام بن عبدمناف بن قصی اپنے والد عبادی (یا راوی) سے بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ (پیغمبر) قریش سے اپنے حملہ آوروں پر فتح پانے کی اس کے بعد کہا کہ ایسا نہ کرو کہ مکہ اور اس کے گرد و پیش کے لوگوں کو یہ خبر پہنچے کہ تم تو وہاں اس حالت پر خوش ہو گئے اور اپنے دشمن کے ایک آدمی کے متعلق بھی کسی شخص کو نہ بھیجو یہاں تک کہ ان کا کچھ آتا پتا نہ ہو۔ پھر اس کے ساتھی فدیے میں [illegible] بنی المطلب کی اولاد میں سے تین شخص اس آفت [illegible] عقیل بن ابوطالب اور [illegible] (راوی کہتا ہے) کہا کہ وہ اسی [illegible] کے روسٹے کی آواز سنی [illegible] ایک [illegible] کیونکہ [illegible] آگ کی جستجو [illegible] ابی جہل [illegible] آیا تو اس نے کہا [illegible] عورت ہے جو صرف اپنے ایک اونٹ کے کھو جانے پر رو رہی ہے۔ اس نے کہا کہ۔ اسی موقع پر الاسود کہتا ہے۔

أَتَبْكِي أَنْ يَضِلَّ لَهَا بَعِيرٌ ... وَتَمْنَعُهَا مِنَ النَّوْمِ الْهُمُومُ

کیا وہ اپنے ایک اونٹ کے کھو جانے پر روتی ہے
جس کے لیے غم اس کو سونے سے روک رہا ہے۔

فَلَا تَبْكِي عَلَى بَكْرٍ وَلَكِنْ ... عَلَى بَدْرٍ تَقَاصَرَتِ الْجُدُودُ

اے عورت تو اونٹ کے کھو جانے پر نہ رو بلکہ رو تو
بدر پر روجس کا نصیبہ پھوٹ گیا ہے۔

عَلَى بَدْرٍ سَرَاةَ بَنِي هُصَيْصٍ ... وَمَخْزُومٍ وَرَهْطِ بَنِي الْمُغِيرَةِ

بنو زہیر روئی جمیص کے سرد پر رو۔ اور بنی مخزوم پر
رو اور ابو الولید کی جماعت پر رو۔

وَبَكِّ إِنْ بَكَيْتَ عَلَى عَقِيلٍ وَبَكِّ حَارِثًا أَسَدَ الْأُسُودِ

اور اگر تجھے رونا ہے تو عقیل پر رو۔ اور حارث پر رو
جو شیروں کا شیر تھا۔

وَبَكِّهِمُ وَلَا تَسْأَمْ جَمِيعًا وَمَا لِأَبِي حَكِيمَةَ مِنْ نَدِيدِ ۲۰۲

اور ان سب پر رو اور رونے سے بیزار نہ ہو اور ابو حکیمہ
کا تو کوئی مدمقابل ہی نہ تھا۔

أَلَا قَدْ سَادَ قَبْلَهُمْ رِجَالٌ وَلَوْ لَا يَوْمُ بَدْرٍ لَمْ يَسُودُوا

سن لو کہ ان سے پہلے کئی لوگ سردار بنے
لیکن وہ بدر کے بعد ہی سردار بن سکے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ قیدیوں میں ابو وداعہ بن ضبیرۃ السہمی بھی تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنَّ لِهَذَا الرَّجُلِ عِنْدَنَا مَالًا وَلَكُمْ بِهِ قَدْ جَاءَكُمْ فِي

فَفُكُّوا رَهَائِنَهُ

کہ اس کا ایک بیٹا ہمارے پاس ہے جو تاوان لے کر
آیا ہے۔ اور گویا وہ تمہارے پاس اپنے باپ کا فدیہ دے کر چھڑانے کے لیے
آیا ہے۔

یہ سن کر قریش نے یہ کہا کہ اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑانے کے
متعلق ابھی نہ کرو کہ محمد اور اس کے ساتھی کی سختی نہ کریں تو ممکن ہے ان

نے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے کہا کہ تم سچ کہتے ہو جلدی نہ کرنا چاہیئے اور خود رات کو چھپ کر نکل گیا اور مدینہ آیا اور اپنے باپ کو چار ہزار درہم دے کر چھڑا لے گیا۔

سہیل بن عمرو کا حال

کیا کہ قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لیے آدمی بھیجے تو مکرز بن حفص ابن الاخیف سہیل بن عمرو کی رہائی کے لیے آیا اور اس کو بنی سلامہ بن عوف والے مالک بن الدخشم نے اسیر کیا تھا تو اس نے کہا:۔

أَسَرْتُ سُهَيْلًا فَلَا أَبْتَغِي أَسِيرًا بِهِ مِنْ جَمِيعِ الْأُمَمْ

میں نے سہیل کو اسیر کیا ہے اور اس کے عوض میں تمام اقوام میں سے کسی کو بھی اسیر بنانا نہیں چاہتا۔

أَخِنْدِثُ تَعْلَمُ أَنَّ الْفَتَى فَتَاهَا سُهَيْلٌ إِذَا يُظْلَمْ

(بنی) خندف جانتے ہیں کہ جوان مرد (صرف) قبیلے میں کا سہیل ہی جوان مرد ہے جبکہ وہ اپنے ظلم کا بدلہ لینا چاہے۔

ضَرَبْتُ بِهِ الشَّفْرَ حَتَّى انْثَنَى وَأَكْرَمْتُ نَفْسِي عَلَى ذِي الْعَلَمْ

میں نے اس پر (تلوار کی) بار مارتی حتیٰ کہ وہ جھک پڑا اور (ہونٹ کٹے پر دست درازی کرنے پر) میں نے اپنے نفس کو بچا لیا۔

اور سہیل کا نیچے کا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر مالک بن الاخشم کی جانب اس شعر

کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی عامر بن لوئی والے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل بن عمرو کے سامنے کے دونوں (نیچے اور اوپر کے) دو دو دانت توڑ دوں کہ اس کی زبان لٹک جائے اور آپ کے خلاف کسی جگہ تقریر کرنے کے لیے کبھی نہ کھڑا ہو سکے۔ زہری نے کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا أُمَثِّلُ بِهِ فَيُمَثِّلُ اللّٰهُ بِي وَإِنْ كُنْتُ نَبِيًّا

(نہیں) میں اس کو مثلہ نہ کروں گا (ایسے عقد معاہدہ کے) کہ اللہ مجھے بھی مثلہ کروے گا گرچہ کہ میں نبی ہوں۔

مجھے یہ بھی خبر معلوم ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے یہی حدیث میں فرمایا:۔

إِنَّهُ عَسَى أَنْ يَقُومَ مَقَامًا لَا تَذُمُّهُ

اور بات یہ ہے کہ اس سے امید ہے کہ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہوگا کہ تم اس کی مذمت نہ کرو۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان شاء اللہ اس مقام کا ذکر عنقریب ہوگا اس کے مقام پر کریں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مکرز نے ان لوگوں سے سہیل کے متعلق بات چیت کی اور ان کی رضامندی حاصل کر لی تو ان لوگوں نے کہا اچھا جو کچھ ہمیں دینا ہے لاؤ دے دو تو اس نے کہا کہ اس کے پاؤں کے بجائے میرے پاؤں رکھ لو (یعنی اس کے بجائے مجھے قید میں رکھو اور اسے چھوڑ دو کہ وہ تمہارے پاس اپنا فدیہ روانہ کرے تو سہیل کو چھوڑ دیا اور مکرز کو اپنے پاس

قصیدہ کہا تو مکر زنے کہا۔

۲۶۴ فَدَیْتُ بِأَذْوَادٍ ثَمَانٍ سِبَیْ فَتًی ۔۔۔ یَنَالُ الصَّمِیمَ غُنْمُہَا لَا الْمَوَایِبَ

میں نے آٹھ اونٹ، یا قیمتی اونٹ، اس نوجوان کے چھڑانے
کے لیے دیئے جس کے تاوان میں غلام نہیں بلکہ صرف پکڑے جاتے
ہیں۔

رَہَنْتُ یَدِی وَالْمَالُ أَیْسَرُ مِنْ یَدِی ۔۔۔ عَلَیَّ وَلٰکِنِّی حَشِیتُ الْمَعَایِبَا

میں نے اپنے ہاتھ کو رہن کر دیا حالانکہ مال ہاتھ سے زیادہ
آسان تھا لیکن میں عیبوں سے ڈرا۔

وَقُلْنَ بَنُو الْعَنْبَرِیِّ أَنْتَ ذَوُو ابْنِہِ ۔۔۔ لِأَبْنَائِنَا حَتّٰی نُدِیلَ الْأَقَارِبَا

اور انہوں نے کہا کہ بنو عنبر میں سے جو شخص تمہارے
بیٹے کے بدلے کی کوشش کرے گا ہم اپنے بیٹوں کے
بدلے میں اس کے رشتہ داروں کو قتل کریں گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم شعر میں اس شعر کو مکرز کی طرف منسوب
کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے ذکر بیان کیا کہ خبیب
کہا کرتے تھے کہ ابن سفیان بن حرب بدر کے دن میرے ہاتھوں میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہاتھوں میں قید تھا۔ یہ عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی کا بیٹا تھا۔
ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن سفیان کی ماں ۔ بنو عمرو کی بیٹی تھی اور
ابن ابی سرح کی بہن تھی۔
ابن ہشام نے کہا کہ اس کو عمرو بن امیہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے قید کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا انھوں نے کہا اس لیے ابوسفیان سے کہا گیا کہ اپنے بچے عمرو کا فدیہ دے تو اس نے کہا کہ (کیا خوب) میرا خون بھی بہے اور مال بھی جائے۔ انھوں نے حنظلہ کو تو قتل ہی کر دیا اور (اب میں) عمرو کا بھی فدیہ دوں اس کو انھیں لوگوں کے ہاتھوں میں رہنے دو جب تک ان کا جی چاہے اس کو قید رکھیں (راوی نے) کہا وہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں قید تھا کہ بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی معاویہ میں کے سعد بن نعمان بن اکال عمرے کے لیے نکلے اور ان کے ساتھ چند دوسیل اونٹنیاں بھی تھیں اور یہ سن رسیدہ مسلمان تھے اور مقام نقیع میں اپنی بکریوں میں رہا کرتے تھے اور وہیں سے وہ عمرے کے لیے نکلے اور جو سلوک ان کے ساتھ کیا گیا اس کا انھیں خوف تک بھی نہ تھا اور انھیں یہ گمان تک بھی نہ تھا کہ وہ مکہ میں قید کر لیے جائیں گے کیونکہ وہ عمرے کے لیے نکلے تھے اور قریش سے اس بات کا عہد تھا کہ کوئی شخص حج یا عمرے کے لیے آئے تو اس کے ساتھ بجز بھلائی کے کسی دوسری طرح پیش نہ آئیں گے غرض ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں ان پر ظلم و زیادتی کی اور انھیں اور ان کے لڑکے عمرو کو قید کر لیا اور ابوسفیان نے کہا:۔

أَسَعْدَ بْنَ اكَّالٍ أَجِيبُوا دُعَاءَهُ ۔۔۔ تَفَاقَدْتُمُ لَا تُسْلِمُوا السَّيِّدَ الْكَهْلَا

اے بنی اکال کی جماعت اس کی پکار کا جواب دو وہ تمہارے ہاتھ سے نکل گیا (لیکن) ایسے سن رسیدہ سردار کو (دشمن کے ہاتھوں میں) نہ چھوڑ دو۔

فَإِنَّ بَنِي عَمْرٍو وَتَيْمٍ أَذِلَّةٌ ۔۔۔ لَئِنْ لَمْ يَفُكُّوا عَنْ أَسِيرِهِمُ الْكَبَلَا

کیونکہ بنی عمرو و تیم ذلیل اور رذیل (قسم کے) ہو گئے اگر انھوں نے اپنے ایسے قیدی کو جو سخت قید میں ہے رہائی نہ دلائی۔

تو حسان بن ثابت نے اس کے جواب میں کہا:۔

لَوْ كَانَ سَعْدٌ يَوْمَ مَكَّةَ مُطْلَقًا لَأَكَلَّ فِيهِمْ قَبْلَ أَنْ يُؤْسَرَ نَبْلُهُ

کہ (تیس میں کی گرفتاری) کے روز اگر سعد آزاد ہوتا تو قید
ہونے سے پہلے اس نے تم میں کے بہتوں کو

بِعَضْبٍ حُسَامٍ أَوْ بِصَفْرَاءَ نَبْعَةٍ تَحِنُّ إِذَا مَا أُنْبِضَتْ تَحْفِزُ النَّبْلَا

تیز تلوار سے قتل کر دیا ہوتا یا نبعہ (کے درخت کی لکڑی
کی زرد کمان سے جس سے ایک (زناٹے کی) آواز آتی ہے جبکہ
وہ تیر کی انتہا تک کھینچی جائے۔

اور بنی عمرو بن عوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کی اس کی اطلاع دی اور آپ سے استدعا کی کہ عمرو بن ابی سفیان کو ان کے حوالے کیا جائے کہ اس کے خون میں وہ اپنے آدمی کو چھڑا لائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی استدعا منظور فرمائی انھوں نے اس کو ابوسفیان کے پاس روانہ کیا تو اس نے سعد کو چھوڑ دیا۔

ابوالعاص[1] بن الربیع کی قید

۲۹۶ ابن اسحٰق نے کہا کہ قیدیوں میں ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ ابن عبد شمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد آپ کی صاحبزادی زینب کے شوہر بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کو خراش بن الصمۃ بنی حرام میں کے ایک شخص نے

---

[1] (ف) العاصی آخر میں یا کے ساتھ اور (ج ن) میں عاص بغیر یا کے لکھا ہے۔
(محمد محمودی)

قید کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوالعاص کا مکہ کے ان لوگوں میں شمار تھا جو مال
امانت و تجارت کے لحاظ سے مشہور تھے۔ اور یہ ہالہ بنت خویلد کے فرزند
تھے اور ام المومنین خدیجہ ان کی خالہ تھیں (جناب خدیجہ نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ (زینب سے) ان کا نکاح کر دیں اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مخالفت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ واقعہ آپ پر وحی
کے نزول سے پہلے کا تھا۔ آپ نے (ان سے) ان کا نکاح کر دیا تھا۔ اور وہ
جناب خدیجہ ان کو اپنے نرکے کی طرح سمجھتی تھیں اور جب اللہ نے اپنے رسول
کو اپنی نبوت کا (زمرہ) عزت فرمائی تو آپ پر ایمان لائیں۔ خدیجہ، آپ کی لڑکیاں
اور ایمان لائیں۔ آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی کہ جو چیز آپ
لے کر آئے ہیں وہ حق ہے اور ان سب سے آپ ہی کا دین اختیار کر لیا تھا۔
ابوالعاص اپنے شرک ہی پر جمے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
رقیہ یا ام کلثوم سے عتبہ بن ابی لہب کا نکاح کر دیا تھا۔ جب آپ نے قریش
کو اللہ کے ایک ہونے کی طرف بلانا اور ان سے مخالفت کرنے کی ابتدا فرمائی تو ان لوگوں نے
کہا کہ تم نے محمد کو ان کی فکروں سے سبکدوش کر دیا ہے اس لیے اس کی
بیٹیوں کو ان کے پاس لوٹا دو اور ان کی فکریں اس کو مشغول کر دو۔ پھر
ان سب نے ابوالعاص کے پاس جا کر ان سے کہا کہ تو اپنی بیوی کو چھوڑ دے
قریش کی جو عورت تو چاہے ہم اس سے تیرا نکاح کر دیں گے۔ انھوں نے کہا
میں واللہ ایسا نہیں کروں گا میں تو اپنی بیوی کو چھوڑوں گا اور نہ اپنی بیوی کے
بدلے قریش کی کسی عورت کو میں پسند کرتا ہوں۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دامادی کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ بدر سے پہلے وہ لوگ عتبہ
بن ابی لہب کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ محمد کی بیٹی کو طلاق دے دے۔ قریش
کی جو عورت تو چاہے ہم اس سے تیرا نکاح کیے دیتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ اگر
تو میرا نکاح بنو عبد مناف کی بیٹی یا۔ عتبہ بن ابوالعاص کی بیٹی سے کر دو

---

(۱) یہ عبارت بھی اضافہ ہے اصل نہیں ہے اور ربط کلام اس عبارت کے بغیر ہے۔ (محمد محمود)

تو میں اسے چھوڑے دیتا ہوں ۔ انھوں نے سعید بن العاصی کی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا اور اس نے ان کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو) چھوڑ دیا ۔ وہ ان کے ساتھ خلوت میں بھی نہیں گیا تھا ۔ اس طرح اللہ نے ان کو (صاحبزادی صاحبہ کو) اس کے ہاتھوں سے چھڑا کر ان کی عزت رکھ لی اور اس کو ذلیل کیا ۔ اس کے بعد عثمان بن عفان اس کے بجائے ان کے شوہر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مجبوری کے تحت (ایسے تعلقات کو) نہ جائز فرماتے تھے اور نہ ناجائز ۔ اور زینب بنت رسول اللہ 297
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام اختیار کر لیا تھا تو ان کے اور ابو العاص بن الربیع کے درمیان اسلام نے تو تفریق کر دی تھی لیکن ان کو ان سے الگ کرا لینے کا اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھا اس لیے وہ (صاحبزادی صاحبہ) باوجود اپنے اسلام کے انھیں کے ساتھ رہیں حالانکہ وہ اپنے شرک پر (قائم) تھے ۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور قریش بدر کی جانب بڑھے تو انھیں میں ابو العاص بن الربیع بھی تھے اور بدر کے قیدیوں میں وہ بھی گرفتار ہو گئے اور مدینہ میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت بیان کی (ام المومنین نے) کہا کہ جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے (رقم) روانہ کی تو زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابو العاص کی رہائی کے لیے کچھ مال روانہ کیا اور اس میں اپنی ایک مالا بھی روانہ کی جس کو خدیجہ نے رخصت کرتے وقت انھیں پہنایا تھا ۔ ابو العاص کے پاس روانہ کیا تھا ۔ (ام المومنین نے) کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (مالے) کو ملاحظہ فرمایا تو اس کو دیکھ کر آپ کا دل بہت بھر آیا اور فرمایا :-

إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا لَهَا أَسِيرَهَا وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا مَالَهَا فَافْعَلُوا

اگر تمہیں مناسب معلوم ہو کہ اس کے قیدی کو فدیہ کے بغیر
چھوڑ دو اور اس کا مال اس کو لوٹا دو تو ایسا کر لو۔
ان لوگوں نے کہا اچھا یا رسول اللہ۔ اور انھوں نے ابوالعاص کو
چھوڑ دیا اور زینب کا جو کچھ مال تھا وہ واپس کر دیا۔

زینب کا مدینہ کی جانب سفر

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اقرار لے لیا تھا یہ
انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ زینب کو آپ
کے پاس آنے کی اجازت دی جائے گی یا ان کی رہائی کی شرطوں میں یہ بھی
ایک شرط تھی لیکن یہ بات نہ ان کی جانب سے ظاہر ہوئی نہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کہ معلوم ہوتا کہ وہ کیا معاملہ ہوا تھا۔
مگر جب ابوالعاص کو چھوڑ دیا گیا اور وہ مکہ چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے زید بن حارثہ اور انصار میں کے ایک شخص کو اسی وقت روانہ فرمایا اور (یہ) فرمایا:۔

كُونَا بِبَطْنِ يَأْجَجَ حَتَّى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ فَتَصْحَبَاهَا حَتَّى تَأْتِيَانِي بِهَا

تم دونوں (جا کر) بطن یاجج میں رہو یہاں تک کہ تمہارے
پاس سے زینب گزرے (جب وہ تمہارے پاس سے گزرے) تو
اس کے ساتھ ہو جاؤ یہاں تک کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔

پس وہ دونوں اسی وقت نکلے اور یہ واقعہ بدر کے ایک مہینے بعد
کا یا اس سے کچھ کم زیادہ کا تھا۔ اور جب ابوالعاص مکہ آئے تو انھوں نے
زینب کو اپنے والد سے جا کر ملنے کا حکم دیا تو وہ جانے کی تیاری کرنے لگیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ (بی بی) زینب کے متعلق مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ خود انھوں نے کہا کہ اس اثناء میں کہ میں اپنے والد سے جا کر ملنے کا سامان مکہ میں کر رہی تھی کہ مجھ سے عتبہ کی بیٹی ہند ملی اور اس نے کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کیا مجھے اس کی خبر نہیں مل گئی کہ تم اپنے والد سے جا کر ملنے کا ارادہ رکھتی ہو۔ (بی بی زینب نے) کہا۔ میں نے کہا کہ میرا یہ ارادہ تو نہیں ہے۔ اس نے کہا اے میری چچازاد بہن (ایسا) نہ کہو (یعنی مجھ سے بات نہ چھپاؤ)۔ اگر تمھیں کسی سامان کی ضرورت ہو جو تمھیں تمھارے سفر میں آرام دے یا تمھیں اپنے والد تک پہنچنے کے لیے رقم کی ضرورت ہو تو تمھارے کام کی چیز میرے پاس موجود ہے اس لیے (اس خبر کی اطلاع دینے میں) مجھ سے بخل نہ کرو۔ کیونکہ عورتوں کے تعلقات میں وہ چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی جو مردوں کے تعلقات میں ہو۔ (بی بی زینب نے) کہا۔ واللہ میں نے تو یہی خیال کیا کہ اس نے جو کچھ کہا وہ (حقیقت میں ویسا ہی) کرنے کے لیے کہا تھا۔ کہا۔ لیکن مجھے اس سے خوف ہوا اور میں نے اس بات کے کہنے سے انکار کر دیا کہ میں اس بات کا ارادہ رکھتی ہوں اور میں نے تیاری کرنی ہے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اپنے سفر کی تیاری کر چکیں تو ان کا دیور (یا جیٹھ) ان کے شوہر کا بھائی کنانہ بن الربیع ان کے پاس اونٹ لایا اور وہ اس پر سوار ہو گئیں اور اس نے اپنی کمان اور ترکش لے لیا اور ان کو لیکر دن کے وقت اس اونٹ کی نکیل تھامے ہوا لے چلا۔ دن میں کہ وہ اپنے ہودج میں بیٹھی ہوئی تھیں قریش کے لوگوں میں اس کا چرچا ہوا اور ان کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ بعض نے ان کو ذی طوی میں آ لیا۔ اور پہلا شخص جو ان تک آ پہنچا وہ ہبار بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ الفہری تھا اور وہ اپنے ہودج میں ہی تھیں کہ ہبار نے انھیں برچھی سے ڈرایا۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ حاملہ تھیں اور جب انھیں ڈرایا دھمکایا گیا تو ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ اور ان کا دیور کنانہ ان کو بٹھا کر لے گیا اور اپنے

ترکش میں کے تیر زمین پر جھٹک دیئے اور کہا واللہ جو شخص میرے نزدیک آئے اس کو میں اپنے تیر کا نشانہ بناتا ہوں آخر لوگ اس کے پاس سے لوٹ گئے اور ابو سفیان قوم کے کچھ اور بڑے لوگوں کو لیے ہوئے آیا اور کہا اے شخص اپنے تیروں کو روک کہ ہم تجھ سے کچھ بات چیت کریں۔ اس نے تیر روک لیے اور ابو سفیان آگے بڑھا اور اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا تو نے سیدھی راہ اختیار نہیں کی۔ تو اس عورت کو لے کر دن دہاڑے سب لوگوں کے سامنے نکلا ہے اور تجھے ہماری مصیبت اور ذلت کا بھی علم ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے جیسی بربادی ہم پر آئی وہ بھی تجھے معلوم ہے ایسی حالت میں جب تو اس کی بیٹی کو اس کی جانب کھلم کھلا سب لوگوں کے سامنے ہمارے درمیان سے لے کر جائے گا تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ واقعہ بھی اسی ذلت کے سبب سے رونما ہوا ہے جو ہم پر مصیبت آئی ہے اور یہ کہ اس کا وقوع بھی ہماری ضعف اور ہماری کمزوری کے سبب سے ہوا ہے اور اپنی عمر کی قسم! ہمیں اس کو اس کے باپ سے روکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہمیں کوئی انتقام مطلوب ہے لیکن (اس وقت تو) اس عورت کو لے کر تو لوٹ جا۔ یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو جائیں اور لوگ یہ کہنے لگیں کہ ہم نے اس کو روانہ کر دیا ہے تو پھر اس کو چپکے سے لے کر نکل جانا اور اس کو اس کے باپ کے پاس پہنچا دینا۔ (راوی نے) کہا کہ۔ (کہنے والے) نے ایسا ہی کیا اور وہ چند روز وہیں رہیں یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو گئیں تو انہیں لے کر وہ رات کے وقت نکلے اور انہیں زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی کے حوالے کر دیا اور وہ دونوں انہیں لیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ نے یا بنی سالمہ بن عوف والے ابو خیثمہ نے زینب کے واقعہ کے متعلق کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار ابو خیثمہ کے ہیں:—

أَتَانِي الَّذِي لَا يَقْدُرُ النَّاسُ قَدْرَهُ ۔۔۔ لِزَيْنَبَ فِيهِمْ مِنْ حُقُوقٍ وَمَأْثَمِ

میرے پاس وہ شخص آیا (یا اس واقعہ کی خبر پہنچی) جس کی
جیسی قدر کرنا چاہئے لوگ اس کی ویسی قدر نہیں کرتے وہ شخص (یا
وہ واقعہ) زینب سے تعلق رکھنے والا ہے جو ان لوگوں کے خلاف
اور ان کی دشمنی کا نتیجہ تھا۔

وَأَنْتُمْ أُنَاسٌ لَيْسَ فِي حُكْمِهِ ... عَلَى مَا قَضَى بَيْنَا سِوَاءٌ وَمُنْكَرُ

وہ زینب ہے (اے لوگو) جس کا حال یہ ہے کہ ہمارے درمیان
جو فیصلہ کر گئی اس میں کوئی فرق نہیں ہوا۔ اور تم لوگ
کہ جن کی حکومت نافذ تھی اور جن میں ان کی تحویل خطرناک بات تھی۔

وَأَمْسَى أَبُو سُفْيَانَ مِنْ حَلِّ خَمْخَمٍ ... وَمِنْ حَرَّتَيْ ذِي رَغْمَ أَنْفٍ وَضَنْكِ

اور ابوسفیان اپنے حلیف خمخم کے مقام اور ذی رغم انف
کی حرتوں سے کہ جب سے ذلیل و نادم ہو کر پلٹا۔

فَرَّ ابْنَ لَيْثٍ وَمَنْ لَيْ بِمِثْلِهِ ... بِذِي حَارِثٍ جَاءَ الْأَسَافِلُ مِنْهُمُ

ہمارے شیر کے بیٹے عمرو اور اس کے حلیف و ساتھی
بنی حارث کے پاس سے جو اس کے ساتھ آئے تھے۔

بِزَحْفٍ كَأَمْثَالِ الْجَرَادِ مَصُودٍ ... زَنَجِيرُهَا فِي كُلِّ أَوْبٍ وَمَأْزِقِ

ایک ایسی فوج کے ساتھ جو ٹڈی دل کی طرح تھی جس کا
زنجیر ہر جگہ اور ہر تنگ جگہ میں جکڑ دیا گیا تھا۔

فَأَقْسَمْتُ لَا أَنْفَكُّ مِنْكَ بِكَائِبٍ ... مَتَى أَتَحَبَّسْ فِي لِهَامٍ مُسَوَّمِ

پھر میں نے قسم کھائی کہ ہمارے شکاری تجھ سے
نشان والے مدد کثیر کے ساتھ ہمیشہ

تَرُوعُ قُرَيْشَ الْأَكْثَرِينَ نِهَابُهَا ... بِمُقَاصِمَةٍ فَوْقَ الْأُنُوفِ بَهِيمِ

کفر کی قوموں کو ڈراتے رہیں گے جنگ کا بار بار حملہ کرکے

لے۔ اصل میں یہ مصرع اس طرح ہے جس کے معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ یہ تحریف ہے۔ لیکن یہ
خیال میں اس کے بھی معنی ہو سکتے ہیں کیونکہ اس کے معنی حرکت دینے اور ہلانے کے ہیں۔ (مترجم)

ان کی ناکوں میں داغ دینے والے کے ذریعے نکیل ڈال دیں گے۔

نُنَزِّلُهُمْ أَكْنَافَ نَجْدٍ وَنَخْلَةٍ وَإِنْ يَتَهَمُوا بِالْخَيْلِ وَالرَّجْلِ نُتْهِمِ ۳۰۱

ہم نجد (سطح مرتفع) و نخلہ (کھجور بن) کے اطراف واکناف
میں ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے اور اگر وہ سوار اور پیادوں کو لیکر
تہامہ (نشیبی زمین) میں ترجمانی تو ہم وہاں بھی نازل ہوں گے۔

يَدَ الدَّهْرِ حَتَّى لَا يُعَوَّجَ سِرْبُنَا وَنُلْحِقُهُمْ آثَارَ عَادٍ وَجُرْهُمِ

ابد تک (ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے) یہاں تک کہ ہمارا
راستہ سیدھا ہو جائے اور ہم انھیں عاد و جرہم کے نشانات سے
ملا دیں گے (یعنی برباد و ہلاک کر دیں گے)

وَيَنْدَمُ قَوْمٌ لَمْ يُطِيعُوا مُحَمَّدًا عَلَى أَمْرِهِمْ وَأَيَّ حِينٍ تَنَدَّمُ

اور وہ قوم اپنے کیے پر پچتائے گی جس نے محمد (رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت نہ کی اور کیسے وقت وہ پچتائے گی
(جبکہ پچتانا کچھ کام نہ آئے گا)۔

فَأَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ إِمَّا لَقِيتَهُ لَئِنْ أَنْتَ لَمْ تُخْلِصْ بِحُبٍّ وَتُسْلِمِ

تو (اے مخاطب) اگر تو ابو سفیان سے ملے تو تو اس کو یہ
پیام پہنچا دے کہ اگر تو خلوص کے ساتھ نہ جھکا اور بات نہ مانی تو۔

فَبِئْسَ بِجَزْيٍ فِي الْحَيَاةِ مُعَجَّلٍ وَسِرْبَالِ قَارٍ خَالِدًا فِي جَهَنَّمِ

زندگی ہی میں فوری رسوائی و ذلت کی اور جہنم میں روغن قار کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ــــ راجح اور نسخہ (الف) مرجوح ہے۔ (احمد محمودی)

ابدی لباس پہننے کی ابھی سے خوشیاں منا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں "وسربال نار" بھی آیا ہے یعنی آگ کے کپڑے پہننے کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوسفیان کے حلیف سے مراد عامر بن نضر بن ہے جو قیدیوں میں تھا۔ اور نضری اور حرب بن امیہ کے درمیان

ابن ہشام نے کہا کہ ابوسفیان کے حلیف سے مراد عقبہ بن ابی معیط بن نضری ہے اور عامر بن الحضرمی (جس کا ذکر ابن اسحٰق نے کیا ہے) وہ تو بدر میں قتل ہو چکا تھا۔

۲۰۲ اور جب وہ لوگ ہند بنت عتبہ کے زینب کی جانب نکلنے اور ان سے ہند بنت عتبہ نے کہا:

أَفِي السَّيْرِ أَعْيَارَ الْجِمَالِ وَخِلْفَةً ۔۔۔ وَفِي الْحَيِّ يَنْبُوعٌ لِكُلِّ مُصِيبَةٍ

کیا تم اونٹوں کی طرح سست ہو گئے ہو اور تمہارے قبیلہ میں ہر مصیبت کی دوا موجود ہے

کی دوا موجود ہے۔

اور جب کنانہ بن ربیع نے زینب کو ان دونوں مفعول کے حوالے کیا تو زینب کے متعلق اس نے کہا:

عَجِبْتُ لِرَيْبِ الدَّهْرِ بَيْنِي وَبَيْنَهَا ۔۔۔ يُرِيدُ ثُبُورِي بِالَّذِي بِيَدَيْهِ

زینب اور اس کی قوم کے درمیان زمانہ کی گردش پر میں حیران ہوں کہ

وہ اپنے ہاتھوں سے میری تباہی چاہتا ہے

وَكُنْتُ أَبَا حَازِمٍ مَا عِشْتُ فِي الْحَيِّ ۔۔۔ وَمَا اسْتَجْمَعَتْ قَيْسٌ إِلَيَّ بِنَهْدِهَا

میں اپنے قبیلہ میں ہمیشہ ابوحازم کی طرح رہا ہوں اور قیس کی جماعت میرے پاس

تھا مے ہوئے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بکیر بن عبداللہ بن الاشج سے اور انھوں نے سلیمان بن یسار سے اور انھوں نے ابو اسحٰق ہذلی سے ابو ہریرہ کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت روانہ فرمائی جس میں میں بھی تھا اور ہمیں حکم فرمایا تھا:—

إِنْ ظَفِرْتُمْ بِهَبَّارِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَوِ الرَّجُلِ الْآخَرِ الَّذِي سَبَقَ مَعَهُ إِلَى زَيْنَبَ فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ

اگر تم ہبار بن الاسود پر یا اس دوسرے شخص پر جو اس کے ساتھ زینب کی جانب بڑھا تھا قابو پاؤ تو ان دونوں کو آگ سے جلا دو۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے اس دوسرے شخص کا نام اپنی روایت میں بتایا ہے کہ وہ نافع بن عبد قیس تھا۔

(ابن اسحٰق نے) کہا کہ جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے ہماری جانب کہلا بھیجا کہ:—

إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ بِتَحْرِيقِ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا ثُمَّ رَأَيْتُ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ ظَفِرْتُمْ بِهِمَا فَاقْتُلُوهُمَا۔

ا ت (ب ق و) میں "قد" نہیں ہے۔ صرف (الف) میں ہے۔ (محمد محمود)

بے شبہہ میں نے تمہیں ان دونوں آدمیوں کے متعلق حکم دیا تھا کہ اگر تم ان کو گرفتار کر لو تو جلا دینا۔ اس کے بعد میری یہ رائے ہوئی ہے کہ اللہ کے سوا کسی شخص کے لیے یہ بات سزاوار نہیں کہ وہ آگ کی سزا دے اس لیے اگر تم ان پر قابو پاؤ تو انھیں قتل کر دینا۔

ابو العاص بن الربیع کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد ابو العاص مکہ میں رہے اور (بنی بی) زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں رہیں کہ اسلام نے ان دونوں میں تفریق کر دی تھی یہاں تک کہ فتح (مکہ) کے کچھ روز پہلے ابو العاص شام کی جانب تجارت کے لیے نکل گئے اور یہ خود اپنے مال کے لحاظ سے بھی بے فکر تھے اور قریش کے بہت سے افراد نے بھی تجارت کے لیے اپنے مال دیئے ۲۰۳
تھے۔ جب وہ اپنی تجارت سے فارغ ہوئے اور لوٹ کر آنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانہ کی ہوئی جماعت کے لوگوں نے انھیں ملا لیا اور جو کچھ ان کے ساتھ تھا وہ لے لیا لیکن یہ خود بھاگ نکلے اور گرفتار نہ ہو سکے۔ وہ جب ان سے حاصل کیا ہوا مال لے کر (مدینہ) آگئی تو ابو العاص بھی رات کی تاریکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب کے پاس آ گئے اور ان سے پناہ طلب کی تو انھوں نے انھیں پناہ دیدی۔ اور یہ اپنے مال کی طلب کے لیے آئے تھے۔ یزید بن رومان کے بیان کے موافق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے برآمد ہوئے اور آپ نے تکبیر فرمائی تو اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی (یعنی سب کے سب نماز پڑھنے لگے) (اس وقت) زینب نے عورتوں کے چبوترے سے بلند آواز سے کہا لوگو! میں نے ابو العاص بن الربیع کو پناہ دی ہے۔ (راوی نے) کہا کہ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا لوگوں کی جانب توجہ فرمائی تو فرمایا:—

أَيُّهَا النَّاسُ هَلْ سَمِعْتُمْ مَا سَمِعْتُ

لوگو! کیا (وہ) تم نے بھی سنا جو میں نے سنا ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا:۔

أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا عَلِمْتُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى سَمِعْتُ

وَسَمِعْتُمْ إِنَّهُ يُجِيرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَدْنَاهُمْ۔

اس نو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، مجھے اس بات کا علم نہ تھا یہاں تک کہ میں نے وہ آواز سنی جو تم نے بھی سنا۔ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ادنیٰ شخص بھی پناہ دیتا ہے۔ یہ دینے کا حق رکھتا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس (اپنے خیمہ میں) اپنی صاحبزادی کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا:۔

أَيْ بُنَيَّةُ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ وَلَا يَخْلُصَنَّ إِلَيْكِ فَإِنَّكِ لَا تَحِيضِينَ

بیٹی اس کی خاطر تواضع کرنا۔ (اس کو اپنے ساتھ خیمہ میں) نہ آنے دینا کیونکہ تم اس کے لیے حلال نہیں ہو۔

اس حق سے کہ مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جماعت سنی جس نے بنو طائف کا مال سے لیا تھا کہ یہ کہا:۔

وَهَذَا الْحَيُّ مِنْ ثَقِيفٍ قَدْ عَلِمْتُمْ قَدْ أَصَبْتُمْ لَهُمْ ذَوِيًّا

فَحْسِنُوا وَرُدُّوا إِلَيْهِ الَّذِي لَهُ فَإِنَّهُ ذَلِكَ

یہ شخص ہم سے جو تعلق رکھتا ہے اس کا تو تمہیں علم ہی ہے
اور اب تم نے اس کا مال لے لیا ہے تو اگر تم اس کے ساتھ نیک سلوک
کرو اور اس کا مال اسے لوٹا دو تو ہمیں یہ بات پسندیدہ ہے۔

وَإِنْ أَبَيْتُمْ فَهُوَ فَيْءُ اللَّهِ الَّذِي أَفَاءَ عَلَيْكُمْ فَأَنْتُمْ أَحَقُّ بِهِ

اور اگر تم (ایسا کرنے سے) انکار کرو تو تم کو اس کا زیادہ
حق ہے۔ کیونکہ وہ (مال) اللہ کی (طرف سے) ہے (آگیا) ہے جس نے وہ
تمہیں غنیمت میں عنایت فرمایا ہے۔

آخر ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ (ایسا نہ ہوگا) بلکہ ان کا مال انہیں
واپس کر دیں گے۔ اور انھوں نے ان کا مال انہیں لوٹا دیا یہاں تک کہ کوئی
شخص ڈول لاتا کوئی مشک لاتا کوئی لوٹا لاتا اور کوئی بیڑھے سرواری کرتی
۳۰۴ اور ہاتھا جو گٹھڑیوں کے اٹھانے کے لیے ان میں لگائی جاتی ہے یہاں تک کہ
ان کا تمام مال انہیں واپس کر دیا گیا اور اس میں سے ان کی کوئی چیز نہ روکی
اس کے بعد وہ انھیں مکہ اٹھا لے گئے اور قریش کے ہر ایک سامان والے کو
اس کا سامان اور جس نے تجارت میں حصہ لیا تھا اس کو اس کا حصہ ادا کر دیا
پھر انھوں نے کہا۔ اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا کچھ مال میرے پاس
رہ گیا ہے۔ انھوں نے کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے کچھ باقی نہیں رہا اور تم نے
تم کو پورا حق ادا کرنے والا اور شریف پایا۔ (تو) انھوں نے کہا میں گواہی
دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد اس کے بندے
اور اس کے رسول ہیں۔ واللہ مجھے آپ کے پاس، اسلام اختیار کرنے سے
کوئی امر مانع نہ تھا بجز اس خوف کے کہ تم خیال کرنے لگو کہ میں نے یہ
تمہارا مال کھا جانا چاہا۔ پس (اب) جبکہ اللہ نے تمہارے مالوں کو تم تک
پہنچا دیا اور مجھے اس سے فراغت ہو گئی تو میں نے اسلام اختیار کر لیا۔ پھر وہ
نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے داؤد بن الحصین نے عکرمہ سے بن عباس

کی حدیث بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو ان کی زوجیت میں پہلے ہی کے نکاح کے لحاظ سے دیدیا اور کسی طرح کی تجدید نہیں کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ ابو العاص جب شام سے مشرکوں کے مال لے کر آئے تو ان سے کہا گیا کہ تمہیں اسلام اختیار کرنے کی جانب رغبت ہے اس شرط پر کہ یہ تمام مال تمہارے ہو کیونکہ یہ مشرکوں کے مال ہیں تو ابو العاص نے کہا کہ میں اپنے اسلام کی ابتدا اپنی امانت میں خیانت کر کے کروں تو کس قدر برا ہوگا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے عبد الوارث بن سعید التنوری نے داؤد بن ابی ہند سے عامر الشعبی کی روایت کے طرح بیان کی جس طرح ابو عبیدہ نے ابو العاص کے متعلق (مذکورہ بالا) روایت بیان کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بغیر فدیہ کے جن قیدیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے چھوڑ دیا گیا ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں وہ بنی عبد شمس بن مناف میں سے ابو العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف تھے جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا بعد اس کے کہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فدیہ بھیجا تھا۔ اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے المطلب بن حنطب بن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم تھے اور بنی الحارث المخزوج میں سے ایک شخص کا لڑکا تھا وہ انھیں کے ہاتھوں میں دیدیا گیا۔ انھوں نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ اپنی قوم سے جا ملا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس بنی الحارث سے ابو ایوب نے خالد بن زید کو گرفتار کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور حنیفی بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم وہ تھے کہ لوگوں میں چھوڑ دیا گیا اور جب کوئی اس کے لیے فدیہ نہیں لایا تو اس سے اقرار لے لیا کہ وہ اپنا فدیہ خود بھیجدے گا اور اس کو چھوڑ دیا تو اس نے انھیں کچھ بھی ادا نہ کیا تو حسان بن ثابت نے اس کے متعلق کہا:۔

فَمَا كَانَ حَيْنِي لِيُوفِيَ أَمَانَةً ۔۔۔ فَفَاتَ لَهُ بَعْضُ الْمَوَارِدِ

۳۰۵

صیفی ایسا شخص تو تھا نہیں کہ امانت پوری ادا کرتا وہ تو
لومڑی کی گردن (کے مانند) تھا جو پانی پینے کے کسی مقام پر
تھک گئی تھی۔
ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت ان کے ابیات میں کی ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابو عزہ بن عبداللہ بن عثمان بن اہیب بن حذافہ بن
جمح جو محتاج اور بہت سی لڑکیوں والا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
گفتگو کی اور کہا یا رسول اللہ آپ کو تو معلوم ہے کہ میرے پاس کسی قسم کا
مال نہیں ہے اور میں خود حاجت مند اور بال بچے والا ہوں اس لیے آپ
مجھ پر احسان فرمائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا
اور اس سے اقرار لیا کہ وہ آپ کے مقابلے میں کسی کی مدد نہ کرے تو ابو عزہ
اس سلوک کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مداحی کرتا ہے اور آپ کی
قوم میں آپ کی جو فضیلت ہے اس کا بیان کرتا ہے:— ۳۰۶

مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّيَ الرَّسُوْلَ مُحَمَّدًا ۔۔۔ بِأَنَّكَ حَقٌّ وَالْمَلِيْكُ حَمِيْدُ

میری طرف سے محمد رسول (اللہ) کو (یہ پیام) پہنچانے والا
کون ہے کہ آپ سچے ہیں اور بادشاہ (حقیقی) قابل حمد و ثنا ہے۔

وَأَنْتَ أَمْرُؤٌ تَدْعُوْا إِلَى الْحَقِّ وَالْهُدٰى ۔۔۔ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ شَهِيْدُ

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ سچائی اور سیدھی راہ کی جانب
بلاتے ہیں اور آپ (کی سچائی) پر عظمت والے اللہ کی جانب سے
گواہ موجود ہیں۔

وَأَنْتَ أَمْرُؤٌ بَوَّأْتَ فِيْنَا مَبَاءَةً ۔۔۔ لَهَا دَرَجَاتٌ سَهْلَةٌ وَصُعُوْدُ

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ ہم میں آپ نے ایسا مقام حاصل
فرما لیا ہے جس کی سیڑھیوں پر چڑھنا (ایک محاظ سے) نہایت آسان

اور ہر ایک لحاظ سے) نہایت مشکل ہے۔

فَإِنَّكَ مَنْ حَارَبْتَهُ لَمُحَارَبٌ ۔۔۔ شَقِيٌّ وَمَنْ سَالَمْتَهُ لَسَعِيدُ

آپ کی حالت یہ ہے کہ آپ جس سے برسرِ پیکار ہوں وہ بدنصیب دشمن ہے اور جس سے آپ صلح فرما لیں وہ خوش نصیب ہے۔

وَلَكِنْ إِذَا ذُكِّرْتُ بَدْرًا وَأَهْلَهُ ۔۔۔ تَأَوَّبَنِي حَزْنٌ وَتَهْمُودُ

لیکن مجھے جب بدر اور بدر والوں کی یاد دلائی جاتی ہے تو حسرت و کڑھن جو مجھے لاحق ہوتی ہے ۔۔۔ مجھے گھیر لیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس (مشرک) کا فدیہ چار ہزار درہم سے ایک ہزار درہم تک تھا۔ لیکن جس شخص کے بارے میں کچھ نہ معلوم ہوتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا۔

عمیر بن وہب کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروۃ بن الزبیر کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ بدر والے قریش کی مصیبت کے کچھ ہی دن بعد مذکر میں عمیر بن وہب الجمحی صفوان بن امیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور عمیر بن وہب قریش کے شیطانوں میں سے ایک شیطان تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا اور جب تک آپ مکہ میں تھے اس کی طرف سے ان لوگوں کی سختیوں ہی سے مڈبھیڑ ہوتی رہی اور اس کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو بنی زریق کے ایک شخص رفاعہ بن رافع نے اسیر کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ اس نے بدر کے گڑھے والوں اور ان کی مصیبت کا ذکر کیا تو صفوان نے کہا۔ واللہ ان لوگوں کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔ عمیر نے کہا۔ اللہ تو نے سچ کہا۔ سن واللہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جس کے ادا کرنے کی میرے پاس کوئی صورت نہیں اور بال بچے نہ ہوتے جن کے برباد ہو جانے کا اپنے بعد مجھے خوف ہے تو سوار ہو کر محمد کی طرف (اس لئے) جاتا کہ اس کو قتل کر دوں کیونکہ مجھے ان کے پاس جانے کے لیے ایک (۳۰۷) سبب بھی ہے کہ میرا لڑکا ان کے پاس قید ہے۔ (راوی نے) کہا۔ تو صفوان نے اس کو غنیمت جانا اور کہا میں اس قرض کو تمہاری جانب سے ادا کر دیتا ہوں اور تیرے بال بچے میرے بال بچوں کے ساتھ رہیں گے اور جب تک وہ میرے میں ان کی مدد کرتا رہوں گا اور میرے پاس کی کوئی شے ان کے لیے عاجز نہ ہوں۔ عمیر نے اس سے کہا اچھا تو میری (اور) تیری بات (یہ گفتگو) کو راز میں رکھ۔ اس نے کہا ایسا ہی کروں گا۔ پھر عمیر نے اپنی تلوار تیز کرنے کے لیے دی۔ اور وہ اس کے لیے تیز کر دی گئی اور زہر آلود کر دی گئی اس کے بعد وہ چلا اور مدینہ آیا۔ عمر بن الخطاب کچھ مسلمانوں کے ساتھ (جنگ) بدر کے متعلق باتیں کر رہے تھے اور اللہ نے ان پر جو فضل فرمایا تھا اور دشمن کی جو حالت انھیں دکھا دی اس کا ذکر کر رہے تھے کہ یکایک عمیر بن وہب کو اس وقت دیکھا جب اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا اور تلوار حمائل کیے ہوئے تھا۔ تو عمر نے کہا کہ واللہ یہ کتا اللہ کا دشمن کوئی بدی لیے بغیر نہیں آیا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ہمارے درمیان جنگ کے لیے ہمارا جی اکسایا اور یہی وہ ہے جس نے مکہ کے روز ہمارے قیدیوں کی تعداد تخمینہ ان لوگوں کو بتایا تھا۔ پھر عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر گئے اور عرض کی یا رسول اللہ یہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب اپنے اوپر حمائل کیے ہوئے آیا ہے۔ فرمایا:—

قد حملہ علی [illegible] (راوی نے) کہا۔

تو عمر آئے اور اس کی تلوار کے حمائل کو اس کی گردن ہی میں اس کے گریبان سے ملا کر پکڑ لیا اور آپ کے ساتھ جو انصار تھے، ان سے کہا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر لے چلو اور آپ کے پاس اسے بٹھاؤ۔ لیکن آپ کے متعلق اس خبیث سے احتیاط کرو کہ یہ شخص بھروسے کے قابل نہیں ہے۔ پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر لے گئے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا کہ عمر اس کو اس کی تلوار کے حمائل کے ساتھ پکڑے ہوئے ہیں، تو فرمایا:۔

أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ أَدْنِ يَا عُمَرُ

اے عمر اس کو چھوڑ دو۔ اے عمر نزدیک آؤ۔

تو وہ نزدیک گیا اور انعم اصباحا بین تم ادن اچھا گزرے کہا۔ اور یہ زمانہ جاہلیت کا آپس کا سلام تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قَدْ أَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِتَحِيَّةٍ خَيْرٍ مِنْ تَحِيَّتِكَ يَا عُمَيْرُ بِالسَّلَامِ تَحِيَّةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اے عمیر اللہ نے ایک بہتر تحیہ دے کر عزت عنایت فرمائی ہے جو تمہاری دنیا کے تحیہ سے بہتر ہے اور وہ سلام ہے جو جنت والوں کی دعا ہے۔

اس نے کہا سنئے واللہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس سے بہت کم زمانہ تحیہ سے واقف ہوں۔ فرمایا:۔

فَمَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَيْرُ

اے عمیر تمہیں کونسی چیز لائی ہے۔ کہا میں اس قیدی کے لیے آیا ہوں جو آپ لوگوں کے پاس گرفتار ہے۔ اس کے متعلق احسان کیجئے۔ فرمایا:۔

فَمَا بَالُ السَّيْفِ فِي عُنُقِكَ

یہ تلوار تمہارے ہاتھ میں کیوں ہے۔
اس نے کہا اللہ ان تلواروں کا ستیاناس کرے کیا یہ بھی کام آئیں۔
فرمایا:۔

أَصْدِقْنِي مَا الَّذِي جِئْتَ لَهُ

مجھ سے سچ سچ کہہ دو کہ تم کس لیے آئے ہو۔ اس نے
کہا میں بجز اس کے اور کسی کام کے لیے نہیں آیا۔ فرمایا۔

بَلْ قَعَدْتَ أَنْتَ وَصَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ فِي الْحِجْرِ فَذَكَرْتُمْ أَصْحَابَ
الْقَلِيبِ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قُلْتَ لَوْلَا دَيْنٌ عَلَيَّ وَعِيَالٌ عِنْدِي لَخَرَجْتُ حَتَّى
أَقْتُلَ مُحَمَّدًا فَتَحَمَّلَ لَكَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ بِدَيْنِكَ وَعِيَالِكَ حَتَّى إِنَّ
تَقْتُلَنِي لَهُ وَاللَّهُ حَائِلٌ بَيْنِي وَبَيْنَ ذَلِكَ

کیوں نہیں۔ تم صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر میں بیٹھے تھے
اور تم دونوں نے قریش کے کنوئیں میں پڑے ہوئے
لوگوں کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا
اور میرے پاس بال بچے نہ ہوتے تو میں نکلتا اور محمد کو قتل
کرتا تو صفوان بن امیہ نے تمہارے قرض اور تمہارے بچوں کا
بار اپنے ذمے لے لیا۔ اس شرط پر کہ تم اس کی خاطر مجھے قتل کرو
حالانکہ اللہ میرے اور تمہارے اس ارادے کی تکمیل کے
درمیان حائل ہے۔ (یعنی تم اپنے اس ارادے کو پورا نہیں کر سکتے)
تو عمیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک ہم آپ کو اس بات میں جھوٹا خیال کرتے تھے

جو آپ ہمارے آگے آسمان کی خبریں پیش کیا کرتے تھے اور جو آپ پر وحی اترا کرتی تھی۔ اور یہ بات تو ایسی تھی کہ اس وقت میرے اور صفوان کے سوا کوئی (اور) نہ تھا۔ اس لیے واللہ میں جانتا ہوں کہ یہ خبر آپ کے پاس اللہ کے سوا کوئی اور نہیں لایا۔ پس تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھے اسلام کی راہ دکھا دی اور مجھے اس طرح ہانک لایا۔ پھر انھوں نے سچی گواہی دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

فَقِّهُوا أَخَاكُمْ فِي دِينِهِ وَاقْرِئُوهُ الْقُرْآنَ وَأَطْلِقُوا لَهُ أَسِيرَهُ.

اپنے بھائی کو فقہ کی تعلیم دو اور انھیں قرآن پڑھاؤ اور ان کی خاطر سے ان کا قیدی رہا کر دو۔ اور سب نے ویسا ہی کیا۔

پھر انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ کے نور کے بجھانے میں کوشاں تھا اور جو لوگ اللہ عزوجل کے دین پر تھے ان کی ایذا رسانی میں بہت سخت تھا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور انھیں اللہ اور اس کے رسول اور اسلام کی طرف بلاؤں تاکہ اللہ انھیں سیدھی راہ پر لائے ورنہ انھیں ان کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دوں جس طرح آپ کے اصحاب کو ان کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ (راوی نے) کہا آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دی اور وہ مکہ چلے گئے اور جب عمیر ابن وہب (مکہ سے) نکلے تھے تو (وہاں) صفوان (لوگوں سے) کہہ رہا تھا کہ (لوگو!) خوش ہو جاؤ کہ اب چند روز میں ایک ایسے واقعہ کی خبر آئے گی کہ تمھیں بدر کا واقعہ بھلا دے گی اور صفوان (مدینہ سے آنے والے) قافلے والوں سے اس کے متعلق دریافت کرتا رہتا تھا حتی کہ ایک سوار آیا تو اس نے ان کے سلم لانے کی خبر سنائی۔ تو امیہ نے قسم کھالی کہ وہ ان سے کبھی کوئی بات کرے گا اور نہ انھیں کبھی کوئی نفع پہنچائے گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمیر مکہ آئے اور اسلام کی دعوت دینے کے لیے

وہاں رہ گئے جو ان کی مخالفت کرتا اسے سخت ایذائیں دینے لگے تو ان کے ہاتھوں بہت سے لوگوں نے اسلام اختیار کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ عمیر بن وہب یا الحارث بن ہشام ان دونوں میں سے ایک صاحب ہیں جنھوں نے بدر کے روز ابلیس کو دیکھا کہ اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ کر جا رہا ہے تو کہا کہ اے سراقہ کہاں جا رہے ہو اور اللہ کے دشمنوں نے (سراقہ کی) جو رائے اختیار کی تھی۔ وہ تو چلا گیا۔ تو اللہ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمایا:-

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ

(اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ شیطان نے ان کے کام ان کے لیے اچھے کر دکھائے اور کہا کہ لوگوں میں سے کوئی آج تم پر غالب ہونے والا نہیں ہے اور میں تمہارا ساتھی ہوں۔

اور بیان فرمایا کہ ابلیس نے انھیں دھوکا دیا اور سراقہ بن مالک بن جعشم کے مشابہ بن کر پہنچا جبکہ ان لوگوں نے اپنے اور بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے درمیان تعلقات اور اس جنگ کا ذکر کیا تھا جو ان کے درمیان تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ

جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔

اللہ کے دشمن نے اللہ کے لشکر فرشتوں کو دیکھا جن کے ذریعہ اللہ نے اپنے رسول اور ایمان داروں کی ان کے دشمن کے مقابل میں مدد کی تو

نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ

اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ گیا اور کہا میں تو تم سے
الگ ہوں میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو۔
اور دشمن خدا نے سچ کہا کہ اس نے وہ چیز دیکھی جو انھوں نے نہیں دیکھی
اور کہا۔

إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ

میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

غرض مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اسے ہر منزل میں سراقہ کی صورت میں دیکھتے تھے۔ اور اسے اجنبی نہ سمجھتے تھے حتیٰ کہ جب بدر کا روز ہوا اور دونوں جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو وہ الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ غرض وہ انھیں (مقام جنگ تک) لایا اور ان کو بے یار چھوڑ دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ "نکص" کے معنی رجع کے ہیں یعنی لوٹ گیا۔

بنی سیہ بن عمرو بن تمیم میں کے ایک شخص اوس بن حجر نے کہا ہے:۔

نَكَصْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ ثُمَّ جِئْتُمُ — تَرَجَّوْنَ أَنْفَالَ الْخَمِيسِ الْعَرَمْرَمِ ۳۱۰

تم پچھلے پاؤں لوٹ گئے اور پھر بڑے بھاری لشکر کی
غنیمت کی امید کر کے آ گئے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے کہا ہے:۔

قَوْمِي الَّذِينَ هُمُ آوَوْا نَبِيَّهُمُ — وَصَدَّقُوهُ وَأَهْلُ الْأَرْضِ كُفَّارُ

میری قوم کے لوگ ایسے ہیں جنھوں نے اپنے نبی کو
پناہ دی، اور ان کی تصدیق ایسی حالت میں کی کہ زمین والے
کافر تھے۔

لِلْخَائِضِينَ مَعَ الْأَبْطَالِ أَنْصَارُ — لِلْأَخْمَائِصِ أَقْوَامٌ مُمَهَّرَةٌ

(ان لوگوں کے) خصائص ان لوگوں کی طرح کے نہیں ہیں
جو ان کے پیشرو تھے۔ (یہ لوگ) نیکوں کی مدد کرنے والوں کے
ساتھ ہو کر مدد کرنے والے ہیں۔

مُسْتَبْشِرِينَ بِقَسْمِ اللهِ قَوْلُهُمُ ... لَمَّا أَتَاهُمْ كَرِيمُ الْأَصْلِ مُخْتَارُ

جب ان کے پاس شریف النسب برگزیدہ (نبی) آئے
تو وہ خدا کی تقسیم پر خوش ہو گئے۔ (کہ ان کو یہ سعادت حاصل ہو گئی)

أَهْلًا وَسَهْلًا فَفِي أَمْنٍ وَفِي سَعَةٍ ... نِعْمَ النَّبِيُّ وَنِعْمَ الْقَسْمُ وَالْجَارُ

اور ان کا قول اھلاً وسہلاً تھا یعنی آپ کے لیے یہی مقام سزاوار اور آرام دہ
ہے آپ امن و کشائش میں رہیں گے۔ نبی بھی اچھا ہے اور
(ہمارا) نصیب بھی اچھا اور پڑوسی بھی اچھا ہے۔

فَأَنْزَلُوهُ بِدَارٍ لَا يُخَافُ بِهَا ... مَنْ كَانَ جَارُهُمُ دَارًا وَمَنْ دَارُ

انھوں نے آپ کو ایسے مقام پر اتارا جس میں کسی طرح کا
خوف و خطر نہیں جو شخص ایسے لوگوں کا ہمسایہ ہو تو ایسا ہی گھر گھر
(کہا جانے کا مستحق) ہے۔

وَقَاسَمُوهُمْ بِهَا الْأَمْوَالَ إِذْ قَدِمُوا ... مُهَاجِرِينَ وَقَسْمُ الْجَاحِدِ النَّارُ

جب وہ لوگ ہجرت کر کے آئے تو انھوں نے اپنے
پڑوسی کو حصہ دار بنا لیا اور منکر کے نصیب میں تو آگ ہے۔

سِرْنَا وَسَارُوا إِلَى بَدْرٍ لِحَتْفِهِمُ ... لَوْ يَعْلَمُونَ يَقِينَ الْعِلْمِ لَا سَارُوا

ہم بھی چلے اور وہ بھی بدر کی طرف اپنی موت (کی پیشگی)

کے لیے چلے (اگر انھیں زمزم) کا یقینی علم ہوتا تو (بدر کی جانب)
نہ چل کھڑے ہوتے۔

دَلَّاهُمْ بِغُرُورٍ ثُمَّ أَسْلَمَهُمْ إِنَّ الْخَبِيثَ لِمَنْ وَالَاهُ غَرَّارُ

انھیں وہ فریب سے راہ بتا تا لایا اور اس کے بعد اس نے
دوستی چھوڑ دی۔ اس پیار کی حالت ہی یہ ہے، کہ جو شخص اس سے
یارانہ کرے وہ اس کو دھوکا دینے والا ہے۔

وَقَالَ إِنِّي لَكُمْ جَارٌ فَأَوْرَدَهُمْ شَرَّ الْمَوَارِدِ فِيهِ الْخِزْيُ وَالْعَارُ

اور اس نے کہا کہ میں تمھارا حمایتی ہوں اور انھیں ایسے
گھاٹ پر لا اتارا جو تمام گھاٹوں میں بدترین تھا جس میں ذلت و
رسوائی ہی تھی۔

ثُمَّ الْتَقَيْنَا فَوَلَّوْا عَنْ سَرَاتِهِمُ مِنْ مُنْجِدِينَ وَمِنْهُمْ فِرْقَةٌ غَارُوا

پھر جب ہم ایک دوسرے سے مل گئے تو وہ اپنے بہترین
افراد کو چھوڑ کر پیٹھ پھیر کے بھاگے اور ان میں کے بعض تو اونچے
مقامات پر (چلے گئے) اور بعضوں نے نشیبی زمینوں میں (پناہ لی)۔
ابن ہشام نے کہا کہ ان کا قول "لما لقیناھم کریم الاصل مختار"
ابو زید انصاری نے سنایا ہے۔

قریش میں (حاجیوں کو) کھانا کھلانے والے

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش میں کھانا کھلانے والے شاخ بنی ہاشم بن

لہ۔ (الف) میں "البنی" ہے جس کے معنی بن تو سکتے ہیں لیکن غیر مرجح ہیں۔ (احمد محمودی)

عبد مناف میں سے العباس بن عبد المطلب تھے۔ اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔ اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے الحارث بن عامر بن نوفل اور طعیمہ بن عدی بن نوفل یہ دونوں باری باری سے اس کام کو انجام دیا کرتے تھے۔ اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے ابو البختری ابن ہشام بن الحارث بن اسد اور حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد باری باری سے اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے النضر بن الحارث بن کلدۃ بن علقمہ بن عبد مناف ابن عبد الدار

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدۃ ابن عبد مناف کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ابو جہل بن ہشام ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور بنی جمح میں سے امیہ بن خلف ابن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اور بنی سہم بن عمرو میں سے منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کے دونوں بیٹے نبیہ ومنبہ باری باری سے۔ اور بنی عامر بن لوی میں سے سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر

"سیرۃ ابن ہشام کا نواں جز ختم ہوا"

بدر کے روز مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام

۳۱۲ ابن ہشام نے کہا مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ بدر کے روز مسلمانوں کے ساتھ گھوڑوں میں مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام انبیل تھا۔ اور المقداد بن عمرو البہرانی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام بعزجہ تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ سبحہ تھا۔ اور الزبیر بن العوام کا گھوڑا بھی تھا جس کا

نام المنسوب تھا۔

سورۂ انفال کا نزول

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب واقعہ بدر ختم ہو چکا تو اللہ نے اس کے متعلق قرآن میں سے سورۂ انفال پورے کا پورا نازل فرمایا:۔

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَنفَالِ قُلِ ٱلْأَنفَالُ لِلَّهِ وَٱلرَّسُولِ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَصْلِحُوا۟ ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

(اے نبی) تجھ سے یہ لوگ مال غنیمت کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ کہ مال غنیمت اللہ و رسول کا ہے اس لیے اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست رکھو۔ و اللہ و رسول کی بات مانو اگر تم ایمان دار ہو۔

عبادہ بن صامت سے آیت انفال کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا تو مجھے جو خبر معلوم ہوئی ہے اس کے لحاظ سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے گروہ اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی جبکہ بدر کے روز ہم نے مال غنیمت کے متعلق اختلاف کیا تو اللہ نے اسے ہمارے اختیار سے لیا جب کہ اس کے متعلق ہمارے اخلاق بگڑ گئے اور اسے اس نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب لوٹا دیا۔ اور آپ نے اسے ہمارے درمیان مساوی طور پر تقسیم فرما دیا۔ عن بواء کے معنی علی السواء ہیں یعنی برابر برابر۔ اور اس میں اللہ کا تقویٰ اور اس کی اطاعت اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپس کے تعلقات کی درستی تھی۔ اس کے بعد ان لوگوں کی حالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے اس وقت کے نکلنے کی کیفیت بیان فرمائی جب کہ انھیں معلوم ہوا کہ قریش بھی ان کی جانب چل پڑے ہیں۔ یہ تو صرف قافلے کے ارادے سے غنیمت کی امید میں نکلے تھے۔ تو فرمایا:—

كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ۔

جس طرح تیرے پروردگار نے تجھے تیرے گھر سے (اے امر) حق کے ساتھ نکالا حالانکہ ایمانداروں کا ایک گروہ (اسے) ناپسند کر رہا تھا۔ تجھ سے (امر) حق میں اس کے ظاہر ہو جانے کے بعد جھگڑتے ہیں۔ گویا وہ موت کی جانب ہانکے جا رہے ہیں اور وہ (اس موت کو) دیکھ رہے ہیں۔

یعنی دشمن کے مقابلے کو ناپسند کرنے اور قریش کے چل پڑنے کی خبر جو انھیں ملی تھی اس کے نہ ماننے کے سبب سے۔

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ

اور (یاد کرو اس وقت کو) جبکہ اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک بے شبہ تمھارے لیے (مقرر کر دیا گیا) ہے۔ اور تم چاہتے کہ قوت نہ رکھنے والا گروہ تمھارے

(مقابلے کے) لیے ہو۔
یعنی غنیمت مل جائے اور جنگ نہ ہو۔

وَيُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ

اور اللہ چاہتا ہے کہ اپنے کلمات کے ذریعے حق کو استحکام دے اور کافروں کے پیچھے رہنے والوں (تک) کو کاٹ دے۔
یعنی بدر کے اس واقعے کے ذریعے قریش کے سورماؤں اور ان میں کے سرداروں کے ساتھ مدّ بھیڑ کرا دے۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ

جبکہ تم اپنے پروردگار سے امداد طلب کر رہے تھے۔
یعنی جب انھوں نے اپنی تعداد کی کمی اور دشمن کی تعداد کی کثرت دیکھی تو وہ اس سے دعا کرنے لگے۔

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ

تو اس نے تمھاری دعا قبول کر لی۔
تمھاری دعا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے سبب سے۔

أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ [1] إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِنْهُ

[1] ۔ (الف ج د) میں "یغشاکم" ہے۔ اور (ب) میں یغشیکم" ہے۔ کلام مجید میں دونوں روایتیں ہیں۔ (احمد محمودی)

کہ میں تمہیں کئی ہزار فرشتوں کے ذریعے امداد دینے والا ہوں (اس وقت
کو یاد کرو) جبکہ چھا رہی تھی تم پر اونگھ (بکر) اس کی جانب کی بے خوفی۔
یعنی میں نے تم پر امن و بے خوفی اتاری حتیٰ کہ تم کسی سے نہ ڈر کر
سو گئے۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ وہ آسمان سے تم پر
بارش نازل فرما رہا تھا۔

اس بارش کا ذکر فرما رہا ہے جو اسی رات ہوئی اور اس نے مشرکوں
کو چشموں کی جانب بڑھنے سے روک دیا۔ اور مسلمانوں کو ان کی جانب بے روک ٹوک
راستہ مل گیا۔

لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ
قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ

تاکہ تمہیں اس (پانی) کے ذریعے پاک صاف کر دے۔
اور شیطان کی گندگی تم سے دور کر دے۔ اور تاکہ تمہارے دلوں کو
قوی بنا دے اور اس کے ذریعے تمہارے قدم جما دے۔
یعنی تمہارے دلوں سے شیطانی شکوک دور کر دے۔ کہ وہ انہیں
ان کے دشمنوں سے دُر رہا تھا۔ اور ان کے لیے زمین کو سخت بنا دیا کہ
وہ اس مقام تک پہنچ جائیں جہاں وہ اپنے دشمن کے مقابلے میں سبقت کر کے
پہنچ گئے۔ پھر فرمایا۔

نہ۔ (الف ج د) میں "وانزلت علیکم" ہے۔ اور (ب) میں "ینزل علیکم" ہے اور یہی نسخہ صحیح ہے۔ کیونکہ اول الذکر نسخوں کی مطابقت کلام مجید کی کسی روایت سے نہیں ہوتی۔
(احمد محمودی)

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ

جبکہ تیرا پروردگار فرشتوں کی طرف وحی فرما رہا تھا
کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا

اس لیے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے انہیں
ثابت قدم رکھو۔ یعنی ایمان لاؤں کو استوار کرو۔

سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَن

يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

عنقریب میں ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں گا
جنہوں نے کفر کیا ہے۔ پس تم دونوں پر مار اور ان کے ایک ایک
جوڑ بند پر مارو۔ (سزا انہیں اس لیے دی جا رہی ہے) کہ
انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، اور جو بھی)
اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے (اسے ایسی ہی سزا
ملتی ہے) کیونکہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

پھر فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ
الْأَدْبَارَ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا

إِلَى فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہاری ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہو جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے اس حالت سے کہ ان کا لشکر بڑا ہو تو تم ان کے آگے پیٹھ نہ پھیرو ایسے وقت جو شخص ان کے سامنے پیٹھ پھیرے گا۔ بجز اس شخص کے جو جنگ ہی کی خاطر ٹیڑھی چال چل رہا ہو یا کسی جماعت سے ملنے کے لیے تیز جا رہا ہو۔ تو بے شبہہ وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہو گیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا برا ٹھکانا ہے۔

یعنی انھیں ان کے دشمن پر ابھارنے کے لیے فرمایا تاکہ جب وہ ان کے مقابل ہوں تو ان سے ڈر کر وہ پیٹھ نہ پھیریں۔ حالانکہ اللہ نے ان کے لیے تو بڑے بڑے وعدے فرمائے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بھر کنکریاں انھیں پھینک ماری تھیں اس کے متعلق فرمایا:۔

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللهَ رَمَى

اور جب تو نے کنکریاں پھینک ماریں تو تو نے نہیں پھینک ماریں بلکہ اللہ نے پھینک ماریں۔

یعنی اگر اس میں اللہ نے آپ کی جو امداد کی وہ نہ کی ہوتی اور آپ کے دشمن کے دلوں میں انھیں شکست دیتے وقت جو ہیبت ڈالی وہ نہ ڈالی ہوتی تو آپ کے پھینکنے سے وہ (اثر) نہ ہوا ہوتا (جو ہوا)۔

وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا

اور تاکہ ایمانداروں کو اپنی جانب سے بہترین آزمائش میں ڈالے (کہ دشمن کو بھی ان کا تجربہ ہو جائے)۔

یعنی تاکہ ان کی تعداد کی کمی کے باوجود انھیں ان کے دشمن پر غلبہ دے کر انھیں اپنی اس نعمت کا علم دے جو ان پر ہے تاکہ اس ذریعے سے وہ اس کا حق جانیں اور اس کی اس نعمت کا شکر ادا کریں۔ پھر فرمایا:۔

إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ

اگر تم (انصاف کی) فتح چاہتے ہو تو بس (ایسی) فتح تو تمھارے پاس آگئی۔

ابوجہل کے قول کا جواب ہے جو اس نے کہا تھا کہ یا اللہ ہم میں جو زیادہ قاطع رحم ہے اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے، سے آج صبح ہلاک کر دے اور استفتاح کے معنی دعا میں انصاف کرنے کے ہیں۔

وَإِنْ تَنْتَهُوا

اور اگر تم باز آجاؤ۔

یعنی قریش سے خطاب ہے۔

فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ

تو وہ تمھارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے دوبارہ (ایسا ہی) کیا تو ہم بھی دوبارہ (ایسا ہی) کریں گے۔

یعنی جس طرح بدر میں ہم نے تم پر مصیبت ڈالی ویسی ہی دوبارہ بھی ڈالی جائے گی۔

وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ

اور تمہاری جماعت ہرگز تمہارے کسی کام نہ آئے گی گرچہ
وہ زیادہ ہو۔ اور اس میں کچھ شبہہ نہیں کہ اللہ ایمانداروں کے ساتھ ہے۔

یعنی تم لوگوں کی تعداد اور کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئے گی کیونکہ میں ایمانداروں کے ساتھ ہوں ان کے مخالفوں کے خلاف ان کی مدد کرتا رہوں گا۔

پھر فرمایا:—

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ

وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول
کی بات مانو اور اس سے منہ نہ پھیرو درحالیکہ تم اس کا کلام سنتے ہو۔

یعنی اس کے احکام کی مخالفت نہ کرو درحالیکہ تم اس کی بات سنتے اور یہ دعویٰ رکھتے ہو کہ تم اس کے فرمانبرداروں میں سے ہو۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور وہ نہیں سنتے۔

اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ

یعنی اس (نافرمانی کا) جو برا انجام ہوگا اور جو سزا انہیں ملے گی اس کے نہیں بانٹے۔

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ

اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو انہیں سناتا۔

یعنی جو بات انہوں نے اپنا رہے ہیں [illegible]
اثر انداز ہونا دیتا لیکن ان کے دلوں [illegible]

[illegible]

اور وہ ہیں ہی روگردان۔

یعنی جس [illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ
لِمَا يُحْيِيكُمْ

اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو [illegible] اور اس کے رسول
کے احکام کو قبول کرو جب کہ وہ تمہیں [illegible] چیز کی دعوت
دے جو تمہیں زندگی بخشتی ہے۔

یعنی جہاد کی جانب جس کے ذریعہ [illegible]
تمہیں عزت دی [illegible]
تمہیں ان سے مجبور کر دینے کے [illegible]
دشمن کو دفع کیا۔

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ
أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اور (یاد کرو اس وقت کو) جبکہ تم تھوڑے اور سرزمین (مکہ) میں کمزور سمجھے جاتے تھے تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں چٹ نہ کر جائیں تو اس نے تمہیں پناہ دی اور اپنی مدد سے تمہاری تائید کی اور تمہیں اچھی چیزیں عنایت فرمائیں تاکہ تم قدر کرو۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور رسول کی خیانت اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو حالانکہ تم علم رکھتے ہو۔

یعنی رسول کے آگے ایسا اظہار حق جس سے وہ راضی ہو جائے نہ کرو کہ اس کے بعد بھی اس کی مخالفت خفی طور پر اس کے غیروں کے آگے کرنے لگو کیونکہ یہ تمہاری امانتوں کی بربادی اور خود تمہاری اپنی ذات سے خیانت ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ تمہیں ایک امتیاز عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کو تم سے دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یعنی حق و باطل میں تمیز کی وہ چیز جس کے ذریعہ تم اپنے دشمنوں پر غلبہ و فوقیت پاؤ گے اور اس کے ذریعہ ان لوگوں کے ہاتھ سے آئندہ کو بچ رہو گے جنہوں نے تمہاری مخالفت کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وہ انعام یاد دلانے جو آپ پر اس وقت ہوئے جبکہ ان لوگوں نے

آپ کے خلاف خفیہ تدبیریں کیں کہ آپ کو قتل کر دیں یا قید کر دیں یا جلاوطن کر دیں۔

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔

اور وہ (یعنی) خفیہ تدبیریں کرتے تھے اور اللہ (بھی) خفیہ تدبیریں کرتا تھا اور اللہ تمام خفیہ تدبیریں کرنے والوں میں سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔

یعنی جو تدبیر ان کے مقابل پر اس نے کی وہ ایسی خفیہ تدبیر تھی کہ جس کو وہ نہ سمجھ سکے اور نہ اس کا توڑ کر سکے۔ اس کے بعد قریش کی ناسمجھی کا بیان ہے بے عقلی اور نادانی سے انہوں نے اللہ کی آیات کا مذاق کیا۔

إِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ

(وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ انہوں نے کہا کہ یا اللہ اگر یہی بات حق ہو اور تیرے پاس سے آئی ہوئی ہو۔

یعنی جو چیز محمد نے پیش کی ہے۔

فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ۔

تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔

یعنی جس طرح تو نے لوط کی قوم پر پتھر برسائے تھے۔

أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔

یا کوئی تکلیف دہ عذاب ہم پر۔

یعنی ایسے عذابوں میں سے کوئی عذاب جو ہم سے پہلے کی کسی قوم پر نازل فرمایا ہو۔

۳۱۶ اور وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔ ایسی

حالت میں کہ ہم اس سے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس نے کسی امت کو ایسی حالت میں عذاب نہیں دیا ہے کہ اس کا نبی اسی کے ساتھ ہو یہاں تک کہ اس کو اس کے درمیان سے نکال لے اور یہ ان کا قول اس وقت کا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں میں (تشریف فرما) تھے۔ تو وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کی نادانی اور ان کی بے وقوفی اور ان کی خود اپنے نفس کے خلاف حق کی شمع کے مطالبے کی یاد دلاتا ہے جبکہ انھیں ان کی بداعمالیوں کے برے نتیجوں کی اطلاع دی گئی تھی۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ

وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

اور اللہ (ایسا) نہیں کہ انھیں ایسی حالت میں عذاب دیتا کہ تو ان میں تھا اور اللہ انھیں ایسی حالت میں کبھی عذاب دینے والا نہیں کہ وہ استغفار کرتے رہیں۔

یعنی ان کے اس قول کی یاد دلا رہا ہے کہ ہم استغفار کر رہے ہیں اور محمد ہمارے درمیان ہے۔ پھر فرمایا:۔

وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ

اور ان کی کیا بات ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہ دے ان کے درمیان ہو اور گرچہ وہ استغفار کرتے رہیں جس طرح کہ وہ کہتے ہیں۔

وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور وہ ہٹاتے ہیں مسجد حرام سے

یعنی ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور اس کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔ یعنی آپ کو اور آپ کے پیروؤں کو۔

وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ

حالانکہ وہ اس کے (حقیقی) سرپرست نہیں اس کے (حقیقی) سرپرست تو صرف متقی لوگ ہیں۔

یعنی جو لوگ اس کے حرم کی تعظیم بجا نہیں لاتے عظمت کرتے ہیں اور اس کے پاس اچھی طرح نماز ادا کیا کرتے ہیں یعنی آپ اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے ہیں۔

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

اور لیکن ان میں کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً

اور اس گھر کے پاس ان کی نماز سیٹیوں اور تالیوں کے سوا کچھ نہ تھی۔

یعنی وہ گھر جس کے متعلق وہ خود اس بات کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ اسی کے سبب سے (دشمنوں) سے محفوظ ہوئی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مکاء کے معنی صفیر (یعنی سیٹی) اور تصدیۃ کے معنی تصفیق (یعنی تالی) بجانے کے ہیں۔ عبدہ بن مشاوالعبسی نے کہا ہے۔

[illegible]

آواز نکل رہی تھی۔ شاعر کی مراد برچھی کے وار سے خون (کے فوارے) کی آواز سے جو سیٹی کی طرح نکل رہی ہو۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور الطرماح بن حکیم الطائی نے کہا ہے:—

۳۱۷ إِذَا كَبَّرَ بِهَا رَبَعَتْ صَدَاةٌ وَرَكْدَةٌ بِمُصْمَانِ أَوْ أَبْنَا شَمَامَيْنِ

جب کبھی وہ (جنگلی بکری) شمام (نامی پہاڑ) کی مانند پہاڑ پر چڑھ جاتی ہے یا محفوظ مقاموں پر چڑھنا شروع کرتی ہے تو اس سے آواز ہوتی ہے اور (پھر) خاموشی ہو جاتی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

شاعر جنگلی بکری کا بیان کر رہا ہے کہ جب یہ گرتی ہے تو اپنے پاؤں پہاڑ پر مارتی جاتی ہے اور پھر سختی ہونی خاموش ہو جاتی ہے اور اس کے پاؤں کا چٹان پر پڑنا تاتاں کی سی آواز دیتا ہے اور مصمان کے معنی الحزن کے ہیں[1] یعنی پہاڑ پر کے ایسے بلند مقامات جہاں چڑھ جانے والا محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور ابنا شمام دو پہاڑوں کے نام ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور یہ وہ باتیں تھیں جن سے اللہ راضی نہ تھا اور نہ اسے پسندیدہ تھیں اور یہ باتیں ان پر فرض کی گئی تھیں اور نہ انہیں اس کا حکم دیا گیا تھا۔

فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ

تو (اب) کفر کے عوض جو تم کرتے تھے عذاب چکھو۔

یعنی ان کے قتل کا عذاب جو بدر کے روز ان پر ڈالا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے

---

[1] (ب) میں مصمان کے معنی الحزن کے ہیں۔ یعنی سخت زمین۔ (احمد محمودی)

اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت بیان کی۔ (ام المومنین نے) کہا کہ
يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ کے نزول اور اس میں اللہ (تعالیٰ) کے اس قول کے
نزول میں۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا إِنَّ لَدَيْنَا
أَنْكَالًا وَجَحِيمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا

مجھے اور آسائش میں بسر کرنے والے جھٹلانے والوں کو
چھوڑ دے اور انھیں تھوڑی سی مہلت دے۔ بے شبہ ہمارے
پاس بیڑیاں بھاری ہیں اور بھڑکتی آگ ہے اور گلے میں پھنسنے والی
غذا ہے اور دردناک عذاب ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ انکال کے معنی قیود یعنی بیڑیوں کے ہیں اس کا ۳۱۸
واحد نکل ہے۔ رؤبۃ بن العجاج نے کہا ہے۔

بِكُنْيَتَيْ نِكْلِي بَغْيَ كُلِّ نِكْلِ

ہر قید سے سرکشی کے لیے میرے پاؤں کی قید تیرے لیے کافی ہو جائیگی
یہ بیت اس کے ایک رجز میں کی ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا۔ پھر فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ
فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ

جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اللہ کی راہ سے پھیرنے
کے لیے اپنے مال خرچ کر رہے ہیں تو انھیں جلد وہ مال (اور بھی)
خرچ کرنا ہوگا۔ اس کے بعد

عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ۔

یہ خرچ کرنا ان کے لیے حسرت کا سبب ہوگا۔ اس پر
مزید یہ کہ وہ مغلوب (شکست خوردہ) ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ
جہنم (کی آگ) کی طرف جمع کیے جائیں گے۔

[illegible] جواب سنیے اور ان لوگوں کے پاس [illegible]
پس حال [illegible] سے سوال کیا تھا کہ انھوں نے اس مال کے [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کرنے کے [illegible] دیا۔
[illegible] نازل فرمایا۔

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ

(اے نبی) ان لوگوں سے کہہ دے جنھوں نے کفر کیا ہے
کہ اگر وہ باز آجائیں تو جو کچھ گزر گیا وہ انھیں بخش دیا جائے گا
اور اگر انھوں نے (مجھ سے جنگ) دوبارہ کی تو پہلے لوگوں کا
طریقہ تو (سنا ہوا اور) گزر ہی چکا ہے۔

یعنی ان [illegible] جو بدر میں قتل کیے گئے۔ پھر فرمایا:—

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ

اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ [illegible] مذہب اسلام
اختیار کرنے والوں کے لیے) ایذا رسانی باقی نہ رہے اور اللہ کا
دین (قانون جزا) سب کا سب (اجاری) ہو جائے۔

یعنی [illegible] تک کہ کسی ایسے شخص کو اس کے دین سے پھیرنے کے لیے
ایذا [illegible] پائے اور اللہ کی خالص یکتائی جس میں کسی شریک کا گمان

شائبہ نہو قائم ہو جائے۔ اور اس کے سوا (اس کے) جتنے ہمسر ہوں انہیں تباہ کر دیا جائے۔

فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَإِنْ تَوَلَّوْا

تو اگر وہ باز آ گئے تو بے شبہ اللہ ان اعمال کو جو وہ کرتے ہیں دیکھنے والا ہے اور اگر انہوں نے تمہارے حکم سے روگردانی کی اور اپنے اسی کفر کی طرف گئے جس پر وہ (سب جمے ہوئے) ہیں۔

فَإِنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ

تو اللہ تمہارا محافظ ہے۔

جس نے تم کو عزت دی اور بدر کے روز باوجود ان کی زیادتی اور تمہاری کمی کے ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کی۔

نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ

وہ کتنا بہتر محافظ اور کس قدر اچھا مددگار ہے۔

پھر اللہ نے غنیمت کی تقسیم کی اور فرمایا اور جان رکھو کہ جو غنیمت کی تم نے لوٹ کی ہو اس کے متعلق اپنے حکم بتلاتے اور فرمایا۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي

اور (یہ) جان لو کہ جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے
اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے اور قرابت داروں
اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم اللہ پر ایمان ۳۱۹
ہو اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے
روز اتارا ہے جس دن دو جماعتیں ایک دوسرے سے بھڑ گئی تھیں۔
اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

یعنی جس روز میں نے اپنی قدرت سے حق سے باطل کا امتیاز پیدا کر دیا۔ جس دن تمہاری اور ان کی دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہو گئیں۔

إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا

جبکہ تم وادی کے ادھر کے کنارے تھے۔

وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَى

اور وہ وادی کے اُدھر کے کنارے تھے۔ مکہ کی جانب

وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنْكُمْ

اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا۔

یعنی ابوسفیان کا قافلہ جس کے لینے کے لیے تم نکلے تھے اور وہ اس کی حفاظت کے لیے نکلے تھے۔ نہ تمہاری جانب سے کوئی مقام متعین کیا گیا تھا اور نہ ان کی جانب سے۔

وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ

اور اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے وعدے بھی کرتے تو وقت و مقام موعود میں ضرور (کچھ نہ کچھ) مختلف ہو جاتے۔

اور اگر اس مقابلے کا تعین تمہارے اور ان کے وعدوں کی بنا پر ہوتا اور اس کے بعد ان کی تعداد کی زیادتی اور اپنی تعداد کی کمی کی خبر تمہیں پہنچتی تو تم ان سے نہ بھڑتے۔

وَلٰكِنْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا

ولیکن (یہ سب کچھ) اس لیے (ہوا) کہ اللہ اس کام کو پورا کر دے جو فیصلہ شدہ تھا۔

یعنی تاکہ اس بات کو پورا کر دے جو اس نے اپنی قدرت سے بغیر تمہاری مدد کے اسلام اور مسلمانوں کو عزت دینے اور کفر اور کافروں کو ذلیل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس نے جو کچھ ارادہ فرمایا وہ اپنی مہارت کر دیا۔ پھر فرمایا:—

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ

وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ

تاکہ جو بھی ہلاک ہو وہ حجت قائم ہونے کے بعد ہلاک ہو اور جو بھی زندہ رہے وہ حجت قائم ہونے کے بعد زندہ رہے اور اللہ بڑا سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

یعنی تاکہ جو شخص بھی کفر اختیار کرے تو وہ نشانیوں اور عبرتوں کو دیکھنے اور حجت قائم ہونے کے بعد کفر اختیار کرے اور جو شخص بھی ایمان اختیار کرے وہ اسی طرح اختیار کرے۔ اس نے اس کے بعد آپ پر اپنے مہربان ہونے اور آپ کے لیے اپنی خفیہ تدبیریں کرنے کا ذکر فرمایا۔ اور

ے۔ (الف) میں "عن غیر ملاء" ہے اور (ب ج د) میں "عن غیر بلاء" ہے یعنی بغیر تمہیں مصیبت میں ڈالے۔ (احمد محمودی)

اس کے بعد فرمایا:۔

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

(اسے نبی وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے تمہیں خواب میں انہیں کم کر کے بتایا اور اگر تمہیں ان کی تعداد بڑھا کر بتاتا تو تم لوگ کمزور پڑ جاتے اور معاملہ (لڑنے) میں اختلاف کرتے لیکن اللہ نے بچا لیا بے شبہ وہ دلوں کی بات خوب جاننے والا ہے۔

تو اللہ نے جو کچھ اس کے متعلق دکھایا وہ ان پر اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھی جس کے ذریعے انہیں ان کے دشمن پر دلیر بنا دیا اور ان سے اس کمزوری کو روک دیا جس میں ان کے مبتلا ہو جانے کا خوف تھا کیونکہ جو قوتیں ان میں (فطرۃً) تھیں اس سے وہ واقف تھا۔

وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا

اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو تمہیں تمہاری آنکھوں میں ان کی تعداد کم (دکھائی) اور ان کی آنکھوں میں (بھی) تمہاری کم تعداد (دکھائی) تاکہ اللہ امر فیصل شدہ کو پورا کر دے۔

یعنی تاکہ جنگ پر دونوں متفق ہو جائیں اور جس سے وہ انتقام لینا چاہتا تھا وہ انتقام پورا ہو اور اپنی مخلوقات میں سے جن لوگوں پر وہ انعام کرنا چاہتا تھا ان پر نعمت پوری ہو۔ [illegible]

اور سمجھایا اور ان کی جنگ میں انھیں جس راہ پر چلنا سزاوار تھا وہ راہیں
انھیں بتائیں اور فرمایا :- ۳۲۰

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم کسی جماعت کے
مقابل ہو۔

یعنی راہ خدا کی جنگ میں۔

فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا

تو جمے رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو۔

یعنی اس کی یاد جس کے لیے تم نے اپنی جانیں نثار کر دیں اور جو بیعت
تم نے اس سے کی ہے اس کے پورا کرنے کو یاد رکھو۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا

تاکہ تم چھلو پھولو۔ اور اللہ کی اور اس کے رسول کی
اطاعت کرو اور آپس میں کشمکش نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے۔

یعنی اختلاف نہ کرو کہ تمھارا معاملہ تتر بتر ہو جائے گا

وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

اور تمھاری ہوا (جو بندھی ہے) جاتی رہے گی۔

یعنی تمھارا رعب جاتا رہے گا۔

وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

اور صبر کرو بے شبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یعنی اگر تم ایسا کرو گے تو میں تمھارے ساتھ ہوں۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ

اور تم ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اکڑتے اور لوگوں کو (اپنی شان) بناتے نکلے ہیں۔

یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے۔ سے نہ ہو۔ جنہوں نے کہا ہے کہ ہم جب تک بدر نہ پہنچیں گے واپس نہ ہوں گے۔ اور وہاں ہم کاٹنے کے قابل جانور کاٹیں گے اور شراب پئیں گے اور وہاں ہمارے سامنے گانے والی لونڈیاں گائیں بجائیں گی۔ اور عرب ہمارے حال سنیں گے۔ یعنی تمہارے کام دکھاوے اور شہرت کی خاطر ہوں اور نہ اس لیے ہوں کہ لوگوں سے کوئی چیز حاصل کرو۔ اپنی نیتیں اللہ کے لیے خالص کرو اور (تمہارے کام) اپنے دین کی مدد اور اپنے نبی کی خاطر ہوں۔ تم اپنے کام اسی کے لیے کرو اور اس کے سوا کسی دوسری چیز کے طالب نہ ہو۔ پھر فرمایا:۔

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ

اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ شیطان نے ان کے کام ان کے آگے سنوار کر پیش کیے اور کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہیں ہو سکتا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر گزر چکی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اللہ نے اہل کفر کا ذکر فرمایا اور موت کے وقت انہیں جس حالت کا سامنا ہوگا اور ان کے حفاظت

بیان فرمایا اور اپنے نبی کو ان کے متعلق خبر دی حتیٰ کہ اس مقام پر پہنچا اور فرمایا :—

فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ۔

تو اگر جنگ میں تُو ان پر غلبہ پائے تو پریشان کر دے ان کے ذریعہ ان لوگوں کو جو ان کے پیچھے ہیں شاید کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

یعنی انھیں ایسی سزا دے کہ وہ اپنے پیچھے والوں کے لیے عبرت کا سبب ہوں تاکہ انھیں بھی آئے۔

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ إِلَى قَوْلِهِ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ۔

اور تم تیار کر رکھو ان (کے مقابلے) کے لیے سامان جنگ جتنا تم سے ہو سکے اور بندھے ہوئے گھوڑے (یا منفعت) کہ تم ڈرا سکو اس کے ذریعہ اللہ کے دشمن کو اور تمہارے دشمن کو اور دوسروں کو جو نہیں جانتے ان کو اللہ جانتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں وہ پورا کیا جائے گا تمہارے لیے۔

وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ۔

اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

یعنی اللہ کے پاس آخرت میں اس کی جزا ہوگی اور دنیا میں اس کا فوری معاوضہ ضائع نہ جائے گا۔ پھر فرمایا:۔

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا

اور اگر وہ صلح کی جانب مائل ہوں تو تو بھی اس کی جانب مائل ہو جا۔

یعنی اگر وہ اسلام اختیار کرنے کے لیے صلح کی دعوت دیں تو اس شرط پر ان سے صلح کر لے۔ ۳۲۱

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ

اور اللہ پر بھروسہ کر۔ اللہ تیرے لیے کافی ہے۔

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

بے شبہ اللہ تو بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ جنحوا للسلم کے معنی مالوا الیٰ السلم یعنی صلح کے لیے تیری طرف مائل ہوں۔ الجنوح کے معنی لیل کے ہیں۔ لبید بن ربیعہ نے کہا ہے:۔

جُنُوحَ الْهَالِكِيِّ عَلَى يَدَيْهِ ۔۔۔ كِلَا يَيْهِمَا يَلِي ثَبْتَ النِّصَالِ

(وہ اس طرح جھکا ہوا ہے) جس طرح تیر کمان کرنے والا تیر کا زنگ دور کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں پر جھکا رہتا ہے۔

اور یہ بیت اس قصیدے میں کا ہے۔ شاعر کہتا ہے وہ صیقل کرنے والا ہے جو اپنے کام پر جھکا رہتا ہے۔ النقب کے معنی تلوار کے زنگ کے ہیں۔ یلی کے معنی تو اس کو جلا دیتا ہے اور

السلم کے معنی صلح کے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں ہے۔

فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ

تو تم کمزور نہ ہو جاؤ، اور صلح کے طالب نہ ہو اور تم ہی برتر رہو گے۔

اور ایک قراءت میں اِلَی السِّلْمِ آیا ہے اور وہ بھی اسی کے معنی میں ہے۔ زہیر بن ابی سلمی نے کہا:—

وَقَدْ قُلْتُمَا إِنْ نُدْرِكِ السِّلْمَ وَاسِعًا ۚ بِمَالٍ وَمَعْرُوفٍ مِنَ الْقَوْلِ نَسْلَمِ

حالانکہ تم نے تو کہا تھا کہ اگر وسعت مال اور رواج کے موافق شرطوں کے ساتھ ہمیں صلح حاصل ہو تو ہم صلح کر لیں گے

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے حسن بن ابی الحسن البصری کی روایت پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے وان جنحوا للسلم کے معنی للاسلام کے ہیں اور اللہ کی کتاب میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

بعضوں نے فی السَّلم پڑھا ہے۔ اور اس سے مراد اسلام ہی ہے امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے۔

فَمَا أَنَابُوا لِلسِّلْمِ حِينَ تُنْذِرُهُمْ ۚ رُسُلُ الْإِلٰهِ وَمَا كَانُوا لَهُ عَضُدَا ۳۲۲

جب اللہ کے رسول انہیں ڈراتے ہیں تو وہ اسلام کی طرف رجوع نہیں ہوتے اور اس کی قوت بازو نہیں بنتے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور جو ڈول بنایا جاتا ہے اس کو بعض عرب سلم کہتے ہیں۔

بنی قیس بن ثعلبہ میں کا ایک شخص عرفطہ بن العبد نامی اپنی ہنکا تعریف میں کہتا ہے:—

لَهَا مِرْفَقَانِ أَفْتَلَانِ كَأَنَّمَا ... تَمُرُّ بِسَاعَيْ دَالِجٍ مُتَشَدِّدِ[1]

اس (اونٹنی) کے اگلے پیر کے دونوں جوڑ اس طرح مڑے ہوئے ہیں گویا وہ باولی سے پانی کھینچ کر حوض میں ڈالنے والے اور سخت کوشش کرنے والے کے دونوں پاؤں سے کر گزر رہے ہیں۔ (یعنی جس طرح کوئی شخص باولی سے پانی کھینچ کر حوض میں ڈالتا ہے اور اس کے لیے بار بار دوڑتا ہے اور اپنے کپڑوں سے نہ لگنے کے لیے [illegible] پاؤں کے دونوں جوڑ باہر کی جانب نکلے ہوئے ہیں)۔

اور بعض روایتوں میں دالج آیا ہے۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ

اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دھوکا دیں تو بے شبہ تیرے لیے اللہ کافی ہے۔

یعنی وہ اس دھوکے کے پیچھے ہے (یعنی اللہ ان کے دھوکا دہی کے بعد خدائی تدبیریں اور اسباب بھی تو ہیں)۔

---

[1] ۔ (ب) میں "دالج" جیم سے ہے جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں۔ اور (اضافہ د) میں "دالح" حاء حطی سے ہے جس کے معنی چھوٹے چھوٹے قدم ڈالنے کے ہیں۔ دونوں معنی مطلب کے لحاظ سے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

هُوَ الَّذِی أَیَّدَكَ بِنَصْرِهِ

وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے تجھے قوی کر دیا۔
ضعف کے بعد۔

وَبِالْمُؤْمِنِینَ وَأَلَّفَ بَیْنَ قُلُوبِهِمْ

اور ایمانداروں (کی مدد) سے۔ اور ان کے دلوں میں محبت (پیدا کر) دی)۔

لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِی الْأَرْضِ جَمِیعًا مَا أَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوبِهِمْ

وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَیْنَهُمْ

جو کچھ زمین میں ہے اگر تو وہ سب کا سب خرچ کر دیتا تو بھی ان کے دلوں میں محبت نہ پیدا کر سکتا۔ لیکن اللہ نے ان میں محبت پیدا کر دی۔ اپنے دین کے ذریعے جس پر ان سب کو مجتمع کر دیا ہے۔

إِنَّهُ عَزِیزٌ حَكِیمٌ

بے شبہ وہ غالب حکمت والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ

یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِینَ عَلَى الْقِتَالِ إِن یَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ یَغْلِبُوا مِائَتَیْنِ وَإِن یَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ یَغْلِبُوا أَلْفًا

مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ

اے نبی ایماندار جنھوں نے تیری پیروی اختیار کی ہے۔ اور اللہ تیرے لیے کافی ہے۔ اے نبی ایمانداروں کو جنگ کرنے کی ترغیب دے اگر تم میں کے صبر کرنے والے بیس ہوں تو دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں کے سو ہوں تو ان لوگوں نے کفر کیا ہے ان میں کے ہزار پر غالب رہیں گے اس لیے کہ وہ سمجھ کے ہیٹے ہیں۔

یعنی ان لوگوں کی جنگ کسی خاص نیت سے نہیں اور نہ کسی حق بات کے لیے ہے اور نہ بھلائی برائی کی تمیز پر مبنی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے عطا بن ابی رباح سے عبداللہ بن عباس کی روایت بیان کی اور کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں کو بہت بار معلوم ہوا اور بیس کا دو سو سے اور سو کا ہزار سے جنگ کرنا انھیں بڑا (سخت) معلوم ہوا۔ تو اللہ نے ان پر تخفیف کر دی اور دوسری آیت نے اس کو منسوخ کر دیا۔ اس کے بعد فرمایا: — ۴۲۲

الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ

اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی اور اس نے معلوم کر لیا ہے کہ تم میں ایک طرح کی کمزوری ہے اس لیے اگر تم میں کے صبر کرنے والے سو ہوں تو وہ دو سو پر غلب

قتل کریں اور اگر تم میں کے ہزار ہوں تو وہ بحکم الٰہی دو ہزار پر غالب رہیں۔

کہا کہ اس کے بعد ان کی یہ حالت رہی کہ اگر دشمن کی تعداد کے نصف ہوتے تو (یہ سمجھتے تھے کہ) ان سے بھاگنا انھیں سزاوار نہیں اور جب اس سے بھی کم ہوتے تو (سمجھتے تھے) ان سے جنگ کرنا ان پر واجب نہیں اور ان کے مقابلے سے ہٹ جانا ان کے لیے جائز ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اس نے آپ پر قیدیوں کے قید کرنے اور غنیمت کے حاصل کرنے کے متعلق ناراضی ظاہر فرمائی اور آپ سے پہلے انبیاء میں سے کسی نبی نے اپنے دشمن سے غنیمت حاصل کر کے نہیں کھائی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسَاجِدَ وَطَهُورًا وَأُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِنَبِيٍّ كَانَ قَبْلِي وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ خَمْسٌ لَمْ يُؤْتَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي

مجھے رعب کے ذریعے مدد دی گئی اور زمین (کے ٹکڑے) میرے لیے سجدہ گاہیں اور پاک بنا دئے گئے اور مجھے کثیر معانی کا جامع کلام عطا فرمایا گیا۔ اور غنیمتیں میرے لیے جائز کر دی گئیں اور میرے پہلے کسی نبی کے لیے جائز نہیں کی گئیں اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔ (یہ) پانچ (چیزیں) مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر فرمایا:۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ (أی قبلك) أَنْ تَكُونَ لَهُ أَسْرَى (حتى يثخن عدوه) حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ

کسی نبی کو حق نہ تھا (یعنی آپ سے پہلے) کہ اس کے پاس (اس کے دشمن) قیدی بنے رہیں یہاں تک کہ وہ زمین میں خوب خونریزی نہ کرلے۔

یعنی دشمنوں کو خوب قتل نہ کرلے حتیٰ کہ انھیں اس سرزمین سے جلا وطن کر دے۔

تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا

تم دنیوی ساز وسامان چاہتے ہو۔

یعنی لوگوں کو قید کر کے ان کے فدیے کی رقم کے طالب ہو۔

وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ

اور اللہ تو انجام (کی درستی) چاہتا ہے۔

یعنی ان کا قتل تاکہ جس دین کا غلبہ وہ چاہتا ہے۔اس دین کا غلبہ ہو جس کے ذریعے آخرت حاصل کی جاتی ہے۔

لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ (أی من الاسارى والمغانم) عَذَابٌ أَلِيمٌ

اگر سابقہ نوشتہ الٰہی نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے (قیدی گرفتاری اور غنیمتوں کا مال) حاصل کیا اس کے متعلق تمھیں ضرور دردناک

عذاب چھو لیتا۔

یعنی اگر یہ پہلی نوشتہ سابقہ نہ ہوتی کہ میں بغیر کسی بات کی وضاحت کے پہلے ہی سے عذاب نہیں دیا کرتا تو ضرور تمہیں اس تمہارے کیے پر عذاب دیتا۔ اور اس نے تمہیں منع نہیں فرمایا تھا۔ پھر اس نے آپ کے اور آپ کی امت کے لیے اپنی رحمت سے اس (مال غنیمت) کو جائز کر دیا اور رحمن و رحیم کی جانب سے بطور رخصت و رحمت فرمایا۔ پھر فرمایا:۔

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

پس کھاؤ جو تم نے غنیمت (مال) حاصل کیا ہے اس میں سے کہ وہ حلال اور پاکیزہ ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا درگزر کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

اس کے بعد فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اے نبی اپنے قیدیوں سے کہدے جو تم میں سے اس کے ہاتھ میں ہیں کہ اگر تمہارے دلوں میں کوئی بھلائی معلوم کرے گا تو تمہیں اس سے بہتر (چیز) عطا فرمائے گا جو تم سے لی گئی ہے اور اللہ (غلطیوں کو) بہت ڈھانک لینے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اور مسلمانوں کو آپس میں قرابت دارانہ تعلقات رکھنے کی ترغیب دی اور مہاجرین و انصار میں ان کے سوا دوسروں کو چھوڑ کر دینی رشتہ داری

قائم فرمادی) ۔ اور کافروں کے درمیان ایک دوسرے سے رشتہ داری قرار دی ۔ اور فرمایا :۔

إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ

اگر ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا ۔

یعنی اگر دوسروں کو چھوڑ کر ایماندار کا ایماندار رشتہ دار نہ بنے اگرچہ وہ دوسرا حقیقی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو تو زمین میں فساد ہوگا ۔ یعنی حق و باطل شبہے میں پڑ جائے گا ۔ اور ایماندار کی رشتہ داری ایماندار کے ساتھ ہونے کے بجائے کافر سے ہو تو زمین میں فساد ہوگا ۔ دوسروں کو چھوڑ کر مہاجرین و انصار میں اس رشتہ داری کو قائم کرنے کے بعد پھر میراث انہیں حقیقی رشتہ داروں ہی کی طرف ۔ و فرمادی جنہوں نے اسلام اختیار کرلیا اور فرمایا :۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا تو وہ تمہیں میں سے ہیں ۔ اور نوشتۂ الٰہی کے لحاظ سے بعض رشتہ دار بعض سے زیادہ قریب ہیں ۔ یعنی میراث کے لحاظ سے ۔

إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

بے شبہ اللہ ہر چیز کو بھی طرح سے جاننے والا ہے ۔

فہرست ان مسلمانوں کی جو بدر میں حاضر تھے

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ نام ان مسلمانوں کے ہیں جو بدر میں حاضر تھے ۔

قریش کی شاخ ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ میں سے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المسلمین ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور اللہ اور اس کے رسول کے شیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبدالعزیٰ بن امرء القیس
۳۲۵ الکلبی جن پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انعام فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبدالعزیٰ ابن امرء القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللہ بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ انسہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ابو کبشہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ انسہ حبشی تھے اور ابو کبشہ فارسی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو مرثد کناز بن حصین بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن خرشہ بن سعد بن طریف بن جلان بن غنم بن غنی بن یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان۔

ابن ہشام نے کہا کناز بن حصین۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کا بیٹا مرثد بن ابی مرثد حمزہ بن عبدالمطلب کا حلیف۔

اور عبیدہ بن الحارث بن المطلب۔

اور ان کے دونوں بھائی الطفیل بن الحارث۔

اور الحصین بن الحارث۔

اور مسطح جن کا نام عوف بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب تھا۔ (جملہ)

بارہ آدمی۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس جو اپنی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ کے پاس رہ گئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غنیمت میں سے) ان کو حصہ دیا تو انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ (میرا اجر کیا) واجرک۔ (ہاں) تمہارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔

اور ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو حذیفہ کا نام مہشم تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سالم شیبہ بن ربیعہ بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کے، اس شرط سے آزاد کیے ہوئے تھے کہ ان کو ولاء حاصل ہوگی، اس نے (ثبیتہ بنت یعار) انھیں، شرط مذکور کے ساتھ آزاد کیا تو یہ ابو حذیفہ کے پاس بے یار و مددگار ہو کر آگئے تو ابو حذیفہ نے انھیں متبنیٰ بنا لیا۔ اور بعض کہتے ہیں ثبیتہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی اس لیے جب اس نے سالم کو بشرط مذکور آزاد کیا۔ تو سالم کو مولی ابی حذیفہ کہنے لگے۔ ۳۲۶

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعضوں کا دعویٰ ہے کہ ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس کے آزاد کردہ عبید نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تیاری کر لی تھی اس کے بعد وہ بیمار ہو گئے تو ہشام بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم انھیں اپنے اونٹ پر اٹھا لائے جب اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارے جنگوں میں شریک رہے۔

اور [illegible] بن عبد شمس کے آزاد کردہ [illegible] بن خزیمہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی اور [illegible] بن عمرو بن کبیشہ بن عمرو بن [illegible] اور [illegible] بن [illegible] بن عمرو بن کبیشہ بن عمرو بن [illegible]

ابن اسد۔
اور شیبہ بن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر ابن غنم بن دودان بن اسد۔
اور ان کے بھائی عتبہ بن وہب۔
اور یزید بن رقیش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔
اور ابو سنان بن محصن بن حرثان بن قیس۔ عکاشہ بن محصن کے بھائی اور ان کے بیٹے سنان بن ابی سنان۔
اور محرز بن نضلہ بن عبداللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد۔
اور ربیعہ بن اکثم بن صخبرہ بن عمرو بن لکیز بن عامر بن غنم ابن دودان بن اسد۔
اور حلفاء بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد میں سے ثقف ابن عمرو اور ان کے دونوں بھائی مالک بن عمرو۔
اور مدلج بن عمرو۔
ابن ہشام نے کہا مدلاج بن عمرو۔
ابن اسحٰق نے کہا یہ لوگ بنی جشم میں سے بنی سلیم والے ہیں۔ ۳۲۷
اور ابو تمیحا ان کے حلیف۔ (جملہ) سولہ شخص۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابو تمیحا بنی طی میں سے تھے اور ان کا نام سوید ابن مخشی تھا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے دو شخص۔
عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان۔
اور عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ خباب۔
اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے تین شخص۔

الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد۔
اور حاطب بن ابی بلتعہ۔
اور حاطب کے آزاد کردہ سعد۔
ابن ہشام نے کہا حاطب کے باپ ابی بلتعہ کا نام عمرو تھا اور وہ بنی لخم سے تھا اور حاطب کے مولی سعد بنی کلب میں سے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا بنی عبدالدار بن قصی میں سے وہ شخص۔
مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی۔
اور سویبط بن سعد بن حریملہ بن مالک بن عمیلہ بن السباق بن عبدالدار۔
اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے آٹھ شخص۔
عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ۔
اور سعد بن ابی وقاص اور وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف ابن زہرہ تھا۔
اور ان کے بھائی عمیر بن ابی وقاص۔
اور ان کے حلیفوں میں سے المقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن ۳۲۸
الشرید بن ہزل بن قایش بن دریم بن الغیتن بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ہزل بن قاس بن ذر۔ اور وہیر بن ثور کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن مسعود بن الحارث بن شمخ بن مخزوم ابن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل۔
اور مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبدالعزیٰ بن عمامہ بن حالب ابن محلم بن عایذ بن سبیع بن اہون بن خزیمہ جبالقارہ سے تھے۔

لہ۔ (ف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد صوری)

ابن ہشام نے کہا کہ القارہ لقب ہے۔ اور انھیں کے متعلق کہا گیا ہے۔

قَدْ أَنْصَفَ الْقَارَةَ مَنْ رَامَاهَا۔

یعنی جس نے القارہ کا تیر اندازی سے مقابلہ کیا اس نے ان سے انصاف کا معاملہ کیا۔ اور یہ لوگ تیر انداز تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ بن غبشان ابن سلیم بن منصور بن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر جو خزاعہ میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا انھیں ذوالشمالین اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہ بائیں ہاتھ سے کام کیا کرتے تھے اور ان کا نام عمیر تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور خباب بن ارت۔

ابن ہشام نے کہا ... بنی تیم اللہ بن ثعلبہ میں سے تھے اور ان کی ولاء بنی زہرہ میں رہتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ خباب خزاعہ میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی تیم بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔

ابوبکر الصدیق اور آپ کا نام عتیق بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوبکر کا نام عبداللہ تھا اور عتیق آپ کا لقب تھا۔ اور یہ لقب آپ کی خوبصورتی، شرافت کے سبب تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوبکر کے آزاد کردہ بلال اور بنی جمح کے مولدین میں سے تھے ان کو ابوبکر نے امیہ بن خلف سے خریدا تھا۔ اور بلال رباح کے بیٹے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

اور عامر بن فہیرہ۔

لہ۔ (اصل) میں نہیں لکھا ہے جو تحریف ہے۔ (حمید محمود)

ابن ہشام نے کہا کہ عامر بن فہیرہ بنی اسد کے مولدین میں سے اور سیاہ فام تھے۔ انھیں سے ابوبکر نے انھیں خریدا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور صہیب بن سنان جو نمر بن قاسط میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا النمر بن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں افصی بن دعمی بن جدیلہ۔ بعض کہتے ہیں کہ صہیب عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ رومی تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ النمر بن قاسط میں سے تھے اور رومیوں کے پاس قید ہو گئے تھے اور انھیں رومیوں ہی سے خریدا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کی روایت کی گئی ہے کہ صہیب سابق الروم صہیب تمام رومیوں پر سبقت کرنے والے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ شام کے رہنے والے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس ہونے کے بعد یہ آئے اور آپ سے گفتگو کی تو آپ نے انھیں بھی (غنیمت بدر میں سے) حصہ عنایت فرمایا۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی اجر ملے گا تو فرمایا:۔

واجرک اور تمھارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔

ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

اور شماس بن عثمان بن الشریہ بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا کہ شماس کا نام عثمان تھا اور شماس ان کا لقب اس وجہ سے پڑ گیا کہ وہ شمامستہ میں سے تھے اور زمانہ جاہلیت میں مکہ آئے تھے اور (بہت) خوبصورت تھے۔ لوگ ان کی خوبصورتی کو دیکھ کر حیران ہو گئے تو عتبہ بن ربیعہ نے جو شماس کا ماموں تھا کہا کہ میں تمھارے پاس اس سے زیادہ خوبرو شماس کو لاتا ہوں اور اپنے بھانجے عثمان بن عثمان کو دیا تو ان کے

۳۲۰

نام شمار مشہور ہوگئے۔ ان کے [illegible] الزہری نے کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ارقم بن ابی الارقم اور ابوالارقم ان کا نام عبد مناف
بن اسد تھا اور اسد کی کنیت ابوجندب تھی [illegible] عبداللہ بن عمر بن
مخزوم کا بیٹا تھا۔

اور عمار بن یاسر۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمار بن یاسر عنسی مذحج کی شاخ بنی سے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور معتب بن عبداللہ بن عمار بن نضلہ بن عنسہ بنا
کلیب بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو۔ ان کے (بنی مخزوم کے)
حلیف تھے اور تھے بنی خزاعہ میں سے۔ اور یہ ہمہ جنب کہا جاتا تھا
وہ یہی ہیں۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے چودہ شخص۔

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح
ابن رزاح بن عدی۔

اور ان کے بھائی زید بن الخطاب۔

اور عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ مجمع جو یمن والوں میں سے
تھے۔ اور بدر کے روز دونوں صفوں کے درمیان مسلمانوں میں سے
جو سب سے پہلے شہید ہوئے وہ یہی تھے۔ ان کو تیر سے مارا گیا تھا۔
ابن ہشام نے کہا کہ مجمع بنی عمرو بن عوف میں سے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عمرو بن سراقہ بن المعتمر بن انس بن اداۃ بن
عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی۔

اور ان کے بھائی عبداللہ بن سراقہ۔

اور واقد بن عبداللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع ۲۳۱
ابن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم جو ان کے حلیف تھے۔

اور خولی بن ابی خولی۔

اور مالک بن ابی خولی ان کے دونوں حلیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو خدلی بنی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن ربیعہ جو آل الخطاب کے حلیف عنز بن وائل میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا عنز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں افصی بن دعمی بن جدیلہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن البکیر بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بنی سعد بن لیث میں سے تھے۔

اور عاقل بن البکیر۔

اور خالد بن البکیر۔

اور ایاس بن البکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف۔

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن رزاح بن عدی بن کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس ہونے کے بعد یہ شام سے آئے اور آپ سے عرض کی تو آپ نے انھیں (غنیمت بدر میں سے) حصہ عنایت فرمایا۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے بھی اجر ملے گا فرمایا:—

وَأَجْرُكَ۔ اور تمھارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے پانچ شخص۔

عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

اور ان کے بیٹے السائب بن عثمان۔

اور ان کے دونوں بھائی قدامہ بن مظعون۔

اور عبد اللہ بن مظعون۔

اور معمر بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے ایک شخص۔

خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔

۲۰۴۲ اور بنی عامر بن لؤی کی شاخ بنی مالک بن حسل بن عامر میں سے پانچ شخص۔
ابو سبرہ بن رہم بن عبد العزی بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل۔
اور عبد اللہ مخرمہ بن عبد العزی بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل۔ یہ اپنے باپ سہیل بن عمرو کے ساتھ نکلے تھے۔ جب لوگ بدر میں اکٹھے ہوئے تو یہ بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے اور آپ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک رہے۔
اور سہیل بن عمرو کے آزاد کردہ عمیر بن عوف۔
اور ان کے حلیف سعد بن خولہ۔
ابن ہشام نے کہا کہ سعد بن خولہ یمن کے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی الحارث بن فہر میں سے پانچ شخص۔
ابو عبیدہ بن الجراح اور ان کا نام عامر بن عبد اللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث تھا۔
اور عمرو بن الحارث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث۔
اور سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث۔
اور ان کے بھائی صفوان بن وہب اور یہ دونوں البیضاء کے بیٹے تھے۔
اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث۔
غرض جملہ مہاجرین جو بدر میں حاضر تھے اور جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ اور اجر عطا فرمایا (وہ سب) تراسی تھے۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسرے بہت سے اہل علم نے بدری مہاجرین میں بنی عامر بن لؤی میں سے وہب بن ابی سرح کا اور حاطب بن عمرو کا اور بنی الحارث بن فہر میں سے عیاش بن ابی زہیر کا بھی ذکر کیا ہے۔

انصار اور ان کے ساتھی

۳۳۳

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان انصار اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے پندرہ شخص۔

سعد بن معاذ بن النعمان بن امرء القیس بن زید بن عبدالاشہل۔

اور عمرو بن معاذ بن النعمان۔

اور الحارث بن اوس بن معاذ بن النعمان۔

اور الحارث بن انس بن رافع بن امرء القیس۔

اور بنی ہبید بن کعب بن عبدالاشہل میں سے سعد بن زید بن مالک بن ہبید۔

اور بنی زعوراء بن عبدالاشہل میں سے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے زعوراء کہا ہے۔

سلمہ بن سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء۔

اور عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعوراء۔

اور سلمہ بن ثابت بن وقش۔

اور رافع بن یزید بن کرز بن سکن بن زعوراء۔

اور زید بن خزمہ بن معاذ بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج۔ بنی عوف بن الخزرج میں سے ان کے حلیف۔

اور بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف محمد بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن الحارثہ بن الحارث۔

اور بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف سلمہ بن اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن الحارث۔

ابن ہشام نے کہا اسلم بن حریس بن عدی ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابو الہیثم بن التیہان ۔
اور عبید بن التیہان ۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعض عتیک بن التیہان کہتے ہیں ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن سہل ۔
ابن ہشام نے کہا عبداللہ بن سہل بنی زعوراء والے ۔ اور بعضوں نے کہا غسان میں کے تھے ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ظفر کی شاخ بنی سواد بن کعب (اور کعب ہی کا نام ظفر ہے) میں سے دو شخص ۔
ابن ہشام نے کہا ظفر بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ۔
ابن اسحٰق نے کہا قتادہ بن النعمان بن زید بن عامر بن سواد ۔
اور عبید بن اوس بن مالک بن سواد ۔
ابن ہشام نے کہا عبید بن اوس وہ ہیں جنھیں مقرن کہا جاتا تھا اس لیے کہ انھوں نے بدر کے روز چار قیدیوں کو ایک جگہ کر دیا تھا اور انھیں نے اس روز عقیل بن ابو طالب کو بھی گرفتار کیا تھا ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عبد بن رزاح بن کعب میں سے تین آدمی ۔
نصر بن الحارث بن عبد ۔
اور معتب بن عبد ۔
اور ان کے حلیفوں میں سے بنی بلی میں کے عبداللہ بن طارق ۔
اور بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین شخص ۔
مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ ۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے مسعود بن عبد سعد کہا ہے ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابو عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ ۔
اور ان کے حلیف بنی بلی میں سے ابو بردہ بن نیار جن کا نام

ابی بن نیار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل
بن ثعل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی شاخ بنی ضبیعہ ۳۳۵
بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے پانچ شخص۔
عاصم بن ثابت بن قیس اور قیس ہی ابوالافلح بن عصمہ بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ تھا۔
اور حنظلہ بن ابی عامر بن صیفی بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔
اور ابوشیل بن انس بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔
اور عمرو بن معبد بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔
ابن ہشام نے کہا عمیر بن معبد۔
ابن اسحٰق نے کہا اور سہل بن حنیف بن واہب بن العکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن حارث
بن عمرو۔ اور عمرو ہی وہ شخص ہے جس کو خزرج بن حنش بن غوث بن عمرو بن عوف کہا جاتا ہے۔
اور بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے نو شخص۔
بشیر بن عبدالمنذر بن زنبر بن زید بن امیہ۔
اور رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر۔
اور سعد بن عبید بن النعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ۔
اور عویم بن ساعدہ۔
اور رافع بن عنجدہ۔
ابن ہشام نے کہا عنجدہ ان کی ماں تھی۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبید بن ابی عبید۔
اور ثعلبہ بن حاطب۔
اور ان دونوں کو اس بات کا دعویٰ تھا کہ ابی بن عبد منذر اور
الحارث بن حاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو
آپ نے ان دونوں کو واپس فرما دیا اور ابولبابہ کو مدینہ پر میرمقرر فرمایا
تھا اور اصحاب بدر کے ساتھ ان دونوں کو دو حصے عنایت فرمائے۔
ابن ہشام نے کہا کہ آپ نے انھیں الروحاء سے واپس فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا اور حاطب، عمرو بن عبید بن امیہ کا بیٹا تھا۔
ابولبابہ کا نام بشیر تھا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے سات۔ ۳۲۱
انیس بن قتادہ بن ربیعہ بن خالد بن الحارث بن عبید۔
اور ان کے حلیفوں بنی بلی میں سے معن بن عدی بن الجد۔
ابن ضبیعہ۔
اور ثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان۔
اور عبداللہ بن سلمہ بن مالک بن الحارث بن عدی بن العجلان
اور زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان۔
اور رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان العجلان۔
اور سہم بن عدی بن العجلان تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس فرما دیا اور بدر کے ساتھ انہیں حصہ عطا فرمایا۔
اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے سات شخص۔
عبداللہ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن البرک اور البرک کا نام امرالقیس ابن ثعلبہ تھا۔
اور عاصم بن قیس۔
ابن ہشام نے کہا عاصم بن قیس بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرالقیس بن ثعلبہ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابوحنیہ بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرالقیس بن ثعلبہ۔
اور ابوحنہ۔
ابن ہشام نے کہا یہ ابن ضیاح کے بھائی تھے۔ اور بعضوں نے ابوحبہ کہا ہے اور امرالقیس کو البرک بن ثعلبہ کہا جاتا تھا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور سالم بن عمیر بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرالقیس ابن ثعلبہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ثابت بن عمرو بن ثعلبہ بھی کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور رافع بن النعمان بن امیہ بن امرالقیس بن ثعلبہ ۳۲۰

اور خوات بن جبیر بن النعمان جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب بدر کے ساتھ حصہ عطا فرمایا۔

اور بنی جحجبی بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے دو شخص۔ منذر بن محمد بن عقبہ بن اجیحہ بن الجلاح بن الحریش بن جحجبی بن کلفہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے الحریس بن جحجبی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے اور ان کے حلفاء بنی انیف میں سے ابو عقیل بن عبداللہ بن ثعلبہ بن بجان بن عامر بن الحارث بن مالک بن عامر بن نیف ابن نسہم بن عبداللہ بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے تیم بن اراشہ اور قسمیل بن فاران کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی غنم بن السلم بن امرء القیس بن مالک ابن الاوس میں سے پانچ آدمی۔

سعد بن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم۔

اور منذر بن قدامہ۔

اور مالک بن قدامہ بن عرفجہ۔

ابن ہشام نے کہا عرفجہ بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ ابن غنم۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن عرفجہ۔

اور بنی غنم کے آزاد کردہ تمیم۔

ابن ہشام نے کہا کہ تمیم سعد بن خیثمہ کے آزاد کردہ تھے۔ ۲۰۸

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے تین آدمی۔

جبیر بن عتیک بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن

امیہ بن معاویہ۔
اور مالک بن نمیلہ۔ ان کے حلیف بنی مزینہ میں سے۔
اور ان کے حلیف بنی بلی میں سے النعمان بن عصر۔
غرض اوس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں جو شریک رہے اور جن کو آپ نے حصہ اور اجر عطا فرمایا وہ اکسٹھ آدمی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان انصار الخزرج بن الحارث بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی الحارث بن الخزرج کے قبیلہ بنی امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے چار شخص۔

خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس۔
اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس۔
اور عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امرء القیس بن عمرو بن امرء القیس۔
اور خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرء القیس۔
اور بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے دو شخص۔

بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے جلاس کہا ہے اور ہمارے خیال میں یہ غلطی ہے۔
اور ان کے بھائی سماک بن سعد۔
اور بنی عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے تین آدمی۔

سبیع بن قیس بن عیشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی۔
اور ان کے بھائی عباد بن قیس بن عیشہ۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قیس بن عبسہ بن امیہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبید بن زید بن قیس۔

اور بنی احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث
ابن الخزرج میں سے ایک ہی شخص۔
یزید بن الحارث بن قیس بن مالک بن احمر انھیں کو ابن فسحم بھی
کہا جاتا ہے۔
ابن ہشام نے کہا فسحم ان کی ماں تھی اور بنی القین بن جسر کی
عورت تھی۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی جشم بن الحارث بن الخزرج۔ اور زید
ابن الحارث بن الخزرج میں سے جو دونوں توام تھے چار شخص۔
حبیب بن اساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم۔
اور عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ بن زید۔
اور ان کے بھائی حریث بن زید بن ثعلبہ۔
اور انھوں نے سفیان بن بشر کے متعلق بھی (شرکت بدر کا) دعویٰ
کیا ہے۔
ابن ہشام نے کہا سفیان بن نسر بن عمرو بن الحارث بن کعب
ابن زید۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج
میں سے چار آدمی۔
تمیم بن یعار بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔
اور بنی حارثہ میں سے عبداللہ بن عمیر۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عبداللہ بن عمیر بن عدی بن امیہ بن
جدارہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور زید بن المزین بن قیس بن عدی بن امیہ
۲۴ بن جدارہ۔
ابن ہشام نے کہا زید بن المری۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن عرفطہ بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔

اور بنی الابجر میں سے جن کو بنو خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج بھی کہتے ہیں ایک شخص

عبداللہ بن ربیع بن قیس بن عمرو بن عباد بن الابجر۔

اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم میں سے چھے شخص۔

ابن عوف بن الخزرج میں سے جس کو بنو الحبلی بھی کہتے ہیں۔ دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا الحبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا۔ [illegible] پیٹ کے بڑے ہونے کے سبب سے الحبلی مشہور ہو گیا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید ابن سلول کے نام سے مشہور تھا۔ سلول ایک عورت کا نام تھا جو اس کی (ابی کی) ماں تھی۔

اور اوس بن خولی بن عبداللہ بن الحارث بن عبید۔

اور بنی جزء بن عدی بن مالک بن سالم بن غنم میں سے چھے شخص۔

زید بن ولیمہ بن عمرو بن قیس بن جزء۔

اور بنی عبداللہ بن غطفان میں سے ان کے حلیف عقبہ بن وہب ابن کلدہ۔

اور رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم۔

اور یمن والے ان کے حلیف عامر بن سلمہ بن عامر۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عمرو بن سلمہ کہا ہے اور وہ بنی بلی کی شاخ قضاعہ میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو حمیضہ معبد بن عباد بن قشیر بن المقدم بن سالم بن غنم۔ ۴۴۱

ابن ہشام نے کہا معبد بن عباد بن قشعر بن المقدم اور بعضوں نے کہا عباد بن قیس بن المقدم۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف عامر بن البکیر۔

ابن ہشام نے کہا عامر بن العکیر اور بعض عاصم بن العکیر کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کی شاخ بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے ایک شخص، نوفل بن عبداللہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان۔

اور بنی الابرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ غنم بن دوف ہے جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کا بھائی ہے اور غنم بن سالم وہ ہے جس کے متعلق میں نے پہلے ابن اسحٰق نے کہدیا ہے۔

عبادہ بن الصامت بن قیس بن الابرم۔ اور ان کے بھائی اوس بن الصامت۔

اور بنی دعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم میں سے ایک شخص النعمان بن مالک بن ثعلبہ بن دعد اور یہ النعمان وہ ہیں جن کو قوقل کہا جاتا تھا۔

اور بنی قریوش بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم میں سے ایک شخص۔ ۲۴۲

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قریوش بن غنم کہا ہے۔

ثابت بن ہزال بن عمرو بن قریوش۔

اور بنی مرخیہ بن غنم میں سے ایک شخص ابن سالم مالک بن الدخشم بن مرخیہ۔

ابن ہشام نے کہا مالک بن الدخشم بن مالک بن الدخشم بن مرخیہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی لوذان بن سالم میں سے تین آدمی۔

ربیع بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان۔

اور ان کے بھائی ورقہ بن ایاس۔

اور ان کے یمن والے حلیف عمرو بن ایاس۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کہا کہ عمرو بن ایاس ربیع اور ورقہ کے بھائی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف بنی بلی کی شاخ بنی غصینہ میں سے پانچ شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ غصینہ ان کی ماں تھی اور ان کے باپ کا نام عمرو بن عمارہ تھا۔

المجذر بن ذیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن غصینہ ابن عمرو بن بتیرہ بن مشنوء بن قسر بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بنی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے قسر بن تیم بن اراشہ کہا ہے۔ ۳۴۳

اور قسمیل بن فاران اور المجذر[1] کا نام عبد اللہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبادہ بن الخشخاش بن عمرو بن زمزمہ۔

اور نجاب بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے نجاش بن ثعلبہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبد اللہ بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم اور ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے حلیف بنی بہراء عتبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ نے بھی بدر میں حاضری دی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عتبہ بن بہز بنی سلیم میں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کی شاخ بنی ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ میں سے دو شخص۔

ابو دجانہ سماک بن خرشہ۔

ابن ہشام نے کہا ابو دجانہ سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن ۳۴۴ عبد ود بن زید بن ثعلبہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور المنذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے المنذر بن عمرو بن خنیش کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو

---

[1] (اصل) میں تحریف کاتب سے المنذر ہو گیا ہے۔ جو غلط ہے۔ (احمد محمود ی)

بن الخزرج بن ساعدہ میں سے دو شخص۔
ابو اسید بن مالک بن ربیعہ بن البدی۔
اور مالک بن مسعود اور وہ البدی کی طرف (منسوب ہیں)۔
ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ مالک ابن مسعود بن البدّی[1] ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ظفر بن الخزرج بن ساعدہ میں سے یہ شخص
عبد ربہ بن نیار بن اوس بن ودقش بن ثعلبہ بن طریف۔
اور ان کے بنی جہینہ کے حلیفوں میں سے پانچ شخص۔
کعب بن حمار بن ثعلبہ۔
ابن ہشام نے کہا بعض نے کعب بن جمانہ کہا ہے اور وہ نقباء میں سے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ضمرہ۔
اور زیاد۔
اور بسبس عمرو کے بیٹے۔
ابن ہشام نے کہا کہ ضمرہ اور زیاد دبشر کے بیٹے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی بلی میں کے عبد اللہ بن عامر۔
اور بنی جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارودہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کے قبیلہ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے بارہ شخص۔
خراش بن الصمہ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔
اور الحباب بن المنذر بن الجموح بن زید بن حرام۔
اور عمیر بن الحمام بن الجموح بن زید بن حرام۔
اور خراش بن الصمہ کے آزاد کردہ تمیم۔ ۳۴۵

---

[1] (الف) میں "الیدی" یائے مثناۃ تحتانیہ دال سے پہلے لکھا ہے جو تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

اور عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام۔
اور معاذ بن عمرو بن الجموح۔
اور معوذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔
اور خلاد بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔
اور عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام۔
اور ان کے آزاد کردہ صہیب الاسود۔
اور ثابت بن ثعلبہ بن زید بن الحارث بن حرام اور یہ وہ ثعلبہ ہیں جو الجذع کہلاتے تھے۔
اور عمیر بن الحارث بن ثعلبہ بن الحارث بن حرام۔
ابن ہشام نے کہا کہ یہاں جہاں جموح آیا ہے اس سے مراد الجموح بن زید ابن حرام ہے۔ ابو عبید بن المعلم کے کہ وہ المعلم بن عمرو بن الجموح بن حرام ہے۔
ابن ہشام نے کہا عمیر بن الحارث بن لبدہ بن ثعلبہ ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عبید بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی غنم بن سنان بن عبید میں سے نو آدمی۔
بشیر بن البراء بن معرور بن صخر بن مالک غنم۔
اور الطفیل بن مالک بن خنساء۔
اور الطفیل بن النعمان بن خنساء۔
اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء۔
اور عبداللہ بن عبد بن قیس بن صخر بن غنم۔
اور عتبہ بن عبداللہ بن صخر بن خنساء۔
اور جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء۔
اور خارجہ بن حمیر۔
اور عبداللہ بن حمیر ان سے دونوں حلیف جو بنی وہب میں سے تھے۔
ابن ہشام نے کہا بعض نے جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی غنم بن سنان بن عبید میں سے سات شخص

یزید بن المنذر بن سرح بن خناس ۔
اور معقل بن المنذر بن سرح بن خناس ۔
اور عبداللہ بن النعمان بن بَلْدَمہ ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے بُلْذُمہ اور بُلْدُمہ کہا ہے ۔ ۳۴۶
ابن اسحٰق نے کہا اور الضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید ابن عدی ۔
اور سواد بن زریق بن ثعلبہ بن عبید بن عدی ۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد بن رزن بن زید بن ثعلبہ کہا ہے ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ اور بعضوں نے بروایت ابن ہشام معبد بن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام ابن ربیعہ کہا ہے ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی ابن غنم ۔
اور بنی نعمان بن سنان بن عبید میں سے چار شخص ۔
عبداللہ بن عبد مناف بن النعمان ۔
اور جابر بن عبداللہ بن رئاب بن النعمان ۔
اور خلیدہ بن قیس بن النعمان ۔
اور ان کے آزاد کردہ النعمان بن یسار ۔
اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی حدیدہ بن عمرو بن غنم ابن سواد میں سے چار شخص ۔
ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن سواد ہے سواد کو غنم نامی کوئی لڑکا نہ تھا ۔
ابوالمنذر یزید بن عامر بن حدیدہ ۔
اور سلیم بن عمرو بن حدیدہ ۔
اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ ۔
اور سلیم بن عمرو کے آزاد کردہ عنترہ ۔

۳۴۷ ابن ہشام نے کہا کہ عنترہ بنی سلیم بن منصور کی شاخ بنی ذکوان میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم میں سے یہ شخص تھے۔

عبس بن عامر بن عدی۔

اور ثعلبہ بن عنمہ بن عدی۔

اور ابوالیسیر کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد۔

اور سہل بن قیس بن ابی کعب بن امیہ بن کعب بن سواد۔

اور عمرو بن طلق بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم۔

اور معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسعد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج بن حارثہ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر۔

ابن ہشام نے کہا اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن اوی ابن سعدہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے معاذ بن جبل کو بنی سواد میں اس لیے شمار کیا ہے کہ اگرچہ وہ ان میں کے نہ تھے لیکن (رہتے) انھیں میں تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور جن لوگوں نے بنی سلمہ کے بتوں کو توڑا۔

وہ معاذ بن جبل۔

اور عبداللہ بن انیس۔

اور ثعلبہ بن عنمہ تھے۔ اور یہ سب کے سب بنی سواد بن غنم یا کے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی مخلد بن عامر بن زریق میں سے سات آدمی۔

۳۴۸ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے عامر بن الازرق کہا ہے۔

قیس بن محصن بن خالد بن مخلد۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قیس بن حصن کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو خالد، حارث بن قیس بن خالد بن مخلد۔
اور جبیر بن ایاس بن خالد بن مخلد۔
اور ابو عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔
اور ان کے بھائی عقبہ بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔
اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد۔
اور مسعود بن خلدہ بن عامر بن مخلد۔
اور بنی خالد بن عامر بن زریق میں سے ایک شخص حبیب بن قیس بن عامر بن خالد۔
اور بنی خلدہ بن عامر بن زریق میں سے پانچ شخص۔
اسعد بن یزید بن الفاکہ بن زید بن خلدہ۔
اور خالد بن بشر بن الفاکہ بن زید بن خلدہ۔
ابن ہشام نے کہا بسر بن الفاکہ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور معاذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔
اور ان کے بھائی عائذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔
اور مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ۔
اور بنی العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق میں سے تین آدمی۔
رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان۔
اور ان کے بھائی خلاد بن رافع بن مالک بن العجلان۔
اور عبید بن زید بن عامر بن العجلان۔
اور بنی عبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن زریق میں سے دو آدمی۔
اور فروہ بن عمرو بن عتیک بن عبید بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ۔
ابن ہشام نے کہا بعض لوگوں سے روایت ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور خالد بن قیس بن مالک بن عبدان بن عامر بن بیاضہ۔
اور ابیلہ بن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے رخیلہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عطیہ بن نویرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ
اور خلیفہ بن ندی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عابثہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن
جشم بن الخزرج میں سے ایک صاحب۔

رافع بن المعلا بن عوذان بن حارثہ بن عمرو بن زید بن ثعلبہ بن زید بن عاتق
ابن حبیب۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی زریق عبداللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الزریق بن عامر بن
بن مالک بن افصیٰ بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج میں سے دو صاحب۔
ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ۔
اور بنی عبید بن ثعلبہ بن خزرج میں سے ایک صاحب۔
ثابت بن خالد بن النعمان بن خنساء بن عبید۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عبید اور عشیرہ بھی کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عمرو بن عبد عوف بن غنم میں سے دو صاحب۔ ۳۵۰
عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو۔
اور سراقہ بن کعب بن عبدالعزیٰ بن غزیہ بن عمرو۔
اور بنی عبید بن ثعلبہ بن خزرج میں سے دو صاحب۔

حارثہ بن النعمان بن زید بن عبید۔

اور سلیم بن قیس بن قہد۔ اور قہد کا نام فراس بن غنم بن عبید تھا۔
بن ہشام نے کہا حارثہ بن النعمان بن نفیہ بن زید۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی غاضرہ بن ثعلبہ بن خزرج میں سے دو صاحب۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے غاضرہ کہا ہے۔
سہیل بن رافع بن ابی عمرو بن عائذ۔
اور ان کے حلیف جنہیں سکے عدی بن ابی الزغباء۔

اور بنی زید بن ثعلبہ بن غنم میں سے تین شخص ۔
مسعود بن اوس بن زید ۔
اور ابو خزیمہ بن اوس بن زید بن اصرم بن زید ۔
اور رافع بن الحارث بن سواد بن زید ۔
اور بنی سواد بن مالک بن غنم میں سے دس آدمی ۔
عوف
ومعوذ
ومعاذ الحارث بن رفاعہ بن سواد کے بیٹے اور یہ سب عفراء کے بچے تھے ۔

ابن ہشام نے کہا عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار اور بعضوں نے رفاعہ بن الحارث بن سواد کہا ہے ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور النعمان بن عمرو بن رفاعہ بن سواد ۔ ۲۵۱
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے نعیمان کہا ہے ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن مخلد بن الحارث بن سواد ۔
اور عبد اللہ بن قیس بن خالد بن خلدہ بن الحارث بن سواد ۔
اور ان کے حلیف بنی اشجع کے عصیمہ ۔
اور ان کے بنی جہینہ میں کے حلیف ودیعہ بن عمرو ۔
اور ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد ۔
اور ان کا دعوٰی ہے کہ الحارث بن عفراء کے آزاد کردہ ابو الحمراء نے بھی بدر میں حاضری دی ہے ۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابو الحمراء الحارث بن رفاعہ کے آزاد کردہ تھے ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عامر بن مالک بن النجار ۔ اور عامر کا نام مبذول تھا ۔ کی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن مبذول میں سے تین صاحب ۔
ثعلبہ بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک ۔
اور سہل بن عتیک بن النعمان بن عمرو بن عتیک ۔

اور الحارث بن الصمہ بن عمرو بن عتیک مقام الروحاء میں ان کو توڑ گیا (شاید ان کی کوئی ہڈی ٹوٹ گئی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حصہ عطا فرمایا۔

اور بنی عمرو بن مالک بن النجار جو بنو حدیلہ کہلاتے ہیں کی شاخ بنی قیس ابن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ حدیلہ بنت مالک بن زید اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج۔ معاویہ بن عمرو بن مالک النجار کی ماں تھی اس لیے بنو معاویہ اسی جانب منسوب ہوتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا ابی بن کعب بن قیس۔

اور انس بن معاذ بن انس بن قیس۔

اور بنی عدی بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے تین شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ لوگ بنو معاذہ بنت عوف بن عبد مناۃ بن عمرو ابن مالک بن کنانہ بن خزیمہ ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ معاذہ بنی زید میں ۳۵۲
کی تھی اور عدی بن عمرو بن مالک بن النجار کی ماں تھی اس لیے بنی عدی اسی کی جانب منسوب ہوتے ہیں۔ اوس بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

اور ابو شیخ ابی بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی ابن ہشام نے کہا کہ ابو شیخ ابی بن ثابت حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔ ابن اسحٰق نے کہا اور ابو طلحہ زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

اور بنی عدی بن النجار کی شاخ بنی عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار میں سے آٹھ شخص۔

حارثہ بن سراقہ بن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور عمرو بن تعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر اور اسی کی کنیت ابو حکیم تھی۔

اور سہیل بن قیس بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن مازن اور ابو سہیل جس کا نام اسیرہ بن عمرو تھا۔ اور عمرو کی کنیت ابو خارجہ بن قیس بن مالک بن عدی بن مازن۔

اور ثابت بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی بن مازن۔

اور عامر بن امیہ بن زید بن الحصحاس بن مالک بن عدی بن مازن۔

اور الحارث بن عامر بن مالک بن عدی بن مازن۔

اور سواد بن غزیہ بن اہیب بنی بلی میں سے ان کے حلیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار میں سے چار شخص۔

ابو زید قیس بن سکن بن زید بن قیس بن زعوراء بن حرام۔

اور ابو الاعور بشیر بن ابی بشیر بن سفیان بن عبید بن حرام۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ابو الاعور الحارث بن ابی بشیر کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سلیم بن ملحان۔

اور حرام بن ملحان اور ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام تھا۔ ۳۵۳

اور بنی مازن بن النجار کی شاخ بنی عوف بن سعد بن ربیعہ بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار میں سے تین شخص۔

قیس بن ابی صعصعہ اور ابو صعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف تھا۔

اور عبد اللہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔

اور ان کے حلیف بنی اسد بن خزیمہ میں سے نعیمہ۔

اور بنی خنساء بن سبدول بن عمرو بن غنم بن مازن میں سے دو شخص۔

ابو داؤد عمیر بن عامر بن مالک بن خنساء۔

اور سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء۔

اور بنی ثعلبہ بن مازن بن النجار میں سے ایک صاحب۔

قیس بن مخلد بن ثعلبہ بن صخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ۔

اور بنی دینار بن النجار کی شاخ بنی مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار ابن النجار میں سے پانچ آدمی ۔

النعمان بن عبدعمرو بن مسعود ۔

اور الضحاک بن عبدعمرو بن مسعود ۔

اور [illegible] بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہ بن دینار جو عبدعمرو کے [illegible]

اور [illegible]

اور سعد بن سہیل بن عبدالاشہل ۔

اور [illegible]

دو آدمی ۔

کعب بن زید بن قیس ۔

اور ان کے حلیف بجیر بن ابی بجیر ۔

[illegible] بنی جذیمہ بن رواحہ میں کے ہیں ۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض بنی النجار میں سے بدر میں جو لوگ حاضر تھے وہ جملہ ایک سو ستر آدمی تھے ۔

۳۵۴ ابن ہشام نے کہا اکثر اہل علم بنی النجار میں سے بدر میں حاضر ہونے والوں [illegible] ثابت بن الضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عوف بن کعب بن الحارث بن الخزرج کے [illegible] عتبان بن مالک بن عمرو بن العجلان ۔ اور سہیل بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور [illegible] حصین بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن [illegible] مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی ربیع کے بلال بن الحارث المزنی اور لوذان بن حارثہ بن عمرو بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کا ذکر بھی کرتے ہیں ۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض جملہ مسلمان مہاجرین و انصار جو بدر میں حاضر تھے ورثین کو حصہ اور اجر عطا فرمایا گیا (وہ سب) تین سو چودہ آدمی تھے ۔ مہاجرین

میں سے تراسی، اوس میں سے اکسٹھ اور خزرج میں سے ایکسو ستر۔

جنگ بدر میں مسلمانوں میں سے جو لوگ شہید ہوئے

مسلمانوں میں سے بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو شہید ہوئے وہ قریش کی شاخ بنی المطلب بن عبد مناف میں سے ایک شخص عبیدہ بن الحارث بن المطلب تھے ان کو عتبہ بن ربیعہ نے قتل کیا۔ اس نے ان کا پیر کاٹ دیا تھا تو انھوں نے مقام الصفراء میں انتقال کیا۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے دو شخص۔

عمیر بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف ابن زہرہ جو ابن ہشام کے قول کے لحاظ سے سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے۔

اور ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ ان کے حلیف بنی خزاعہ کی شاخ بنی غبشان میں کے تھے۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوی میں سے دو شخص۔

عاقل بن البکیر۔ ان کے حلیف بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ ابن کنانہ میں کے۔

اور مہجع عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ۔ ۵۵

اور بنی الحارث بن فہر میں سے ایک شخص صفوان بن بیضاء۔

اور انصار میں سے بنی عمرو بن عوف میں سے دو شخص۔

سعد بن خیثمہ۔

اور مبشر بن عبد المنذر بن زنبر۔

اور بنی الحارث بن الخزرج میں سے ایک شخص۔

یزید بن الحارث، جو فسحم کہلاتے تھے۔
اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے ایک شخص۔
عمیر بن الحمام۔
اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم میں سے ایک شخص۔
رافع بن المعلا۔
اور بنی النجار میں سے ایک شخص۔
حارثہ بن سراقہ بن الحارث۔
اور بنی غنمہ بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔
عوف
و معوذ الحارث بن رفاعہ بن سواد کے دونوں بیٹے اور یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔ جامع آدمی۔

بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے

بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے وہ قریش کی شاخ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے بارہ شخص۔
حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس اس کو بقول ابن ہشام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ زید بن حارثہ نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حمزہ اور علی اور زید مشترک تھے اس کا بھی ابن ہشام نے ذکر کیا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن الحضرمی۔
اور عامر بن الحضرمی ان کے دونوں حلیف۔ عامر کو عمار بن یاسر نے ۳۵۶

قتل کیا اور الحارث کو بقول ابن ہشام النعمان بن عصر اوس کے حلیف نے قتل کیا۔

اور ان کا آزاد کردہ عمیر بن ابی عمیر۔

اور اس کا بیٹا۔ عمیر بن ابی عمیر کو بقول ابن ہشام ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبیدہ بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس کو الزبیر بن العوام نے قتل کیا۔

اور العاص بن سعید بن العاص بن امیہ کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس کو بنی مالک بن عمرو بن عوف والے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا اس کو حمزہ اور علی نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو علی بن ابی طالب نے۔

اور ان کے بنی نجار میں سے حلیف ثابت بن عبد اللہ کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے دو شخص۔

اور عبد اللہ بن عامر بن نوفل کو بعضوں کے بیان کے موافق بنی مخزوم والے خبیب بن اساف نے قتل کیا۔

اور نعیمہ بن عبد اللہ بن نوفل کو علی بن ابی طالب نے اور بعض کہتے ہیں کہ حمزہ بن عبد المطلب نے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے پانچ شخص۔

زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد۔

ابن ہشام نے کہا اس کو بنی حرام نے ثابت بن الجذع نے قتل کیا وبعض کہتے ہیں کہ اس کو حمزہ اور علی اور ثابت تینوں نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن زمعہ۔

ابن ہشام نے کہا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

اور عقیل بن الاسود بن المطلب کو بقول ابن ہشام حمزہ اور علی نے مل کر قتل کیا۔

وابو البختری العاص بن ہشام بن الحارث بن اسد کو المجذر بن زیاد البلوی نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا ابو البختری العاص بن ہشام۔

ابن اسحٰق نے کہا اور نوفل بن خویلد بن اسد۔ اسی کا نام ابن العدویہ مدنی خزاعہ تھا۔ اور اسی نے ابو بکر الصدیق اور طلحہ بن عبید اللہ جب ان دونوں نے اسلام اختیار کیا تو ایک ہی رسی میں باندھ دیا تھا۔ اسی لیے ان دونوں کو قرینین (یعنی ایک دوسرے سے ملا کر باندھے ہوئے) پکارا گیا تھا۔ اور یہ شخص قریش کے تین شیاطین میں سے تھا۔ جس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص۔

النضر بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار بعضوں کے بیان کے موافق مقام الصفراء میں بحکم نبی علی بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا مقام ثنیل میں۔ ابن ہشام نے کہا بعضوں نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف کہا ہے۔ ۲۹۸

ابن اسحٰق نے کہا اور زید بن اناس بن رئاب بن حبیب بن سباق بن عمرو بن حمیص بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

ابن ہشام نے کہا اس کو ابو بکر کے آزاد کردہ بلال بن رباح اور بنی عبد الدار کے حلیف بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم میں کے زید نے

قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو المقداد بن عمرو نے قتل کیا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔
عمیر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔
ابن ہشام نے کہا کہ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عتبان بن مالک بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو ابن کعب۔ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔
اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ستر آدمی۔
ابوجہل بن ہشام اور اس کا نام عمرو بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔ اس کو معاذ بن عمرو بن الجموح نے مار کر اس کا پاؤں کاٹ ڈالا اور اس کے بیٹے عکرمہ نے معاذ کے ہاتھ پر وار کر کے ان کا ہاتھ الگ کر دیا۔ اس کے بعد معوذ بن عفراء نے ابوجہل کو مار کر اس کو زمین پر گرا دیا اور اس کو اس حالت میں چھوڑا کہ اس میں کچھ جان باقی تھی۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولوں میں اس کو تلاش کرنے کے لئے حکم فرمایا تھا۔
اور العاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو عمر بن الخطاب نے قتل کیا۔ ۲۵۹
اور بنی تیم میں کا یزید بن عبداللہ ان کا حلیف۔
ابن ہشام نے کہا کہ وہ بنی تیم کی شاخ بنی عمرو بن تیم میں کا تھا اور بہادر تھا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابو مسافع ان شعری ان کا حلیف اس کو بقول ابن ہشام ابو دجانہ الساعدی نے قتل کیا۔
اور ان کا حلیف حرملہ بن عمرو۔
ابن ہشام نے کہا کہ اس کو ملحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید

ابن ابی زہیر نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور حرملہ بنی اسد میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مسعود بن ابی امیہ بن المغیرہ۔ اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور ابو قیس بن الولید بن المغیرہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو قیس بن لفاکہ بن المغیرہ۔ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کے قول کے لحاظ سے اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رفاعہ بن ابی رفاعہ بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو بقول ابن ہشام مجاشع بن الخزرج والے سعد بن الربیع نے قتل کیا۔

اور المنذر بن ابی رفاعہ بن عابد۔ اس کو بقول ابن ہشام بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کے حلیف معن بن عدی بن الجد ابن العجلان نے قتل کیا۔

اور عبد اللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ بن عابد۔ اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ ۳۶۰

ابن اسحٰق نے کہا اور السائب بن ابی السائب بن عابد بن عبد اللہ ابن عمر بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا کہ السائب بن ابی السائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک تھا جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آئی ہے کہ:۔

نِعْمَ الشَّرِیْکُ السَّائِبُ لَا یُشَارِیْ وَلَا یُمَارِیْ

سائب بہترین شریک ہے کہ نہ (وہ) نزاع کرتا ہے نہ جھگڑتا ہے۔

اور انھوں نے اسلام اختیار کیا تھا اور اللہ بہتر جانتا ہے جہاں تک اس کی ملی ہے وہ اسلام میں بہتر تھا۔ اور ابن شہاب الزہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے ابن عباس کی روایت کا ذکر کیا کہ الہاربین یا عبد اللہ بن عبد اللہ بن عثمان بن خنیس ان لوگوں میں سے ہے جنھوں نے قریش میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور آپ نے انھیں الجعرانہ کے، وہ حنین کی غنیمت میں سے عطا فرمایا تھا ابن ہشام نے کہا ابن اسحٰق کے سوا دوسروں نے بیان کیا ہے۔ اس کو الزبیر العوام نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الاسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

اور حاجب بن السائب بن عویمر بن عابد بن عبد بن عمران بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا عابد بن عمران بن مخزوم۔ اور بعضوں نے حاجب بن السائب کہا ہے۔ اور حاجب بن السائب کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۳۹۱ ابن اسحٰق نے کہا اور عویمر بن السائب بن عویمر کو نعمان بن عبد العقرقلی نے بقول ابن ہشام میدانی مقابلے میں قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور العمرو بن سفیان اور جابر بن سفیان یہ دونوں بنی ظفر میں سے ان کے حلیف تھے۔

عمرو کو یزید بن رقیش نے قتل کیا۔

اور جابر کو ابو بردہ بن نیار نے قتل کیا بقول ابن ہشام۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سہم بن عمرو بن تمیم بن اکعب بن الحارث میں سے پانچ شخص۔

منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعید بن سہم۔ اس کو بنی سالمہ نے

نسخہ میں "ابو بردہ بن نیار" ہے۔ درمیان میں "بن" کا لفظ ہے۔ محمد

ابو الیسر نے قتل کیا۔

اور اس کا بیٹا العاص بن منبہ بن الحجاج اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور منبہ بن الحجاج بن عامر اس کو بقول ابن ہشام حمزہ بن عبد المطلب اور سعد بن ابی وقاص (ان دونوں) نے مل کر قتل کیا۔

اور ابو العاص بن [illegible] بن سعید بن سعید

ابن ہشام نے کہا اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو عثمان بن مالک عقبی نے اور بعض کہتے ہیں ابو ذات [illegible] نے

ابن اسحٰق نے کہا اور [illegible] بن ابی حذیفہ بن [illegible] اور ابی سعید بن سعد بن [illegible] اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور [illegible] بن [illegible] بن کعب بن [illegible]

امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ ابن جمح [illegible] اس کو ابی ذات بن مالک انصاری نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں سے کہ [illegible] اور [illegible]

ابن زید اور خبیب بن اساف نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور اس کا بیٹا علی [illegible] اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

اور [illegible] ۳۶۲

ابن ابی طالب [illegible]

ابن [illegible] اور [illegible] (ان دونوں) نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور [illegible]

معاویہ بن [illegible] اس کو [illegible] نے قتل کیا اور بقول ابن ہشام بعضوں نے کہا ہے کہ [illegible] نے اس کو قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معبد بن وہب بنی کعب بن عوف بن کعب بن

عامر بن لیث میں کا ان کا حلیف ۔ معبد کو خالد اور ایاس بکیر کے دونوں بیٹوں نے قتل کیا اور بقول ابن ہشام بعضوں نے کہا کہ ابو دجانہ نے قتل کیا ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بدر کے دن قریش کے جملہ مقتولوں کی تعداد ہمیں پچاس بتائی گئی ۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے ابو عمرو کی روایت کا ذکر کیا کہ بدر کے مقتول مشرک ستر اور اتنے ہی قیدی تھے ۔ ورقاء عباس اور سعید بن المسیب کا یہی قول ہے ۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب میں ہے :۔

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا

اور کیا جب تم پر ایسی مصیبت آئی جس کی دونی مصیبت تم (دوسروں پر) ڈھا چکے ہو ۔

اور یہ فرمان جنگ احد والوں کے متعلق ہے ۔ اور اس میں شہید ہونے والے مسلمان ستر تھے تو فرماتا ہے کہ تم تو بدر کے روز احد کے تم کے شہیدوں کی دونی تعداد کی مصیبت ڈھا چکے یعنی ستر کو تم نے قتل کیا اور ستر کو تم نے قید کیا ۔ اور بوزید انصاری نے کعب بن مالک کا یہ شعر مجھے سنایا :۔

عَجِبْتُ لِمَصْرَعِ أَبْيَاتٍ مِنْهُمْ ۔۔۔ سَقَوْنَ عُتَيْبَةَ مِنْهُمْ وَالْأَسْوَدُ

پانی کے گھاٹ میں جہاں اونٹ بیٹھتے ہیں روپوش ان کے ستر جو گرائے گئے جن میں عتبہ اور اسود بھی تھے ۔

ابن ہشام نے کہا شاعر کی مراد بدر کے مقتولوں سے ہے ۔ ۲۶۳

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے جس میں جنگ احد کا بیان ہے ان شاء اللہ عنقریب اس کے مقام پر میں اس کا ذکر کروں گا ۔

ان ستروں سے جن لوگوں کا ذکر ابن اسحٰق نے نہیں کیا ان میں سے چند یہ ہیں ۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص۔
وہب بن الحارث بنی انمار بن بغیض میں کا ان کا حلیف۔
اور عامر بن زید مین والوں میں کا ان کا حلیف۔
اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے دو شخص۔
عتبہ بن زید مین والوں میں کا ان کا حلیف۔
اور عمیر ان کا آزاد کردہ۔
اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص۔
نبیہ بن زید بن ملیص۔
اور عبید بن سلیط بنی قیس میں کا ان کا حلیف۔
اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔
مالک بن عبد اللہ بن عثمان جو قید ہو گیا تھا اور قید ہی میں مر گیا اس لیے اس کو مقتولوں میں شمار کیا گیا۔
اور بعضوں کے قول کے لحاظ سے عمرو بن عبد اللہ بن جدعان۔
اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے سات شخص۔
حذیفہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اس کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔
اور ہشام بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔
اور زہیر بن ابی رفاعہ اس کو ابو اسید مالک بن ربیعہ نے قتل کیا۔
اور السائب بن ابی رفاعہ اس کو عبد الرحمن بن عوف نے قتل کیا۔
اور عبید بن السائب ابن عویمر یہ قید کر لیا گیا تھا۔ اس کے بعد فدیہ دیکر رہا ہوا۔ یہ حمزہ بن عبد المطلب کے (ہاتھ سے) اسے جو زخم لگا تھا اس کی وجہ سے راستے ہی میں مر گیا۔
اور عمیر ان کا بنی طی میں کا حلیف اور انصار میں کا بنی حبیب کا حلیف۔
اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص سے ایک شخص سبرۃ بن مالک ان کا حلیف۔
اور بنی سہم بن عمرو میں سے دو شخص۔
الحارث بن منبہ بن الحجاج۔ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

۳۶۴ اور ہمام بن ابی حرف بن ضبیرۃ عاصم کا بھائی۔ اس کو عبداللہ بن سلمہ العجلانی نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں بودوانہ نے۔

جنگ بدر کے مشرک قیدیوں کے نام

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش کے مشرکوں میں سے بدر کے دن (جو) قید ہوئے (بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے عقیل بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ اور نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور بنی المطلب بن عبد مناف میں سے دو شخص۔ السائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب۔ اور نعمان بن عمرو بن علقمہ بن المطلب۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے سات شخص۔ عمرو بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ اور الحارث بن ابی وجزہ بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس۔ اور (بقول ابن ہشام بعض لوگوں نے ابن ابی وجزہ کہا ہے) اور ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس۔ اور ابوالعاص بن نوفل بن عبد شمس۔ اور ان کے حلیفوں میں سے ابو یقظہ بن ابی عمرو اور عمرو بن الازرق۔ اور عقبہ بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے تین شخص۔ عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل۔ اور طعیمہ بن عدی بن نوفل۔ اور جبیر بن عدی بن نوفل۔

ابن عبد شمس بن اخی غزوان بن جابر بنی مازن بن منصور میں کا ان کا حلیف۔ اور بنو نوفل کا حلیف۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔ اور سوید بن حارث بن مالک بن عامر بن عمرو بن حارثہ بن عمرو بن عامر کا حلیف۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بنو اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کے حلیف ہیں۔

۳۶۵ اور بنی الاسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے تین شخص الاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی۔ اور زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد۔ اور الحارث بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ الحارث بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ربیعہ بن عثمان ان کا حلیف۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے دو شخص ولید بن الولید بن المغیرہ

ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اور الولید بن الولید بن المغیرہ اور عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور المنذر بن ابی رفاعہ بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور سعید بن ابی رفاعہ اور زیاد بن عباد عبداللہ بن السائب بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور المطلب بن حنطب ابن الحارث بن خلید بن عمر بن مخزوم اور ولید بن الاعلم ان کے علاوہ۔ اس کے متعلق لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہی وہ شخص ہے جو شکست کھا کر پیٹھ پھیر کے بھاگا ہے اور اسی نے یہ شعر کہا ہے۔

وَلَسْنَ عَلَى الْأَدْبَارِ تَدْمِي كُلُومُنَا ۔۔۔ وَلَكِنْ عَلَى أَقْدَامِنَا يَقْطُرُ الدَّمُ

ہم وہ نہیں ہیں کہ ہمارا خون ہماری پیٹھ کے زخموں سے بہے بلکہ ہم وہ ہیں کہ ہمارا خون ہمارے سامنے کے حصوں پر بہتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا "لمناعلی الاحقاب" کی بھی روایت آئی ہے اور خالد بن الاعلم خزاعی میں سے تھا اور بعض کہتے ہیں۔ بنی عقیل میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے چار شخص ابو وداعہ بن ضبیرۃ بن سعید بن سعد بن سہم۔ یہی وہ پہلا شخص تھا جو بدر کے قیدیوں میں سے فدیہ پر رہا ہوا۔ اس کا فدیہ اس کے بیٹے المطلب بن ابی وداعہ نے ادا کیا اور قرظہ بن نفیل بن عدی بن حذافہ بن سعید بن سہم اور حنظلہ بن خویلد بن حذافہ بن سعید بن سہم اور الحجاج بن الحارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے پانچ شخص عبداللہ بن ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ابو عزہ عمرو بن عبداللہ بن عثمان بن وہب بن حذافہ بن جمح اور اسکدیہ بن خلف کا آزاد کردہ۔ اس کی آزادی کے بعد ربیح بن المغترف نے اپنے نسب میں اس کے شامل ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ اس بات کا دعویدار تھا کہ وہ بنی شماخ بن محارب بن فہر میں کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ الفاکہ جرول بن حذیفہ بن عوف بن غضب بن شماخ بن محارب

ابن فہر کا بیٹا تھا اور وہب بن عمیر بن وہب بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ربیعہ بن دراج بن العنبس بن اہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

اور بنی عامر بن لوی میں سے تین شخص سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔ اسکو بنی سالم بن عوف والے مالک بن اللد خشم نے گرفتار کیا تھا اور عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور عبدالرحمٰن بن منشو بن وقدان بن قیس بن عبد شمس ابن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے دو شخص الطفیل بن ابی قمنبع اور عقبہ بن عمرو بن جحدم۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض جملہ تینتالیس قیدیوں کے نام ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ جملہ تعداد میں سے ایک شخص بھاگ گیا ہے ۳۶۰
جس کے نام کا انہوں نے ذکر نہیں کیا، اور قیدیوں میں سے جن لوگوں کے نام ابن اسحٰق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں۔

بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے ایک شخص عقیل جو بنی فہر میں سے نکا حلیف تھا۔

اور بنی المطلب بن عبد مناف میں سے تین شخص عقیل بن عمرو بن حلیف اور اس کا بھائی تمیم بن عمرو اور اس کا بیٹا۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص خالد بن اسید بن ابی عیص اور ابو العریض یسار مولیٰ عثمان بن امیہ کا آزاد کردہ۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص ابان بن کرز۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے ایک شخص عبیدہ بن حمید بن زہیر ابن الحارث۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے ایک شخص عقیل ابن کلبی حلیف۔

اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص سائب بن عبید بن عمر بن عمرو

ابن کعب بن سعد بن تیم ۔ اور جابر بن الزبیر ان کا حلیف ۔
اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ایک شخص قیس بن السائب ۔
اور بنی جمح بن عمرو میں سے چھ شخص ۔ عمرو بن ابی بن خلف ۔
اور ابو رہم بن عبد اللہ ان کا حلیف ۔ اور ان کا ایک اور حلیف جس کا نام
میرے پاس سے جاتا رہا ۔ اور امیہ بن خلف کے آزاد کردہ دو شخص
جن میں سے ایک کا نام نسطاس تھا اور امیہ بن خلف کا غلام ابو رافع ۔
اور بنی سہم بن عمرو میں سے ایک شخص اسلم نبیہ بن الحجاج کا آزاد کردہ ۔
اور بنی عامر بن لوی میں سے دو شخص حبیب بن جابر ۔ اور السائب بن
مالک ۔ اور بنی الحارث بن فہر میں سے شافع اور مطیع ان کے دونوں مینی حلیف ۔

جنگ بدر کے متعلق اشعار

۳۶۸

ابن اسحٰق نے کہا کہ جنگ بدر کے متعلق جو شعر کہے گئے اور قبیلوں
میں ایک دوسرے کے جواب لکھے گئے ان میں سے حمزہ بن عبد المطلب
کا کلام ہے اللہ ان پر رحم فرمائے ۔
ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر ان اشعار اور ان کے جواب میں
جو شعر لکھے گئے ہیں ان کا انکار کرتے ہیں ۔

أَلَمْ تَرَ أَمْرًا كَانَ مِنْ عَجَبِ الدَّهْرِ ۔۔۔ وَلِلْحَيْنِ أَسْبَابٌ مُبَيِّنَةُ[1] الْأَمْرِ

(اے مخاطب) کیا تو نے زمانے بھر کے عجیب واقعے پر
غور نہیں کیا اور موت کے لیے بھی اسباب ہوتے ہیں جن کا معاملہ
ظاہر ہے ۔

وَمَا ذَاكَ إِلَّا أَنَّ قَوْمًا أَفَادَهُمْ ۔۔۔ فَخَانُوا وَأَوْصَى بِالْعُقُوقِ وَبِالْكُفْرِ

[1] (الف) میں "مبنیۃ" بہ تقدیم نون بر یاء کہا ہے ۔ جو تحریف کاتب ہے ۔ (احمد محمودی)

اور وہ واقعہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ ایک قوم کو
(خیر خواہی اور) نصیحت نے ہلاک کر دیا تو انھوں نے نافرمانی
انکار سے عہد شکنی کی۔

عَشِيَّةَ رَاحُوا خَوْبَدٍ بِجَمْعِهِمْ فَكَانُوا رُضُوًّا لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرٍ

جس شام وہ اپنے جتھے کو لے کر بدر کی جانب چلے ہیں
تو (وہ) بدر کی سنگ بستہ باؤلی (ہی) میں ہمیشہ کے لیے رہ گئے۔

وَكُنَّا حَلَبْنَا الدَّهْرَ شَطْرَيْهِ نَخْتَلِبْ فَصَارُوا إِلَيْنَا فَالْتَقَيْنَا عَلَى قَدْرِ

ہم دونوں فریق زمانہ کے دونوں پہلوؤں سے دودھ دوہتے رہے۔ سو ہم
اور کوئی مقابلہ نہ تھا وہ ہماری طرف چلے تو ہم دونوں فریق
کسی ایک مقام پر ایک دوسرے سے مقابل ہوئے۔

فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كُنْتَ مِنْهُمْ كَمِثْلِهِمْ وَلَسْتَ بِمَا يَأْتُونَ مِنْهُ بِمُنْتَقِدْ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو تم ان
جیسے گندم گوں سیدھے کیے ہوئے نیزوں سے نیزہ زن ہو کر
ہو بہو ان کی مانند ہو گئے۔

وَفَرَّقَ بَيْنَ مُخْتَلِفِ الرَّأْيِ حَدُّهَا مُشَهَّرَةُ الْأَلْوَانِ بَيِّنَةُ الْأَثَرِ

اور بکھر چمکتی ہوئی (یعنی تلواروں سے جو) ایسے
ہیں کہ (وہ) دو مختلف الرائے لوگوں کو الگ کر دیتی ہیں جن کے رنگ سفید اور
جن کے جوہر خوب نمایاں ہیں۔

وَلَمْ تَرَكُنْ عُتْبَاكَ إِلَّا تَأَوُّبَ وَشَيْبَةً فِي الْقَتْلَى تَجُمُّ فَتَنْدَرِ

اور ہم نے عمری کی دو بیزار عتبہ کو پیوند لگاتے ہوئے اور

شیبہ کو مقتولوں میں بڑی باؤلی کے درمیان پچھڑا ہوا پایا لڑھکتا چھوڑا ہے۔

وَعَمْرٌو ثَوَى فِيمَنْ ثَوَى مِنْ حُمَاتِهِمْ ... فَشُتِّتَ جُيُوبُ النَّائِحَاتِ عَلَى عَمْرِ

ان لوگوں کے حمایتی جو پیوند خاک ہوگئے ان میں عمرو بھی خاک کا پیوند ہوگیا اس لیے نوحہ خوں عورتوں کے گریبان عمرو کے ماتم میں تار تار ہوگئے۔

جُيُوبُ نِسَاءٍ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ ... كَرِيمَاتُ تَقْرَعْنَ الذَّوَائِبَ مِنْ فِهْرِ

شریف عورتوں کے گریبان جو لوی بن غالب کی بیٹیاں ہیں اور فہر کی عمدہ شاخوں سے تعلق رکھتی ہیں۔

أُولَئِكَ قَوْمٌ قُتِّلُوا فِي ضَلَالِهِمْ ... وَخُزُّوا بِسَيْرٍ مُثِّلَ بِالْعُصُرِ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی گمراہی میں مارے گئے اور پھر ایسی حالت میں چھوڑ گئے کہ مرتے دم تک ان کے پاس مدد نہ پہنچ سکے۔

لِوَاءُ ضَلَالٍ قَدْ يَبِسْ أَهْلُهُ ... فَقَدْ سَبَّحَتْ حَنْظَلٌ بِالْغُدُرِ

گمراہی کے جھنڈے پر جمے رہنے والوں کی نیتیں خراب ہوگئیں اور حنظلہ بھی بے وفائی کی وجہ سے بے وفائی ہی کی طرف لوٹ گئے۔

وَقَدْ أَسْلَمَ ذُعْرِينَ لَمَّا رَأَيْتُهُ ... بَرِيئًا إِلَيَّ بِيضُ الْمَنَايَا مِنَ الْعُذْرِ

جب میں نے مسلمانوں کی نصرت کو دیکھا تو ذعرین سے کہا کہ میں اپنی طرف سے تمہیں عذر دیتا ہوں کہ

آج مجھ میں صبر کا یارا نہیں۔

فَإِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَإِنَّنِي أَخَافُ عِقَابَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُو نِقْ

کیونکہ میں ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جنھیں تم نہیں دیکھ رہے ہو اور بات یہ ہے کہ میں سزائے الٰہی سے ڈر رہا ہوں کہ اللہ قہر والا ہے۔

فَقَدَّمَهُمْ لِلْبَيْنِ حَتَّى تَوَرَّطُوا وَكَانَ بِمَا لَمْ يُخْبِرِ الْقَوْمَ ذَا خُبْرِ ۳۴۰

آخر وہ انھیں موت کے لیے بڑھا لایا یہاں تک کہ وہ عبور میں پھنس (کے رہ) گئے اور جس بات کی اس نے انھیں خبر نہیں دی وہ اسے خوب جانتا تھا۔

فَكَانُوا غَدَاةَ الْبِئْرِ أَلْفًا وَجَمْعُنَا ثَلَاثَ مِئِينَ كَالْمُسَدَّمَةِ الزُّبْرِ

وہ لوگ اس (بدر کی) باولی پر پہنچنے کی صبح میں ایک ہزار تھے اور ہماری جماعت (والے) سفید نر اونٹوں کے مثل تین سو تھے۔

وَفِينَا جُنُودُ اللّٰهِ حِينَ يُمِدُّنَا بِهِمْ فِي مَقَامٍ ثَمَّ مُسْتَوْفِرٌ لَبْرِ

اور ہم میں اللہ کا لشکر تھا جب وہ وہاں کسی مقام میں ان کے مقابل ہماری مدد کرتا تھا تو لوگ اس کے بیان کی توضیح چاہتے تھے۔ (ہم سے پوچھتے تھے کہ آخر وہ لوگ کون تھے)۔

فَقَدَّمَهُمْ جِبْرِيلُ تَحْتَ لِوَائِنَا لَدَى مَأْزِقٍ فِيهِ مَنِيَّةُ مَنْ يَغْبِرِ

غرض ہمارے پرچم کے نیچے رہ کر جبریل نے ایک تنگ مقام پر ان کی رہبری کی کہ اس میں ان لوگوں پر (زندگانی) موتیں (بن کر) آ رہی تھیں۔

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا اور کہا۔

أَلَا يَا لَقَوْمِي لِلصَّبَابَةِ وَالْهَجْرِ وَلِلْحُزْنِ مِنِّي وَلِلْكَآبَةِ فِي الصَّدْرِ

اے قوم میں عشق اور فراق، میرے غم اور سینے کی میں
(کا حال) ہیں۔

وَمِنْ عَجَبٍ جَوْدًا بَكَتْهُ فَرَيْعُهَا وَفَرْيَاهُمَوَى مِنْ سَالِفِ الْعَهْدِ غَابِرِ

اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگنے کا حال ہیں
گویا (ان میں کا ہر ایک آنسو) در یتیم ہے جو گزشتہ پانے والے کی
گزشتہ سے نکل کر تیزی سے گرا رہا ہے۔

عَلَى الْبَطَلِ الْمَشْهُورِ وَاسْتَعْوَلَتْ لَهُ عَلَى الْبَطَلِ الْمَشْهُورِ وَاسْتَعْوَلَتْ لَهُ

شیریں خصال، بہادر پر آنکھیں رو رہی ہیں، کیونکہ وہ
بدر کی جنگ بستہ پر ہمیشہ کے لیے پیوند خاک ہو کر رہ گیا۔

فَلَا تَبْعَدَنْ يَا عَمْرُو مِنْ ذِي قَرَابَةٍ وَمِنْ ذِي نِدَامٍ كَانَ ذَا خُلُقٍ غُدْرِ

اے عمرو جو برے وقت کا ساتھ تو قریبت دوستوں اور
ساتھ بیٹھنے والوں کے دلوں سے دور ہو۔

فَإِنْ يَكُ قَوْمٌ سَادَ فُوا مِنْ دُرَيْهِمْ فَلَا بَدَ لِلْأَيَّامِ مِنْ دُوَلِ الدَّهْرِ

اگر کسی قوم نے تنگ دستی کے بعد سے تجھ پر غلبہ پالیا ہے تو
زمانے میں انقلابات زمانہ کا ہونا تو ضروری ہے۔

ے غ تیں "نا فضۃ" ہے اگر یہ ص سے بھی مطلب نکل سکتا ہے لیکن "نا فضہ" بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

فَقَدْ كُنْتَ فِي صَرْفِ الزَّمَانِ الَّذِي مَضَى ... تُرَمِّيهِمُ عَنْوًا مَنَاتَ ذَا نَبْلِ (۱)

کیونکہ اگلے زمانے کی گردشوں میں تیری حالت یہ تھی کہ تو
اپنی (بہادری) سے انہیں ذلت کی سخت باتیں لکھتا رہتا ہے۔

فَإِنْ لَا أَمُتْ يَا عَمْرُو أَتْرُكْكَ نَادِمًا ... لَأُبْقِ بُقْيَا فِي إِنَاءٍ وَلَا سِئْرِ

اے عمرو! اگر میں نہ مرا (زندہ رہا) تو تیرا بدلہ لے کر
چھوڑوں گا اور کسی قرابت یا ہمدردی کے خیال سے کوئی
رحم نہ کروں گا۔

وَأَقْطَعُ ظَهْرًا مِنْ رِجَالٍ بِمَعْشَرٍ ... كِرَامٍ عَلَيْهِمْ مِثْلُ مَا مُطِرَا الدَّهْرُ

جس کمر ان لوگوں سے میری کمر توڑ دی ہے جو
ان کی کمر ان کے عزیز رشتہ داروں کے قتل کے بارے تو ڑ دوں گا۔

أَغَرَّهُمْ مَا جَمَّعُوا مِنْ وَشِيظَةٍ ... وَمِنْ أَصْيَدِيٍّ شَبَّ فِي حَجْرِ أُمِّهِ

پراگندہ حشو وزوائد کو جوان لوگوں نے جمع کر لیا ہے
اس نے انہیں مغرور بنا دیا ہے اور ہم قوی نفس بنی فہر کے قبیلوں
میں سے ہیں۔

فَيَا لَنَوَيٍّ ذُبُّوا عَنْ حَرِيمِكُمْ ... وَآلِهَةٍ لَا تَتْرُكُوهَا بِذِي الْغُمْرِ

پس اے بنی نوی! اپنی حرمت اور اپنے معبودوں کی حفاظت کرو۔
دشمنی فخر کرنے والے کے لیے نہ چھوڑو۔

٢٠٢ تَوَارَثَهَا آبَاؤُكُمْ وَوَرِثْتُمْ ... أَوَائِلَهَا وَالْبَيْتَ ذَا السِّتْرِ وَالْحِجْرِ

تمہارے بزرگوں نے اور تم نے انہیں اور حجت اور

پردوں والے گھر اور اس کی بنیادوں کو وراثت میں پایا ہے۔

فَهَلْ لَكُمْ فِيَّ إِلَّا إِحْدَى كُبَرٍ ... وَيْلَ أُمِّ غَالِبٍ مِنْ مُعْذِرِ

یک نہ تین شخص کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے تمہاری بربادی کا
ارادہ کر لیا ہے۔ پس اے آل غالب! ان کو کسی عذر میں معذور نہ جانو۔

وَهَبَّرُوا إِنْ هَابَرُوا وَكُونُوا جَمِيعًا فِي التَّأَسِّي وَفِي الصَّبْرِ

(جن لوگوں سے تم نے دشمنی کی ہے ان کے (مقابلے
کے) لیے کوشش کرو اور ایک دوسرے کی حمایت کرو اور صبر و تحمل
میں سب کے سب متفق رہو۔

لَعَلَّكُمْ أَنْ تُثْأَرُوا بِأَخِيكُمْ ... وَلَا شَيْءَ إِنْ لَمْ تُثْأَرُوا بِذَوِي عُمَرِ

شاید کہ تم اپنے بھائی کا بدلہ لے سکو اگر تم نے بدلہ نہ لیا تو
تم عمرو سے کسی قسم کا تعلق رکھنے والے نہیں۔

بِمُشْرِفَاتٍ فِي الْأَكُفِّ كَأَنَّهُ ... وَمِيضُ تُطِيرُ أَوَائِلُهُ الْأَشِرِ

ہاتھوں میں (چمکنے والی (تلواروں) کے ذریعے جو بجلی کی
چمک کی طرح ہیں گردن زدنی ہیں نمایاں جوہر والی ہیں۔

كَأَنَّ مَضَارِبَ الْأَذْقَانِ مِنْهَا ... إِذَا جَرَّدَتْ يَوْمًا لِأَعْدَائِهَا الْغِيَرِ

جب وہ کسی وقت اپنے چہرے دشمنوں کے لیے
برہنہ کی جاتی ہیں تو ان کی میانوں پر (جوہر) ایسے نمایاں ہوتے ہیں)
گویا وہ بیلوں کے رینگنے کے نشانات ہیں۔

نوٹ: (ف) میں "اکف" کے بجائے "الف" لکھا ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔
(احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس قصیدے میں روایت بن اسحٰق بیت سے دو لفظ بدل دیئے ہیں۔ ایک تو آخر بیت کا "الفخر" اور دوسرا اول بیت یا "ما الحلیم" ہے اس لیے کہ ان دونوں مقاموں پر ان الفاظ سے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ علی بن ابی طالب نے جنگ بدر کے متعلق یہ

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے علماء شعر میں سے کسی کو نہیں ان شعروں ۳۷۳
اور ان کے جواب کا جاننے والا نہیں پایا اور ہم نے ان اشعار کو اس سے لکھ دیا ہے کہ بعضوں نے عمرو بن عبداللہ بن جدعان کے بدر کے روز قتل ہونے کے متعلق کہا ہے۔ اور ابن اسحٰق نے مقتولین (بدر) میں اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اور اس کا ذکر ان اشعار میں آگیا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَبْلَى رَسُولَهُ ... بَلَاءَ عَزِيزٍ ذِي اقْتِدَارٍ وَذِي فَضْلِ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو کیسا
امتحان لیا ہے۔ ایسا امتحان جیسے عزت و اقتدار و فضل والوں کا (اس کی
عزت و اقتدار و فضیلت کے زیادہ کرنے کے لیے) امتحان ہوتا ہے۔

مَا أَنْزَلَ الْكُفَّارَ دَارَ مَذَلَّةٍ ... فَلَاقَوْا هَوَانًا مِنْ أَسِيرٍ وَمِنْ قَتْلِ

یہ امتحان جس کے ذریعے کافروں کی میزبانی ذلت کے
گھر میں کی۔ آخر انھوں نے قتل و اسیری کی ذلت سے ملاقات کی۔

فَأَمْسَى رَسُولُ اللّٰهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهُ ... وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ أَحْمَدُ ذَا الْفَضْلِ

تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کرنے والوں
کو بھی عزت حاصل ہوگئی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اللہ
(ہی) کے ساتھ موصوف فرمائے گئے تھے۔

أَتَى بِيَقِينٍ مِنْ لَدُنْ اللّٰهِ مُنْزَلٍ ... مُبِينَةٍ آيَاتٍ لِذِي الْكُفْرِ ذِكْرُ

اور آپ (اللہ تعالیٰ) کی جانب سے اتاری ہوئی (حق و باطل
میں) فرق ڈالنے والی چیز لے کر آئے جس کی آیتیں عقل والوں کے لیے
واضح ہیں۔

فَآمَنَ أَقْوَامٌ بِذَاكَ وَأَيْقَنُوا فَأَمْسَوا بِحَمْدِ اللهِ فِي خَيْرِ مَحْفِلِ

تو کچھ لوگوں نے اس کو مان لیا اور یقین کر لیا تو بحمد اللہ
وہ اپنی تمام پراگندہ قوتوں کو ایک جگہ جمع کر لینے والے ہو گئے۔

وَأَنْكَرَ أَقْوَامٌ فَزَاغَتْ قُلُوبُهُمْ فَزَادَهُمُ ذُو الْعَرْشِ خَبَالًا عَلَى خَبَلِ

اور چند لوگوں نے (اس کا) انکار کیا تو ان کے دل ٹیڑھے
ہو گئے۔ اور عرش والے نے ان کے فساد میں اور فساد کی
زیادتی کر دی۔

وَأَمْكَنَ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ رَسُولَهُ وَقَوْمًا غِضَابًا فِعْلُهُمْ أَحْسَنُ الْفِعَلِ

اور اس نے اپنے رسول کو بدر کے روز ان پر قدرت
دیدی اور اس قوم کو قدرت دیدی جو غضب آلود تھی اور ان کا
(یہ) کام بہترین کام تھا (کہ ان کا غصہ بھی خدا کے لیے تھا)۔

بِأَيْدِيهِمُ بِيضٌ خِفَافٌ عَتَادُهَا وَقَدْ حَادَثُوهَا بِالْجِلَادِ وَبِالصَّقَلِ

ان کے ہاتھوں میں سفید (چمکتی ہوئی) سبک (تلواریں
تھیں) جن سے انھوں نے وار کیے اور ان تلواروں کے جلا دینے
اور صیقل کرنے میں انھوں نے اپنا وقت صرف کیا تھا۔

فَمَزَّقُوا مِنْ نَسْجِ ذِي جَمِيَّةٍ صَرِيعًا وَمِنْ ذِي خِبْرَةٍ مِنْهُمْ كَهِلِ

پس انھوں نے ان میں کے کتنے حمیت والے نوجوانوں

اور رعب و دبدبہ والے اور جہاں دیدہ تجربہ کار لوگوں کو بھی ڈرا دیا۔

۲۰۴ تَبِيتُ عُيُونُ النَّائِحَاتِ عَلَيْهِمُ تَجُودُ بِأَشْبَالِ الْعَرِينِ وَبِالْأَسَدِ

ان پر رونے والیوں کی آنکھیں جھڑی اور موسلا دھار
بارش سے رات بھر مخمور و مست کرتی رہتی ہیں۔

وَأَيْنَ تَنَعَى عُتْبَةَ ابْنَيْ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ تَنْعَى وَتَنْعَى أَبَا جَهْلِ

رو رو کر بیان کرنا کہ عتبہ اور اس کے بیٹے اور شیبہ
ابوجہل کے مرنے کی خبریں سنا رہی ہیں۔

وَذَا الرَّجُلِ تَنْعَى وَابْنَ بَدْءٍ وَرَهْطَهُ وَسَبْيَ بَنِي سَهْمٍ وَسَبْيَ بَنِي عَبْدِ

اور یہ کہ یہ عورت اس شخص اور اس کے بھائی بند
اور بنو سہم کی قیدی عورتوں کی خبریں سنا رہی ہیں
اس حالت سے کہ وہ بھی قیدی بنا لی گئی ہیں اور
اندھا کر دینے والی ہوں ہے اور زنجیروں کی بیڑیوں سے

عیاں ہے۔

وَكَانَتْ قُرَيْشٌ قَدْ دَعَتْ مَنْ دَعَتْ لَهُ وَأَنْجَدَ مِنْهَا كُلُّ أَبْيَضَ ذِي حَدِّ

قریش کے جتھوں کو جس کسی نے دعوت دی تو انہوں نے
دعوت قبول کرنے اور کمر باندھنے میں دیر نہ لگائی
اور ان میں سے ہر سفید رنگ والے تیز دھار

ف ۱ یہ صرف تین نوجوان تھے جو نہ زینب کے تھے کیونکہ اس سے تو عمر میں بڑے تھے۔ اور حمزہ کے

ہیں (اگرچہ) ان میں اتصالی کشش کمزور ہے۔

فَأَنْحَى الَّذِي كَارَ الْجَحِيمَ بِمَعْزِلٍ عَنِ الشَّغَبِ وَالْعُدْوَانِ فِي أَشْغَلِ الشُّغْلِ

آخر وہ بھڑکتے ہوئے گھر کے پاس چیخ پکار اور ظلم و زیادتی سے الگ تھلگ زیادہ مصروف رکھنے والے شغل میں دن چڑھے پہنچ گئے۔

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا اور کہا۔

عَجِبْتُ لِأَقْوَامٍ تَغَنَّى سَفِيهُهُمْ بِأَمْرِ سَنَاءٍ ذِي اعْتِرَاضٍ وَذِي بُطْلِ

مجھے بعض لوگوں سے حیرت ہوئی جن میں کے نادان۔ نادانی اور قابل اعتراض اور جھوٹ سے بھری ہوئی باتوں کو (بصورت شعر) گایا کرتے ہیں۔

تَغَنَّى بِقَتْلَى يَوْمِ بَدْرٍ تَتَابَعُوا كِرَامِ الْمَسَاعِي مِنْ غُلَامٍ وَمِنْ كَهْلِ

بدر کے روز کے مقتولین کے متعلق (اشعار) گاتے ہیں جن میں کے کم عمروں اور سن رسیدہ لوگوں کی لگاتار شریفانہ کوششیں ہوتی رہی ہیں۔

مَصَالِيتُ بِيضٌ مِنْ ذُؤَابَةِ غَالِبٍ مَقَاعِيسُ فِي الْهَيْجَا مَطَاعِيمُ فِي الْمَحْلِ ۳۷۵

روشن چہرے والے، بہادر، بنی غالب کی اعلیٰ شاخوں میں کے، جنگ میں نیزہ باز، اور قحط میں کھانا کھلانے والے۔

أُصِيبُوا كِرَامًا لَمْ يُبَيِّعُوا عَشِيرَةً بِقَوْمٍ سِوَاهُمْ نَازِحِي الدَّارِ وَالْأَصْلِ

وہ باعزت موت مرے انھوں نے اپنی قوم کے سوا وطن اور نسب کے لحاظ سے دور والی دوسری قوم کے عوض

میں اپنے خاندان کو فروخت نہیں کیا۔

كَمَا أَصْبَحَتْ غَسَّانُ فِيكُمْ بِطَانَةً لَكُمْ بَدَلاً مِنَّا فَيَالَكَ مِنْ فِعْلِ

جس طرح تم میں بنی غسان ہمارے بجائے تمہارے رازدار
(اور گاڑھے دوست) ہو گئے ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے بھی کام
ہوا کرتے ہیں۔

عُقُوقًا وَإِثْمًا بَيِّنًا وَقَطِيعَةً يَرَى جَوْرَكُمْ فِيهِ ذَوُو الرَّأْيِ وَالنُّهَى

(تم لوگوں کے مذکورہ کام) نیکی کی مخالفت۔ صریح گناہ
اور رشتہ شکنی ایسے ہوئے ہیں عقل و رائے والے ان کاموں میں
تمہاری تعدی دیکھ رہے ہیں۔

فَإِنْ يَكُ قَوْمٌ قَدْ مَضَوْا لِسَبِيلِهِمْ وَخَيْرُ لِمَنَايَا مَا يَكُونُ مِنَ الْقَتْلِ

اگر ایسا ہوا ہے کہ چند لوگ اپنی راہ چلے گئے ہیں (تو کچھ
مضائقہ نہیں) مرتوں میں سے بہترین موت تو قتل ہی کی موت ہے۔

فَلَا تَفْرَحُوا أَنْ تَقْتُلُوهُمْ فَقَتْلُهُمْ لَكُمْ كَائِنٌ خَبْلاً مُقِيمًا عَلَى خَبْلِ

اگر تم ان کو قتل کر رہے ہو تو اس سے خوش نہ ہونا کیونکہ ان کا
قتل تمہارے لیے دائمی فساد (ہی) فساد ہے۔

فَإِنَّكُمُ لَنْ تَبْرَحُوا بَعْدَ قَتْلِهِمْ شَتِيتًا هَوَاكُمْ غَيْرَ مُجْتَمِعِ الشَّمْلِ

کیونکہ ان کے قتل کے بعد ہمیشہ تم اپنی پسندیدہ چیزوں سے
دور اپنی پریشان قوتوں کی شیرازہ بندی نہ کر سکو گے۔

بِقَتْلِ ابْنِ جُدْعَانَ الْجَمِيدِ فَعَالُهُ وَعُتْبَةَ وَالْمَذْعُورِ فِيكُمْ أَبَا رَبْعِ

قابل ستائش کاموں والے ابن جدعان اور عتبہ اور
جو تم میں ابھی ہیں مشہور ہے ان لوگوں کی قدم موجودگی سے (مذکورہ
بالا برائیاں رونما ہوں گی) ۔

وَشَيْبَةُ فِهْمٍ وَالْوَلِيدُ وَفِيهِمُ ... أُمَيَّةُ مَأْوَى الْمُعْتَرِينَ وَذُو الرِّجْلِ

اور شیبہ اور ولید بھی انہیں لوگوں میں سے ہے اور
سائلوں کی پناہ گاہ امیہ اور ایک پاؤں والا (ان سب کا
ایسے ہی لوگوں میں شمار ہے)

أُولَئِكَ فَابْكِ ثُمَّ لَا تَبْكِ غَيْرَهُمْ ... نَوَائِحُ تَدْعُو بِالْوَيْلِ وَالثُّكْلِ

مرنے والوں کی جدائی اور مصیبت کو پکار پکار کر رونے والیوں
کو چاہئے کہ انہیں لوگوں پر روئیں، اور پھر اس کے بعد ان کے سوا
کسی اور پر نہ روئیں ۔

وَقُولُوا لِأَهْلِ الْمَكَّتَيْنِ تَجَاشَدُوا ... وَسِيرُوا إِلَى آطَامِ يَثْرِبَ ذِي نَخْلِ

مکے کی دونوں جانب رہنے والوں سے کہدو کہ لشکر
جمع کرو اور نخلستان والے یثرب کے قلعوں کی طرف چلو ۔

جَمِيعًا وَحُومُوا آلَ كَعْبٍ وَذَبِّبُوا ... بِخَاذِيَةٍ بِيضٍ مُحَدَّثَةِ الصَّقْلِ

سب مل کر (چلو) اور بنی کعب کو گھیر لو اور (ان کی)
رنگوں والی اور نئی صیقل کی ہوئی (تلواروں) سے مدافعت کرو ۔

وَإِلَّا تَنِيبُوا خَائِفِينَ وَأَصْبِحُوا ... أَذَلَّ نَوَاةٍ إِلَى الطَّيْنِ مِنَ النَّخْلِ

ورنہ ڈرتے ہوئے رات گزارو اور جوتوں سے
پامال کرنے والوں کی پامالی کی نہایت ذلیل حالت میں رات بسر کرو ۔

عَلَى أَنَّنِي وَاللَّاتِ يَا قَوْمِ فَاعْلَمُوا ... بِكُمْ وَاثِقٌ أَنْ لَا تَنَالُوا عَلَى نَبْزِي

سِوَى جَمْعِكُمُ الْمُسْتَبْغَاتِ وَلِمَّتَا ... وَلَبْسِ فَضِيضِ الْقَوْلِ وَالنَّبْزِ بِالْهُجْرِ

اے قوم! یہ بات تم لوگ بھی جان لو کہ لات کی قسم
مجھے تم پر پورا بھروسا ہونے کے باوجود میں تم سے کہتا ہوں کہ
تم بڑی زرہیں اور نیزے اور خود اور چمکتی ہوئی کاٹنے والی
(تلواریں) اور تیر جمع کیے بغیر دشمن سے بدلہ لینے کے لیے کھڑے
نہ ہونا۔

اور ضرار بن الخطاب بن مرداس محارب بن فہر کے بھائی نے ۳۷
کہا ہے۔

عَجِبْتُ لِفَخْرِ الْأَوْسِ وَالْحَيْنُ دَائِرٌ ... عَلَيْهِمْ غَدًا وَالدَّهْرُ فِيهِ بَصَائِرُ

اوس کے فخر کرنے پر میں حیران ہوگیا۔ حالانکہ کل ان پر
بھی موت کا پھیرا ہونے والا ہے اور زمانے میں عبرتناک
واقعات موجود ہیں۔

وَفَخْرِ بَنِي النَّجَّارِ أَنْ كَانَ مَعْشَرٌ ... أُصِيبُوا بِبَدْرٍ كُلُّهُمْ غَيْرُ خَابِرِ

اور بنی النجار کے فخر پر مجھے حیرت ہوئی (جن کا فخر
صرف اس بات پر ہے) کہ بدر میں ایک خاندان پورے کا پورا
مبتلائے مصیبت ہوگیا اور پھر وہ وہاں ثابت قدم رہا۔

فَإِنْ تَكُ قَتْلَى غُودِرَتْ مِنْ رِجَالِهَا ... فَإِنَّا رِجَالٌ بَعْدَهُمْ سَنُغَادِرُ

اگر اس خاندان کے مردوں کی لاشیں بربادی کے لیے
پڑی ہوئی ہیں تو کیا حرج ہے، کہ ان کے بعد ہم لوگ بھی تو ہیں

جو عنقریب برباد ہونے والے ہیں۔

وَتَرْدِي بِنَا الْجُرْدُ الْصَّافِنَاتُ وَسُطَكُمْ بَنِي الْأَوْسِ حَتَّى يَنْتَفِي النَّفَسُ ثَائِرُ

اور اے بنی اوس چھوٹے بالوں والے لمبے لمبے تیز گھوڑے ہمیں (اپنی پیٹھوں پر) لیے ہوئے تمہارا وسط کا حصہ پامال کرتے ہوں گے حتیٰ کہ بدلہ لینے والا تسکین دے۔

وَوَسْطَ بَنِي النَّجَّارِ يَسُوفُ نَكْرُهَا لَهَا بِالْقَنَا وَالدَّارِعِينَ زَوَافِرُ

اور قریب ہیں ان گھوڑوں کے ذریعے وہ سر انجام کہ ہم بنی النجار کے درمیانی حصے پر کریں گے جس کے لیے نیزوں اور زرہ پوشوں کے بار بردار بھی ہوں گے۔

فَنَتْرُكَ صَرْعَى تَعْصِبُ الطَّيْرُ لَحْمَهُمْ وَلَيْسَ لَهُمْ إِلَّا الْأَقَانِي نَاصِرُ

پھر ہم انھیں اس طرح پچھڑا ہوا چھوڑیں گے کہ انھیں پرندوں کی ٹکڑیاں گھیرے ہوئے ہوں گی اور بجز چھوٹی آرزوؤں کے کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

وَتَبْكِيهِمْ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ نِسْوَةٌ لَهُنَّ بِهَا لَيْلٌ عَنِ النَّوْمِ سَاهِرُ

اور یثرب کی عورتیں ان پر روتی ہوں گی ان عورتوں کو اس مقام پر ایسی رات ہوگی جو نیند سے بیدار رکھنے والی ہوگی۔

وَذَلِكَ أَنَّا لَا تَزَالُ سُيُوفُنَا بِهِنَّ دَمٌ مِمَّا يُجَارِينَ نَاثِرُ

اور مذکورہ حالت اس لیے ہوگی کہ ہماری تلواروں سے ہمیشہ ان لوگوں کا خون بہتا ہوگا جن سے ان تلواروں سے جنگ کی۔

فَإِنْ تَخْلُفُونِي يَوْمَ بَدْرٍ فَإِنَّمَا بِأَحْمَدَ أَمْشِي جَمْعُكُمْ وَهُوَ ظَاهِرُ

اگر تم نے بدر کے روز فتح پائی تو اس کا سبب بھی یہ نہ
یہی ہے کہ تمہارا نصیب (ہم میں کی ایک فرد) احمد کے ساتھ ہو گیا
ہے اور یہ بات ظاہر ہے۔

۳۴۸ وَبِالنَّفَرِ الْأَخْيَارِ هُمْ أَوْلِيَاؤُهُ يُقَاتِلُونَ فِي الْحَقِّ وَالْحَقُّ وَاجِبُ

اور ان منتخب لوگوں کے ساتھ ہو گیا ہے جو حق کے لئے لڑتے
ہیں اور سختیوں میں وہ ایک دوسرے سے مدافعت کرتے ہیں
ہیں لیکن (آخر کار) موت تو موجود ہے۔

يُعَدُّ أَبُو بَكْرٍ وَحَمْزَةُ فِيهِمُ وَيُدْعَى عَلِيٌّ وَسْطَهُمْ مَنْ أَنَابَ

ابوبکر اور حمزہ کا انہیں لوگوں میں شمار ہے اور جن لوگوں کا تذکرہ
ہے ان میں سب سے بہتر تو وہ ہے جو علی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

وَيُدْعَى أَبُو حَفْصٍ وَعُثْمَانُ مِنْهُمُ وَسَعْدٌ إِذَا مَا كَانَ فِي حَرْبٍ ضَرَبُ

اور جو ابوحفص (عمر) مشہور ہے۔ اور عثمان بھی انہیں
افراد میں سے ہے اور سعد ہے جبکہ وہ کسی جنگ میں موجود ہو۔

أُولَئِكَ لَا مَنْ نَجَّتَ فِي دِيَارِهَا بَنُو الْأَوْسِ وَالْأَنْصَارِ شَرُّ عَصَبُ

یہ لوگ ہیں (جن کے سبب سے فتح حاصل ہوئی ہے
نہ کہ وہ لوگ جو بنو الاوس اور بنو النجار (والے) ہیں جنہوں نے
اپنے وطنوں میں بہت سی اولاد پیدا کر لی ہے جبکہ وہ فخریہ بنیں

وَلَكِنْ أَبُوهُمْ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ إِذَا انْتُسِبَتْ كَعْبٌ وَعَامِرُ مَنْ أَبُ

جب بنی کعب اور بنی عامر کے نسب شمار کیے جاتے ہیں تو
ان مذکورہ لوگوں کا جد اعلیٰ لوی بن غالب میں کا ہوگا۔

هُمُ الطَّاعِنُونَ الْخَيْلَ فِي كُلِّ مَعْرَكٍ غَدَاةَ الْهِيَاجِ الْأُطَيِّبُونَ الْأَكَائِنِ

یہ وہ لوگ ہیں جو ہر معرکے میں شہسواروں پر نیزہ بازی
کرنے والے اور اضطراب کے وقت بہترین اور بہت نیکیوں
کرنے والے ہیں۔

تو اس کا جواب بنی سلمہ کے کعب بن مالک نے دیا اور کہا۔

عَجِبْتُ لِأَمْرِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ قَادِرٌ فَمَا رَدَّ أَرَادَ لَيْسَ لِلّٰهِ قَاهِرُ

میں اللہ (تعالیٰ) کے کاموں پر حیران ہو گیا اور اللہ تو ان
باتوں پر قادر ہے جن کا اس نے ارادہ کر لیا۔ اللہ کو کوئی مجبور
کرنے والا نہیں۔

قَضَى يَوْمَ بَدْرٍ أَنْ نُلَاقِيَ مَعْشَرًا بَغَوْا وَسَبِيلُ الْبَغْيِ بِالنَّاسِ جَائِرُ

بدر کے روز اس نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ہم ایک ایسے خاندان
کے مقابل ہو جائیں جنہوں نے بغاوت کی اور بغاوت کی راہ لوگوں
کو ٹیڑھا لے جانے والی ہے۔

وَقَدْ حَشَدُوا وَاسْتَنْفَرُوا مَنْ يَلِيهِمُ مِنَ النَّاسِ حَتَّى جَمْعُهُمْ مُتَكَاثِرُ

حالانکہ انہوں نے لشکر جمع کر لیا تھا اور جو لوگ ان کے
نزدیک رہنے والے تھے انہوں نے ان سب جنگ کے لیے نکالے
یہاں تک مقابلہ کیا کہ ان کی جماعت کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔

وَسَارَتْ إِلَيْنَا لَا تُحَاوِلُ غَيْرَنَا بِأَجْمَعِهَا كَعْبٌ جَمِيعٌ وَعَامِرُ

اور وہ سب کے سب ہماری طرف چل پڑے اور ان کا
قصد ہمارے سوا کسی دوسرے کی طرف نہ تھا جملہ بنی کعب اور بنی عامر

(ہمارے مقابل آ گئے)۔

وَفِينَا رَسُولُ اللّٰهِ وَالْأَوْسُ حَوْلَهُ لَهُ مَعْقِلٌ مِنْهُمْ عَزِيزٌ وَنَاصِرُ

اور (ہماری حالت یہ ہے کہ) ہم میں اللہ کا رسول ہے
اور اس کے اطراف بنی اَوس ہیں اس کے لیے وہ قلعہ بنے ہوئے
ہیں اور غلبہ رکھنے والے اور مدد کرنے والے ہیں۔

۳۷۹ وَجَمْعُ[1] بَنِي النَّجَّارِ تَحْتَ لِوَائِهِ يَمِيسُونَ[2] فِي الْمَاذِيِّ وَالنَّقْعُ ثَائِرُ

بنی النجار کی جماعت اس کے پرچم کے نیچے ہے، اور وہ
سفید اور نرم زرہوں میں ناز سے چلے جا رہے ہیں اور گرد و غبار
اڑا رہا ہے۔

فَلَمَّا لَقِينَاهُمْ وَكُلٌّ مُجَاهِدٌ لِأَصْحَابِهِ مُسْتَبْسِلُ النَّفْسِ صَابِرُ

پھر جب ہم ان کے مقابل ہوئے تو ہر ایک کو شان تھا کہ
اپنے ساتھیوں کے لیے، خود اپنے نفس سے دلیری کا طالب اور
ثابت قدم تھا۔

شَهِدْنَا بِأَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ بِالْحَقِّ ظَاهِرُ

ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پروردگار
چڑھانے والا نہیں اور یہ کہ اللہ کا سچائی کا پیام رسان غلبہ و فتح
کرنے والا ہے۔

---

[1] (الف) میں "وجمیع" ہے جو تحریف کاتب ہے جس سے وزن شعر باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)
[2] (الف) میں "یمشون" ہے جس کے معنی چلنے کے ہو سکتے ہیں لیکن فخریہ شعر کے لیے یمیسون زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

وَقَدْ عُرِّيَتْ بِيضٌ خِفَافٌ كَأَنَّهَا مَقَابِيسُ يُزْهِيهَا لِعَيْنَيْكَ نَاظِرُ

اور سفید (چمکتی ہوئی) ہلکی (تلواریں) برہنہ کر لی گئیں
گویا شعلے ہیں کہ تلوار کھینچنے والا تیرے آنکھوں کے سامنے انھیں حرکت
دے رہا ہے۔

بِهِنَّ أَبَدْنَا جَمْعَهُمْ فَتَبَدَّدُوا وَكَانَ يُلَاقِي الْحَيْنَ مَنْ هُوَ فَاجِرُ

انھیں تلواروں کے ذریعے ہم نے ان کی جماعت کو برباد
کر دیا اور وہ پریشان ہو گئے اور جو نافرمان تھا وہ موت سے
ملاقات کر رہا تھا۔

فَكَبَّ أَبُو جَهْلٍ صَرِيعًا لِوَجْهِهِ وَعُتْبَةُ قَدْ غَادَرْنَهُ وَهُوَ عَاثِرُ

آخر ابوجہل نے اپنے منہ کے بل پٹخنی کھائی اور عتبہ کو
انھوں نے ایسی حالت میں چھوڑا کہ وہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔

وَشَيْبَةَ وَالتَّيْمِيَّ غَادَرْنَ فِي الْوَغَى وَمَا مِنْهُمُ إِلَّا بِذِي الْعَرْشِ كَافِرُ

اور شیبہ کو اور تیمی کو انھوں نے چیخ پکار میں چھوڑ دیا
اور یہ دونوں کے دونوں عرش والے کے منکر تھے۔

فَأَمْسَوْا وَقُودَ النَّارِ فِي مُسْتَقَرِّهَا وَكُلُّ كَفُورٍ فِي جَهَنَّمَ صَائِرُ

غرض آگ کی قرارگاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے
اور ہر ایک منکر جہنم ہی میں منتقل ہونے والا ہے۔

تَلَظَّى عَلَيْهِمْ وَهْيَ قَدْ شَبَّ حَمْيُهَا بِزُبَرِ الْحَدِيدِ وَالْحِجَارَةِ سَاجِرُ

اس حالت میں کہ اس کی گرمی اپنے شباب پر ہے وہ

ان پر شعلہ زنی کر رہی ہے جو لوہے کی تختیوں اور پتھروں سے بھری ہوئی ہے۔ (یا ٹپکنے والی ہے)۔

فَلَمَّا أَنْ رَسُولُ اللّٰهِ قَدْ قَالَ أَقْبَلُوا ۔۔۔ فَوَلَّوْا وَقَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ سَاحِرٌ

اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ (میری جانب) آگے بڑھو تو انھوں نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ تو تو ایک جادوگر ہے۔

لِأَمْرٍ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَهْلِكُوا بِهِ ۔۔۔ وَلَيْسَ لِأَمْرٍ حَمَّهُ اللّٰهُ زَاجِرُ

(ان کی مذکورہ حالت اس سبب سے تھی کہ اللہ نے چاہا تھا کہ وہ اسی میں ہلاک ہوں، اور جس بات کا اللہ (تعالیٰ) نے فیصلہ فرما دیا اس کو روکنے والا کوئی نہیں۔

اور عبداللہ بن الزبعری السہمی نے بدر کے مقتولوں کے مرثیے میں کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے بنی اسید بن عمرو بن تمیم میں کے اعشیٰ بن زرارہ بن النباش کی جانب ان اشعار کی نسبت کی ہے جو بنی نوفل بن عبد مناف کا حلیف تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی عبدالدار کا حلیف تھا۔

عَمَاذَا عَلَى بَدْرٍ وَمَاذَا حَمَوْا لَهُ ۔۔۔ مِنْ فِتْيَةٍ بِيضِ الْوُجُوهِ كَرَامِ

بدر اور اس کے ماحول پر کیا (آفت آگئی) ہے کہ گورے گورے چہرے والے شریف نوجوانوں نے۔

رَكُوبَيْنِ خَلْفَهُمْ وَمُنْبَكِيًا ۔۔۔ وَابْنَيْ رَبِيعَةَ خَيْرَ حَضْرٍ فِنَامِ

نبیہ منبہ اور ربیعہ کے دونوں بیٹوں کو جو لوگوں کی (ران)

جو عقل کے برے نتائج سے پیچھے چھوڑ دیا۔

وَالْحَارِثَ الْفَيَّاضَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ كَالْبَدْرِ جَلَّى لَيْلَةَ الْإِظْلَامِ

اور فیاض حارث کو چھوڑ دیا جس کا چہرہ بدر کی طرح
چمکتا تھا جس نے اندھیری رات کو روشن کر دیا ہے۔

وَالْعَابِدَ بْنَ مُنَبِّهٍ ذَا مِرَّةٍ رُمْحًا تَمِيمًا غَيْرَ ذِي أَوْصَامِ

اور منبہ کے بیٹے عابد (کو چھوڑ دیا) جو قوی اور لمبا
گویا) پورا نیزہ تھا اور عیبوں والا نہ تھا۔

تَنْمِي بِهِ أَيْ أَفْنَةٍ وَجُدُودُهُ وَمَنَازِلُ الْأَشْرَافِ وَالْأَعْمَامِ

اس (عاصی) کے ذریعے اس (منبہ) کے اصل دوست
اور اس کی مستعد اور ماموں (چچوں) کے خاندان بڑھ پروش
پاتے تھے۔

وَإِذَا بَكَى بَاتٍ فَعَوَّلَ شَجْوُهُ فَعَلَى أَزَيْبِ الْمَنْدَمَانِ سِجَامُ

اور جب کوئی رونے والا رویا اور اپنے غم (کا
اظہار) باواز بلند کیا تو (اس کے حزن و فغان نے ابن ہشام
پر بھی آواز بلند کر دی ہے۔

حَيَّ الْإِلٰهُ أَبَا الْوَلِيدِ وَرَهْطَهُ رَبُّ الْأَنَامِ بِخَيْرِ مَا يُتَرَحَّمُ

ابوالولید اور اس کی جماعت کو خدا زندہ رکھے اور رحمان
کی پرورش کرنے والا انہیں سلامتی سے مخصوص فرمائے۔

نواس کا جواب حسان بن ثابت الانصاری نے دیا اور کہا۔

أَبَتِ بُكَيْتَ عَيْنَاكَ ثُمَّ تَبَادَرَتْ بَدْءًا يَعُلُّ شُؤُونَهَا تَسْجَامُ

(مرثیے کہہ اور) رو (خدا کرے کہ) تیری آنکھیں (ہمیشہ)
روتی ہی رہیں اور پھر بہنے والے خون کو لے نکلیں اور گوشہائے چشم
کو بار بار سیراب کرتی رہیں۔

مَاذَا بَكَيْتَ بِهِ الَّذِينَ تَتَابَعُوا هَلَّا ذَكَرْتَ مَكَارِمَ الْأَقْوَامِ

اس (مرثیے) کے ذریعے ان لوگوں پر رویا جو یکے بعد
دیگرے پے در پے بسے تو تو نے کیا کام کیا۔ ان لوگوں کے تعریف کے
قابل کاموں کا کیوں نہ ذکر کیا۔

وَذَكَرْتَ مِنَّا مَاجِدًا ذَا هِمَّةٍ سَمْحَ الْخَلَائِقِ صَادِقَ الْإِقْدَامِ

اور ہم میں کی بزرگ ہمت والی۔ وسیع الاخلاق اور جو
کام شروع کرے اس کو پورا کرنے والی ہستی کا ذکر کیوں نہ کیا۔

أَعْنِي النَّبِيَّ أَخَا الْمَكَارِمِ وَالنَّدَى وَأَبَرَّ مَنْ يُولِي عَلَى الْأَقْسَامِ

میری مراد اس نبی سے ہے جو سخی اور ملی صفات والا
ہے اور قسمیں کھانے والوں میں سب سے زیادہ قسمیں پوری کرنے والا ہے۔

فَمِثْلُهُ وَلِمِثْلِ مَا يَدْعُو لَهُ كَانَ الْمُمَدَّحَ ثُمَّ غَيْرَ كَهَامِ

پس بے شبہہ اس کے سے لوگ اور جس چیز کی طرف وہ
بلاتا ہے اس کی سی چیز قابل ستائش ہے۔ اور پھر (قابل تعریف
صفات کے ساتھ کسی قسم کی) کمزوری رکھنے والا نہیں ہے۔

اور حسان بن ثابت الانصاری نے یہ بھی کہا ہے۔

٣٨٢ تَبَلَّتْ فُؤَادَكَ فِي الْمَنَامِ خَرِيدَةٌ تَشْفِي الضَّجِيعَ بِبَارِدٍ بَسَّامٍ

ایک دوشیزہ نے خواب میں تیرے دل کو بیمار بنا دیا ہے

جو ٹھنڈے مسکرانے والے (دانتوں سے) (اپنے) ہم بستر کو بھینگا کر دیتی ہے۔

كَأَنَّ مُشَعْشَعًا مِنْ رِيقِ بَيْضَاءَ أَوْ عَاتِقٍ كَدَمِ الذَّبِيحِ مُدَامِ

جس طرح مشک کو بارش کے پانی کے ساتھ تو ملا ہے (تو اس سے مشابہ صاف ہوتی ہے) یا مذبوحہ بانور کے خون کی سی پرانی شراب (سے شفا ہوتی ہے)۔

فِي الْحَيِّ جُؤْذَرٌ يُغْرِي مُتَيَّمَهُ بَرَّاقُ مَبْسِمِهِ وَشِيكَةُ الْأَقْسَامِ

بکری جیسی آنکھوں والی (یعنی بڑے کولھے والی گوری) اس کے کولھے نہ بہت بڑے۔ بھولی بھالی قسموں کے نزدیک نہ جانے والی۔

بُنِيَتْ عَلَى قَصَبٍ أَجَمَّ كَأَنَّهُ فُضُلًا إِذَا قَعَدَتْ مَدَاكُ رُخَامِ

اس کی کوکھ (یا کمر) بغیر ہڈی کے بنی ہوئی ہے۔ جب وہ مکمل لباس سے ننگ ہو کر (نیم برہنہ) بیٹھتی ہے تو گویا (وہ) سنگ مرمر کی سل ہے۔

وَتَكَادُ تَكْسَلُ أَنْ تَجِيءَ فِرَاشَهَا فِي جِسْمِ خَرْعَبَةٍ وَحُسْنِ قَوَامِ

جسم کی نزاکت اور نرمی اور فطری حسن میں (اس کی حالت یہ ہے) کہ اس کو اپنے بستر تک آنا بار ہے۔

أَمَّا النَّهَارَ فَلَا أُغَتُّ بِذِكْرِهَا وَاللَّيْلَ تُوزِعُنِي بِهَا أَحْلَامِي ۳۸۳

(میرا تمام) دن اس کی یاد سے خالی نہیں رہتا۔ اور (تمام) رات میرے خواب مجھے اسی کا شیفتہ بنائے رکھتے ہیں۔

أَقَمْتُ أَنْدُبُ أَوْزَابًا أُذَكِّرُهَا حَتَّى تَنَيَّبَ فِي الْقَتْلَى عِظَامِي

(بنی مخزوم کی عورت کو جب میں نے دیکھا تو میں
یہ قسم کھاتا ہوں کہ کبھی نہیں بھولوں گا اور اس کی یاد کبھی نہیں)
(جاتی رہے گی) یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں (مٹی میں مل کر نیست و نابود
اور) غائب ہو جائیں۔

يَا مَنْ لِذِي لَجَةٍ تَرْمِي سَفَاهَتَهُ وَلَقَدْ عَصَيْتُ عَلَى الْهَوْجَاءِ لَوْمِي

کوئی ہے جو نادانی سے ملامت کرنے والی کو (یہ) ملامت
کرنے سے روکے۔ میں نے (اپنی محبت کے متعلق ملامت کرنے والوں کی
(کوئی بات) میں نے نہیں مانی۔

بَكَرَتْ عَلَيَّ بُعَيْدَ رَبْعِ الْكَرَا وَتَقَارُبٍ مِنْ حَادِثِ الْأَيَّامِ

یہ عورت زمانے کے اس انقلاب (یعنی واقعہ بدر)
کے قریب (یعنی) ذرا سی نیند کے بعد میرے پاس پہلے وہ عورت
میرے پاس آئی۔

[illegible] عَلَى [illegible] وَمَدَرِهِ [illegible] مِنَ الْأَشْرَافِ

[illegible] جو مرنے آدمی کی عمر کو ختم کر دیتا ہے (یعنی لوگ اس وجہ
کی فکر میں اپنی عمر تباہ کر لیتے ہیں)۔

إِنْ كُنْتِ كَاذِبَةَ الَّذِي حَدَّثْتِنِي فَنَجَوْتِ مُنْجَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ

(اے عورت) اگر تو جو بات تو مجھ سے بیان کر رہی ہے اگر تو اس
میں جھوٹی ہے تو تو (مجھ سے) اس طرح بچ کر نکل جا جس طرح حارث بن
ہشام (بچکر نکل گیا)۔

تَرَكَ الْأَحِبَّةَ أَنْ يُقَاتِلَ دُونَهُمْ وَنَجَا بِرَأْسِ طِمِرَّةٍ وَلِجَامِ

کہ اپنے دوستوں کے لیے سینہ سپر ہونے کے بجائے
اس نے انھیں چھوڑ دیا اور تیز گھوڑے کے سر (کے بال) اور لگام
کو تھامے ہوئے بھاگ نکلا۔

تَدْرِي الْعَنَاجِيجُ الْجِيَادُ بِقَفْرَةٍ مَرَّ الذَّمُولِ مُوَكِلٍ بِمُحَصَّدِ وَرِجَامِ

بہترین اور تیز رفتار گھوڑے بنجر میدان کو اس طرح
(اپنے پیچھے) چھوڑتے چلے جا رہے تھے جس طرح پتھر بندھی ہوئی
مضبوط رسی کو تیز رفتار چرخ چھوڑتا چلا جاتا ہے۔

مَلَأَتْ بِهِ النَّرْجَيْنِ فَارْمَدَّتْ بِهِ وَثَوَى أُحَيْتُهُ بِشَرِّ مُقَامِ ۳۸۴

ان گھوڑوں نے اس دوڑ سے (اپنے ہاتھوں اور
پاؤں کے درمیانی) شگافوں کو بھر لیا تھا اور اس سے ان میں
ہیجان پیدا ہو گیا تھا۔ حالانکہ اس (حارث بن ہشام) کے دوست
بڑی بری جگہ پڑے ہوئے تھے۔

وَبَنُو أَبِيهِ وَرَهْطُهُ فِي مَعْرَكٍ نَصَرَ الْإِلٰهُ بِهِ ذَوِي الْإِسْلَامِ

اور اس کے بھائی اور اس کی جماعت ایک ایسے معرکے
میں (پھنسی ہوئی) تھی جس میں معبود (حقیقی) نے مسلمانوں کو فتحیاب
فرمایا۔

كَتَبَهُمْ وَاللّٰهُ يُنْفِذُ أَمْرَهُ حَرْبٌ تُشَبُّ سَعِيرُهَا بِضَرَامِ

ایسی جنگ نے انھیں پیس ڈالا جس کے شعلوں کو ایندھن
سے بھڑکایا جا رہا تھا اور اللہ تو اپنا حکم جاری ہی فرماتا ہے۔

لَوْلَا الْإِلٰهُ وَجَرْيُهَا لَتَرَكْنَهُ جَزَرَ السِّبَاعِ وَدُسْنَهُ بِجَوَامِ

اگر معبود (حقیقی کو اس کا بچانا مقصود) نہ ہوتا اور ان (گھوڑوں) کی دوڑ نہ ہوتی تو وہ اس (حارث بن ہشام) کو درندوں کا نوالہ کر چھوڑتے یا ٹاپوں سے پامال کر ڈالتے۔

مِنْ بَيْنِ مَأْسُورٍ يُشَدُّ[1] وَثَاقُهُ صَقْرٌ إِذَا لَاقَى الْأَسِنَّةَ حَامِ

وہ دو حالتوں کے) درمیان (ہوتا یا تو) قیدی ہوتا جس کی مشکیں ایک ایسا بہادر کس دیتا جو نیزوں کے مقابلے میں بھی حمایت کرنے والا ہے۔

وَمُجَدَّلٍ لَا يَسْتَجِيبُ لِدَعْوَةٍ حَتَّى تَزُولَ شَوَامِخُ الْأَعْلَامِ

اور (یا) زمین پر پڑا ہوا ہوتا اور کسی پکارنے والے کا جواب نہ دیتا یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔ (یعنی نہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹینگے اور نہ وہ جواب دیگا)

بِالْعَارِ وَالذُّلِّ الْمُبِينِ إِذَا رَأَى بِيضَ السُّيُوفِ تَسُوقُ كُلَّ هُمَامِ

صریح ذلت و خواری کی حالت میں (پڑا رہتا) جب دیکھتا کہ سفید (چمکتی ہوئی) تلواریں مستقل مزاج سرداروں کو

---

[1] (الف ب) دونوں میں "یشد" کو ضمہ یا اور فتحہ شین مشدد یعنی بطور فعل مجہول لکھا ہے۔ صقر کو مجرور کر کے اس کو ماسور کا بدل بنایا ہے لیکن اس کے کوئی معنی میری سمجھ میں نہیں آئے اور (ج د) میں "صقرا" فے سے لکھا ہے اور اسے منصوب کیا ہے اس کے بھی معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ میں نے "یشد" کو فعل معروف اور صقر کو اس کا فاعل قرار دیکر معنی کیے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ شاعر کی کیا مراد ہے۔ (محمد محمودی)

ہانکتی لیے جا رہی ہیں۔

۳۸۵ بِيَدَيْ أَغَرَّ إِذَا انْتَمَى لَمْ يُخْزِهِ نَسَبُ الْقِصَارِ سَمَيْدَعٍ مِقْدَامِ

(وہ تلواریں) ہر اس چمکتے ہوئے چہرے والے کے ہاتھوں میں ہوتیں جو اپنا نسب بیان کرے تو اسے کم ہمت لوگوں کی جانب منسوب ہونے کی ذلت نہ نصیب ہوتی (یعنی اس کے آباء و اجداد تمام باہمت تھے) اس سردار کے ہاتھ میں ہوتیں جو (دشمن کی پرواہ نہ کر کے) آگے بڑھنے والا ہے۔

بِيضٌ إِذَا لَاقَتْ حَدِيدًا صَمَّمَتْ كَالْبَرْقِ تَحْتَ ظِلَالِ كُلِّ غَمَامِ

وہ ایسی سفید (چمکتی ہوئی) تلواریں ہیں کہ جب لوہے سے وہ ملتی ہیں تو اسے کاٹ کر نیچے اتر جاتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابر کے ٹکڑوں کے سائے کے نیچے بجلی (چمک رہی) ہے۔

بقول ابن ہشام کے حارث بن ہشام نے اس کے جواب میں یہ شعار کہے۔

اَلْقَوْمُ أَعْلَمُ مَا تَرَكْتُ قِتَالَهُمْ حَتَّى حَبَوْا بِعَمِيرِهِمْ بِاسْتَرْسَلِ

تمام لوگ جانتے ہیں کہ میں نے اس وقت تک جنگ ترک نہیں کی جب تک کہ ان لوگوں نے میرے بھتیجے کو سرخ کف دار (خون) میں آلودہ نہ کر دیا۔

وَعَرَفْتُ أَنِّي إِنْ أُقَاتِلْ وَاحِدًا أُقْتَلْ وَلَا يَنْكِي عَدُوِّي مَشْهَدِي

اور میں نے جان لیا کہ اگر میں اکیلا جنگ کرتا رہوں گا تو قتل ہو جاؤں گا اور میرا جنگ میں موجود رہنا میرے دشمن کو کسی طرح مجبور نہیں کرے گا۔

فَصَدَدْتُ عَنْهُمْ وَالْأَحِبَّةُ فِيهِمُ طَمَعًا لَهُمْ بِعِقَابِ يَوْمٍ مُفْسِدِ

تو میں نے ان سے منہ پھیر لیا حالانکہ احباب ان میں پڑے ہوئے تھے اس امید پر کہ کسی اور فساد کے موقع پر ان سے بدلہ لیا جا سکے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ الحارث نے یہ اشعار جنگ بدر سے اپنے بھاگنے کے عذر میں کہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے حسان کے قصیدے میں سے آخر کے تین شعر فحش آنے کی وجہ سے چھوڑ دیئے ہیں۔[1]

ابن اسحٰق نے کہا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا ہے:

لَقَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ يَوْمَ بَدْرٍ عَدَاةَ الْأَسْرِ وَالْقَتْلِ الشَّدِيدِ

بدر کے دن جو قید کرنے اور خوب قتل کرنے کا دن تھا قریش نے جان لیا۔

بِأَنَّا حِينَ تَشْتَجِرُ الْعَوَالِي حُمَاةُ الْحَرْبِ يَوْمَ أَبِي الْوَلِيدِ

کہ ہم شیران جنگ ہیں جبکہ نیزوں سے ہر ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں خاص کر ابوالولید کے روز زور دکھاتے ہیں۔

قَتَلْنَا ابْنَيْ رَبِيعَةَ يَوْمَ سَارَا إِلَيْنَا فِي مُضَاعَفَةِ الْحَدِيدِ

جس روز ربیعہ کے دونوں بیٹے لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہماری طرف آئے تھے تو ہم نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔

وَشَيْبَةَ حَلَّ يَوْمَ جَالَتْ بَنُو الْحَجَّارِ تَحْضُرُهَا السَّوَادِ

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اور جب بنی النجار شیروں کی طرح ناز سے جولانیاں
دکھانے لگے تو حکیم وہاں سے بھاگ گیا۔

وَوَلَّتْ عِنْدَ ذَاكَ جُمُوعُ فِهْرٍ ۳۸۶ وَأَسْلَمَهَا الْحُوَيْرِثُ مِنْ بَعِيدِ

اور اس وقت تمام بنی فہر نے پیٹھ پھیری اور حویرث نے تو
دور ہی سے انھیں چھوڑ دیا!

لَقَدْ لَاقَيْتُمْ ذُلًّا وَقَتْلًا جَهِيزًا نَافِذًا تَحْتَ الْوَرِيدِ

تمھیں ذلت اور ایسے تیز قتل کا سامنا ہوا جو تھا ہی گلے
کے اندر سرایت کر گیا۔

وَكُلُّ الْقَوْمِ قَدْ وَلَّوْا جَمِيعًا وَلَمْ يَلْوُوا عَلَى الْحَسَبِ التَّلِيدِ

اور ساری کی ساری قوم نے مل کر پیٹھ پھیر دی۔ اور
باپ دادا کی عزت کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔

اور حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے:—

يَا حَارِ قَدْ عَوَّلْتَ غَيْرَ مُعَوَّلٍ عِنْدَ[1] الْهِيَاجِ وَسَاعَةَ الْأَحْزَابِ

اے حارث! تو نے جنگ و فساد کے وقت بھروسہ کے
ناقابل (لوگوں) پر بھروسہ کیا۔

إِذْ تَمْتَطِي سُرُحَ الْيَدَيْنِ نَجِيبَةً مَرْطَى الْجِرَاءِ طَوِيلَةَ الْأَقْرَابِ

(ایسے وقت میں) جب تو کشادہ قدم شریف تیز رفتار
اور لمبی پیٹھ والی (گھوڑی) پر سواری کرتا ہے۔

[1] ۔ (ف) میں "عند" کے بجائے "عبد" لکھنا تحریف کاتب ہے۔ (حمد محمودی)

وَالْقَوْمُ خَلْفَكَ قَدْ تَرَكْتَ تِنَمَّ تَرْجُوا النَّجَاءَ وَلَيْسَ حِينَ ذَهَابِ

(تو کر نکل جانے کی امید میں تو نے لوگوں سے جنگ روک دی
چھوڑ دیا کہ لوگ تیرے پیچھے ہی تھے اور وہ وقت (تیرے
(بھاگ) جانے کا نہ تھا۔

أَلَا عَطَفْتَ عَلَى ابْنِ أُمِّكَ إِذْ ثَوَى قَعْصَ الْأَسِنَّةِ فِي الْأَسَلِ الْخَشَّبِ

کہ تو نے اپنی ماں کے بیٹے کی جب بھی مدد نہ کی
جبکہ وہ بیوند لگے نیزوں کے نیچے موت کے منہ میں تھا اور
جس کے پاس جو کچھ تھا اس میں برابر کا شریک تھا۔

بِمَنِ الْمَلِيكُ بِهِ فَوَلَّاكَ جَمْعَهُمْ بِشَنَارِ خِزْيَتِهِ وَسُوءِ عَذَابِ

(مکہ کا) الملیک نے تیرے ہاتھ پر جمع کرنے والی سزا
اور رسوائی بدترین عذاب میں مبتلا کر دیئے گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہمارے نزدیک ایک بیت شعر ہے۔ ۳۸۷

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

مُسْتَشْرِي مَنْ مَا مَاذِيٌّ يَنْفُضُهُ بِكَفِّ الْفَيْزَرِ مِنْ فِيهِ

(دوسروں سے ایک ایسا شخص قتال
جس سے کوئی نرم کرنے والا نہیں ہے پیچھے نہیں ہٹتا
پورا کرنے والا تھا۔ بزدل نہ تھا۔

(اس کے ہاتھ میں ایک تیز تلوار ہے جس کے دہانے
کے بھی بن سکتے ہیں۔ (احمد محمودی)

(صفات مذکورہ) ہر ایک مرد مومن پر فوقیت کے رسول (ﷺ) کی ذات ہی کو حاصل ہے جس کو اس نے تقویٰ پرہیزگاری اور ریاضت کے سبب سے فضیلت دی ہے۔

لَقَدْ زَعَمَتْ بَنُو نَجْوَاذِ مِرَّتِكُمْ ... وَبَارِزٌ زَعَمَتْ قَيْسٌ مَوَازِيدِ

تم نے دعویٰ کیا تھا کہ تم اپنی زبردستی کی چیزوں کی حمایت کرو گے اور بدر کے پیچھے کے متعلق تم نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ (مقام) نزول کے ناقابل ہے۔

ثُمَّ وَرَدْنَا وَلَمْ نَسْمَعْ لِقَوْلِكُمُ ... حَتَّى شَرِبْنَ رِوَاءً غَيْرَ تَصْرِيدِ

اس کے بعد ہم پیچھے پیچھے ... یہاں تک کہ ہم نے اس قدر سیراب ہو کر پانی پیا کہ کسی نے روکا نہیں۔

مُسْتَعْصِمِينَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْجَذِمٍ ... مُسْتَلْئِمِينَ بِحَبْلِ اللَّهِ مَمْدُودِ

ہم ایسی مضبوط رسی سے ... جو کٹنے والی نہیں۔
اللہ کی جانب سے دراز کی ہوئی رسی سے مضبوط سی ہے۔

فِينَا الرَّسُولُ وَفِينَا الْحَقُّ نَتْبَعُهُ ... حَتَّى تَبَيَّنَ وَالتَّنْزِيلُ تَنْزِيلُ

ہم میں رسول ہے اور ہم ... جس کی پیروی کرتے ہیں یہاں تک کہ
ہم پر واضح ہو گئے اور (قرآن) نازل ہوا۔

(احمد محمودی)

وَافٍ وَمَاضٍ شِهَابٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ بَدْرٌ أَنَارَ عَلَى كُلِّ الْأَمَاجِيدِ

مکمل ہے۔ تیز ہے۔ ایسا شہاب ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ چودھویں رات کا ایسا چاند ہے جس نے تمام عزت وشان والوں کو روشن کر دیا ہے۔

۲۸۸ ابن ہشام نے کہا کہ ان کی بیت "مستعصمین بحبل غیر منجذم" ابوزید انصاری سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے:۔

خَابَتْ بَنُو أَسَدٍ وَآبَ غَزِيُّهُمْ يَوْمَ الْقَلِيبِ بِسَوْءَةٍ وَفُضُوحِ

بنی اسد کو ناکامی نصیب ہوئی اور ان کی جنگجو جماعت گڑھے کے روز (جنگ بدر کے روز) بدترین رسوائی کے ساتھ واپس ہوگئی۔

مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِي تَجُدُّ مَقْعَصًا عَنْ ظَهْرِ صَادِقَةِ الْحَبَاءِ سَبُوحِ

انہیں میں ابوالعاصی بھی تھا جو تیز رفتار، پیراک گھوڑے کی پیٹھ سے فوری موت کے لیے زمین پر گرا۔

حَتَّى أَنَاخَ مِنَ الْمَنِيَّةِ رَاكِبًا لَمَّا ثَوَى بِمَقَامَةِ الْمَذْبُوحِ

جب وہ ذبح کیے جانے کی جگہ گرا تو اس کے مہیا رہنے اس کی حفاظت کرنے والی صرف اس کی موت تھی۔

وَأَخُو زَمْعَةَ قَدْ تَرَكْنَ وَنَجْدُهُ يَدْمِي بِعَائِرِ مُعْبِطٍ مَسْفُوحِ

اور زمعہ جیسے شخص کو انہوں نے ایسی حالت میں چھوڑ دیا کہ اس کے حلق سے نہ رکنے والا تازہ بہنے والا خون بہ رہا تھا۔

مُتَوَسِّدًا أُمَّ الْجَبِينِ مُعَفَّرًا قَدْ عُرِّيَتْ مِنْهُ أَغَنُّ سَبُوحِ

جبین ناز خاک آلودہ ہو کر زمین پر ٹکی ہوئی تھی۔ ورنہ کی
پھنگ گندگی سے آلودہ تھی۔

وَنَجَا ابْنُ قَيْسٍ فِي بَقِيَّةِ رَهْطِهِ ۔۔۔ بَعْدَ الرِّمَاحِ مُوَلِّيًا بِخُرُوحِ

اور ابن قیس اپنی قوم کے ساتھ زخم خوردہ زندگی
کے آخری حصے میں پیٹھ پھیر کر (بھاگا اور) بچ نکلا۔

اور حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے:۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَتَى أُمَّ مَالِكٍ ۔۔۔ بِأَنَّ ابْنَ كُفَّارٍ فِي سَحَقِ الْعُسْمِ

کیا ایسا نہیں ہوا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیسے وقت
کافروں کے بھاگنے کی خبر ان کی ماں کو پہنچی (یا نہیں)۔

قَتَلْنَا سَرَاةَ الْقَوْمِ حَتَّى بِأَنَّنَا ۔۔۔ نُعَثِّرُ جُرْدَ الْخَيْلِ فِي الْعَثَيْرِ

ہم نے اپنے تک وقت [illegible]
کو قتل کر دیا اور وہ سب کے سب خون میں لت پت ہو کر

قَتَلْنَا أَبَا جَهْلٍ وَعُتْبَةَ قَبْلَهُ ۔۔۔ وَشَيْبَةَ يَحْمِي نَسْجَ دَاوُدَ وَالْقَتْرِ

ہم نے ابوجہل کو پہلے قتل کیا اور [illegible]
کو بھی قتل کر دیا جو داؤد کے بنے ہوئے زرہ اور خول سے
بل گزر رہا تھا۔

قَتَلْنَا بِهِ وَلِيدًا ثُمَّ عُتْبَةَ بَعْدَهُ ۔۔۔ وَنَهْدًا أَبَا غَسَّانَ ذَا الْعِزِّ وَالْفَخْرِ

ہم نے ولید کو قتل کر دیا پھر اس کے بعد عتبہ کو
اور نہد ابو غسان کو جو عزت و فخر والا تھا۔

فَكَمْ قَدْ قَتَلْنَا مِنْ كَرِيمٍ سُرَزِّإٍ ۔۔۔ لَهُ حَسَبٌ فِي قَوْمِهِ نَابِهُ الذِّكْرِ

غرض ہم نے کتنے ہی مصیبت کے مارے بڑے
رہنے والوں کو قتل کر دیا جن کے کارناموں کی ان کی قوم میں بڑی
شہرت تھی۔

تَرَكْنَاهُمُ الْعَاوِيَاتِ بَيْنَهُمْ وَيَصْلَوْنَ نَارًا بَعْدَ حَامِيَةِ الْقَعْرِ

ہم نے انہیں ایسا چھوڑا کہ ان کے درمیان گدھ
بار بار ان کے پاس آتے تھے اور ان کے بعد وہ
ہولناک جس کی گہرائی میں بھڑکی ہوئی ہے۔

لَعَمْرُكَ مَا حَامَتْ فَوَارِسُ مَالِكٍ وَأَشْيَاعُهُمْ يَوْمَ الْتَقَيْنَا عَلَى بَدْرِ

تیری عمر کی قسم — بدر کے روز جب ہم سے مقابلہ ہوا تو نہ مالک
کے سواروں نے کچھ مدد کی نہ ان کے اور ساتھیوں نے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کی بیت قتلنا اباجہل وعتبۃ بعد ابوالبختری
ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان ثابت سے یہ بھی کہا ہے۔ ۳۹۰

بَنِي حَكِيمًا يَوْمَ بَدْرٍ شَدَّدُ خَمَائِصُ مُهْرٍ مِنْ بَنَاتِ الْأَعْوَجِ[1]

بدر کے روز حکیم کو اس کی دوڑ نے بچا لیا جس طرح الاعوج
نامی گھوڑی کے بچھیریوں میں سے ایک بچھیری بچ گئی تھی۔

لَمَّا رَأَى بَدْرًا تَسِيلُ جِلَاهُهُ بِكَتِيبَةٍ خَضْرَاءَ مِنْ بَلْخَزْرَجِ

جب بدر کے دیکھا کہ وادی کے کناروں سے بنی خزرج
کا لشکر (یا رسالہ) اُمنڈا چلا آرہا ہے (تو بھاگ کر بچ گیا)۔

لَا يَنْكِلُونَ إِذَا لَقُوا أَعْدَاءَهُمْ يَمْشُونَ عَانِدَةَ الطَّرِيقِ الْمَنْهَجِ

[1] شراح سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے الاعوج نامی گھوڑی زمانہ جاہلیت میں مشہور تھی اس کے
بچھیریوں کے بچنے کا کیا قصہ ہے معلوم نہ ہوا۔ (احمد محمودی)

وہ (بنی خزرج) جب اپنے دشمنوں کے مقابل ہوتے ہیں
تو ان سے رعب زدہ نہیں ہوتے اور شاہ راہ سے (ہٹ کر)
ٹیڑھے ترچھے نہیں جاتے۔

كَمْ فِيهِمْ مِنْ مَاجِدٍ ذِي مَنْعَةٍ بَطَلٍ مُهْلِكَةِ الْجِبَانِ الْمُخْرِجِ

ان میں کتنے ہی ایسے ہیں جو عظمت و شان والے اور
اپنی آپ حفاظت کرنے والے پہلوان ہیں جو مضطرب بزدلوں کو
ہلاک کرنے والے ہیں۔

وَمُسَوَّدٍ يُعْطِي الْجَزِيلَ بِكَفِّهِ حَمَّالِ أَثْقَالِ الدِّيَاتِ مُتَوَّجِ

اور کتنے سردار ہیں جو اپنے ہاتھوں بہت کچھ دینے والے
دیتوں کے بار اٹھانے والے تاجدار ہیں۔

زَيْنِ النَّدِيِّ مُعَاوِدٍ يَوْمَ الْوَغَا ضَرْبَ الْكُمَاةِ بِكُلِّ أَبْيَضَ سَلْجَجِ

مجلس کی زینت بوقت جنگ بار بار پہلوانوں پر سفید
(چمکتی ہوئی) تیز (تلوار) سے وار کرنے والے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کا قول "سلجج" کی روایت ابن اسحٰق کے سوا ۳۹
دوسروں سے آئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان نے یہ بھی کہا ہے:—

فَمَا إِنْ فَخَرْنَا بِجَمْعِ اللهِ قَوْمًا وَإِنْ كَثُرُوا وَأَجْمَعَتِ الْجُمُوعُ

اللہ کے فضل سے ہم کسی قوم سے نہیں ڈرتے۔ گو وہ
کتنے ہی زیادہ ہوں۔ اور لشکر کے لشکر جمع ہو جائیں۔

إِذَا مَا أَلْبَوَا جَمْعًا عَلَيْنَا كَفَانَا حَدَّهُمْ رَبٌّ رَءُوفُ

جب کسی جماعت کو انھوں نے ہمارے خلاف ابھارا اور
جمع کیا تو مہربان پروردگار ہمارے لیے ان کی قوت کے مقابلے میں
کافی ہوگیا۔

سَمَوْنَا يَوْمَ بَدْرٍ بِالْعَوَالِي سِرَاعًا مَا تُضَعْضِعُنَا الْحُتُوفُ

ہم بدر کے دن اونچے اونچے نیزے لیکر تیزی سے
بھاگے اس حالت سے کہ ہمیں موتوں (کے خوف) سے کوئی مفر ری
نہ تھی۔

فَلَمَّا أَنْ تَرَكْنَاهُمْ لِشَأْنِ فَمِنْ قَتِيلٍ أَوْ أَسِيرٍ مُسْتَكِينِ

پھر جب خوفزدہ نہ رکھنے والی لڑائی ختم ہوگئی (یعنی
کام ختم ہوگیا) تو ان لوگوں نے جن سے دشمنی کی تھی انھیں کے اس قدر
مقتول ہوئے کہ لوگوں میں ان سے زیادہ مقتول تو نے کسی کو نہ دیکھا ہوگا۔

وَلَكِنَّا تَرَكْنَاهُمْ لِأَمْرٍ وَأَمْرُ اللَّهِ يَجْرِي فِي الْكُتُوبِ

لیکن ہم نے ان کو ایک امر کے لیے چھوڑا اور اللہ کا امر
تقدیر میں جاری ہوتا ہے۔

لَقِينَاهُمْ بِهَا كَمَاةً مُسْتَمِيتِينَ وَكُلُّ عَصَبَّبٍ وَمُهَنَّدٍ أَلُوفِ

ہم نے ان سے وہاں ایسے بہادروں کے ساتھ مقابلہ کیا
جو مرنے پر تلے ہوئے تھے اور ہر ایک تیز اور دھار دار تلوار کے
ساتھ۔

اور حسان بن ثابت نے بنی جمح کی ہجو میں ان کے مقتولوں کے
متعلق کہا ہے۔

جَعَلَتْ بَنُو جُمَحٍ لِشَتْوَةِ جَدِّهِمْ إِنَّ الذَّلِيلَ مُوَكَّنٌ بِذَلِيلِ

ہنو جمح نے اپنی بدبختی (یا اپنے دادا کی بدنصیبی) کے
سبب سے سرکشی کی ۔ بے شبہ ذلیل شخص (خود کو) ذلیل
(صفات) ہی کے حوالے کرتا ہے۔

قُتِلَتْ بَنُوْ جُمَحٍ بِبَدْرٍ عَنْوَةً وَتَخَاذَلُوْا سَعْيًا بِكُلِّ سَبِيْلِ

ہنو جمح بدر کے روز (دشمن کے غلبے سے (بے بسی
کی حالت میں) قتل کیے گئے اور انھوں نے ایک دوسرے کی
امداد ترک کر دی اور ہر ایک راستے سے بھاگ گئے (یعنی جو جس
طرف سے نکل بھاگے)۔

جَحَدُوا الْقُرَانَ[1] وَكَذَّبُوْا بِمُحَمَّدٍ وَاللّٰهُ يُظْهِرُ دِيْنَ كُلِّ رَسُوْلِ

انھوں نے قرآن کا انکار کیا اور محمد (رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم) کو جھٹلایا ۔ واللہ تو (اپنے) ہر ایک رسول کے
دین کو غلبہ دیا ہی کرتا ہے۔

لَعَنَ الْإِلٰهُ أَبَا خُزَيْمَةَ وَابْنَهُ وَالْخَالِدَيْنِ وَصَاعِدَ بْنَ عَقِيْلِ

معبود (حقیقی) نے ابو خزیمہ اور اس کے بیٹے کو ذلیل کیا
اور دونوں خالوں کو بھی اور صاعد بن عقیل کو بھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے جنگ بدر اور اپنے
پاؤں کے کٹنے کے متعلق کہا ہے جس پر مشرکین کے لیے نکلتے وقت ضرب
آئی تھی جب کہ وہ اور حمزہ اور علی اپنے دشمن سے مقابلے کے لیے نکلے تھے۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ان اشعار کا انکار کرتے ہیں:۔

سَتُبْلَغُ عَنَّا أَهْلَ مَكَّةَ وَقْعَةٌ يَهُبُّ لَهَا مَنْ كَانَ عَنْ ذَاكَ نَائِيًا

---

[1] ب: "القرآن" کے بجائے "الکتاب" ہے، جو زیادہ ترجیح کے قابل ہے۔ (احمد محمودی)

قریب میں مکے والوں کو ہمارے متعلق ایک واقعے کی
خبر پہنچے گی جس کو سن کر جو شخص بھی اس مقام سے دور ہوگا وہ بے چین
ہو جائے گا۔

بُعْتُبَةَ إِذْ وَلَّى وَشَيْبَةَ بَعْدَهُ ۔۔۔ وَمَا كَانَ فِيهَا بِالْعُتَيْبَةِ رَاضِيَ

(وہ خبر عتبہ کے متعلق (پہنچے گی) جبکہ اس نے پیٹھ
پھیری اور اس کے بعد شیبہ نے بھی اور اس حالت کی (بھی
خبر پہنچے گی) جس پر عتبہ کا بیٹا بھی کافر ہی راضی ہوگیا۔

فَإِنْ تَقْطَعُوا رِجْلِي فَإِنِّي مُسْلِمٌ ۔۔۔ أُرَجِّي بِهَا عَيْشًا مِنَ اللهِ دَانِيَ

پھر اگر انھوں نے میرا پاؤں کاٹ دیا تو (کوئی مضائقہ
نہیں کہ) میں تو مسلم ہوں۔ اس کے عوض میں میں اللہ سے قریب ہی
میں ایک قابل عظمت زندگی کا امیدوار ہوں۔

مَعَ الْحُورِ أَمْثَالِ التَّمَاثِيلِ أُخْلِصَتْ ۔۔۔ مِنَ الْجَنَّةِ الْعُلْيَا لِمَنْ كَانَ عَانِيَ

(وہ زندگی بڑی آنکھوں والیوں کے ساتھ (گزرے گی
جو تمثیلوں کی سی (ہوں گی) جو بلند درجہ جنتوں میں سے ان لوگوں
کے لیے مخصوص کی جائیں گی جو بلند مرتبہ ہوں۔

رَبِيعَةُ وَابْنَا أَيْرَكٍ وَبَنُو يَدٍ ۔۔۔ وَبَنُو أَبِي حَتَّى فَتَنَّتْ الْأَبَانِيَا

۲۰۳ (میں نے ان رجحقوں کے لیے یہ زندگی پسند کی) ربیعہ
اور ابنا ایرک اور بنو یدی
اور بنو ابی یہاں تک کہ انھوں نے آبائی

وَأَنَّى مِنَ الرَّحْمَنِ مِنْ فَضْلِ مَنِّهِ ۔۔۔ بِثَوْبٍ مِنَ الْإِسْلَامِ غَضٍّ قَشِيبِ

(اور رحمٰن نے اپنے فضل و کرم سے مجھے (اسے)
نعمت اسلام سے سرفراز فرمایا جس نے (مکہ کی تمام بتیوں کو)
ٹھانک لیا۔

وَإِنْ يَمْكُثُوا حِقْبَةً بَعْدَهَا ... فَمَا أَقْرَبَ الْأَكْنَافَ مِنْ دَائِبِ

(اور یہ روز ہانے والے اپنے ہمسروں کو انتخاب
کے بعد بہت عرصے ان لوگوں سے بند کر نہ پائے ہوں گے۔

وَكَمْ قَدْ ذَكَرْنَا لَهُمْ مِنْ مَعَادٍ ... فَلَمْ يَتَّعِظُوا بِالَّذِي عَاتَبِ

جب ہم نے (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملنے کا
پھر سے ذکر کیا اور کسی کو سزا دینے کا ذکر کیا
تو انہوں نے (ہمارے) کلام کو نہیں فرمایا جس نے (ہمارے) سامنے
پاس حاضر ہوگئے۔

فَبِتْنَا نُشَدِّدُ بِالْكَفِّ ... فَوْقَ الْمَرَاسِنِ مِنْ كَانَ عَاصِبَ

ہم نے (لیکر تیروں کی طرح) اکڑ کر چلنے والوں سے
جانے سے پہلے فوراً ہی ہم اس سے ملنے کے لئے

فَبِتْنَا أَقَدَّ أَسَارِي مَكَانٍ ... فَلَمَّا تَجَلَّتْ أَزَبَّ الْأَنَابِي

غرض (ہم) اپنے (دشمنوں) سے
بہت تکلیف دہ (قیدی) تھے
جب (ہمارے) موقف سے (ہماری) تاریکی (دور ہوئی)
جب (ہم) سے کہا گیا کہ (تمہارے) بھائی
(اور) تمہارے چچا زاد بھائی
(ہم) نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ (ہمارے) ساتھ کیا
(ہم) سے کہا گیا کہ (تمہارے) بھائی
(اور) تمہارے چچا زاد بھائی
(ہم) نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ (ہمارے) ساتھ کیا

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللَّهِ نُبْزَى مُحَمَّدًا ... وَلَمَّا تُطَاعِنْ دُونَهُ وَنُنَاضِلِ

بیت اللہ کی قسم تم نے جھوٹ کہا کہ ہم سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زبردستی چھین لیا جائے گا۔ اور ابھی تو ہم نے ان کے بچاؤ کے لیے نیزہ بازی کی اور نہ تیر اندازی۔

وَنُسْلِمُهُ حَتَّى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ ۔۔۔ وَنَذْهَلَ عَنْ أَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

(تم نے جھوٹ کہا کہ) ہم انھیں (تمھارے) حوالے کر دیں گے۔ (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) یہاں تک کہ ہم ان کے طرف بچھڑ جائیں اور اپنے بچوں اور بیویوں سے غافل ہو جائیں۔

۲۹۴ اور یہ دونوں بیتیں ابو طالب کے ایک قصیدے میں کی ہیں جنھیں ہم نے سابق میں اسی کتاب میں ذکر کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عبیدہ بن الحارث اپنے پاؤں پر آفت آنے کے سبب سے بدر کے روز شہید ہو گئے تو کعب بن مالک الانصاری نے ان کے مرثیے میں کہا ہے:۔

أَيَا عَيْنُ جُودِي وَلَا تَبْخَلِي ۔۔۔ بِدَمْعِكِ حَقًّا وَلَا تَسْأَمِي

اے آنکھ اپنے آنسو سے سخاوت کر کہ ان کے لیے یہی دیا ہے اور بخل و کوتاہی نہ کر۔

عَلَى سَيِّدٍ هَدَّنَا هُلْكُهُ ۔۔۔ كَرِيمِ الْمَشَاهِدِ وَالْمَعْصَرِ

ایسے سردار پر جس کی موت نے ہمیں ڈھیر کر دیا۔ جو نسب اور جنگی کارناموں کے لحاظ سے نہایت ہی شریف تھا۔

جَرِيءِ الْمُقَدَّمِ شَاكِي السِّلَاحِ ۔۔۔ كَرِيمِ الثَّنَاصَيِّبِ الْمَكْسِرِ

پیش قدمی کرنے میں جری تیز ہتھیار والا بہترین محمد۔ تفتیش اور تجربے کے بعد بھی بہترین ثابت ہونے والا۔

عُبَيْدَةَ أَمْسَى وَلَا تَرْجِيهِ لِعُرْفٍ عَرَانَا وَلَا مُنْكَرِ

عبیدہ پر جو شام کے وقت اب ایسی حالت میں ہوگیا ہے
کہ ہم پر کوئی خوش حالی یا کوئی بدحالی نازل ہو تو ہم اس سے کسی طرح
امید نہیں کر سکتے۔

وَقَدْ كَانَ يَحْمِي غَدَاةَ الْقِتَـ لِحَامِيَةَ الْجَيْشِ بِالْمِبْتَرِ

جانکہ جنگ کی صبح میں وہ تلوار سے لشکر کی حمایت میں

مصروف تھا۔

کعب بن مالک نے جنگ بدر کے متعلق یہ بھی کہا ہے:۔

أَلَا هَلْ أَتَى غَسَّانَ فِي نَأْيِ دَارِهَا وَخُبِّرَ شَيْءٌ بِالْأُمُورِ عَلِيمُهَا

ذرا سنو تو، کیا بنی غسان کو ان کے گھروں کی دوری کے
باوجود یہ خبر پہنچ چکی ہے۔ اور کسی چیز کی خبر تو وہی شخص اچھی طرح
دے سکتا ہے جو اسے خوب جانتا ہو۔

بِأَنْ قَدْ رَمَيْنَا عَنْ قِسِيٍّ عَدَاوَةٍ مَعَدَّ مَعَ حَيَّيْهَا وَكُلَيْهِمَا

کہ بنی معد کے جا ہوں اور متین دونوں قسم کے افراد نے
دشمنی کے سبب سے ہم پر تیروں کی بارش کر دی۔

لِأَنَّا عَبَدْنَا اللَّهَ مِمَّا تَرَجَّهُ عَشِيرَةُ رَجَاءَ الْجِنَانِ إِذْ أَتَانَا زَعِيمُهَا

اس بنا پر کہ جب ہمارے پاس اللہ کا رسول آیا تو ہم نے
جنت کی امید میں اللہ کے سوا کسی اور سے امید نہ رکھی اور نبی کی
غلامی اختیار کر لی۔

نَبِيٌّ لَهُ فِي قَوْمِهِ إِرْثُ عِزَّةٍ وَأَعْرَاقُ صِدْقٍ هَذَّبَتْهَا أُرُومُهَا

وہ ایسا نبی ہے کہ اسے اپنی قوم میں موروثی عزت حاصل ہے اور سچے صفات والا ہے جن کو اس کے عمل نے مہذب بنا دیا ہے۔

فَسَارُوا وَسِرْنَا فَالْتَقَيْنَا كَأَنَّهُ ۔۔۔ أُسُودُ لِقَاءٍ لَا يُرَجَّى كَلِيمُهَا

پس وہ بھی چلے اور ہم بھی چلے اور ان سے ہم اس طرح مقابل ہوئے۔ گویا مقابلے کے لیے ایسے شیر ہیں کہ جن کے زخم خوردہ (کے بچنے) کی امید نہیں کی جاتی۔

فَمَرَرْنَاهُمْ حَتَّى هَوَى فِي مَكَرِّنَا ۔۔۔ [illegible]

ہم نے ان پر یہاں تک شمشیر زنی کی کہ بنی وئی کا بڑا (سردار) وندھے منہ بری طرح گرتا ہوا۔

فَوَلَّوْا وَدُسْنَاهُمْ بِبِيضٍ صَوَارِمٍ ۔۔۔ سَوَاءٌ عَلَيْنَا حِلْفُهَا وَصَمِيمُهَا

پس انھوں نے پیٹھ پھیری اور ہم نے چمکتی تلواروں سے انھیں پامال کیا اور ہمارے لیے ان میں اصلی افراد اور ان کے حلیف دونوں برابر تھے۔ (ہم نے دونوں کو پامال کیا)۔

اور کعب نے یہ بھی کہا ہے:۔

لَعَمْرُ أَبِيكُمَا يَا ابْنَيْ لُؤَيٍّ ۔۔۔ عَلَى زَهْرٍ لَدَيْكُمْ وَالْأَنَامِ

اے بنی لوئی کے دونوں لڑکو! تم دونوں کے باپ کی قسم! باوجود اس کے کہ تم میں (اپنی قوتوں پر) حوصلہ مند (اور) تکبر ہے۔

لَمَا حَامَتْ فَوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ ۔۔۔ وَلَا مَنَعَتْ بِنِسْوَتِهَا أُثَامُ

(مقام) بدر میں تمھارے سواروں نے (اپنی) حفاظت نہیں کی۔ اور نہ مقابلے کے وقت (اپنی) عورتوں کی حفاظت کر سکے۔

وَرَدْنَاهُ بِنُورِ اللّٰهِ يَجْلُو ... دُجَى الظَّلْمَاءِ عَنَّا وَالْغِطَاءِ

ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں
جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردوں کو ہم سے دور کر رہا تھا۔

رَسُولُ اللّٰهِ يَقْدُمُنَا بِأَمْرٍ ... مِنَ أَمْرِ اللّٰهِ أَحْكَمَ بِالْقَضَاءِ

(وہ نور) اللہ تعالیٰ کا رسول تھا جو اللہ تعالیٰ کے
احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے آگے چل رہا تھا جس کو
قضا (وقدر) نے مستحکم کر دیا گیا ہے۔

فَمَا ظَفِرَتْ قُوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ ... وَمَا رَجَعُوا إِلَيْكُمْ بِالسَّوَاءِ

بدر میں تمہارے سواروں نے نہ فتح حاصل کی (اور)
نہ وہ تمہاری جانب صحیح وسالم لوٹے۔

فَلَا تَعْجَلْ أَبَا سُفْيَانَ وَارْقُبْ ... جِيَادَ الْخَيْلِ تَطْلُعُ مِنْ كَدَاءِ

پس اے ابوسفیان جلدی نہ کر اور مقام کداء سے بہترین
گھوڑوں کے چڑھ آنے کا انتظار کر

بِنَصْرِ اللّٰهِ رُوحُ الْقُدْسِ فِيكُمْ ... وَمِيكَالٌ فَيَا طِيبَ الْمَلَاءِ ۳۹۶

(وہ سوار خدائی مدد ساتھ لیے ہوئے ہوں گے اور
ان میں روح القدس اور میکائیل ہوں گے پس یہ کیسی بہترین
جماعت ہے۔

اور ابوطالب بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ستائش اور جنگ بدر میں قلیب والے افراد قریش پر مرثیے کے طور پر کہا ہے:-

أَلَا إِنَّ عَيْنِي أَنْفَدَتْ دَمْعَهَا سَكْبَا ... تَبَكِّي عَلَى كَعْبٍ وَمَا إِنْ تَرَى كَعْبَا

سنو! کہ میری آنکھ نے بنی کعب پر رو رو کر اس قدر
آنسو بہائے کہ آنسو ختم ہو گئے لیکن اس کو بنی کعب میں کا کوئی فرد
نظر نہیں آتا۔

أَلَا إِنَّ كَعْبًا فِي الْحُرُوبِ تَخَاذَلُوا وَأَرْدَاهُمُ ذَا الدَّهْرِ وَاجْتَرَحُوا ذَنْبَ

سنو! کہ بنی کعب نے جنگوں میں ایک دوسرے کی مدد
چھوڑ دی اور انھوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تو اس زمانے نے
ان کو ہلاک کر دیا۔

وَعَامِرُ تَبْكِي لِلْمُلِمَّاتِ غُدْوَةً فَيَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَرَى لَهُمَا قُرْبَا

اور بنی عامر کی یہ حالت ہے کہ صبح سویرے آفتوں کے
نزول کے سبب روتے رہتے ہیں۔ کاش مجھے خبر ہوتی کہ کیا ان
دونوں (قبیلوں) کو کبھی نزدیک سے دیکھ سکوں گا۔

هُمَا أَخَوَايَ لَنْ يُعَدَّ لِغَيْرِهِمَا تُعَدُّ وَلَنْ يُسْتَامَ جَارُهُمَا غَصْبَا

وہ دونوں (قبیلے) میرے بھائی ہیں اور ایسے بھائی
کہ جب دوسرے لوگوں کی نسبت ان کے باپ کے سوا کسی اور کی
جانب کی جاتی ہے تو) ان کی نسبت ان کے باپ کے سوا کسی اور
کی جانب ہرگز نہیں کی جاتی۔ اور ان کے پڑوسی کے مال و اسباب
کے چھین لینے کے متعلق کوئی سوال بھی نہیں کیا جاتا۔

فَيَا أَخَوَيْنَا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا فِدًى لَكُمَا لَا تَبْعَثُوا بَيْنَنَا حَرْبَا

پس اے ہمارے بھائیو! اے بنی عبد شمس اور اے
بنی نوفل۔ میں تم دونوں کے لیے فدا ہو جاؤں ہمارے درمیان
آپس میں جنگ نہ برپا کرو۔

وَلَا تُصْبِحُوا مِنْ بَعْدِ وُدٍّ وَأُلْفَةٍ أَحَادِيثَ فِيهَا كُلُّكُمْ يَشْتَكِي النَّكَبَا

(اور آپس میں) محبت و اتحاد کے بعد (عبرت انگیز) واقعات کی صورت اختیار نہ کرلو کہ جس میں تم میں کا ہر شخص دوسرے پر دی کی شکایت کرتا رہے۔

أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا كَانَ فِي حَرْبِ دَاحِسٍ ۚ وَهَبْشِ أَبِي يَكْسُومَ إِذْ هَمُّوا الشَّعْبَا

کیا تم لوگوں کو جنگ داحس کا انجام معلوم نہیں اور ابو یکسوم کے لشکر کے واقعات کی خبر نہیں جب انھوں نے پہاڑوں کے درمیانی راستے کو بھر دیا تھا۔

فَلَوْلَا دِفَاعُ اللَّهِ لَا شَيْءَ غَيْرُهُ لَأَصْبَحْتُمْ لَا تَمْنَعُونَ لَكُمْ سِرْبَا ۳۹۷

پس اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدافعت نہ ہوتی جس کا غیر کوئی ہے ہی نہیں تو تمہاری یہ حالت ہو جاتی کہ تم اپنی بیویوں تک کی حفاظت نہ کر سکتے۔

فَنَاءِ إِنْ جَنَيْنَا فِي قُرَيْشٍ عَظِيمَةً سِوَى أَنْ حَمَيْنَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ التُّرْبَا

بجز اس کے کہ ہم نے روئے زمین پر چلنے والوں میں کے بہترین فرد کی حمایت کی قریش کا ہم نے کوئی بڑا جرم تو نہیں کیا تھا۔

أَخَا ثِقَةٍ فِي النَّائِبَاتِ مُعَزَّزًا كَرِيمَ الثَّنَاءِ لَا بَخِيلًا وَلَا ذَرِبَا

(ہم نے اس فرد کی حمایت کی جو) شریف اور آفتوں کے موقعوں پر بھروسے کے قابل۔ تعریف و توصیف کے لائق بڑے مرتبے کا ہے۔ (وہ نہ) بخیل ہے اور نہ فضول خرچ۔

يُطِيفُ بِهِ الْأَعْدَاءُ يَغْشَوْنَ بَابَهُ يَؤُبُونَ مِنْهُ كُلَّ زُورٍ وَلَا صَرْبَا

اس کے دروازے پر منگنے والوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے
وہ ایسی نہر پر آکر بیٹھتے ہیں جس کا پانی نہ گھٹتا ہے اور نہ سوکھ جانے والا۔

فَوَاللّٰهِ لَا تَنْفَكُّ نَفْسِي حَزِينَةً تَمَلْمَلُ حَتّٰى تَصْدُقُوا الْخُرْجَ الْقَذَّا

بخدا میرا نفس (اس وقت تک) غمگین اور بیقرار رہے گا
جبتک کہ تم لوگ خزرج پر ایک کاری ضرب نہ لگاؤ۔

اور ضرار بن الخطاب (الفہری) نے ابوجہل بن ہشام پر مرثیہ کہا ہے:-

أَلَا مَنْ لِعَيْنٍ بَاتَتِ اللَّيْلَ لَمْ تَنَمْ تُرَاقِبُ نَجْمًا مِنْ سُوَاءَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ

ارے کوئی اس آنکھ کے لئے (جو) رات بھر نہ سوئی (تسلی دینے والا بھی) ہے
تاروں کو دیکھتے ہوئے رات گزار دی اور آنکھ سے آنکھ نہ لگی۔ کوئی
(تسلی دینے والا بھی) ہے۔

كَأَنَّ قَذًى فِيهَا وَلَيْسَ بِهَا قَذًى سَفَوْكَى عَبْرَةٍ مِنْ حَائِلِ اللَّوْعِ بَاكِرِ

(اس آنکھ کی حالت یہ ہے کہ) گویا اس میں خس و خاشاک
پڑ گیا ہے حالانکہ اس جلن کے سوجو آنسوؤں کو بہا کر بہا لے جاتی
ہے کوئی خس و خاشاک نہیں۔

فَبَلِّغْ قُرَيْشًا أَنَّ خَيْرَ نَدِيِّهَا وَأَكْرَمَ مَنْ يَمْشِي بِسَاقٍ عَلَى قَدَمْ

غرض قریش کو یہ پہنچا دے کہ اس کی مجلس کا بہترین شخص
اور پنڈلی سے قدم پر چلنے والوں میں شریف ترین شخص۔

تُوَيْ يَوْمَ بَدْرٍ رَبَّهَا خَوْضَاءَ نَهْلَهَا كَرِيمَ الْمَسَرَّى غَيْرَ وَغْلٍ وَطَابُهَا

۳۹۸

(احمد محمودی)

بدر کے روز تنگ گھاٹے میں مبتلا ہو گیا جو شریانہ دینے
دھوپ کرنے والا تھا۔ نہ سفلہ تھا اور نہ بخیل تھا۔

فَلَيْتَ لَا تَنْهَلُّ عَيْنِي بِعَبْرَةٍ عَلَى هَالِكٍ بَعْدَ الْوَتِيرِ أَبِي الْحَكَمِ

پس میں نے قسم کھائی ہے کہ ہلاک شدہ سردار قوم ابوالحکم
کے بعد کسی اور پر میری آنکھ آنسو نہ بہائے گی۔

عَلَى هَالِكٍ أَشْجَى لُؤَيَّ بْنَ غَالِبٍ أَتَتْهُ الْمَنَايَا يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمْ يَرِمْ

اس ہلاک ہونے والے پر جو بنی لوی بن غالب میں سب سے
زیادہ بہادر تھا۔ بدر کے روز موتیں اس کے پاس آئیں اور وہ
وہاں سے جدا نہ ہوا۔

تَرَى كِسْرَ الْخَطِّيِّ فِي مَخْزِمَيْهِ لَدَى بَائِنٍ مِنْ لَحْمِهِ مُتَلَاحِذِمْ

تو اس کے بچھیرے کے حلق میں خطی نیزے کے ٹکڑے اس مقام
پر دیکھے گا جہاں سے اس کا گوشت الگ ہوتا ہے، اور اسی مقام پر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔

وَمَاءٍ لَبَتْ سَاكِنُ بَطْنِ بِيشَةٍ لَدَى غَابِلٍ يَحْرِي بِمَطْحَرَةٍ فِي أَجَمْ

جھاڑی میں بھی رہنے بہکر آنے والے نالے کے پاس شیر کے
رہنے کے جنگل میں کوئی شیر ایسا نہ تھا جو۔

يَجْرَأُ مِنْهُ حِينَ تَخْتَلِفُ الْقَنَا وَتُدْعَى نِزَالِ فِي الْقَمَاقِمَةِ الْبُهَمْ

اس سے زیادہ جرأت والا ہو جبکہ نیزے دونوں جانب سے
چل رہے ہوں اور بہادر سرداروں کے درمیان میدان میں مقابلے

(الف) یہ خدم دل مہملہ سے ہے جس کے کوئی مناسب معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ (مرتضوی)

کے لیے میدان میں آؤ کی آواز بلند ہو رہی ہو۔

فَلَا تَجْزَعُوا آلَ الْمُغِيرَةِ وَاصْبِرُوا عَلَيْهِ وَمَنْ يَجْزَعْ عَلَيْهِ فَلَمْ يُلَمْ

اے آل مغیرہ یعنی۔ بیقراری (کا اظہار) نہ کرو اور اس پر صبر کرو۔ اور کوئی شخص اس پر بیقراری (کا اظہار) کرے بھی تو اس پر کوئی ملامت نہ ہوگی۔

۳۵۹ وَجِدُّوا فَإِنَّ الْمَوْتَ مَكْرُمَةٌ لَكُمْ وَمَا بَعْدَ فِي آخِرِ الْعَيْشِ مِنْ نَدَمِ

اور کوشش کرتے رہو کیونکہ موت تمہارے لیے باعث عزت ہے۔ اور موت کے بعد بھی دوسری زندگی میں کوئی پچھتانے کی بات نہیں۔

وَقَدْ قُلْتُ إِنَّ الرَّيْحَ طَيِّبَةٌ لَكُمْ وَعِزُّ الْمَقَامِ غَيْرُ شَكٍّ لِذِي فَهَمِ

اور میں نے کہہ دیا ہے (یا میری یہ پیشین گوئی ہے) اور عقلمندوں کے پاس اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے کہ یہ تمہاری ہی بندھی رہے گی اور عزت کا مقام تمہارے ہی لیے ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر حمیر کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ الحارث بن ہشام نے اپنے بھائی ابو ربیعہ کے قتل پر کہا ہے:

أَلَا يَا لَهْفَ نَفْسِي بَعْدَ عَمْرٍو وَهَلْ يُغْنِي التَّأَلُّهُ مِنْ قَتِيلِ

اے نفس! عمرو کے بعد تیرت رہ جانے پر افسوس ہے۔

۱؎ اصل میں "قتیل" لفظ ہے۔ جس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ ابھی زندہ ہو سکتا ہے۔ (مترجم)

لیکن مرنے والے پر افسوس کرنے سے مرنے والے کو کیا فائدہ۔

يُخَبِّرُنِي الْمُخْبِرُ أَنَّ عَمْرًا أُمَامَ الْقَوْمِ فِي جَفْرٍ[1] مُحِيلِ

خبر دینے والے (مجھے) خبر دیتے ہیں کہ عمرو قوم کے
سامنے ایک منہدم باؤلی (یا گڑھے) میں تھا۔

فَقَدْ مَا كُنْتُ أَحْسَبُ ذَاكَ حَقًّا وَأَنْتَ لِمَا تَقَدَّمَ غَيْرُ فِيلِ

میں پہلے ہی اس بات کو حق سمجھتا تھا اور تیری حالت
پہلے ہی سے یہ تھی کہ تو فاسد رائے رکھنے والا نہ تھا۔

وَكُنْتَ بِنِعْمَةٍ مَا دُمْتَ حَيًّا فَقَدْ خُلِّفْتَ فِي دَرَجِ الْمَسِيلِ

اور جب تک تو زندہ تھا میں ناز و نعمت کی حالت میں
تھا اور اب تو تو ذلت کی حالت میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

كَأَنِّي حِينَ أُمْسِي لَا أَرَاهُ ضَعِيفُ الْعَقْدِ ذُو هَمٍّ طَوِيلِ

جب میری یہ حالت ہو گئی کہ میں تجھے نہیں دیکھ رہا ہوں
تو میری حالت ایسی ہو گئی ہے گویا مجھ میں کوئی عزم ہی نہیں رہا اور
بڑی فکر میں مبتلا ہو گیا۔

عَلَى عَمْرٍو إِذَا أَمْسَيْتُ يَوْمًا وَطَرْفٍ مِنْ تَذَكُّرِ كَلِيلِ ۴۰۰

جب میں کسی روز عمرو کا خیال کرتا ہوں (اور اس کی یاد آتی ہے) تو
میری آنکھیں اس کی یاد میں یہی معلوم ہوتی ہیں کہ وہ تھکی ہوئی ہیں (یعنی بجز اس کے

---

[1] ۔ (شارحین "جفر" بالفتح کہتے ہیں جس کے معنی گڑھے کے ہیں اور ب ج و ا میں "جفر" بالجیم ہے جس کے معنی غیر پختہ باؤلی کے ہیں۔ (احمد محمودی)

خیال کے اور کوئی چیز مجھے نظر نہیں آتی)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر نے الحارث بن ہشام کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کیا ہے۔ اور جس شعر میں "جنز" ہے اس کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے نہیں ہوئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوبکر بن الاسود بن شعوب اللیثی نے جس کا نام شداد ابن الاسود تھا کہا ہے:۔

فَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ ۔۔۔ مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ

بدر کے گڑھے کے پاس گانے والی لونڈیاں اور شراب پینے والے کیسے کیسے معزز افراد موجود تھے۔

وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ ۔۔۔ مِنَ الشَّيْزَى يُكَلَّلُ بِالسَّنَامِ

بدر کے گڑھے کے پاس شیشم (یا آبنوس) کے پیالوں میں کوہانوں کے گوشت کیسے چوٹی دار بھرے ہوئے تھے۔

وَكَمْ لَاتَ بِالطَّوِيِّ طَوِيِّ بَدْرٍ ۔۔۔ مِنَ الْحَرَمَاتِ وَالنَّعَمِ السَّلَامِ

بدر کی پختہ باؤلی کے پاس بغیر کسی چرواہے کے مست سفید پرتے والے ڈنٹوں اور دوسرے چوپایوں کے کتنے گلے تھے۔

وَكَمْ لَتَ بِالطَّوِيِّ طَوِيِّ بَدْرٍ ۔۔۔ مِنَ الْغَايَاتِ وَالدَّسُعِ الْعِظَامِ

بدر کی پختہ باؤلی کے پاس کیسی انتہائی قوتیں اور بڑے بڑے عطیے تھے

وَأَصْحَابُ الْكَرِيمَةِ أَبِي سَلِيطٍ ۔۔۔ أَخِي الْكَأْسِ الْكَرِيمَةِ وَالسَّدَامِ

شریف ابوسلیط کے کتنے ساتھی تھے جو بہترین شراب

پینے والے اور ہمنشیں تھے۔

وَإِنَّكَ لَوْ رَأَيْتَ أَبَا عَقِيلٍ ۔۔۔ وَأَصْحَابَ الثَّنِيَّةِ مِنْ بُهَامِ

اور کاش تو نے ابو عقیل اور مقام بہام کے دونوں پہاڑوں کے درمیان رہنے والوں کو دیکھا ہوتا۔

إِذًا لَظَلِلْتَ مِنْ وَجْدٍ عَلَيْهِمْ ۔۔۔ كَأَنَّ السَّقْبَ جَائِلَةُ الْمُدَامِ

تو اونٹ کے بچے کی ماں کی طرح غموں مقصدان میں

میں تو ان پر وجد کرنے لگتا۔

يُخَبِّرُنَا الرَّسُولُ لَسَوْفَ نَحْيَى ۔۔۔ وَكَيْفَ لِقَاءُ أَعْظُمِهِ وَهَامِ

ہمیں رسول خبر دیتا ہے کہ ہم عنقریب زندہ کیے جائیں گے۔

(ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ) گلی سڑی ہڈیوں اور مقتول کے سر سے نکلے ہوئے پرند سے ملاقات کیسے ہوگی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدہ النحوی نے شعر مذکور اس طرح سنایا ہے۔

يُخَبِّرُنَا الرَّسُولُ بِأَنْ سَنَحْيَى ۔۔۔ وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ

ہمیں رسول اس بات کی خبر دیتا ہے کہ ہم بہت جلد زندہ کیے جائیں گے (ہمیں تعجب ہے) کہ گلی سڑی ہڈیوں اور مقتول کے سر سے نکلے ہوئے پرند کی زندگی کیسی۔

اور کہا کہ اس نے اسلام اختیار کیا تھا اور پھر مرتد ہو گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت نے قریش میں سے جو لوگ بدر کے روز مارے گئے ان کا مرثیہ کہا ہے:۔

أَلَا بَكَيْتَ عَلَى الْكِرَا ۔۔۔ مِ بَنِي الْكِرَامِ أُولِي الْمَدِيحِ

شریفوں اور شریفوں کی اولاد پر جو مدح وستائش والی ہے
تو نے اس طرح آہ وزاری کیوں نہ کی۔

كَبُكَا الْحَمَامِ عَلَى فُرُو ... عِ الْأَيْكِ فِي الْغُصُنِ الْجَوَانِحْ

جس طرح گھنے درختوں پر جھکی ہوئی ڈالیوں میں کبوتریاں
آہ وزاری کیا کرتی ہیں۔

۴۰۲ يَبْكِينَ حَرَّى مُسْتَكِ ... نَّاتٍ يَرْجُنَ مَعَ الْبَوَارِحْ

وہ اندرونی سوزش کی وجہ سے بے بسی و بیکسی سے
روتی ہیں اور شام واپس جانے والیوں کے ساتھ واپس جاتی ہیں۔

أَمْسَتْ لَهُنَّ الْبَاكِيَا ... تُ الْمُعْوِلَاتُ مِنَ النَّوَائِحْ

چیخ چیخ کر رونے والی اور نوحہ کرنے والی عورتیں بھی
انہیں کی سی ہیں۔

مَنْ يَبْكِهِمْ يَبْكِي عَلَى ... حُزْنٍ وَيَخْفِقُ كُلَّ رَائِحْ

جو شخص بھی ان پر روتا ہے وہ غم ہی کی وجہ سے روتا ہے۔
اور ان کا ہر ایک تعریف کرنے والا سچ کہتا ہے۔

مَا ذَا بِبَدْرٍ فَالْعَقَنْ ... قَلِ مِنْ مَرَازِبَةٍ جَحَاجِحْ

بدر کے میدان میں اور ٹیلوں پر رئیسوں و سرداروں
کی کیا حالت ہو گئی۔

فَمَدَافِعِ بِرَقَيْنِ فَا ... لْقَلِيبِ مِنْ عَطَنٍ الْأَوَاشِحْ

مقام برقین کی نشیبی جگہوں میں مقام واشح کے تالابوں میں

(کیا حال ہے)

شُمْطٍ وَشُبَّانٍ بِهَا لِيلٍ مَغَارِيرٍ وَحَاوِحْ

ادھیڑ اور نوجوان سرداروں اور تیز مزاج قوت والے
غارت گروں (کی کیا حالت ہوگئی ہے)۔

أَلَا تَرَوْنَ لِمَا أَرَى وَلَقَدْ أَبَانَ لِكُلِّ رَائِي

کیا وہ چیزیں جن کو دیکھ رہا ہوں۔ انہیں تم نہیں دیکھتے حالانکہ
وہ ہر ایک دیکھنے والے پر ظاہر ہے۔

أَنْ قَدْ تَغَيَّرَ بَطْنُ مَكَّةَ فَهِيَ مُوحِشَةُ الْأَبَارِحْ

کہ وادی مکہ کی صورت ہی بدل گئی اور اس کی کنکریلی نشیبی
زمینیں وحشت ناک بن گئی ہیں۔

مِنْ كُلِّ بَطَّارٍ بِطَرِيقٍ لَبْطَرِيقٍ نَقِيِّ اللَّوْنِ وَاضِحْ

ان اکڑ کر چلنے والے سرداروں کی کیا حالت ہے
جن کے گھوڑے گورے رنگ پاک صاف تھے۔

خُصُوصِ أَبْوَابِ الْمُلُو كِ وَجَائِبٍ لِلْخَرْقِ فَاتِحْ ۴۰۲

جو بادشاہوں کے دروازے کے کیڑے۔ وسیع میدانوں
کا سفر کرکے فتح کرنے والے تھے۔

مِنَ السَّرَاطِمَةِ الْخَلَا جِمَةِ الْمَلَارِثَةِ الْمَنَابِحْ

۱؎ (عن) یہ "شرا لطمہ" باشین معجمہ اور ظاء معجمہ ہے۔ شرظم کا مادہ مجھے کسی

جو کڑک کر باتیں کرنے والے بڑے ڈیل ڈول والے
کامیاب سردار تھے۔

الْقَائِلِينَ الْفَاعِلِينَ ... نَ الْآمِرِينَ بِكُلِّ صَالِحٍ

جو مقرر کام کرنے والے۔ اچھی باتوں کا حکم دینے والے تھے۔

الْمُطْعِمِينَ الشَّحْمَ فَوْ ... قَ الْحُبْنِ شَحْمًا كَالْأَنَافِيِّ

جو روپیوں پر شکنبوں کا سا چکنا گوشت (رکھکر مہمانوں
کو) کھلانے والے تھے۔

نُقَّلِ الْفِتْيَانِ مَعَ الْفِتْـ ... ـيَانِ إِلَى جَفَانٍ كَالْمَنَاضِحِ

جو بڑے بڑے پیالے چھوٹی چھوٹی ہانڈیوں کے ساتھ
ظروف کیا تھ حوضوں کے سے ظروف میں منتقل کرنے والے تھے۔

لَيْسَتْ بِأَصْفَارٍ لِمَنْ ... يَعْفُو وَلَا رُبٍّ رَحَارِحِ

وہ ظروف سائلوں کے لیے خالی نہ تھے اور نہ صرف
کشادہ اتھلے تھے (بلکہ کشادگی کے ساتھ ان میں گہرائی بھی تھی)

لِلضَّيْفِ ثُمَّ الضَّيْفِ بَعْـ ... ـدَ الضَّيْفِ وَالْبَطِ السَّلَاحِ

(مذکورہ سازوسامان) مہمانوں کے لیے تھا اور مہمان بھی
ایسے جو یکے بعد دیگرے آنے والے اور ان کے فرش وغیرہ بھی
بہت لمبے چوڑے ہوتے تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ۔ لغت میں نہیں ہے۔ تصحیف سے تب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمود)
ف۔ راجع ابن الخبز بالرائے مہملہ ہے جو تصحیف کاتب ہے۔ (احمد محمود)

۴۰۴ وَهُبِ الْمِئِينَ مِنَ الْمِئِ ... نَ إِلَى الْمِئِينَ مِنَ اللَّوَاقِحْ

جو سیکڑوں کا مجمع اور سیکڑوں والوں کو سیکڑوں میں سے
سیکڑوں اس طرح دے ڈالنے والے تھے۔

مِنْ قَفْلِ الْمُؤَبِّلِ لِلْمُؤَبَّـ ... ـلِ صَادِرَاتٍ عَنْ بِلَادِحْ

بیسیوں مقام بلادح سے واپس ہونے والے بہت
اونٹوں کو پانی دیا جاتا ہو۔

كِرَامِهِمْ فَوْقَ الْكِرَا ... مِ مَزِيَّةٌ وَزْنَ الرَّوَاجِحْ

ان میں کے شریفوں کو دوسرے شریفوں پر ایسی فضیلت
ہے جیسے جھک جانے والے پلوں کے وزن کو۔

كَنَتَائِلِ الْأَرْطَالِ بَا ... لِقِسْطَاسِ فِي الْأَيْدِي الْمَوَائِحْ

جس طرح ترازو میں سنی ہوئی تولوں سے اوزان بہت وزنی
ہو جاتے ہیں۔

خَنَتَائِمٌ فِيهِنَّ مَا ... تَحْمِلْنَ حَمَّالَاتِ أَفْضَاحْ

یہ عورتیں ان کی [illegible] اونٹنیوں کی طرح کہ
بوجھ رسوائی کا بوجھ کر رہی تھیں۔

الضَّارِبِينَ التَّنَّذِبِيـ ... ـنَ بِأَنِيَّةِ الْمِنْجَاحْ

۴۰۴ موافق بجائے فوق کے ہمزہ ہے [illegible]
جس طرح ترازو میں [illegible]

جو ہندی گھاٹ والی (تلواروں) کے ذریعے مقدمۃ الجیش
پر وار کر رہے تھے۔

وَلَقَدْ عَنَانِي صَوْتُهُمْ مِنْ بَيْنِ مُسْتَسْقٍ وَسَائِ

مجھے ان کی آوازوں نے بہت تکلیف دی جن میں کوئی تو
پانی طلب کرنے والا تھا اور کوئی پینے والا۔

لِلّٰهِ دَرُّ بَنِي عَلِيٍّ أَيِّمٍ مِنْهُمْ وَنَاكِحِ

بنی علی کا خدا ہی محافظ ہے جن میں بن بیاہے بھی ہیں
اور شادی شدہ بھی۔

إِنْ كَمْ يُغِيرُوا غَارَةً شَعْوَاءَ تُحْجِرُ كُلَّ نَابِحِ

اگر انھوں نے کوئی ایسا متفرق حملہ نہیں کیا جو بھونکنے والے
کو بل میں چھپنے پر مجبور نہ کر دے۔

بِالْمُقْرِبَاتِ الْمُبْعِدَا تِ الطَّامِحَاتِ مَعَ الطَّوَارِحِ

(ایسا حملہ) جو شریف دور دور تک سفر کرنے والی اور
سر بلند رکھنے والی (گھوڑیوں) کے مقابلے میں سر بلند رکھنے والیوں
کے ذریعے ہو۔

مُرْدًا عَلَى جُرْدٍ إِلَى أُسْدٍ مَكَالِبَةٍ كَوَالِحِ

(ایسے جوان مردوں کے ذریعے) جو بے ریش و بروت۔
بال کترے ہوئے گھوڑوں پر کتوں کے سے نوش و نیش والوں کی
جانب حملہ آور ہوں۔

وَبِكُلِّ فَارِسِ قِرْنِهِ شَتَّى الْمَصَارِعِ فَادِحِ

ور ہمسر اپنے ہمسر سے اس طرح مقابل ہو جس طرح ایک مصافحہ کرنے والا دوسرے مصافحہ کرنے والے کی جانب جھکتا ہے۔

بِزُهَاءِ أَلْفٍ ثُمَّ أَلْفٍ بَيْنَ ذِي بَدَنٍ وَرَامِحْ

جن کی تعداد کا اندازہ دو ہزار کا ہو جو زرہ پوش۔ نیزہ باز ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان میں سے ہم نے دو بیتیں چھوڑ دی ہیں جن میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے گالیاں دی ہیں۔ اور "وَيُلَاقِ قِرْنٌ قِرْنَهُ مَشْيَ الْمُصَافِ لِلْمُصَافِحْ" کی روایت مجھے متعدد اہل علم نے سنائی ہے۔ اور

وَهُبِ الْمِئِينَ مِنَ الْمِئِينَ إِلَى الْمِئِينَ مِنَ اللَّوَاقِحْ
سَوْقَ مُؤَبَّلٍ لِلْمُؤَبَّلِ صَادِرَاتٍ عَنْ بِلَادِحْ

کی روایت بھی انہوں نے مجھے سنائی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت نے زمعہ بن الاسود اور بنی اسد کے مقتولوں کا بھی مرثیہ کہا ہے۔ ۴۰۶

عَيْنُ بَكِّي بِالْمُسْبِلَاتِ أَبَا الْحَا رِثِ لَا تَذْخَرِي عَلَى زَمْعَهْ ۴۰۷

اے آنکھ بہنے والے آنسوؤں سے ابو الحارث پر رو۔ زمعہ کے لیے بھی رو (اور کچھ آنسو) بچا نہ رکھ۔

وَابْكِي عَقِيلَ بْنَ أَسْوَدٍ أَسَدَ الْكَـ ـتَائِبِ يَوْمَ الْهِيَاجِ وَالْقَمْعَهْ

اور عقیل بن اسود پر رو جو ہیجان اور گرد و غبار کے وقت میدان جنگ کا شیر تھا۔

تِلْكَ بَنُو أَسَدٍ إِخْوَةُ الْـ[1] جَوْزَاءِ لَاخَانَةٌ وَلَا خَدَعَهْ

یہ بنی اسد تھے جوزا کے بھائی نہ خیانت کرنے والے
تھے نہ دھوکا باز۔

هُمُ الْأَسْرَةُ الْوَسِيطَةُ مِنْ كَعْبٍ وَهُمْ ذِرْوَةُ السَّنَامِ وَالْقِمَعَهْ

یہی لوگ بنی کعب میں کے نہایت شریف خاندان والے
تھے اور وہ کوہان اور بلند مقام کی چوٹی کے مانند تھے۔

وَهُمُ انْبَتُوا مِنْ مَعَاشِرٍ شَعَرَ الْـ رَّأْسِ وَهُمْ أَحْقَوْهُمُ الْمَنَعَهْ

انھیں لوگوں نے سر میں بال رکھنے والے خاندان کو
نشو ونما پائی اور انھوں نے ان کی عزت میں اور عزت زیادہ کی۔

أَمْسَى بَنُوعَمِّهِمْ إِذَا حَضَرَ الْـ بَأْسُ وَالْكُبَادُهُمْ سَلِيمُ وَجِعَهْ

ان کے چچیرے بھائیوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جب
خطرہ ہوتی تو ان کے جگر ان پر دردناک ہو جاتے۔

وَهُمُ الْمُطْعِمُونَ إِذْ قَحَطَ الْـ قَطْرُ وَحَالَتْ فَلَا تَرَى قُزَعَهْ

وہ (لوگوں کو) ایسے وقت کھانا کھلاتے تھے جبکہ
بارش کا قحط ہوا اور (آسمان کی حالت ایسی) دگرگوں ہوگئی کہ ذرا
ٹکڑا بھی ابر کا نہ دیکھتے۔

---

[1] یہ دونوں شعر اس روایت کے الفاظ سے ناموزوں ہیں، وزن شعر باقی نہیں رہا۔ صحیح صورت ابن ہشام کی روایت میں دیکھیے۔ (احمد محمود)

[2] اس شعر کے بیت بھی درخور ہونا شبہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان اشعار کی اس روایت میں خلط ملط ہے۔ اس کی بنیاد صحیح نہیں ہے۔ لیکن یہ شعر مجھے ابو محرز خلف الاحمر نے سنائے ہیں۔ اور اس کے علاوہ دوسروں نے بھی سنائے ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے ایسے شعر سنائے ہیں جو دوسروں نے نہیں سنائے۔ (یعنی ان میں سے بعض شعر کسی روایت سے، و بعض اس کے سوا دوسری روایت سے ہیں)۔

عَيْنُ بَكِّي بِالْمُشَيْلَاتِ أَبَا الْحَـ ـكَمِ رِتِ لَا تَذْخَرِي عَلَى زَمْعَهْ

معنی پہلے دو بیت پر دیکھئے

وَعُقَيْلَ بْنَ أَسْعَدٍ أُسْدَ الْبَأْ سِ يَوْمَ الْهِيَاجِ وَالدَّفَقَهْ

ایضاً

فَلَئِنْ شُئِمْتُمُ بِهِمْ خَيْبَةَ الْجَدِّ زَاءِ لَا خَانَةً وَلَا خَدَعَهْ

پس ان بیسوں کی ہلاکت پر اگر تم کو برا بھلا کہا جائے۔ (تو سزاوار ہے) جو نہ خیانت کرنے والے تھے اور نہ دھوکا باز۔

وَهُمُ الْأُسْرَةُ الْوَسِيطَةُ مِنْ كَعْـ ـبٍ وَفِيهِمْ كَذِرْوَةِ الْقَمَعَهْ

یہی لوگ بنی کعب میں کے نہایت شریف خاندان والے تھے اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو کسی اونچے مقام کی چوٹی کے مانند تھے۔

أَنْبَتُوا مِنْ مَعَاشِرٍ شَعَرَ الرَّأْ سِ وَهُمْ أَلْحَقُوهُمُ الْمُنْعَهْ

سر میں بال رکھنے والے خاندان میں انھوں نے نشو ونما پائی اور انھوں نے ان کی عزت میں عزت کی زیادتی کی۔

فَبَيْنَهُمْ إِذَا حَضَرَ النَّبَ ... مِنْ عَلَيْهِمْ أَكْبَادُهُمْ وَحَجَبَ

پس ان کے بیچ سے جانوروں کی یہ حالت ہے کہ
جب ان پر کوئی جنگ آ پڑتی ہے تو ان کے جگر دونگ ہو جاتے
ہیں۔

وَدُسُمُ الْمُطْعِمِينَ إِذْ قَحِلَ الْقَطْرُ ... رَوَحَانَتْ فَلَا تَرَى قَزَحَ

روایت سابق دیکھئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی مخزوم کا خلیفہ ابو اسامہ معاویہ بن ہشام بن
قیس بن الحارث بن محمد بن خبیبہ بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ مشرک تھا اور ہبیرہ بن ابی وہب کے پاس
سے آیا۔ جبکہ وہ لوگ بدر کے روز شکست کھا رہے تھے اور ہبیرہ وہاں سے بھاگ کر
تو وہ (معاویہ) اٹھا اور اپنی زرہ اتار پھینکی اور اس کو اٹھائے ہوئے بھاگا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بدر والوں کے متعلق اشعار میں یہ نہایت عمدہ
اشعار ہیں:۔

وَإِنْ رَأَيْتَ لَهُمْ خَسْفًا ... وَقَدْ زَانَتْ لَهُمْ مِنْهُمْ

اور جب میں نے دیکھا کہ یہ لوگ سکت میں ہیں اور
بھاگنے کے لیے ان کے لوگ پیٹھ پھیر رہے ہیں۔

وَإِنْ تَرَكَتْ سَرَاةُ الْقَوْمِ صَرْعَى ... كَأَنَّ بِهِمْ أَنْ

قوم کے سردار پچھڑے ہوئے ہیں اس طرح پڑے ہوئے

ن ۔ ... ہے اور نزار اور معد کے ... (۱۲ مدیر ۔۔۔ دف)

ان میں کے بہتروں نے فرار اختیار کی اور ہمارے ہاتھوں
سے قتل ہوئے۔

زَكَاتْ حَمَلَتْ وَافَتْ بِهَا ۴۰۹ وَلَقِينَا أَنَّا أَيْنَمَ بَدْرٍ

اور قرابت رکھنے والوں نے موت سے موافقت کی اور
ہم

میں بدر کے میدان میں ملے۔

نَصَدَّتْ عَنِ الطَّرِيقِ وَأَدْبَرُوا كَأَنَّ زَهَا عَلَيْهِمْ طَيَّارُ

وہ راستے سے ہٹ گئے اور بھاگ نکلے گویا ان پر
ان لوگوں کی کثرت تعداد کے سبب کالی گھٹا تھی۔

وَقَالَ الْقَائِلُونَ مِنْ بَنِي قَيْسٍ فَقُلْتُ أَبُو أُسَامَةَ نَصْرٍ

کہنے والوں نے کہا کہ ابن قیس کون ہے تو میں نے بغیر
کسی فکر کے اپنا نام بتایا (یعنی) ابو اسامہ کہا۔

أَنَا الْبَشْمِيُّ كَيْفَا تَنْظُرُونِي أَبِينُ نَسِيبَتِي نَقْرَ الْبَتَرِ

میں نے کہا کہ میں بشمی ہوں میں اپنا نسب (پوری)
کوشش سے بتا رہا ہوں تم دیکھ لو۔

فَإِنْ تَكُ فِي الْغَلَاصِمِ مِنْ قُرَيْشٍ فَإِنِّي مِنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ بَكْرٍ

اگر تو قریش کے علی نسب میں ہے تو میں (بھی)
معاویہ بن بکر میں سے ہوں۔

فَإِنَّكَ مَا لِكَا غُصْنٌ وَإِنِّي لِغُصْنِكَ مَا تَكُونُ بِهِ تَدَلِّي

مالک تو یہ پیمانہ ہے کہ جب (تمہیں) ہم پر چھا گئے تو

اے مالک تجھے اس کی کوئی خبر نہیں پہنچائی گئی (کہ ہمارا کیا حال ہو گیا تھا)۔

وَأَبْلِغْ إِنْ بَلَغْتَ الْمَرْءَ عَنَّا ... شُبَيْرَةَ وَهْوَ ذُو عِلْمٍ وَقَدْرِ

اور وہ شخص (جس کا نام) شبیرہ ہے اور وہ علم والا اور قدر و منزلت والا ہے۔ اگر تو اس کے پاس پہنچے تو اس کو ہماری طرف سے پیام پہنچا دینا۔

بِأَنِّيَ إِذْ دُعِيتُ إِلَى أُثَيْلٍ ... كَرِهْتُ وَلَمْ أُوَافِقْ مَنْ دَعَانِي

کہ جب میں اثیل (نامی شخص) کی جانب بلایا گیا تو میں نے حملہ کر دیا اور حملہ کرنے میں کوئی کمی نہیں کی (یعنی بہت بہادری دکھائی) نہیں ہوئی۔

حَنِيفَةَ لَا يَزَالُ بِهَا مُعَانٍ ... وَلَا ذِي إِمَّةٍ مِنْهَا يَرَانِي

حنیفہ کا وقت جبکہ کسی مجبور پناہ گزین شخص پر مہربان کبھی تاور نہ حنیفہ کی مدد کرنے والے اور نہ سمجھ بوجھ رکھنے والے پر۔

إِذَا مَا نَكَّبَ الْأَعْدَاءُ أَمْرًا ... وَدَانَتْ مَا يُرَادُ بِأَيِّ دَانِ

جب دشمن کوئی (ایسا) کام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں جس میں کوئی اپنی گردن جھکانے کو تیار ہو

اور (ایسا) کام نہ کرنے کی نہ ہو۔

فَمَا لِحَنِيفَةَ لَا يَزَالُ لَهَا ... أَنِيسٌ مِنْ أُنَاسٍ أَوْ أَنَانِ

(انیس کے لئے) ہے۔

آکھڑی ہوتی ۔

دَفُوعٍ بِمَنْكِبَيْهِ بَعْدَ مَا قَبْرُ مُطْمَئِنٌّ كَأَنَّ بِوَجْهِهَا تَصْرِيفَ تِرْنِمِ

ہوا پنے پنکھوں سے قبروں (کی مٹی) کو ہٹا دینے والی
ہے اور اس کے چہرے پر گویا دیگ کی کالک ملی ہوئی ہے ۔

فَأُقْسِمُ بِالَّذِي قَدْ كَانَ رَبِّي وَأَنْصَابٍ لَدَى الْجَمَرَاتِ حُمْرِ

پس میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جو میری پرورش
کرتا رہا ہے ۔ اور ان بتوں کی قسم کھاتا ہوں جو جمرات کے پاس
(ذبح کیے ہوئے جانوروں کے خون سے) سرخ ہیں ۔

لَسَوْفَ تَرَوْنَ مَا حَسَبِي إِذَا تَبَدَّلَتِ الْجُلُودُ جُلُودَ نِمْرِ

عنقریب جب (تبدیل لباس یا تبدیل صفات کے
سبب سے لوگوں کی) کھالیں ۔ چیتوں کی کھالوں سے بدل
جائیں گی تو تم دیکھ لو گے کہ میرا شریفانہ برتاؤ کیسا ہے ۔

فَمَا إِنْ خَادِرٌ مِنْ أُسْدِ تَرْجٍ مُدِلٌّ عَنْبَسٌ فِي الْغِيلِ مُجْرِ

مقام) ترج کی جھاڑیوں کا کوئی شیر جری ۔ ترش رو
گھنی جھاڑی میں اولاد رکھنے والا نہیں ہے ۔

فَقَدْ أَحْمَى الْأَبَاءَةَ مِنْ كُلَافٍ فَمَا يَدْنُو لَهُ أَحَدٌ بِنَتْرِ

جس نے (مقام) کلاف کی جھاڑی کی اس طرح حفاظت
کی ہو کہ کوئی شخص بیجا میں اس کے پاس تک نہ جا سکے ۔

فَإِنْ تَجِفِ الْمَدِينَةُ مِنْ لُهَا يَوْمًا فَكُلُّ فَتَى وَجَبَّةِ وَنَمْرِ ۴۱۱

رستے راستے کے ذریعے جس سے ایسے لوگ بھی عاجز
ہو جاتے ہوں جنھوں نے خوف و ہیجان اور قسموں سے ایک دوسرے
کی مدد کرنے کا اقرار کیا ہو، اور جو ہر طرح کی ڈانٹ ڈپٹ کے
باوجود بھی حملہ کرتا ہو ...

بِأَوْشَاتَ سَوْرَةً مِنْهُ إِذَا مَا حَبَوْتُ لَهُ بِقَرْقَرَةٍ وَكَدْرِ

جو مجھ سے زیادہ تیز حملہ کرنے والا ہو جب کہ میں بلبلانے والے
اونٹوں کے ذریعہ اس کے قریب پہنچا۔

بِبَيْنِ كَالْأَسِنَّةِ مُرْدِفَاتٍ جَمَاءَ ظُهَارَةٍ جَمَّ جَمِيرِ

برچھیوں کے سے تیز کنارہ (تیروں) کے ذریعے جن کے
پیچھے اپنے سے گویا وہ آگے کے شکلے ہیں۔

وَأَكْلَفَ مِثْلِهِ مِنْ جِلْدِ ثَوْرٍ وَصَفْرَاءِ الْبَرَايَةِ ذَاتِ أَزْرِ

اور کالی پیٹھ والی چھپا لینے والی (ڈھالوں) کے
ذریعے جنہیں کی کھال کی بنی ہوئی ہو۔ اور زرد رنگ کے تراشے والی
(جبکہ ان پر تیر پڑیں) اور سخت تھیں۔

وَأَبْيَضَ كَالْغَدِيرِ تَوَسَّطَتْهُ عُمَيْرٌ بِالْمَكَارِمِ نِصْفَ شَهْرٍ

اور سفید تالاب کے (پانی) کی طرح (تلواروں) کے
ذریعے جن پر عمیر (صیقل گر) نے صیقل کرنے کے آلے سے
نصف مہینے تک اس پر کام کیا تھا۔

أُرَفِّلُ فِي مَهَائِلِهِ وَأَمْشِي كَمِشْيَتِهِ غَادِرِلَيَّةٍ سِبَطْرِ ۴۱۲

اس (تلوار) کو حمائل کئے ہوئے اکڑ کر ایسی چال چلتا تھا

جیسے کوئی بڑا شیر اپنی جھاڑی میں پل رہا ہو۔

يَقُولُ لِي الْفَتَى سَعْدٌ هَدِيًّا ... فَقُلْتُ لَعَلَّهُ تَقْرِيبُ غَدْرِ

مجھ سے جوان مرد سعد کہتا تھا کہ (میری) رہنمائی
(کرو اور میرے آگے آگے چلو) تو میں نے کہا، شاید یہ کسی بدعہدی
کی تمہید ہے۔

وَقُلْتُ أَبَا عَدِيٍّ لَا تَطُرْهُمْ ... وَذَاكَ إِنْ أَطَعْتَ إِلَيَّ أَمْرِي

اور میں نے (ابو عدی سے) کہا کہ اے پورے
لوگوں کی سرداری کے قریب نہ جا۔ اور (یہ تیرے لئے بہتر ہے) اگر
تو میری بات مان لے (تو بہتر ہے)۔

كَأَنَّ بِهِمْ فَرُوقَةَ ذَاتِ قَرْنٍ ... فَلَيْسَ بِقَادِرٍ مِنْهَا بِفَرِّ

ان کا حال ایسا ہے جیسا کہ فروقہ (نامی گائے) کا ہے۔ جو
تمہارے ساتھ ہوگا کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو بندھی ہوئی رسی
(اس کی) نہیں کھول سکیں گے۔

ابن ہشام کہتا ہے کہ ابو جہل نے یہ شعر (اس طرح)
پڑھا۔

نَمُوتُ عَنِ الطَّرِيقِ وَأَنْ تَكُونَ ... كَأَنَّ سَرَاتَهُمْ تَيْسُ بِجَزْرِ

ہم راہ سے ہٹ جائیں اور تم ان سے نہیں پاؤ گے
تمہارا ان کی تیزی ایسی ہوگی جیسے قصائی کا بڑا چھرا۔

(اس کے بعد ابن ہشام نے بدر کے شہداء کے نام لکھے ہیں)

أَلَا مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّي رَسُولًا ... مُغَلْغَلَةً يَشُبُّ لَهَا الْحَنِينُ

ارے کوئی ہے جو میری جانب سے ایک شورانگیز
پیام پہنچائے جس کی تحقیق ایک ہوشیار کرلے۔

أَلَمْ تَعْلَمْ مَرَدِّي يَوْمَ بَدْرٍ ... وَقَدْ بَرَقَتْ مَخَبَّتُكَ الْأُتُونُ

بدر کے روز میں نے جو واپسی کی کیا اس کی خبر تجھ کو نہ تھی
حالانکہ تیری دونوں جانب (ایسی) بتیلیاں (جن میں آگ
تھیں) چمک رہی تھیں۔

۱۳ وَقَدْ تُرِكَتْ سَرَاةُ أُمِّ عَمْرٍو ... كَأَنَّ رُءُوسَهُمْ حَدُّ الْقُنُونِ

حالانکہ قوم کے سردار اس حالت میں چھوڑے گئے
تھے کہ گویا ان کے سر اندرائن کے ٹوٹے ہوئے پھل کے۔

وَقَدْ مَالَتْ عَلَيْكَ بِجَنْبِ بَدْرٍ ... خِلَافَ الْقَوْمِ دَائِرَةُ الشُّئُونِ

حالانکہ قوم کی مخالفت کے سبب سے تجھ پر بدر میں
تجھ پر مختلف قسم کی آفتیں آپڑی تھیں۔

فَنَجَّاهُ مِنَ الْهَرَاتِ عَنْزٌ ... وَمَقْوُلُ اللَّهِ وَالْأَمْرُ الْمَتِينُ

ان آفتوں سے اس کو بکری اور [illegible]
اللہ تعالیٰ کی امداد نے بچالیا۔

وَمُنْتَبِذِي مِنَ الْأَبْوَاءِ وَحْدِي ... وَقَدْ نَكَثَتْ بِمَكَّةَ مَا تَكِينُ

اور مقام ابواء سے [illegible]
(اس کو بچالیا) جبکہ تیرے پاس دشمنوں کی جماعت کمزور ہوگئی۔

وَأَنْتَ إِمَّنْ أَرَادَكَ مُشْتَكِيًا ... بِجَنْبِ كُرَاعَ مَكْرَهَةٍ نَزِيفُ

اور جس نے تمہیں (زخمی) حالت میں پہلو کرنا پایا تھا
تو اس کے مقابلے میں تم ... اور تمہارے گھوڑے کے کنارے سے خون بہتا (پڑا) تھا۔

وَكُنْتُ إِذَا دَعَانِي بَوْمُ كَرْبٍ ... مِنَ الْأَحْسَابِ كَانَ مُسْتَكِينَا

اور میری حالت یہ تھی کہ جب کوئی کرب کے وقت ... میرے
مجبور و بستوں میں سے کوئی پکارتا تو میں اس کی پکار سنتا۔

فَأَسْمَعَنِي وَلَوْ نَجِبَتْ نَفِسِي ... أَشَدَّ مِنَ الَّذِي نَجِبَ الْخَفِيفُ

اور بیشک تم میں کوئی پکارنے والا کوئی ... پکارتا تو میری جان نکل جاتی
لیکن تم نے تو ... میری جان نہیں نکلی۔

أَرَنِي فَكَّتِ اللَّهُ عَنْكَ يَدَيْهِ ... إِذَا كَبَلَتْ بِالْأَسْرِ الْأَكُفُّ

بتاؤ میں کس (کام) سے ... ہاتھوں کو اللہ نے تم سے روک دیا ہے
جبکہ ہاتھوں کو ... باندھ دیا جاتا ہے۔

وَمَنْ قَدْ تَرَكْتَ لَهُ يَدَيْكَ ... يَفُرُّ بِمَا يَفُرُّ بِهِ الْخَلِيفُ

اور جس قبیلے والے کو تم نے ... چھوڑ دیا ہے
تمہارے ہاتھوں سے بچ کر نکلا تھا۔ اس کی حالت یہ ہے
جیسے گویا وہ ... بھاگ رہا ہے۔

فَخَلَّتْ لَهُ إِذَا اخْتَطَرَتْ يَدَيْهِ ... مُشَبَّهَةً لِبَانَ الْخَشِيفُ

اے میری آنکھ بہنے والے آنسوؤں سے بنی عدی
کے بہترین شخص پر سخاوت کرو جو بیٹا نہیں۔

بَكَى لَهُ رَبُّهُ غُدْوَةً بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ

اس کی جماعت کو بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب نے صبح کے
وقت اس کے لیے رلایا۔

يُذَبِّبُونَ أَحَدَ أَشْيَافِهِمْ يَعْلُونَ بَعْدَ مَا نَدْعَلِبِ

کہ اس کو اپنی تلواروں کی باڑھ سے ہٹاتے ہیں اور
ان کے ہلاک ہونے کے بعد دوبارہ ان کی اس کو سونت لیتے ہیں

يَبْتَرِكُ وَكِيلُ التُّرَابِ وَهُوَ مُعَفِّرُ قَارِبِ قَدْ

وہ اس کو اس حالت میں چھوڑتے تھے کہ خاک
غبار اس کے چہرے پر تھا اور وہ مٹی میں (لت پت) اس کا سارا
جسم خون آلود ہو رہا تھا۔

وَكَانَ أَنَاسٌ بِهِ لَازِمًا جَمِيلَ الْمُرَاءَةِ كَثِيرَ الْعَشَبِ

کہ وہ ہمارے لیے ایک خوبصورت پہاڑ (یعنی پناہ گاہ)
تھا خوش منظر۔ سبزہ زار والا (یعنی بہت فائدہ پہنچانے والا) تھا۔

فَمَا بُرِّئَ فَلَا أَعْنِهِ فَأُوتِيَ مِنْ خَيْرِ مَا يَحْتَسِبُ

لیکن برئی[1] (نامی شخص) کا کیا حال تھا مجھے اس سے
بحث نہیں ہے، اس کو تو اس قدر بھلائی حاصل ہو گئی کہ وہ حساب

---

[1] سہیلی نے تصریح کی ہے کہ یہ لفظ انبراء کی تصغیر ہے اور یہ ایک شخص کا نام ہے۔
(ابن محمود)

(جزا) کے لیے کافی ہے۔

اور ہند نے یہ اشعار بھی کہے ہیں:۔

يَرِيبُ عَلَيْنَا دَهْرُنَا فَيَسُوءُنَا وَيَأْبَى فَمَا نَأْتِي بِشَيْءٍ غَالِبُهُ

ہمارا زمانہ ہم پر ناپسند حالات لاؤالتا ہے تو ہمیں برا معلوم ہوتا ہے اور وہ (اس کے سوا دوسری حالت میں رکھنے سے) انکار کرتا ہے تو ہم سے ایسی کوئی تدبیر بن نہیں آتی کہ ہم اس پر غلبہ حاصل کرلیں۔

أَبَعْدَ قَتِيلٍ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ يُرَاعُ امْرُؤٌ أَوْ مَاتَ مِنْ آلِ دَارِمِ

کیا لوئی بن غالب میں کے ایسے شخص کے مقتول ہونے کے بعد بھی کوئی شخص اپنے مرنے یا اپنے کسی دوست کے مرنے سے گھبرائے گا۔

أَلَا رُبَّ يَوْمٍ قَدْ رُزِئْتُ مُرَزَّأً تَرُوحُ وَتَغْدُو بِالْجَزِيلِ مَوَاهِبُهُ

سنو کہ ایک دن ایسا بھی آیا کہ ایک (ایسا) شخص میرے پاس سے کم کر دیا گیا جس کی بخششیں دن رات جاری تھیں۔

فَأَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ عَنِّي مَأْلُكًا فَإِنْ أَلْقَهُ يَوْمًا فَسَوْفَ أُسَائِبُهُ

اے ابو سفیان میری جانب سے مالک کو یہ پیام پہنچا دینا۔ اور اگر میں اس سے کسی دن ملوں گی تو میں بھی عنقریب اس سے شکایت کروں گی۔

فَقَدْ كَانَ حَرْبٌ يَسْتَحِرُّ بِحَرْبِهِ لِكُلِّ أُنَاسٍ فِي النَّاسِ مَوْلًى يُطَايِبُهُ

کیونکہ حرب ایسا شخص تھا جو جنگ کو بھڑکاتا تھا اور بات

یہ ہے کہ لوگوں میں ہر ایک کا کوئی نہ کوئی سرپرست ہوتا ہے اور
وہ شخص، اسی کے پاس اپنے مطالبے پیش کرتا ہے۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ان اشعار کو ہند کی طرف منسوب ۲۱۶
کرنے سے انکار کرتے ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند نے یہ بھی کہا تھا:۔

لَا عَيْبَ مَنْ رَأَى هُدًى كَهُدَاكَ رَبِّكَ

اس شخص کی آنکھوں نے ایسی ہدایت دیکھی ہے جیسی ہدایت
تیرے رب کی ہوئی اللہ سے کہ تیرا خیر ہو۔

يَا بَيْتَ بَانَ بِهِ عَلَا فِي الْمَكْرُمَاتِ وَبَاذِخِهْ

اے بہت سے رہنے والے مردوں کے گھر والی عورت
ہر کمال تعریف میں تو بہت بلند ہے اور بہت بلند ہوگئی (تو)۔

أَنْ سَادَ وَالِدُهُ الْقَلِيبَ بِغَارَةٍ تَأْتِي الْوَصِيفَ

جبکہ اس کا باپ (عبد مناف) کنواں کھودنے (زمزم) کی وجہ سے
مکہ کا سردار ہوا) لونڈی کی۔

إِنْ كُنْتِ أَخْطَأَكِ الَّذِي فَالْيَوْمَ حَقُّ جَنَارِكِ

اگر تجھ سے وہ (واقعہ) چوک گیا تھا تو آج تیرے جنازے کا حق
تیرا انتظار کر رہا ہے۔

قَدْ كُنْتُ أَحْذَرُ مَا أَرَى فَأَنَا الْغَدَاةَ مُصَابِيَهْ

جس واقعہ کو میں دیکھ رہی ہوں اس کا مجھے خوف تھا
تھا اور آج تو میں دیوانی ہی ہو گئی ہوں۔

يَا رُبَّ قَائِلَةٍ غَدًا يَا وَيْحَ أُمِّ مُعَاوِيَهْ

اسے وہ بہت ہی در توجوئی یہ کہنے والی ہوگی
کی ماں پر افسوس ہے۔ (سن لو)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ہند بنت عتبہ کی طرف
کی نسبت سے منکر ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند بنت عتبہ نے یہ شعر بھی کہے تھے۔

يَا عَيْنُ بَكِّي عُتْبَةَ شَيْخًا شَدِيدَ النَّجْبَهْ

اے آنکھ عتبہ پر رو جو مضبوط گردن والا بوڑھا تھا۔

يُطْعِمُ يَوْمَ الْمَشْتَبَهْ يَدْفَعُ يَوْمَ الْكَلَبَهْ

بھوک کے دن قوم کو کھانا کھلاتا تھا
خوف کے وقت دفعت کرتا تھا۔

إِنَّ عَلَيْهِ حَرَبَهْ مَنْهُوفَةً مُشْتَهَبَهْ

مجھے ان پر غصہ ہے۔ افسوس سے پُر
غمناک ہو گئی ہوں۔

لَنَهْبِطَنَّ بَيْتَ بَاهْ بِغَارَةٍ مُنْكَبَهْ

ہم ضرور ایک بیت باہ پر

فَبِيَ الْخُيُولُ مُقَرَّبَةً كُلُّ سَوَابِقِ سَلْهَبَةٍ

جس میں لمبے لمبے ایسے گھوڑے ہوں گے

اور صفیہ بنت مسافر بن ابی عمرو بن ہبیرہ جو ثمامہ کے گھوڑے والے ہوئے ان قریشیوں کا مرثیہ کہا ہے جن پر بدر کے روز مصیبت نازل ہوئی۔

يَا مَنْ لِعَيْنٍ فَاضَ مَاءُ الْعَيْنِ حَدَّ انْهِمَارٍ وَقَرِينِ الشَّمْسِ آفِلِ

اے کسی فریاد پہنچنے والا بھی کوئی ہے جس کی آنکھ سے
غم کے مارے آنسو بہہ رہے ہوں اور آفتاب سے ایک تارے کی روشنی کی بھی تاب نہیں لا سکتا۔

أُخْبِرْتُ أَنَّ سَرَاةَ آلِ مُحَمَّدٍ قَدْ أُحْرِزَتْهُمْ مَنَايَاهُمْ إِلَى أَمَدِ

مجھے خبر ملی ہے کہ شریف سے شریف سرداروں کو ان کی
موتوں نے ایک وقت خاص پر یک ساتھ جمع کر دیا۔

وَبِرَبْعِ قَوْمٍ أَصْحَابُ الْكِتَابِ بِهِ تَعْجَبْ لِمَنْ تَنَذَّأَمُ عَلَى وَلَدِ

اور اس ربع میں کے لوگ قوم کو سے کہ جناب گئے وہ اس
روضہ میں کسی ماں نے بیٹے کی رانڈ ہونا کبھی نہ دیکھا۔

قَوْمِي كَمَنْ وَلَا تَشْمَتْ قَرَابَتُهُمْ وَإِنْ كَبَتْ مَا تَبْلَيْنَ مِنْ بَعْدِ

اے عقیلہ وہ میرے قرابت کو نہ ہنسا کہ اگر وہ ذلیل ہوئے تو وہ تیرے بعد

كَانُوا سُتُوبَ سَمَاءِ الْبَيْتِ فَانْتَقَضَتْ فَسَبَّخَ مِنْكِ مِنْهَا غَيْرُ ذِي عُمُدِ

ف سُتُوب جمع ہے سُتُوف کی جس کے آخر میں فاء ہے جو سماء البیت کا سمکہ اور زاویہ

وہ گھر کہ جس کے ستون تھے وہ ٹوٹ گئے تو اس کا
اوپر کا حصہ بغیر ستونوں کے ہو گیا۔

۴۱۸ ابن ہشام نے کہا کہ "کانت منقوب" جس بیت میں ہے، اس کی روایت مجھے عالم شعر میں سے بعضوں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صفیہ بنت مسافر نے یہ اشعار بھی کہے ہیں:-

أَلَا يَا مَنْ لِعَيْنٍ لِلْبُكَا سَكْبٍ دُمُوعُهَا سَانُ

(یعنی) آنکھ جس کے آنسو بہہ رہے ہیں اس کی فریاد
سننے والا کیا کوئی نہیں۔

كَعَيْنٍ مَا دَامِعٍ يَسْتَقِي . خِلَالَ الْغَيْثِ الدَّانِ

(جس آنکھوں کی حالت ایسی ہے) جیسے بادل سے
حوض تک پانی لیجانے والے کے دونوں مونوں جو چمڑے اور
قریب کے حوض کے درمیان بھی پانی بہہ رہے ہوں۔

وَمَا لَيْثُ غَرِيفٍ ذُو أَظَافِيرَ وَأَسْنَانْ

اور جھاڑی کے شیر کو تم نے کیا سمجھا جو پنجوں اور
دانتوں والا ہے۔

أَبُو شِبْلَيْنِ وَثَّابٌ شَدِيدُ الْبَطْشِ غَرَّانْ

(اور) وہ کہ سن شیروں کا باپ ہے خوب حملہ
کرنے والا سخت گرفت والا اور بھوکا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۔ ہوتا ہے اور (ب ۰) ب مقلوب با، موت ہے ان کے معنی عمود البیت کے ہیں اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمود)

كَمْ إِذْ تَوَلَّى نَ وُجُوهُ الْقَوْمِ شَرَّانَ

(وہ شیر میرے دوست کا سا ہے) کہ کتنے ہی
لوگوں کے چہرے اس نے اڑا دیئے تھے۔

وَبِالْكَتِيبَةِ خَشْمًا رِهْ أَبِيضَ ذَكَرَانَ

اور لشکر میں سفید فولاد کی تیز تلوار سے۔

وَأَنْتَ الطَّاعِنُ لَبَّةَ مَزْبِدًا أَنْ

(اے یہ وہ ہے، تو نیزے سے کشادہ سینہ والے
جس کے کف دہن کرم (خون) بہتا ہے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس کا قول "وبالکتیبۃ الی
آخرہ" سابق کی دونوں بیتوں سے علیحدہ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند بنت ثابت بن صامر بن الحارث نے حسان
بن ثابت بن المنذر کا مرثیہ کہا ہے۔

لَنِعْمَ الْفَتَى الْمَعْقِرُ حَلَّ بِهِ وَفَقَدَا وَفِقْدَانُ أَمْثَالِهِ فِي الْبَدْوِ وَالْحَضَرِ ۴۱۹

(کتنا ہی معقر اچھا جوان تھا جو اس پر وارد ہوا اور اس کا کھونا
اس جیسوں کا کھونا بدو اور حضر میں)

قتل کی بڑی مقدار اپنے میں رکھتا تھا۔

عَبِيطَةٌ فَابِكِ لِذِئْبٍ فِي عُرَيْنَتِهِ وَأَرْمَلَةٍ تَرْجُو لَدَيْهِ الْفَضْلَ وَالنَّفَلِ

(اس کی) عبیطہ (تازہ) کو اپنے میں رکھ لیا پس صاف۔
(اس کی) بیوہ عورتوں کے لیے جو اس کے پاس پریشانی میں
آتی تھیں تو اس پر رو جو ایک درخت کے تنے کی طرح تھا۔

بِبَيْتِ لِلْغَوَانِي فِي كُلِّ شَتْوَةٍ إِذَا احْمَرَّ أُفْقُ السَّمَاءِ مِنَ الْمَحَلِ

اور اس پر ان لوگوں کے لیے، جو ہر سرما میں آسمان کے
کنارے قحط کے سبب سے سرخ ہو جاتے تھے، وقت (اس کے) پس
آیا کرتے تھے،

وَبَكَيْهِ لِلْأَيْتَامِ وَالرِّيحُ زَفْزَفُ ۔۔۔ وَتَشْبِبُ قِدْرِطَالَ مَا زَبَدَتْ بِهِ

اور یتیموں کے لیے روتا ہے، سخت ہوا کے تیز جھونکے آتے
(تو انھیں اسی کے پاس پناہ ملتی تھی) اور دیگوں کے نیچے آگ شور
کرنے کے لیے روتا ہے بڑی مدت تک جوش ان کو کف اندازی تھیں

فَإِنْ تُطْفَإِ النِّيرَانُ قَدْ مَتَ ضَوْءُهَا ۔۔۔ فَقَدْ كَانَ يَبْرِينَ بِالْحَلَبِ الْجَآئِلِ

اگر آگ بجھ جاتی، تو وہ سے سو من لکڑیوں کے جلنے
سے گا یا کرتی تھی۔

نَصَارِقِ نَبْلٍ أَوْ لِمُلْتَمِسِ الْقِرَى ۔۔۔ وَمُشْتَتِهِ أَنْمَى لَهُ بِمَحَلِّ

(یہ کو دوسرو سامان) رات (بنا) ہی آئے ہوئے
ضیافت کے طالب اور اس راہ گم کرنے والے کے لیے کہ
تھے جو آہستہ آہستہ کتے کی آواز کرتے خود وہ اس پر نہ پہنچ سکتا۔
ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے اس کی نسبت انکار کیا ہے
کرتے تھے، انکار کیا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ حنتیاۃ بنت امارث النضریہ سے شائبہ بن
ابی ربیعہ:

بَلَى كَبِدَتْ أَلْفَيْنِ مَقْنَةً ۔۔۔ مِنْ ضَبْحِ خَامِسَةٍ وَنَتْهَدُ وَنَ ۴۲۰

۱۔ ر ف ض ابن ہشام ہے۔ ۱۲ منہ

اے سوار (مقام) اثیل کے متعلق مجھے پانچویں صبح
یعنی پانچ روز، سے بدگمانی ہے۔ اور تو تو بڑے وقت پر
آیا (اپنے وقت آیا جبکہ تیری ضرورت تھی)

أَبْلِغْ بِهَا مَيْتًا بِأَنَّ تَحِيَّةً ... مَا إِنْ تَنَزَّلُ بِهَا الْغَدَائِرُ تُخْفَقُ

یہاں مقام مراثیل، کی ایک میت کو جب تک کہ شریف
عورتیں وہاں سے تیز آتی جاتی رہیں باقی رہنے کی دعا پہنچا دینا۔

مِنِّي إِلَيْكَ وَعَبْرَةٌ مَسْفُوحَةٌ ... جَادَتْ بِوَاكِفِهَا وَأُخْرَى تَخْنُقُ

میری طرف سے تجھے (دعائے بقا پہنچے) اور ایسے آنسو
(پہنچیں) جو کہ اپنے بہاؤ سے سخاوت کر رہے ہیں اور ایسے آنسو
جو کم ہوتے جا رہے ہیں۔

هَلْ يَسْمَعَنِّي النَّضْرُ إِنْ نَادَيْتُهُ ... أَمْ كَيْفَ يَسْمَعُ مَيِّتٌ لَا يَنْطِقُ

اگر میں پکاروں تو کیا نضر میری پکار کو سنے گا۔ (نہیں، جو میت
بات نہ کر سکے وہ کیسے سن سکے گی۔

أَمُحَمَّدُ يَا خَيْرَ ضِنْءٍ كَرِيمَةٍ ... فِي قَوْمِهَا وَالْفَحْلُ فَحْلٌ مُعْرِقُ

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اے اپنی قوم میں کی شریف
عورت کی بہترین اولاد شریف تو نسل کے لحاظ سے شریف ہی ہوتا ہے۔

مَا كَانَ ضَرَّكَ لَوْ مَنَنْتَ وَرُبَّمَا ... مَنَّ الْفَتَى وَهُوَ الْمَغِيظُ الْمُحْنَقُ

آپ کا کیا نقصان ہوتا اگر آپ احسان کرتے (اور اس کو
چھوڑ دیتے) کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک کینہ ور غصے میں بھرے
ہوئے جوان مرد نے احسان کیا ہے۔

أَوْ كُنْتَ تَابِلَ فِدْيَةٍ فَلَيُتْلَفَنْ بِأَعَزِّ مَا يُغْلُو بِهِ مَا يُتْلَفُ

یا آپ فدیہ قبول کر لیتے تو جو اخراجات زیادہ سے زیادہ وقتور ترین ہوتے وہ (ہماری جانب سے) ضرور خرچ کیے جاتے۔

فَالنَّضْرُ أَقْرَبُ مَنْ أَسَرْتَ قَرَابَةً وَأَحَقُّهُمْ إِنْ كَانَ حَقٌّ يُعْتَقُ

کیونکہ آپ نے جن لوگوں کو اسیر کیا ان سب میں النضر قریب ترین قرابت دار تھا اور اس بات کا زیادہ حقدار تھا کہ اگر کسی کو آزادی دی جاتی تو وہ (پہلے) آزاد ہوتا۔

مَاذَا تَقُولُ لِأَبْنِ أُخْتِ نَبِيَّةٍ لِلّٰهِ أَرْحَامُهُمْ فَهَلْ تَتَشَقَّقُ

اس کے بھائیوں کی طرف سے اس کو تحریک کرنے کے لیے کہ وہ اس قرابت کے تحت کچھ کریں۔

۴۲۱ صَبْرًا يُقَادُ إِلَى الْمَنِيَّةِ مُتْعَبًا رَسْفَ الْمُقَيَّدِ وَهْوَ عَانٍ مُوثَقُ

موت کی جانب وہ اس حالت سے کھینچا جا رہا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہیں وہ تھکا ماندہ ہے بیڑیوں میں اس طرح چل رہا ہے جیسے زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس شعر کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا:

وَيْحَانِيَّ لَوْ سَمِعْتُ قَبْلَ قَتْلِهِ لَمَنَنْتُ عَلَيْهِ

اس کے قتل ہونے سے پہلے اگر میں سنتا تو ضرور اس پر احسان کرتا۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

آخر میں یا شوال میں فارغ ہوئے۔

مقام کدر میں سلیم کا خون

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے، تو دس سات دن سے زیادہ وقفہ نہیں فرمایا تھا کہ بنو سلیم کی جمعیت کا رخ کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مدینہ پر آپ نے سباع بن عرفطہ الغفاری یا ابو کلثوم کو حاکم بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد آپ نجد کی طرف ایک چشمے پر پہنچے جس کا نام کدر تھا اور وہاں آپ نے ۱۰ دن قیام فرمایا۔ پھر مدینہ واپس ۴۲۲
تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ آپ مدینہ میں شوال کا باقی مہینہ اور ذوالقعدہ قیام پذیر رہے اور آپ کے ہاتھ قبیلہ عکل کے زمانے میں قریش کے قیدیوں کی بڑی تعداد فدیے پر چھوڑی گئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزوۃ السویق

(راوی نے) کہا کہ ہم سے ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے بیان کیا زیاد بن عبد اللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سے بیان کیا کہا کہ اس کے بعد ابو سفیان بن حرب ذی الحجہ میں جنگ سویق سے اس سال کا حج مشرکوں کی سرکردگی کرتا رہا۔

محمد بن جعفر بن الزبیر اور یزید بن رومان اور ان جیسے لوگوں نے بیان کیا ہے جو ہمارے نزدیک قابل اعتماد ہیں کہ جب بدر والے مکے جس طرح گئے، روایت سنانی دی ہے کہ جب بدر والے مکہ واپس ہوئے اور قریش کے تکلیف دہ خبر لے کر آئے تو ابو سفیان نے (یہ) منت مان کی کہ جب تک محمد سے جنگ نہ کرے (اس وقت تک) جنابت کے سبب سے نہ پانی سے نہائے گا اور نہ اس کی قسم پوری کرنے کے لیے قریش کے دو سو سواروں کو لے کر نکلا۔ یہ راہ اختیار کی تھی کہ نجد کے اوپر والے حصے میں ایک جگہ سے جس کا نام ثیب تھا، مدینہ سے ایک برید یا اس کے قریب تھا، رات کی اندھیری میں نکل کر آیا۔ حی بن

کے پاس جا کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے اس کے لیے دروازہ کھولنے سے
انکار کیا اور اس سے ڈر گیا۔ وہاں سے لوٹ کر سلام بن مشکم کے پاس پہنچا جو
اس زمانے میں بنی النضیر کا سردار اور ان کا خزانچی تھا اور اس کے پاس اندر جانے کی
اجازت چاہی تو اس نے اسے اجازت دی اور اس کی مینہ بانی کی اور اس کو کھلایا
پلایا۔ لوگوں کے رازوں کی خبر دی۔ پھر وہ وہاں سے اسی رات کے آخری حصے میں
نکل گیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ قریش میں سے چند آدمیوں کو مدینہ کی جانب ۴۴۳
روانہ کیا اور وہ لوگ مدینہ کے ایک کنارے جس کا نام عریض تھا آئے اور وہاں
کے ایک نخلستان میں آگ لگا دی۔ وہاں انھوں نے انصار میں سے ایک شخص کو اور
اس کے ایک حلیف کو پایا جو اپنے کھیت میں تھے۔ انھوں نے ان دونوں کو
قتل کر دیا اور پلٹ کر چلے گئے۔ لوگوں کو (جب) ان کی خبر ہوئی تو تیار ہو گئے۔
اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طلب میں نکلے اور قرقرۃ الکدر تک
تشریف لے گئے پھر وہاں سے مراجعت فرمائی۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھی
آپ سے بچ کر نکل گئے۔ (آپ کے ساتھیوں نے) ان لوگوں کا کچھ رسد کا سامان
دیکھا جس کو انھوں نے بچ نکلنے کی خاطر بوجھ کم کرنے کے لیے کھیت میں ڈال دیا
تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے واپس
تشریف لائے۔ تو مسلمانوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا آپ امید کرتے ہیں کہ
ہمارے فائدے کے لیے کوئی جنگ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا۔ نعم۔ ہاں۔
ابن ہشام نے کہا کہ آپ نے مدینہ پر بشیر بن عبد المنذر کو جن کی
کنیت بقول ابن ہشام ابو لبابہ تھی حاکم بنایا تھا۔ ابو عبیدہ نے مجھ سے بیان
کیا کہ اس جنگ کا نام غزوۃ السویق اس لیے رکھا گیا کہ انھوں نے جو سامان زاد
یعنی ستو یا ستو سے زیادہ حصہ سویق (یعنی ستو) کا تھا اور مسلمان بہت سے
ستو پر ٹوٹ پڑے اس لیے اس کا نام غزوۃ السویق رکھا گیا۔
ابن اسحاق نے کہا کہ سلام بن مشکم کے بھائی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

میں نے مدینہ میں سے ایک شخص کو خبر دینے کے لیے
منتخب کیا تو پتا یا نہیں، وہ میں نے ایسا کام کیا جس کے سبب سے
قابل ملامت ہو جاؤں۔

سَقَانِي مَرْوَانِيَّ كُمَيْتًا مُدَامَةً ... عَلَى ثَمِلٍ مِنِّي سَلَامَانَ بْنَ مِشْكَمِ

سلامان بن مشکم نے مجھے سرخ و سیاہ شراب پلائی جو میں نے
کہ مجھے زمانہ سے نکل جانے کی امید نہ تھی۔

وَمَا تَوَلَّى الْجَيْشُ ثُلَّتْ وَمَنْ يَكُنْ ... لِأُمِّ جَحَا أَلْبَسْرِ لَيْثٌ وَضَيْغَمُ

اور جب اس نے لشکر کی سرپرستی یا دوستی قبول کی تو میں نے
کہا جنگ اور غنیمت کی خوشخبری سن لو اور اس سے میری غرض یہ تھی
کہ میں اس پر پار پڑوں۔

تَأَمَّلْ فَإِنَّ الْقَوْمَ سَيِّدُ أَهْلِهِ ... كَرِيمُ الْمُوَالِي الْأَصْلِ طَلْقُ الْمُحَيَّا

اس بات پر غور کر لو کہ یہ لوگ اپنے شہر والے ہیں،
اور اپنے لوگوں کی مدد ہیں جو ہمیشہ ملا ہوا چہرہ رکھنے والے ہیں۔

وَمَا كَانَ إِلَّا بَعْضُ لَيْلٍ تَدَارَكَتْ ... أَوَائِلُ خَيْلِي مِنْ أَوَائِلِ خَيْلِهِمْ

وہ ابن مشکم سے میری ملاقات کسی سوار کے گھوڑے
تھوڑے سے وقت میں تیز دوڑنے کی سی تھی جو اپنی سواری کی حیثیت سے
بغیر کسی زحمت کے آگے آ گیا ہو۔

غزوۂ ذی امر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنی سے واپس تشریف لائے تو

تشریف فرما ہوئے اور وہیں پر قیام فرمایا۔ پھر عطفان کے لیے نکلنے کا ارادہ فرمایا اور اسی کا نام غزوہ ذی امر ہے۔

اور بقول ابن ہشام مدینہ پر ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر فرمایا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ صفر کا پورا مہینہ یا اس کے قریب آپ نجد کے ربذہ مقام پر پس تشریف لے گئے اور کوئی جنگ نہیں ہوئی اور ربیع اول کے بارہ دن باقی تھے یا کچھ تھوڑے سے دن (تک) مدینہ ہی میں قیام فرما رہے۔

بحران کا غزوۃ الفرع

پھر قریش سے مقابلے کے ارادے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلے۔

اور بقول ابن ہشام مدینہ پر ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر فرمایا۔

ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ بحران تک پہنچے جو ضلعہ الفرع میں ایک معدن ہے اور وہاں آپ ماہ ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ میں قیام فرما رہے اور پھر واپس مدینہ تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ ۴۲۶

بنی قینقاع کا واقعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ غزوے کے اثناء میں بنی قینقاع کا واقعہ بھی ہوا۔ وہ بنی قینقاع کا یہ واقعہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سوق بنی قینقاع میں جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا:۔

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ احْذَرُوا مِنَ اللهِ مِثْلَ مَا نَزَلَ بِقُرَيْشٍ مِنَ النِّقْمَةِ وَأَسْلِمُوا،

اے گروہ یہود قریش کی سی سزا کے نزول سے اللہ سے
ڈرو اور اسلام اختیار کرو۔

تو انھوں نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں گمان ہے کہ
ہم بھی تمہاری قوم (کی طرح) ہیں۔ (کہیں) تم اس دھوکے میں نہ رہنا تم
نے ایسے لوگوں سے مقابلہ کیا جنھیں جنگ کے متعلق کوئی معلومات نہ تھے
اس لیے تم نے ان پر موقع پا لیا۔ حالانکہ یہ حالت ہے کہ واللہ اگر ہم تم سے
جنگ کریں گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ ہم (کس قسم کے) لوگ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زید بن ثابت کے لوگوں کے ان کے
نے سعید بن جبیر یا عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کر
بیان کیا انھوں نے کہا کہ یہ آیتیں انھیں لوگوں کے متعلق نازل ہوئیں۔

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۴۲
وَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا۔

(اے نبی) ان لوگوں سے کہہ دے جنھوں نے کفر کیا ہے
کہ تم عنقریب مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے
اور وہ بہت بری جگہ ہے۔ دو جماعتیں جو مقابل ہوئیں بے شبہ
تمہارے لیے نشانی تھی۔ ایک جماعت اللہ کی راہ میں
لڑ رہی تھی۔

رَأْیَ الْعَیْنِ

ایک جماعت (تو) اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور دوسری کافر۔ وہ انھیں اپنے سے دگنا دیکھ رہے ہیں (اور یہ دیکھنا آنکھ کا ہے)۔

وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ

اور اللہ اپنی مدد سے جس کی چاہتا ہے تائید کرتا ہے بے شبہ اس (واقعہ) میں بینائی والوں کے لیے عبرت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ بنی قینقاع یہود میں سے پہلا قبیلہ تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی۔ اس کے بعد بنی نضیر نے اور پھر بنی قریظہ نے۔ ان سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی۔ ان کے درمیان ان کے عہد توڑنے سے جنگ ہوئی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن جعفر بن ابی عمرو بن محرز سے ابوعون نے بیان کیا کہ بنی قینقاع کا واقعہ یہ تھا کہ عرب کی یہ عادت تھی کہ ان کے بازار نہیں لگتے تھے۔ بنی قینقاع کے بازار میں آ کر یہاں کے سنار کے پاس بیٹھ جاتے تھے۔ عورتیں اس کے پاس سے اپنا زیور لے کر آتیں تو سنار ان کے پیچھے کی طرف سے ان کی بے خبری میں ان کے کپڑے کا کونا پیٹھ کی طرف باندھ دیتا۔ جب وہ اٹھتیں تو ان کا ستر کھل جاتا (اور) اس پر وہ ہنستے۔ ایک مسلمان نے ایک عورت کے ساتھ ایسا کیا تو یہود میں سے ایک شخص نے اس مسلمان پر سختی کی اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس مسلمان کے گھر والوں نے یہودیوں کے خلاف مسلمانوں سے مدد طلب کی۔ آخر مسلمانوں کو غصہ آیا اور ان میں اور بنی قینقاع میں فساد ہو گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا انھوں نے

کہا پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ
آپ کا حکم ماننے پر وہ اتر آئے۔ اور جب اللہ (تعالیٰ) نے آپ کو ان پر
قدرت عطا فرمائی تو عبداللہ بن ابی بن سلول (اٹھا اور کہا۔ اے محمد صلی
اللہ علیہ وسلم) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔ اور یہ لوگ خزرج کے ۴۲۸
حلیف تھے۔ راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات
ماننے میں (جب) تاخیر فرمائی۔ تو اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔ راوی نے کہا آپ نے اعراض کی
جانب سے رخ (مبارک) پھیر لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی زرہ کے جیب میں ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس زرہ کا نام ذات الفضول تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے
مجھے چھوڑ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا غصہ آیا کہ آپ کے
(مبارک) کوٹوں نے سیاہی مائل ابر کی طرح دیکھا اور پھر آپ نے فرمایا۔

وَيْحَكَ أَرْسِلْنِي تیرے لیے خرابی ہو مجھے چھوڑ۔ تو اس نے کہا
نہیں بخدا میں آپ کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ میرے دوستوں سے
نیک سلوک کریں۔ چار سو بے زرہ (والے) اور تین سو زرہ والوں (کو) جو
ان لوگوں نے سرخ و سیاہ (اقوام) سے میری حفاظت کی ہے۔ کیا آپ ایک
ایک ہی دن میں کاٹ ڈالیں گے۔ بخدا میں آفات زمانہ سے ڈرتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو قتل نہ کرنے کے
زمانے میں مدینہ پر بشیر بن عبدالمنذر کو حاکم مقرر فرمایا تھا۔ اور آپ کا قیام مدینہ
زمانہ پندرہ روزہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحٰق بن یسار نے عبادہ بن ولید بن
عبادہ بن الصامت کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ جب بنی قینقاع نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تو ان کے معاملے میں عبداللہ بن
ابی بن سلول نے روک تھام کی۔ اور عبادہ بن الصامت جو بنی عوف بن

ایک فرد تھے اور بنی قینقاع کے حلیف ہونے کی ان کو بھی ویسا ہی تعلق تھا جیسا عبداللہ بن ابی بن سلول کو تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کے آگے ان کے حلیف ہونے سے دست برداری کی اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہو کر ان لوگوں سے سلطہ کی انتہا کی اور عرض کی یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں سے محبت رکھتا ہوں اور ان کفار کی دوستی اور ان کے حلیف ہونے سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ عبداللہ بن ابی اور ان کے متعلق سورۂ مائدہ کی اس آیت کا نزول ہوا۔ ۴۴۹

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ ان میں کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو شخص ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں (شمار) ہوگا۔ بے شک اللہ ظالم قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔ (اے مخاطب) پس تو ان لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے دیکھے گا کہ۔

اس سے مراد عبداللہ بن ابی ہے جو کہتا تھا کہ مجھے آفات زمانہ کا خوف دامنگیر ہے۔

يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي

أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ

وہ جلدی کرتے ہیں ان کے متعلق کہتے ہیں ہمیں اس بات کا) ڈر ہے کہ (کہیں) ہم پر کوئی آفت نہ آجائے۔ پس امید ہے کہ اللہ فتح نصیب فرمائے یا اپنے پاس سے کسی اور حکم (سے سرفرازی) دے تو ان لوگوں نے جو بات اپنے نفسوں میں چھپا رکھی ہے اس پر پچتائیں گے۔ اور ایماندار کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی قسمیں اپنی پوری کوششوں سے کھائی تھیں۔

اور اس کے بعد کا وہ تمام بیان، اللہ تعالیٰ کے اس قول تک۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔

تمھارے دوست تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور رکوع کرتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہیں۔

یہ اس لیے فرمایا گیا کہ عبادہ بن الصامت اللہ، اس کے رسول اور ان لوگوں سے محبت رکھتے تھے جو ایماندار تھے اور بنی قینقاع کی محبت اور حلیف ہونے سے علیحدگی ظاہر کر دی تھی۔

وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں سے دوستی رکھے جو ایمان لائے ہیں تو بے شبہ اللہ والی جماعت ہی

پروان چڑھنے والی ہے۔

نجد کے چشموں میں سے مقام القردۃ کی طرف زید بن حارثہ کا سریہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ زید بن حارثہ کا سریہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روانہ فرمایا تھا۔ اور انھوں نے قریش کے قافلے کو جس میں ابو سفیان بن حرب نجد کے چشموں میں سے ایک چشمے القردۃ کے پاس لوٹا لیا تھا۔ اس کے واقعات یہ ہیں کہ جب بدر کے مذکورہ واقعات ہو چکے تو قریش نے راستے سے شام کو جایا کرتے تھے اس راہ کے چھننے سے ڈر کر انھوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا۔ اور اس کے بعد تجارتی سامان میں ابو سفیان بن حرب بھی تھا اور اس کے ساتھ بہت سی چاندی تھی۔ اور چاندی ہی ان لوگوں کی پونجی کا بڑا حصہ ہوا کرتی تھی۔ ان لوگوں نے فرات بن حیان نامی بنی بکر بن وائل میں کے ایک شخص کو کچھ معاوضہ دے کر ساتھ لے لیا تھا کہ وہ اس راستے میں ان کی رہنمائی کرے۔

ابن ہشام نے کہا کہ فرات بن حیان بنی سہم کا حلیف اور بنی عجل میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو روانہ فرمایا تھا زید ان سے اس چشمے پر جا ملے اور اس قافلے کو درمیان میں جو پایا لوٹ لیا لیکن وہ لوگ ان کے ہاتھ (میں) گرفتار نہ ہو سکے۔ پس وہ سامان لے کر زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حسان بن ثابت نے قریش کے اس راستے کے اختیار کرنے پر جنگ احد کے بعد بدر کی دوسری جنگ میں ملامت کی ہے اور کہا ہے۔

دَعُوا فَلَجَاتِ الشَّامِ قَدْ حَالَ دُونَهَا جِلَادٌ كَأَفْوَاهِ الْمَخَاضِ الْأَوَارِبِ

شام کی چوٹی نہروں کو اب چھوڑ دو کہ ان سے (تمہارے) درمیان ایسی تیز (تلواریں) حائل ہو گئی ہیں جو پیاس کی شدت والی مادہ اونٹنیوں کے منہ کی طرح (خوفناک) ہیں۔

بِأَيْدِي رِجَالٍ هَاجَرُوا نَحْوَ رَبِّهِمْ وَأَنْدَادُهُ كَانَتْ مِنَ النَّارِ حَائِبِ

(تلواریں) ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار (اپنے حقیقی معبود) کی طرف ہجرت کی ہے اور جو فرشتوں کے ہاتھوں (ہی) سے (قتل) ہوئے ہیں۔

إِذَا اسْتَلَمَتْ أَيْمَانُهُمْ مِنْ بَنِي أَبٍ قَتُولٍ لِأَعْدَاءِ الْأُلَى دَانَ دَانِبِ

بنی طارق کے نشیب کی جانب کوئی نہ کوئی ظالم پہنچتا ہے تو کہہ دیتا کہ ادھر راستہ نہیں ہے۔

ابن ہشام کہتا ہے کہ یہ اشعار حسان بن ثابت کے ان اشعار میں سے ہیں جن کا جواب ابو سفیان بن حرب بن عبد المطلب نے دیا ہے۔ انشاء اللہ ہم ان اشعار اور ان کے جواب کو ان کے موقع پر ذکر کریں گے۔

کعب بن اشرف کا قتل

ابن اسحاق نے کہا کہ کعب بن اشرف کا قصہ یہ ہے کہ جب بدر میں قریش پر اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی اور زید بن حارثہ نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح کی خوشخبری دی تو

آئے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہنے والے مسلمانوں کا اطلاع دینے کے لیے روانہ فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو فتح عنایت فرمائی اور مشرکین کے فلاں فلاں افراد قتل ہو گئے تو۔ عبداللہ بن المغیث بن ابی بردۃ الخزاعی اور عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن حزم اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور ضحاک بن ابی ضحاک بن سہل کی روایتوں کے لحاظ سے بن رہا ہے ایک نے بعض واقعات مجھ سے بیان کیے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ کعب بن اشرف کو جو بنی نضیر کی شاخ بنی نبہان میں سے تھا اور اس کی ماں بنی نضیر میں سے تھی جب یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا کیا یہ خبر صحیح ہے۔ کیا تم لوگ خیال کرتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے نام یہ دونوں یعنی زید و عبداللہ بن رواحہ بتاتے ہیں۔ یہ تو عرب کے بڑے مرتبے والے اور لوگوں کے بادشاہ تھے۔ بخدا اگر حقیقت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے تو روئے زمین کی بہ نسبت شکم زمین بہتر ہے۔ اور جب اس دشمن خدا کو اس خبر کا یقین ہو گیا تو (وہاں سے) نکلا اور مکہ آیا اور المطلب بن ابی وداعہ بن ضبیرہ سہمی کے گھر اترا جس کے پاس عاتکہ بنت ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بنا عبد مناف تھی۔ اس نے اس کی میزبانی اور عزت کی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف (لوگوں کو) ابھارنے لگا اور اشعار سنانے لگا اور قلیب والوں میں کے ان قریش پر جو بدر میں قتل ہوئے تھے مرثیے کہنے لگا۔ اسی نے کہا:۔

طَحَنَتْ رَحَى بَدْرٍ لِمَهْلَكِ أَهْلِهِ ۔۔۔ وَلِمِثْلِ بَدْرٍ تَسْتَهِلُّ وَتَدْمَعُ

بدر کی چکی (جنگ) اپنے ہی لوگوں کو برباد کرنے کے لیے چلی اور ہر برکت و نعمت پر (آنکھیں) آنسو بہاتی اور بہتی رہتی ہیں۔

فَلَتَبْكِ نِسَاءُ النَّاسِ مَنْ فَقَدَتْ بِهِ ۔۔۔ لَا تَبْعَثُوا إِنَّ الْمَنُونَ تَصَرَّعُ ۱۳۲

لوگوں کی عورتیں اپنے ہی جو لوگوں کو کھو کر قبل سے رو

(تو) بعید (از قیاس) نہ سمجھو کیونکہ بادشاہ بھی پچھڑ جاتے ہیں۔

كَمْ قَدْ أُصِيبَ بِهِ مِنْ أَبْيَضَ مَاجِدٍ ذِي بَهْجَةٍ تَأْوِي إِلَيْهِ الْعَيْلَمُ

کتنے شریف گورے چہرے اور رونق والے مصیبت میں
مبتلا ہوئے ہیں جن کے پاس نادار پناہ لیا کرتے ہیں۔

كَمْ قَدْ أُصِيبَ بِهِ مِنْ أَبْيَضَ مَاجِدٍ ذِي بَهْجَةٍ تَأْوِي إِلَيْهِ الْعَيْلَمُ

كَمْ قَدْ أُصِيبَ بِهِ مِنْ أَبْيَضَ مَاجِدٍ ذِي بَهْجَةٍ تَأْوِي إِلَيْهِ الْعَيْلَمُ

كَمْ قَدْ أُصِيبَ بِهِ مِنْ أَبْيَضَ مَاجِدٍ ذِي بَهْجَةٍ تَأْوِي إِلَيْهِ الْعَيْلَمُ

كَمْ قَدْ أُصِيبَ بِهِ مِنْ أَبْيَضَ مَاجِدٍ ذِي بَهْجَةٍ تَأْوِي إِلَيْهِ الْعَيْلَمُ

كَمْ قَدْ أُصِيبَ بِهِ مِنْ أَبْيَضَ مَاجِدٍ ذِي بَهْجَةٍ تَأْوِي إِلَيْهِ الْعَيْلَمُ

مجھے خبر ملی ہے کہ ابو حکیم کے قتل کے سبب سے تمام بنی لبغرو
کی ناک کٹ گئی، اور ذلیل و خوار ہو گئے۔

وَابْنَا رَبِيعَةَ عِنْدَهُ وَمُنَبِّهٌ مَا نَالَ مِثْلَ الْمُهْلَكِينَ وَتُبِّعُ

اور ربیعہ کے دونوں بیٹے بھی اسی کے پاس (پہنچ گئے)
اور منبہ بھی۔ (یہ) مقتولین (ایسے تھے کہ کسی نے) ان لوگوں
کے سے (رتبے یا صفات) حاصل نہیں کیے اور (نہ) تبع نے۔

نُبِّئْتُ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامِهِمْ فِي النَّاسِ يَبْنِي الصَّالِحَاتِ وَيَجْمَعُ

مجھے خبر ملی ہے کہ ان میں کا حارث بن ہشام لوگوں میں نیک
کام کر رہا ہے اور (لوگوں کو) جمع کر رہا ہے۔

لِيَنُوءَ يَثْرِبَ بِالْجُمُوعِ وَإِنَّمَا يَحْمِي عَلَى الْحَسَبِ الْكَرِيمِ الْأَرْوَعُ

تاکہ جتھوں کو لے کر یثرب سے مقابلہ کرے اور (سچ تو
یہ ہے کہ) آبائی شرافت کی حفاظت شان و شوکت وہی کیا کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس قول "تبع" اور "سی بسخطهم" کی روایت
ابن اسحٰق کی نہیں بلکہ دوسروں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر حسان بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ نے اس کا
جواب دیا اور کہا:—

أَبْكَادُ كَعْبٌ ثُمَّ عُلَّ بِعَبْرَةٍ مِنْهُ وَعَاشَ مُجَدَّعًا لَا يَسْمَعُ

کعب نے اس کا مرثیہ کہا اور پھر اس کو آنسوؤں کے گھونٹ
دوبارہ پلائے گئے اور اس نے ذلت میں (ایسی) زندگی بسر کی کہ
وہ سنتا ہی نہیں۔

وَلَقَدْ رَأَيْتُ بِبَطْنِ بَدْرٍ مِنْهُمُ قَتْلَى تَنُحُّ لَهَا الْعُيُونُ وَتَدْمَعُ

میں نے ان اونٹی بدریین کے ایسے مقتول دیکھے جن کے لیے
آنکھیں رو رہی ہیں اور آنسوؤں کا تار بندھ گیا ہے۔

فَابْكِي فَقَدْ أَبْكَيْتَ عَبْدَانِعًا ... شِبَاهَ الْكُلَيْبِ إِنَّ الْكُلَيْبَ تَبَّعُ

تو نے کینے غلاموں کو نوحہ (بہت کچھ) رلایا (اب تو رو)
جس طرح کم عمر کتیا کے بعد آواز نکالتا ہے۔

۴۳۴ وَلَقَدْ شَفَى الرَّحْمَنُ مِنَّا سَيِّدًا ... وَأَهَانَ قَوْمًا قَاتَلُوهُ وَضَيَّعُوا

اور ہمارے سردار کے دل کو جن نے تسکین فرما دی۔
جن لوگوں نے اس سے جنگ کی انہیں ذلیل و خوار کیا اور وہ پچھتائے گئے۔

وَنَجَا وَأَفْلَتَ مِنْهُمُ مَنْ قَلْبُهُ ... شَتَّى يَظَلُّ خَوْفَهُ يَتَصَدَّعُ

اور ان میں سے جو شخص بچ نکلا اور بھاگ گیا اس کے دل میں آگ بھڑک رہی ہے
اور اس (ہمارے سردار) کے خوف سے پھٹا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر کو حسان کے ان اشعار سے انکار ہے، ان کا قول "ابکاء کعب" کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مسلمانوں میں کی ایک عورت سے جو بنی نجار میں کی تھی اور یہ لوگ بنی امیہ بن زید کے حلیف تھے اور یہ عورت ام کعب کے نام سے مشہور تھی۔ کعب کے جواب میں کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام میمونہ بنت عبد اللہ تھا۔ اکثر علماء شعر کعب کے ان اشعار سے انکار کرتے ہیں اور کعب بن اشرف کے ان اشعار سے بھی انکار کرتے ہیں جو اس نے جواب میں کہے ہیں۔

تَحَنَّنَ هٰذَا الْعَبْدُ كُلَّ تَحَنُّنٍ ... يُبَكِّي عَلَى قَتْلَى وَلَيْسَ بِنَائِبِ

اس غلام نے مقتولوں پر بے تکلف بہت کچھ آہ و زاری کی
کہ (دوسروں کو) رلائے حالانکہ حقیقت میں وہ غمزدہ نہیں ہے۔

بَكَتْ عَيْنُ مَنْ بَكَّى لِبَدْرٍ وَأَهْلِهِ ۲۳۵ وَعُلَّتْ بِمَثْنَاةٍ لُؤَيَّ بْنَ غَالِبِ

بدر اور بدر والوں پر جن کو اس نے رلایا ان کی آنکھ تر ہے
بنی لؤی بن غالب والوں کو تو اس نے آنسوؤں کے دہرے گھونٹ
پلائے گئے۔

فَلَيْتَ الَّذِينَ ضُرِّجُوا بِدِمَائِهِمْ يَرَى مَآبَهُمْ مَنْ كَانَ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ

کاش جو لوگ اپنے خون میں لتھڑ گئے ان لوگوں کی مآل کو
دیکھتے جو مکہ کے پہاڑوں کے درمیان ہیں۔

فَيَعْلَمَ حَتْمًا يَقِينًا وَيُبْصِرُوا مَجَرَّهُمْ فَوْقَ اللَّحَى وَالْحَوَاجِبِ

تو انہیں حقیقی و یقینی علم ہوتا اور وہ ان کی داڑھیوں اور
بھوؤں کے بل گھسیٹے جانے کو دیکھ لیتے۔

تو کعب بن اشرف نے اس کے جواب میں کہا:۔

أَلَا أَبْلِغَا عَنِّي كُعَيْبًا لِتَسْمَعُوا عَنِ الْقَوْلِ يَأْتِي مِنْهُ غَيْرَ مُشَارِبِ

سنو! تم اپنے نادانوں کو ڈانٹو تاکہ ایسی بات سے قبیح
رہو جو نامناسب حالات پیدا کرتی ہے۔

أَتَشْتُمُنِي أَنْ كُنْتُ أَبْلِي بِعَبْرَةٍ لِقَوْمٍ أَتَانِي وُدُّهُمْ غَيْرَ كَاذِبِ

یہ دو آنسو جو تم بہا رہے ہو اس کی وجہ سے میں اس قوم
سے جس کی محبت میرے ساتھ جھوٹی نہیں ہی ہے۔

فَإِنْ يَكُ بِالْبَطْحَاءِ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَإِنَّ بِأَجْيَادٍ لَنَا مِنْهُمُ صَاحِبِ

اگر بطحاء میں ان کی ایک جماعت ہے تو اجیاد میں ہمارا
بھی ایک ساتھی ہے۔

اچھائیوں کو یاد کرتا (ہی) رہوں گا جن کی شان و شوکت منازل کہنہ سے ظاہر ہے۔

۴۳۶ لَعَمْرِي لَقَدْ كَانَ مُرَيْدٌ بِمَعْزِلٍ عَنِ الْخَيْرِ وَحَالَتْ وُجُوهُ الثَّعَالِبِ

اپنی عمر کی قسم بے شبہ قبیلہ مرید برائی سے الگ تھلگ تھا
لیکن اب اس نے اپنا رنگ (ہی) بدل دیا۔ لومڑیوں کے (سے)
(ان) چہرے والوں کی توہین (بہت ہی) مذمت کرتا ہوں۔

فَحَقَّ مُرَيْدٍ أَنْ تُجَدَّعَ أُنُوفُهُمْ بِشَتْمِهِمُ حَيَّيْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ

حیی بن غالب کے دو قبیلوں کو برا بھلا کہنے کے سبب سے
بنی مرید اس بات کے سزاوار ہو گئے ہیں کہ ان کی ناکیں کٹ جائیں
(اور وہ ذلیل و خوار ہوں)

وَهَبْتُ نَصِيبِي مِنْ مُرَيْدٍ لِجَعْدَرٍ وَفَاءً وَبَيْتُ اللَّهِ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ

اللہ کے اس گھر کی قسم جو مکے کے پہاڑوں کے درمیان ہے!
وفاداری کے لحاظ سے بنی مرید (سے بدلہ لینے) کا اپنا حق میں نے
بنی جعدر کو دے دیا۔

اس کے بعد کعب بن اشرف مدینہ واپس ہوا اور مسلمان عورتوں سے متعلق عاشقانہ شعر کہے اور ان (کے دل) کو تکلیف پہنچائی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جیسا کہ عبداللہ بن مغیث نے مجھ سے بیان کیا ہے:
مَنْ لِي بِابْنِ الْأَشْرَفِ۔ (کعب بن اشرف (کی خبر لینے) کے لئے
میرے آگے (پیامی) بھرتا) ہے۔ تو بنی عبدالاشہل والے محمد بن مسلمہ نے کہا:
یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کی خاطر اس (کام) کے لیے (تیار
ہوں۔ میں اس کو قتل کر ڈالتا ہوں۔ فرمایا فَافْعَلْ إِنْ قَدَرْتَ عَلَى ذَلِكَ۔ (اگر تم
اس پر قدرت حاصل ہو جائے، تو (ایسا ہی) کرو۔ تو محمد بن مسلمہ (وہاں سے
واپس ہوئے، اور تین دن تک اس حالت میں رہے کہ بجز سد رمق کے نہ کچھ

اور نہ کچھ پیتے تھے، اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا، تو آپ نے انھیں بلوایا، اور ان سے فرمایا:۔

لِمَ تَرَكْتَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ کھانا پینا تم نے کیوں چھوڑ دیا۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے یک بات آپ سے عرض تو کر دی لیکن مجھے خبر نہیں کہ میں اپنا وعدہ پورا بھی کر سکوں گا یا نہیں۔ فرمایا۔

إِنَّمَا عَلَيْكَ الْجُهْدُ۔ تمہارے ذمے بس کوشش ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ۲۳۷
ہمیں ضرورت ہے کہ (بعض واقعہ کے خلاف باتیں) کہیں۔ فرمایا:۔

قُولُوا مَا بَدَا لَكُمْ فَأَنْتُمْ فِي حِلٍّ مِنْ ذٰلِكَ۔ جو تمھیں مناسب معلوم ہو کہو کہ تمھیں ایسی باتیں جائز ہیں۔ غرض اس کے قتل کے لیے محمد بن مسلمہ اور سلکان بن سلامۃ بن وقش جو بنی عبد الاشہل میں کے تھے اور ان کی کنیت ابو نائلہ تھی ورود کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی تھے اور عباد بن بشر بن وقش عبد الاشہل ہی میں کی ایک فرد اور الحارث بن اوس بن معاذ بنی الاشہل ہی میں کے، اور بنی عارثہ میں کے ابو عبس بن جبر (یا بجیر) نے اتفاق کیا اور ابو نائلہ سلکان بن سلامۃ کو دشمن خدا کعب بن اشرف کی طرف پہلے روانہ کیا۔ وہ اس کے پاس پہنچے، اور گھنٹہ بھر (تک) اس سے (ادھر ادھر کی) باتیں کرتے رہے۔ ایک دوسرے کو اشعار سناتا رہا۔ ابو نائلہ بھی شعر کہا کرتے تھے۔ پھر انھوں نے کہا افسوس اے ابن اشرف میں تیرے پاس ایک ضرورت سے آیا تھا میں اسے بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن میری بات راز میں رہے۔ اس نے کہا ہو تو انھوں نے کہا اس شخص کا آنا ہمارے لیے ایک بڑی مصیبت بن گیا ہے اس کی وجہ سے عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور ایک ہی کمان سے وہ ہمیں تیر مار رہے ہیں (یعنی سب مل کر ہمارے مخالف ہو گئے ہیں)، اور ہماری راہیں منقطع ہو گئی ہیں یہاں تک کہ (ہمارے) بال بچے برباد ہو رہے ہیں اور جانوں پر آ بنی ہے۔ اور ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہم اور ہمارے بال بچے آفت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

کعب نے کہا میں اشرف کا بیٹا ہوں۔ اے ابن سلامۃ! خدا کی قسم میں اس سے پہلے بھی یہ بات تجھ کو جتاتا رہا ہوں اور اس کا یہی نتیجہ ہونے والا ہے

اس کے بعد سکان نے اس سے کہا میں چاہتا ہوں کہ کچھ غلہ تمہارے ہاتھ فروخت کر اور ہم تیرے پاس (کچھ نہ کچھ) رہن رکھیں گے اور تیرے بھروسے کے قابل ہو کہیں گے (رہن رکھیں) اس میں تو مجھ احسان بھی کرنا۔ اس نے کہا کیا تم اپنے بچوں کو رہن رکھو گے۔ کہا تو تو ہمیں رسوا کرنا چاہتا ہے۔ میرے ساتھ اور میرے دوست ہیں جن کی رائیں میری رائے کے موافق ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ انھیں تیرے پاس لاؤں ان کے ہاتھ بھی تو (غلہ) فروخت کرا اور اس میں کچھ مہربانی بھی ہو۔ تیرے پاس ہتھیار (تنے) ہتھیار رہن رکھیں گے جن سے اس کی قیمت پوری ہو سکے۔ (اس طرح) سکان نے یہ چاہا کہ جب وہ ہتھیار (لگائے) آئیں تو یہ چونک نہ پڑے۔ پھر سکان نے انھیں یہ پوری خبر سنائی اور ان سے کہا کہ ہتھیار سے لیں اور چلیں۔ غرض وہ (ہتھیار لے کر) اس کے پاس جمع ہوئے اور پھر سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۴۳۸ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کا قول ہے کہ اس نے کہا کیا تم اپنی عورتیں میرے پاس کس طرح رکھ سکتے ہیں حالانکہ تو اہل یثرب میں سب سے زیادہ جوانی (کی قوت) رکھنے والا اور سب سے بڑھ کر خوشبو میں بسا ہوا ہے۔ اس نے کہا کیا اپنے بچوں کو رہن رکھو گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن زید نے عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے۔ پھر انھیں بھیجتے فرمایا:

اِنْطَلِقُوْا عَلٰی اسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَعِنْھُمْ اللہ کے نام پر چلے جاؤ اے خدا ان کی اعانت فرما۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیت الشرف تشریف لائے اور وہ چاندنی رات تھی وہ سب چلتے رہے اس کی گرہی تک پہنچ گئے اور ابو نائلہ نے اس کو آواز دی (اس کی آواز سن کر) تھوڑا ہی زمانہ ہوا تھا (اور زن کر) اپنے لحاف میں سے نکل پڑا تو اس کی

عورت نے اس کا کمان پکڑ لیا اور کہا تم تو جنگی آدمی ہو اور جنگی لوگ ایسے وقت نیچے نہیں اترا کرتے۔ اس نے کہا یہ ابو نائلہ ہے۔ اگر مجھے سوتا پاتا تو بیدار نہ کرتا۔ اس کی عورت نے کہا بخدا مجھے اس کی آواز میں شرارت معلوم ہو رہی ہے راوی نے کہا کہ کعب کہنے لگا جوان مرد تو وہ ہے جو نیزہ بازی کے لیے بھی بلایا جائے تو قبول کرے۔ اس کے بعد وہ اترا اور ان کے ساتھ تھوڑی دیر باتیں کرتا رہا اور وہ بھی اس کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ پھر انھوں نے کہا اے ابن اشرف شعب العجوز تک چلنے کے لیے کیا تمھارے پاس (اتنا وقت ہے کہ آؤ رات کا باقی حصہ وہاں بات چیت میں بسر کریں۔ اس نے کہا اگر تم چاہو۔ پھر وہ سب چلتے ہوئے نکلے اور تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ پھر ابو نائلہ نے اس کے بالوں میں اپنا ہاتھ ڈالا اور کہا میں نے مشک سے مہکنے والی آج کی رات سے زیادہ کسی کوئی رات میں نے نہیں دیکھی پھر تھوڑی دیر چلے اور دوبارہ ویسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو گیا۔ پھر کچھ دیر چلے اور وہی کیا اور اس کے سر کے بال پکڑ لیے اور کہا دشمن خدا کو مار۔ ان سبھوں نے اس پر حملہ میں لگائیں (مگر تلواریں) ایک دوسرے پر پڑنے لگیں اور کچھ کارگر نہ ہوئیں۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ ہماری تلواریں کارگر نہیں ہو رہی ہیں تو اس وقت مجھے اپنی چھرکی یاد آئی جو میری تلوار ہی میں تھی۔ میں نے اسے لیا اور اس دشمن خدا نے ایک چیخ ماری کہ ہمارے اطراف کی گڑھیوں میں سے کوئی گڑھی (ایسی باقی نہ رہی جس پر آگ نہ روشن ہو گئی ہو۔ انھوں نے کہا میں نے اس چھری کو اس کی ناف کے نیچے رکھ کر پوری قوت سے کام لیا یہاں تک کہ وہ ناف سے نیچے کے حصے تک پہنچ گئی اور دشمن خدا گر پڑا اور حارث بن اوس بن معاذ بھی زخمی ہو گئے کسی کے پاؤں میں زخم آئے جس پر ہماری ہی تلواریں لگی تھیں۔ کہا کہ پھر ہم چلے اور بنی امیہ بن زید اور بنی قریظہ اور بجاث (کے مقامات) پر رکتے ہوئے حرۃ العریض تک چڑھ گئے۔ اور ہمارا ساتھی حارث بن اوس پیچھے رہ گیا وہ خون بہنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا آخر ہمارے کچھ تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد ہم نے اس کے نشانات دیکھتے ہوئے ہمارے پاس پہنچ گیا۔ ہم نے کہا پھر تو ہم سے جس کو ہم نے

۴۳۹

[illegible] نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کو سلام کیا تو باہر [illegible] یہودیوں نے شرارت کی ہے۔ ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی خبر دی اور اپنے ساتھی کے زخم پر لپٹا (مبارک) لگا دیا اور وہ اور ہم سب اپنے اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آئے اور جب ہم نے صبح کی (تو دیکھا) اس دشمن خدا پر ہمارے گزشتہ حملے کی وجہ سے یہود خوف زدہ ہیں۔ وہاں سے ہر ایک یہودی کو اپنی جان کا ڈر لگا ہوا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد کعب بن مالک نے یہ شعر کہے۔

فَغُودِرَ مِنْهُمْ كَعْبٌ صَرِيعًا ... فَذَلَّتْ بَعْدَ مَصْرَعِهِ النَّضِيرُ

آخر ان میں سے کعب پچھاڑ دیا گیا اور اس کے پچھڑنے کے بعد بنی نضیر ذلیل ہو گئے۔

عَلَى الْكَفَّيْنِ ثَمَّ وَقَدْ عَلَتْهُ ... بِأَيْدِينَا مُتَهَّرَةٌ ذُكُورُ

وہ وہاں ہتھیلیوں کے بل پڑا تھا اور ہماری ہاتھ کی بر ہنہ تیز تلواریں اس پر چھائی ہوئی تھیں۔

وَأَثْرِبْ إِذْ دَسَّ لَيْلًا ... إِلَى كَعْبٍ أَخَا كَعْبٍ بَنِيرُ

(وہ وقت یاد کرو) جب محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم سے بنی کعب کا یک شخص رات کے وقت خفیہ طور پر کعب (بن اشرف) کی طرف چلا جا رہا تھا۔

فَمَكَّرَهُ فَنَزَلَ بِهِ سَكِينٌ ... وَمَحْمُودٌ أَخُو ثِقَةٍ جَسُورُ

پس اس نے اس کے ساتھ چالبازی کی اور پھر سازش سے اس کو مارا اور وہ اپنی ذات پر بھروسہ کرنے والا اور جرأت والا تھا۔

قابل تعریف ہوتا ہے۔

۴۴۰ ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں جو جنگ بنی النضیر کے متعلق ہے ان شاء اللہ اس جنگ کے بیان میں ہم اس کا ذکر کریں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن الاشرف اور سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے ذکر میں حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

لِلّٰهِ دَرُّ عِصَابَةٍ لَاقَيْتَهُمْ ... يَا ابْنَ الْحُقَيْقِ وَأَنْتَ يَا ابْنَ الْأَشْرَفِ

اے ابن حقیق اور اے ابن الاشرف! تو نے جس جماعت کا مقابلہ کیا اس جماعت کی جزائے خیر اللہ (تعالیٰ) ہی کے ہاتھ ہے۔

يَسْرُونَ بِالْبِيضِ الْخِفَافِ إِلَيْكُمْ ... مَرَحًا كَأُسْدٍ فِي عَرِينٍ مُغْرَفِ

(جو) سفید (چمکتی ہوئی) ہلکی (تلواریں) لیے ہوئے گھنی جھاڑی کے شیروں کی طرح اکڑتے ہوئے تم لوگوں کی طرف جا رہے تھے۔

حَتَّى أَتَوْكُمْ فِي مَحَلِّ بِلَادِكُمْ ... فَسَقَاكُمُ حَتْفًا بِبِيضٍ ذُفَّفِ

حتیٰ کہ وہ تمہارے پاس تمہاری بستیوں کے مکانوں میں آئے اور سفید (چمکتی ہوئی) تیزی سے قتل کرنے والی (تلواروں) سے تمہیں موت (کا پیالہ) پلا دیا۔

مُسْتَنْصِرِينَ لِنَصْرِ دِينٍ بَيْنَهُمْ ... مُسْتَصْرِخِينَ لِكُلِّ أَمْرٍ مُجْحِفِ

(جو) اپنے بنی کے دین کی مدد کے لیے ایک دوسرے کی امداد کے طلب گار تھے (اور) جان و مال کو تباہ کرنے والے ہر ایک حادثہ کو قریب بلانے والے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ سلام بن ابی الحقیق کے قتل کا واقعہ ان شاء اللہ

منقطع ہے کیونکہ زہری اور ابن سعد کے قول کے مطابق
"وفد" کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی ہے۔

(illegible)

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —
جو یہود کے تاجروں میں سے تھا اور ان سے خلا ملا رکھتا اور خرید و فروخت
فسخ پاؤ اس کو قتل کر دو۔ اس لیے محیصہ بن مسعود نے
ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ
حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس کہتے ہیں۔
ابن سُنینہ پر حملہ کر دیا —
ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ سُبینہ کہتے ہیں۔
جو یہود کے تاجروں میں تھا اور ان سے خلا ملا رکھتا اور خرید و فروخت
کرتا تھا۔ اور انھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ وہ حویصہ سے اس وقت
اسلام نہیں لایا تھا اور وہ حویصہ سے عمر میں بڑا تھا۔ جب انھوں نے
اس کو قتل کر دیا تو حویصہ کہنے لگے اور کہنے لگے
کو قتل کیا کہ اس کی قسم اس کے مال میں سے کچھ
(illegible) گی۔ محیصہ نے کہا کہ
قتل کا حکم دیا ہے کہ اگر وہ
(illegible)
(illegible)
(illegible)

عجیب چیز ہے۔ پس حویصہ نے بھی اسلام اختیار کر لیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یہ روایت بنی حارثہ کے آزاد کردہ [illegible] سنائی اور اس نے محیصہ کی بیٹی سے اور اس نے اپنے باپ محیصہ سے سنا۔ محیصہ نے اسی کے متعلق کہا ہے۔

يَلُومُ ابْنُ أُمِّي لَوْ أُمِرْتُ بِقَتْلِهِ ... لَطَبَّقْتُ ذِفْرَاهُ بِأَبْيَضَ قَاضِبِ

میرے ماں کا بیٹا (میرا بھائی) ملامت کرتا ہے اگر میں یہ کہ میں نے ابن سبینہ کو قتل کر دیا حالانکہ اگر مجھے خود اس کے قتل کا بھی حکم دیا گیا ہوتا تو اس کے کانوں کے پیچھے کی دونوں ہڈیوں سفید پتلی ہوتی [illegible] کاٹ دوں۔

حُسَامٍ كَلَوْنِ الْمِلْحِ أَخْلَصَ صَقْلَهُ ... [illegible] أَدِيمٍ صَارِمٍ مُتَقَارِبِ

[illegible] تلوار سے جو [illegible] فالص ہو جب میں اسے [illegible] تو [illegible]

فَمَا سَرَّنِي أَنِّي قَتَلْتُكَ طَائِعًا ... وَأَنَّ لَنَا مَا بَيْنَ يَثْرِبَ وَالْغَرْبِ ۲۴۲

[illegible] جسے کہ [illegible] کہ میں نے [illegible]

[illegible] قتل کر دوں اور [illegible] میرے اور تیرے ہمدرد [illegible] درمیان

[illegible] اور مغرب کے [illegible]

ابن ہشام نے کہا کہ [illegible] ابو عبیدہ نے [illegible] کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب [illegible] فتح کیا ہوئے تو آپ نے ان میں سے چار مرد اور چھ عورتوں کے قتل کا حکم دیا [illegible] اور وہ گانے والی لونڈیوں میں سے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے [illegible] حکم فرمایا تھا [illegible]

گردنیں مارنے لگے اور اس سے انھیں مسرت ہو رہی تھی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خزرجیوں کو ملاحظہ فرمایا کہ ان کے چہروں پر مسرت پائی ہوئی ہے اور بنی الاوس کو ملاحظہ فرمایا کہ ان پر وہ اثر نہیں ہے تو آپ کے خیال فرمایا کہ یہ بات اس عہد و پیمان کے سبب سے ہے جو اوس و خزرج میں تھا اور بنی قریظہ میں کے صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے تو آپ اوس کے لوگوں کے حوالے (اس طرح) فرمایا کہ اوس کے دو دو آدمیوں کو بنی قریظہ کے ایک ایک آدمی عطا فرمایا اور فرمایا ۔

لِيَضْرِبْ فُلَانٌ وَلْيُذَفِّفْ فُلَانٌ

کہ فلاں شخص بسمل کرے اور فلاں ختم کر دے ۔

انھیں عطا فرمائے ہوئے یہود میں کعب بن یہوذا بھی تھا جو بنی قریظہ میں بڑے رتبے والا تھا ۔ اس کو محیصہ بن مسعود اور ابو بردہ بن نیار کے حوالے فرمایا ۔ اور یہ ابو بردہ وہی ہیں جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی کہ وہ قربانی میں ایک سال کا بکر ذبح کریں ۔ اور فرمایا :-

لِيَضْرِبْهُ مُحَيِّصَةُ وَلْيُذَفِّفْ عَلَيْهِ أَبُو بُرْدَةَ

کہ محیصہ اس کو بسمل کریں اور ابو بردہ اس کا خاتمہ کر دیں ۔

تو محیصہ نے اس پر ایسا (اوچھا) وار کیا کہ اس کو پورا کاٹ نہ سکے اور ابو بردہ نے اس کا خاتمہ کر دیا ۔ تو حویصہ نے جو اس وقت کافر تھے اپنے بھائی محیصہ سے کہا ۔ کیا تو نے کعب بن یہوذا کو قتل کر دیا ۔ اس نے کہا ہاں ۔ حویصہ نے کہا کہ سن بخدا تیرے پیٹ میں اس کے مال سے بہت کچھ چربی پیدا ہوئی ہوگی ۔ اے محیصہ تو بڑا سفلہ ہے ۔ تو محیصہ نے اس سے کہا کہ مجھے اس کے قتل کرنے کا ایسی ذات (مبارک) نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا بھی حکم فرمائے تو میں تجھے بھی ضرور قتل کر دوں ۔ اس کو اس کی اس بات سے بڑا تعجب ہوا اور اسی تعجب کی حالت میں وہ کہنے

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ رات بھر جاگتا رہا اور اپنے بھائی محیصہ کی بات پر
۴۴۲ تعجب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی تو وہ سُنّے لگا۔ واللہ بے شبہ (حقیقی)
دین یہی ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام اختیار
کر لیا اور اسی کے متعلق محیصہ نے وہ ابیات کہے، جنھیں ہم نے لکھ دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام بحرین سے
تشریف آوری کے بعد (رمادہ) جمادی آلاخرہ۔ رجب۔ شعبان اور رمضان میں رہا۔
اور قریش نے ماہ شوال سنہ ۳ ہجری میں آپ سے (مقام) احد میں جنگ کی۔

تمت

صحت نامہ

سیرت ابن ہشام
حصۂ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۷	اپ	اب
۱۴	۶	خذری	خدری
۱۸	۵	کھا	دکھا
۱۸	۹	ہ	نے
۳۲	۸	اکلتم خبزکم وخریرکم	اکلتم خبزکم وحریرکم
۳۵	۱۶	پرچھا	برچھا
۴۲	۸	بوایا	بلوایا
۴۲	۸	لو	تو
۴۴	۱۶	نیں	ہیں
۴۹	۱۴	لاشندہ	باشندہ
۶۱	۸	اٹھ	اٹھ
۷۰	۶	گارڈی	گارڈی
۷۵	۹	میرے	میری
۷۵	۱۵	آتا ہو تو	آتا تو
۷۶	۲	پہنچانتے	پہچانتے
۸۲	۵	المراد القیس	امراء القیس
۸۵	۱۱	رفاغہ	رفاعہ
۹۱	۱۶	وابو البختری	وہ ابو البختری
۹۲	۱۰	نو	تو
۹۸	۱۵	دھبیاں	دھمان
۱۰۰	۲۲	تابت	ثابت
۱۰۴	۴	نوار	نوالہ
۱۰۹	۲	پرچھوں	برچھوں
۱۲۰	۱۲	کی	گی
۱۲۶	۱۳	ابوخربی	ابوخولی
۱۲۷	۵	مرثبہ	مرثیہ
۱۲۹	۱۹	۰	صلی اللہ
۱۳۱	۲۳	س	اس
۱۳۲	۹	گہاں	کہاں
۱۳۶	۱۰	معی	معنی
۱۳۸	۱۸	وئل	وائل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۲	۲۰	سفد	سعد	۳۰۵	۵	عمر	عمر
۱۶۴	۱۰	تے	نے	۳۴۲	۱۵	کالانی	کالانتی
۱۷۱	۱۳	حاشہ	حاشیہ	۳۷۴	۲۱	۰	نے
۱۹۹	۲	ابن غمرد	ابن عمرد	۴۷۸	۱۰	تحارت	تجارت
۲۱۹	۱۰	زمد	زید	۵۷۸	۱۴	ن کا	ان کا
۲۵۳	۲۳	قَل	قُلْ	۵۸۵	۱۶	عزص	غرض
۳۰۲	۹	۰	کو نہیں	۶۰۹	۱۶	اور	ہ
۳۰۵	۱	فرشے	فرشتے	۶۶۸	۶	مخصہ	مخیصہ

اشرف بہشتی زیور (عکسی)
مولانا اشرف علی تھانوی -/۳۰ روپے

الوحی المحمدی
مترجم سید رشید احمد ارشد -/۱۵ روپے

ایک اسلام
ڈاکٹر غلام جیلانی برق

اللہ کی عادت
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۶ روپے

اسلام۔صراط مستقیم
ترجمہ غلام رسول مہر -/۱۸ روپے

اسلامی مملکت و حکومت کے بنیادی اصول
مصنف محمد اسد ترجمہ غلام رسول مہر
-/۸ روپے

رمز ایمان
غلام جیلانی برق -/۹ روپے

من کی دنیا
غلام جیلانی برق -/۱۲ روپے

اصلاحات کبریٰ
رفیق دلاوری -/۱۵ روپے

خدا ہمارے ساتھ ہے
ترجمہ مولانا صلاح الدین احمد
۴/۵۰ روپے

مذہب کیوں
محمد شریف ۔ ایم ۔ اے -/۳ روپے

اسلامی حقوق و فرائض
ادارہ تصنیف و تالیف ۵۰/۷ روپے

قرآنی اخلاق
عبدالصمد صا -/۴ روپے

نوادر النوادر
مولانا اشرف علی تھانوی -/۳۵ روپے

بہار شریعت کامل مجلد
مولانا امجد علی -/۶۰ روپے

بھائی بھائی
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۱۰ روپے

تذکرہ حسینی
علم الدین قادری -/۵ روپے

الفاطمہ
ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر -/۲۰ روپے

جزیہ اور اسلام
ترجمہ غلام رسول مہر -/۱۰ روپے

جہاں نو
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۵ روپے

حروف محرمانہ
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۱۲ روپے

خطبات بدر
ادارہ تصنیف و تالیف

دو قرآن
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۱۰ روپے

دو اسلام
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۱۲ روپے

فاسفیان اسلام
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۱۲ روپے

فرمان روایان اسلام
ڈاکٹر غلام جیلانی برق ۱۳/۵۰ روپے

عماد الدین
ابو القاسم دلاوری -/۱۸ روپے

حروف آخر
ابو یحییٰ امام خاں -/۴ روپے

کیمیائے سعادت
حضرت امام غزالی ترجمہ سید نائب
حسین نقوی -/۳۰ روپے

غنۃ الطالبین
شیخ عبدالقادر جیلانی ترجمہ
امان اللہ خاں سرحدی -/۳۰ روپے

مصدقہ تحفۃ العوام کامل
نائب نقوی -/۶ روپے

الفاروق
شبلی نعمانی -/۱۵ روپے

غوث الاعظم
امان اللہ سرحدی ۵۰/۷ روپے

مرد مومن
ڈاکٹر میر ولی الدین -/۴ روپے

نہج البلاغت
خطبات و کلمات امیرالمومنین حضرت علی
ترجمہ و شرح نہج البلاغت
از رئیس احمد جعفری ، عبدالرزاق
ملیح آبادی ، سید مرتضیٰ حسین
فاضل لکھنوی -/۵۰ روپے

شیخ غلام علی اینڈ سنز ، پبلشرز ، کشمیری بازار ۔ لاہور
اردو بازار ۔ لاہور بندر روڈ ۔ کراچی ہسپتال روڈ ۔ حیدرآباد نذر باغ ۔ پشاور

مالکان علمی پرنٹنگ پریس ۔ لاہور